BROWN BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226172

UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست

کتاب جامع المہام من مذہب الشافعی رح فی الاحکام تالیف جلیل القدر حضرت حبیب محسن بن علوی بن الشیخ ابوبکر صاحب قبلہ اطال اللہ تبقاہ ودام النفعہ آمین

نمبر	صفحہ	مطلب	نمبر	صفحہ	مطلب
۱	۱	خطبہ کتاب	۱۲	۴	**فصل** اول ارکان اسلام کے بیان میں
۳	۷	اسم نسب مصنف	۱۲	۱۴	**فصل** دوسری ارکان ایمان کے بیان میں
۴	۱۲	**مقدمہ**	۱۲	۲۱	تنبیہ اسلام و ایمان کا معنی الخ
۴	۱۶	**فصل** اول فرضیت علم سیکھنے کے بیان میں	۱۳	۸	تنبیہ ثانی بعضے فقیران جاہلان گمراہان اپنے سر و مونچھ و داڑھی کو مونڈھوا کر الخ
۵	۶	**فصل** دوسری مسلمان ہونیکے بیان میں			
۵	۸	اول اسلام اصلاً الخ	۱۴	۲	فائدہ اہل قبلہ یعنے کلمہ گویان جب تک ان کے اسلام و ایمان میں خلل نہوا الخ
۷	۲۰	**فصل** تیسری بالغ ہونیکے بیان میں			
۹	۱	**فصل** چوتھی قواعد احکام شرع کے بیان میں الفرض واجب والسنتہ الخ	۱۴	۶	**فصل** تیسری عقاید کے بیان میں
			۱۴	۸	اصل اول ایمان لانا اللہ پر الخ
۱۰	۵	تکملہ شرط اور فرض اور رکن اور واجب یہہ چار لفظ الخ	۱۸	۲	اصل دوسری ایمان لانا فرشتون پر الخ
			۱۸	۱۳	اصل تیسری ایمان لانا کتابون پر الخ
۱۰	۱۳	تنبیہ وجہہ ورد تسلیل ان احکام بالا کی چار جائے سے پاسکتے ہین الخ	۱۹	۹	اصل چوتھی ایمان لانا رسولون پر الخ
			۲۱	۱۰	رسولونمیں سے پچیس کا نام قرآن مجید میں درج ہے انکا پہچاننا واجب ہے الخ
۱۰	۱۹	فائدہ چار مذہب برحق ہے الخ			
۱۲	۱	**باب اول اسلام و ایمان و عقاید کے بیان مین**	۲۱	۱۴	تنبیہ اگرچہ حضرات خضرؑ و ذوالقرنینؑ و لقمانؑ الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۲۱	۱۸	تکملہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ کا نسب شریف
		و دیگر احوال کا بیان الخ
۲۳	۱۹	صفت پیغمبرؐ الخ
۲۴	۵	زوجات پیغمبرؐ الخ
۲۴	۱۰	اولاد پیغمبرؐ الخ
۲۵	۴	خلافت کا بیان الخ
۲۷	۹	دوسرا زمانہ حکومت بنی امیہ الخ
۲۷	۱۴	تیسرا زمانہ حکومت بنی العباس الخ
۲۷	۱۶	زمانہ حکومت سلاطین آل عثمان الخ
۲۷	۲۰	زمانہ حکومت آصفیہ نظام الملک الخ
۲۸	۱۳	اصل پانچوں ایمان لانا روز قیامت پر الخ
۲۹	۱۱	قیامت کے چھوٹے نشانیان الخ
۳۰	۲	قیامت کے بڑے نشانیان الخ
۳۰	۲۱	اور کیفیت قیامت ہونیکی الخ
۳۴	۵	اصل چھٹی ایمان لانا اللہ کی تقدیر پر الخ
۳۴	۱۴	حکایت حضرت آدمؑ کی روح حضرت موسیٰؑ
		کی روح ہر ایک دوسرے سے مخاطب ہوئے الخ
۳۴	۱۹	بعضے فرقہ جنکو جبریہ کہتے ہین الخ
۳۵	۳	اور ایک فرقہ جنکو قدریہ کہتے ہین الخ
۳۶	۷	**باب دوسرا طہارت کے بیان مین**
۳۶	۹	**فصل اول پانی کے بیان مین**
۳۷	۳	توضیح قلتین الخ
۳۷	۲۰	مسئلہ پانی مطلق دو حال سے خالی نہین الخ
۳۸	۸	مسئلہ بے خون کے حیوان مثل سانپ بچھو
		مکھوڑا وغیرہ قلیل پانی مین یا دیگر پتلی چیز
		مین خود بخود گر کے مرین الخ
۳۸	۱۱	مسئلہ گھٹیا چیز مثل گھی و حلوہ وغیرہ مین
		چوہا یا دیگر خونذار حیوان گر کر مر جائے الخ
۳۸	۱۵	مسئلہ اگر کنوے مین چوہا یا بلی یا کتا یا گدھا
		وغیرہ گر کے مرے الخ
۳۸	۱۹	مسئلہ سوائے کتا و سور کے تمام حیوانات کا
		لعاب و نیٹ و آنسو و پسینہ پاک ہے الخ
۳۹	۲	مسئلہ پانی کے رہنے یا بہنے کی جائے قدرت
		سے رنگدار ہو الخ
۳۹	۷	مسئلہ قلیل یا کثیر پانی مین بسبب مجاورت
		یعنے نزدیکی کسی چیز سے بو بدل جائے الخ
۳۹	۱۱	**فصل دوسری سونا و چاندی و ریشم کے**
		استعمال کے بیان مین الخ
۴۰	۱	مسئلہ کسی برتن یا آلات پر سونا یا چاندی کا
		ملمع یا گلٹ الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۴۰	۴	استعمال ریشم
۴۰	۱۳	تنبیہ نابالغ لڑکا استعمال میں ان کے حکم میں داخل ہے الخ
۴۰	۱۷	**فصل** تیسری نجاست کے بیان میں
۴۱	۱۸	مسئلہ تمام مرے ہوئے حیوانات نجس ہیں سوائے آدمی الخ
۴۲	۱	مسئلہ جو حیوان مرنے بعد نجس ہوتے ہیں الخ
۴۲	۷	مسئلہ سوائے کتا و سور کے آدمی تمام حیوان کی منی پاک ہے الخ
۴۲	۱۴	مسئلہ نجاستوں سے کوئی چیز پھر پاک نہیں ہوسکتی سوائے خمر الخ
۴۲	۱۸	مسئلہ نجاست سے چند اشیاء کا عفو ہے الخ
۴۳	۷	مسئلہ گوند نکلوانا حرام ہے الخ
۴۳	۹	قاعدہ ہر امر کی تحقیق کو اوس کے اصلیت پر عمل ہوتا ہے الخ
۴۳	۱۲	قاعدہ دیگر نشہ وغیرہ نشہ کے اشیاء اس قاعدہ سے تمیز ہوسکتے ہیں الخ
۴۴	۳	**فصل** چوتھی قضاء الحاجہ کے بیان میں
۴۴	۱۶	مسئلہ اگر میدان یا جنگل میں حاجت پڑے تو قبلہ طرف منہ یا پیٹھ دینا حرام ہے الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۴۵	۵	مسئلہ ہر ایک شرمگاہ سے کوئی چیز نکلے تو استنجا کرنا واجب ہے الخ
۴۵	۱۲	مسئلہ شروط ذیل بغیر پانی صرف ڈیلوں سے استنجا کرنا کافی ہے الخ
۴۶	۱	مسئلہ اشیاء ذیل کے نکلنے سے نا پانی و نہ ڈیلوں سے استنجا کرنا واجب ہے الخ
۴۶	۴	**فصل** پانچویں وضو کے بیان میں اور وضو صحیح ہونیکے دس شروط ہیں الخ
۴۶	۱۶	مسئلہ وضو کے چھ فروض ہیں الخ
۴۷	۹	تنبیہ نیت دل کے ارادہ جو عمل کے ساتھی کو کہتے ہیں الخ
۴۷	۱۸	مسئلہ وضو کے سنتوں سے بارہ مؤکدہ ہیں الخ
۴۸	۱۷	تنبیہ گردن کا مسح کرنا اور اعضا کے دھونے اور مسح کرنیکے وقت کے دعائیں الخ
۴۹	۸	مسئلہ وضو کے مکروہات الخ
۴۹	۱۲	مسئلہ جس عبادت کیلئے وضو کرنا واجب ہے الخ
۴۹	۱۵	مسئلہ جن عبادت کے لئے وضو کرنا سنت ہے الخ
۵۰	۱	مسئلہ اشیاء ذیل اگرچہ مستحب و کارآمد ہے مگر اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں الخ
۵۰	۷	مسئلہ وضو چار چیز سے ٹوٹتا ہے الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۵۰	۱۴	مسئلہ وضو توٹنے سے چار چیز حرام ہوتے ہیں الخ
۵۱	۶	**فصل** چھٹی غسل کے بیان میں اور چھ چیز سے غسل واجب ہوتا ہے الخ
۵۱	۱۲	مسئلہ غسل کے شروط وہی جو وضو کے شروط ہیں الخ
۵۱	۱۵	مسئلہ ۲ غسل کے دو فرض ہیں الخ
۵۲	۴	مسئلہ ۳ غسل کے سنتیں یہ ہیں الخ
۵۲	۱۵	تنبیہ اگر بے وضو کی حالت میں غسل واجب ہوا الخ
۵۲	۱۹	مسئلہ ۴ غسل کے مکروہات یہ ہیں الخ
۵۲	۲۰	مسئلہ جس عبادت کیلئے غسل کرنا سنت ہے الخ
۵۳	۶	مسئلہ ناپاک بے غسل والے پر چھ چیز حرام ہے الخ
۵۴	۱	مسئلہ حائض و نفاس پر دس چیز حرام ہیں الخ
۵۴	۶	**فصل** ساتویں خفین کے مسح کے بیان میں الخ
۵۴	۲۱	**فصل** آٹھویں تیمم کے بیان میں الخ
۵۵	۱	مسئلہ عذر یعنی اسباب تیمم کرنیکے آٹھ ہیں الخ
۵۵	۱۸	مسئلہ ۲ تیمم کرنیکے سات شرط ہیں الخ
۵۶	۷	مسئلہ ۳ تیمم کرنیکے پانچ فرض ہیں الخ
۵۶	۱۲	فائدہ تیمم کی کیفیت اسطرح ہے الخ
۵۶	۱۸	مسئلہ ۴ تیمم کے سنتیں یہ ہیں الخ
۵۶	۲۱	مسئلہ ۵ تیمم کو باطل کرنیوالے یہ ہیں الخ
۵۷	۲	مسئلہ ۶ نماز کا حکم جو تیمم سے پڑھے جاتی ہے الخ
۵۷	۶	اما جو بوجہ مرہم ولیپ وغیرہ کے تیمم کرے الخ
۵۷	۱۶	تنبیہ اگر کوئی شخص بے وضو یا بے غسل ایسی جگہ میں پہنچے کہ وہاں پانی و نہ مٹی ملسکتی ہو الخ
۵۷	۲۱	**باب تیسرا نماز کے بیان میں**
۵۸	۱	**فصل** اول اذان و اقامت کے بیان میں
۶۱	۱۲	**فصل** دوہری نماز کے وقتوں کے بیان میں
۶۲	۱۸	قاعدہ وقت پہچاننے کا چار درجہ ہیں الخ
۶۳	۸	**فصل** تیسری نماز واجب ہونیکے بیان میں
۶۳	۱۹	مسئلہ نماز واجب ہو کر فوت ہوئی تو اوسکی قضا کرنا واجب ہے الخ
۶۴	۶	**فصل** چوتھی نماز صحیح ہونیکے بیان میں
۶۶	۰	نقشہ مکہ معظمہ و کعبہ شریف کے چوطرف کے ملکوں کے محرابان۔
۶۶		نقشہ تمام روئے زمین بطریق تخمینی۔
۷۰	۱۴	**فصل** پانچویں نماز کے ارکان کے بیان میں
۷۲	۱۵	فائدہ بعد ہر فرض نماز کے ذکر کرنا سنت موکدہ ہے الخ
۷۲	۱۸	**فصل** چھٹی نماز کے بعاض و سنتوں کے بیان میں
۷۳	۱۳	مسئلہ العاض نماز کے سات ہیں الخ
		مسئلہ ۲ نماز کے سنتیں بہت ہیں الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۷۶	۹	تنبیہ بعض ارکان کو دراز کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے الخ
۷۶	۱۹	تکملہ سنت ہے کہ نمازی کوئی چیز سامنے رکھکر نماز پڑھے الخ
۷۷	۹	مسئلہ نماز کے مکروہات بہت ہین الخ
۷۸	۷	تنبیہ ہر نماز بے سبب گذشتہ یا حال کی پانچ وقت مین پڑہنا حرام ہے الخ
۷۸	۱۴	**فصل** ساتوین نماز باطل ہونیکے بیان مین
۸۰	۱۹	**فصل** آٹھوین سجود السہو کے بیان مین
۸۲	۱۱	مسئلہ سجدہ تلاوۃ قرآن مجید مین چودا جائے ہین سنت ہے الخ
۸۳	۱۵	مسئلہ سجدہ شکر دو سبب سے سنت موکدہ ہے الخ
۸۴	۶	**فصل** نوین نماز جماعت کے بیان مین
۸۵	۷	مسئلہ شروط امام بننے کے گیارہ ہین الخ
۸۶	۸	تنبیہ بعد سلام کے امام کی حالت دیگر معلوم ہوی الخ
۸۶	۱۲	مسئلہ شروط مامومیت یعنے مقتدی بننے کی پانچ ہین الخ
۸۸	۵	مسئلہ پیش امام ہونیکے استحقاق چند مراتب پر موقوف ہے الخ
۸۹	۴	**فصل** دسوین سنت نمازون کے بیان مین

صفحہ	سطر	مطلب
۸۹	۶	پہلی قسم رواتب جو فرضون کے آگے پیچھے مرتب ہے الخ
۸۹	۱۴	دوسری قسم وقت وسبب والے نمازان الخ
۹۲	۵	تیسری قسم نفل مطلق جسکا کوئی سبب و نہ وقت مقرر ہے الخ
۹۲	۱۷	تنبیہ باقی نمازین جسکا رواج پھیلا ہوا ہے مثل عشرۂ محرم وغیرہ الخ
۹۳	۳	فائدہ تعریف بدعت الخ
۹۳	۱۷	تکملہ نمازونکی نیت اسطرح ہے الخ
۹۴	۸	**فصل** گیارہوین مسافر کی نماز کے بیان مین
۹۷	۷	**فصل** بارہوین جمعہ کی نماز کے بیان مین
۹۸	۱۶	تو یہہ اول والونکا جمعہ صحیح ہی اور باقی لوگ کا جمعہ باطل ہی انپر ظہر کا بھی پڑہنا واجب ہے الخ
۹۹	۱۵	فائدہ چند علماء کے نزدیک اگر کسی بستی مین عدد کم ہو تو جمعہ اور ظہر پڑہنا جائز فرمائے ہین الخ
۱۰۳	۱۳	**فصل** تیرہوین خوف کی نماز کے بیان مین
۱۰۵	۶	**فصل** چودہوین عیدین کے بیان مین
۱۰۷	۱	مسئلہ تکبیر عیدین کے دو قسم پر ہے الخ
۱۰۷	۱۴	**فصل** پندرہوین کسوف اور خسوف کی نماز کے بیان مین کسوف سورج گرہن اور خسوف چاند گرہن الخ

صفحہ	سطر	مطلب
١٠٨	٩	**فصل** سولوین استسقا کی نماز کے بیانمین
		فصل ستروین جنازہ کی نماز کے بیانمین
١٠٩	١٣	فائدہ عقلمند کو تین بات یاد رکھنا چاہئے الخ
١١٠	١١	پہلا واجب غسل کرنا الخ
١١٢	٦	دوسرا واجب تکفین کرنا الخ
١١٣	١١	تیسرا واجب اسپر نماز پڑہنا الخ
١١٤	٦	اگر نماز کی جائے مین چند میت جمع ہوے الخ
١١٤	١٤	مسئلہ جنازہ کی نماز کے سات رکن ہین
١١٤	١٩	کیفیت نماز جنازہ اسطرح ہے الخ
١١٥	٢٠	مسئلہ غائب میت پر نماز پڑہنا جائز ہے الخ
١١٦	٨	تنبیہ جنازہ کا امام حنفی ہو تو الخ
١١٦	٢٠	چوتہا واجب دفن کرنا الخ
١١٨	٥	فائدہ اگر میت بالغ ہو تو تلقین پڑہنا سنت ہے الخ
١٢٠	١	مسئلہ اگر زن حاملہ مرجائے الخ
١٢٠	٥	مسئلہ اسقاط حمل الخ
١٢٠	١٠	مسئلہ شہید دو طرح پر ہے الخ
١٢١	٢	تکملہ قبرون کی زیارت کرنا سنت ہے الخ
		باب چوتھا زکواۃ کے بیان مین

صفحہ	سطر	مطلب
١٢٢	٢١	**فصل** اول مال زکواۃ کے بیان مین
١٢٣	٣	قسم اول اونٹان الخ
١٢٣	٢١	قسم دوسری گائیان الخ
١٢٤	٣	قسم تیسری بکریان الخ
١٢٤	١٣	قسم چوتہی سونا الخ
١٢٥	٦	قسم پانچوین چاندی الخ
١٢٦	١	دقیقہ نوٹ یعنے کاغذ کا پرچہ الخ
١٢٦	٧	زکواۃ معدن یعنے کہن الخ
١٢٦	٩	زکواۃ رکاز یعنے خزانہ الخ
١٢٦	١٢	زکواۃ تجارت یعنے سوداگری الخ
١٢٦	٢٠	تنبیہ زکواۃ خاص اوسی مال سے نکالنا واجب ہے ذیگر سے بدل کرنا درست نہین الخ
١٢٦	٢١	تنبیہ ثانی حیلہ وفریب سے زکواۃ کے حق کو تلف کروانا حرام ہے الخ
١٢٧	٥	قسم چھٹی اناج الخ
١٢٨	٦	قسم ساتوین لیجور الخ
١٢٨	١٣	قسم آٹھوین انگور الخ
١٢٨	٢٠	**فصل** دوسری فطرہ کی زکواۃ کے بیان مین
١٣٠	١٣	تنبیہ زکواۃ کی نیت کرنا واجب ہے الخ
١٣١	١	**فصل** تیسری مستحقان زکواۃ کے بیان مین

عدد ستقاوں کی جو ہیں جو اجزا کے کسر ہیں الخ

صفحہ	سطر	مطلب ۱
۱۳۲	۱۰	تنبیہ پانچ اشخاص کو زکوٰۃ دینا حرام و نادرست ہے الخ
۱۳۳	۴	فائدہ صدقہ غیر واجبہ الخ
۱۳۳	۱۹	**باب پانچوان رمضان کے روزہ کے بیان مین**
۱۳۳	۲۱	**فصل اول** رمضان کا روزہ واجب ہونیکے بیان مین ۔
۱۳۴	۱۴	چند مسئلہ ضروریہ الخ
۱۳۵	۱۰	**فصل دوسری** روزہ کی ارکان کے بیان مین
۱۳۸	۷	سوائے قضا کے اور کفارہ ظہار بھی نیا واجب ہے الخ
۱۳۸	۱۶	کفارہ ظہار اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری ماں کے جیسی ہے الخ
۱۳۸	۲۰	کفارہ قتل اگر کوئی شخص کیونکر قتل کیا الخ
۱۳۹	۴	کفارہ یمین اگر کوئی شخص قسم کہایا کہ فلانہ کام کو کرونگا یا نہ کرونگا الخ
۱۳۹	۱۶	صوم النذر الخ
۱۴۱	۱	مسئلہ روزہ کے سنتون سے تعجیل افطار الخ
۱۴۱		اور غروب آفتاب چند مرتبہ سے ہوسکتا ہی الخ
۱۴۲	۲۰	**فصل تیسری** نفل روزہ کے بیان مین
۱۴۴	۷	تنبیہ جب کسی فرض عبادت مین داخل

صفحہ	سطر	مطلب
		ہو چکے تو بے عذر توڑنا حرام ہے الخ
۱۴۴	۱۵	**فصل چوتھی** اعتکاف کے بیان مین ۔
۱۴۶	۴	**باب چھٹا حج و عمرہ کے بیان مین**
۱۴۶	۶	**فصل اول** حج واجب ہونیکے بیان مین
۱۴۷	۱۹	فائدہ حج مبرور سے کل گناہ بخشے جاتے ہین الخ
۱۴۸	۴	**فصل دوسری** حج کے ارکان کے بیان مین
۱۴۹	۰	**نقشہ** مکہ مشرفہ و چوطرف کے میقات مکانی ۔
۱۵۰	۱۴	مسئلہ جب احرام کی نیت سے حج مین داخل ہوئے تو دس چیز حرام ہوئے مین الخ
۱۵۵	۰	**نقشہ** کعبہ شریف و مسجد الحرام کا ہے الخ
۱۵۸	۱۱	فائدہ دو تحلل یعنی دو امر سے حج ختم ہوتا ہی الخ
۱۵۹	۶	حج کے واجبات سات ہین الخ
۱۵۹	۱۳	تنبیہ حج تین طرح سے ادا ہوتا ہے الخ
۱۶۰	۱۲	مسئلہ عمرہ بہی ایک چھوٹا حج ہے الخ
۱۶۱	۳	فائدہ عظیم جب حج اور عمرہ سے فارغ ہوئے تو پیغمبر کی زیارت کرین الخ
۱۶۲	۰	**نقشہ** مسجد نبوی معہ روضہ شریف و قبر مبارک ۴

صفحہ	سطر	مطلب
۱۶۳	۱۸	**فصل** تیسری حیوانات حلال و حرام کے بیان مین۔
۱۶۴	۵	قسم اول حرام حیوانات الخ
۱۶۵		قسم دوسری حلال حیوانات الخ
۱۶۶	۲	**فصل** چوتھی ضحیہ یعنے قربانی کے بیان مین
۱۶۷	۱۸	مسئلہ ہر حلال حیوان کے ذبح کرنے کے چند شروط ہین الخ
۱۶۹	۲۰	**فصل** پانچوین عقیقہ و دیگر امور کے بیان مین
۱۷۱	۱	ساتوین روز مین بچہ کا ایک عمدہ نام کہین الخ
۱۷۲	۱۴	اور بچہ کی ختنہ کرنا واجب ہے الخ
۱۷۲	۲۱	اور سنت ہے کہ مرد تمام سر کے بال چھوڑے الخ
۱۷۳	۱۱	جب سر و داڑھی کے بال سفید ہوجاوے تو کسی رنگ کے خضاب سے سفیدی چھپانا سنت ہے الخ
۱۷۳	۲۰	اور لباس یعنے پوشاک ہر قوم اپنے خاندان وزیب موافق پہنے الخ
۱۷۴	۱۶	تشبیہ نصاریٰ و دیگر ہنود و کفار کے وضع کے لباس پہنا مکروہ تحریمی ہے الخ
۱۷۵	۵	**باب ساتوان نکاح کے بیان مین**
۱۷۵	۷	**فصل** اول نکاح کی تعریف کے بیان مین
۱۷۶	۱۳	مسئلہ مرد زن کو دیکھنے کے سات حکم ہے الخ
۱۷۷	۵	فائدہ جس سے نکاح کرنیکا ہو تو اسمین سات خصلت دیکھنا بہتر ہے الخ
۱۷۷	۱۹	**فصل** دوسری زنان محرمات و غیر محرمات کے بیان مین
۱۷۸	۲	محرمات نسب یعنے قرابتکے زنان الخ
۱۷۸	۱۰	محرمات رضاع یعنے دودھ پلائی کا رشتہ الخ
۱۷۹	۳	محرمات نکاح الخ
۱۷۹	۱۱	دوسرا جن سے نکاح کرنا کسی سبب سے حرام ہے الخ
۱۸۰	۴	دوسری قسم جن سے نکاح کرنا حلال و درست ہے الخ
۱۸۱	۷	زنان اہل کتاب یعنے یہود و نصرانی سے نکاح درست ہے الخ
۱۸۱	۱۳	**فصل** تیسری ارکان نکاح کے بیان مین
۱۸۱	۱۶	پہلا رکن ولی الخ
۱۸۲	۷	مسئلہ اولیا کی تفصیل معہ ترتیب ان کی اسطرح ہے الخ
۱۸۳	۱۴	دوسرا رکن دو گواہ الخ
۱۸۳	۲۰	فائدہ حقوق جو گواہی یا قسم کھانے سے ثابت ہوتے ہین الخ
۱۸۴	۱۴	تیسرا رکن زوج یعنے شوہر الخ

مطلب	سطر	صفحہ
زوج کفو ہو الخ	۱۲	۱۸۵
استفتی درباره سید جاہل و عالم کامل الخ	۲۱	۱۸۵
چوتھا رکن زوجہ یعنے دلہن الخ	۴	۱۸۶
مسئلہ وکالت کے بارہ مین الخ	۲	۱۸۸
مسئلہ زن بے کس الخ	۱۰	۱۸۸
اسیطرح بکرنابالغہ کا باپ و نہ دادا ہے تو اوسکو ینیمہ کہتے ہین الخ	۱۸	۱۸۸
پانچوان رکن صیغہ یعنے ایجاب و قبول الخ	۱۹	۱۸۸
اسکو نکاح البتعہ کہتے ہین الخ	۲۰	۱۸۹
تنبیہ مہر مثل و مس مقدار کو کہتے ہین الخ	۲	۱۹۰
فائدہ عقدخوانی کی ترکیب اسطرح ہے الخ	۱۴	۱۹۰
خطبہ نکاح الخ	۵	۱۹۱
اور نکاح مین سنتان بہت ہین الخ	۱۴	۱۹۲
اور نکاح کی دعوت مین جانا واجب ہے الخ	۱۹	۱۹۲
اور جو باجہ نکاح و دیگر خوشی کی دعوتون مین بجانیکا دستور ہے الخ	۵	۱۹۳
اب باجناب ارگان صوفیہ قدس اسرارہم کا باجہ الخ	۹	۱۹۳
مسئلہ بعد عقدخوانی کے کل مہر مثل دوامر سے واجب ہوتا ہے الخ	۲	۱۹۴
تتمہ نکاح کا رسم تو ٹھہگیا اور کچھ زیور وغیرہ دیا گیا تھا الخ	۸	۱۹۴
مسئلہ زوج یا زوجہ مین ایک عیب قدیم یا جدید ظاہر ہوا تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ نکاح کو فسخ کرین الخ	۱۱	۱۹۴
فصل چوتھی نان و نفقہ کے بیان مین	۱۳	۱۹۵
مسئلہ شوہر کو دو یا تین یا چار زوجات ہو تو سب کے حقوق برابر ادا کرنا واجب ہے الخ	۲	۱۹۸
فصل پانچوین فسخ نکاح کے بیانمین	۹	۱۹۸
اول فسخ نکاح غیر کفو الخ	۳	۱۹۹
دوسرا فسخ نکاح معیوب الخ	۵	۱۹۹
تیسرا فسخ نکاح نادار الخ	۸	۱۹۹
چوتھا فسخ نکاح فراری الخ	۱۳	۱۹۹
پانچوان فسخ نکاح مفقود الخبر الخ	۳	۲۰۰
چھٹا فسخ نکاح ایلی یعنے حلفی الخ	۱۷	۲۰۰
ساتوان حرام نکاح ظہار الخ	۵	۲۰۱
آٹھوان فسخ نکاح غلام الخ	۱۶	۲۰۱
نوان فسخ نکاح لعان الخ	۱۹	۲۰۱
دسوان فسخ نکاح ردہ الخ	۱۰	۲۰۲
فصل چھٹی طلاق کے بیان مین	۲۰	۲۰۲

صفحہ	سطر	مطلب
۲۰۳	۳	اور زوج طلاق دینے والیکے بہ شرط مین الخ
۲۰۳	۱۳	طلاق دو قسم پر ہے ایک صریح یعنے صاف وظاہر دوسرا کنایہ یعنے اشارہ ومعما الخ
۲۰۴	۱۷	تینہ شوہر حر اپنے ہر ایک زوجہ پر تین طلاق کا مالک ومختار ہوتا ہے اور غلام دو طلاق الخ
۲۰۵	۳	پہلا طلاق رجعی الخ
۲۰۵	۱۰	دوسرا طلاق خلعی الخ
۲۰۶	۸	تیسرا طلاق ثلاث الخ
۲۰۶	۱۷	فائدہ طلاق دینے کے دو طرح ہے الخ
۲۰۷	۴	**فصل** ساتوین عدت کے بیان مین
		اول غیر حیض والی کی عدت الخ
		دوسرا حیض والی کی عدت الخ
		تیسرا حاملہ کی عدت الخ
		چوتھا جسکا شوہر فوت ہوا کی عدت الخ
۲۰۹	۱۱	تینہ عدت والیونکا نان ونفقہ الخ
۲۰۹	۱۶	**فصل** آٹھوین حضانہ کے بیان مین
۲۱۰	۵	مان نفع شرط سے حضانہ کی مستحق ہوتی ہے
۲۱۱	۱۱	**باب آٹھوان بیع و دیگر معاملات کے بیان مین**
۲۱۱	۱۴	**پہلا** حکم البیع الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۲۱۵	۱۳	مسئلہ تین امر سے بایع ومشتری کو بیع کو فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہے الخ
۲۱۶	۱۰	مسئلہ شفع کا طلب الخ
۲۱۷	۱۰	مسئلہ الربا جسکو سود وبیاز ومتی کہتے ہین الخ
۲۱۸	۱۷	مسئلہ خدیعہ مین پیغمبر سخت منع فرمایا ہے مین الخ
۲۱۹	۱۵	**دوسرا** حکم السلم یعنے قیمت پیشگی دینے کو کہتے ہین الخ
۲۲۰	۱۵	**تیسرا** حکم الرہن یعنے گرو رکھنے کو کہتے ہین الخ
۲۲۱	۱۹	**چوتھا** حکم الح یعنے چند اشخاص کے تصرف کے منع کو کہتے ہین الخ
۲۲۲	۱۳	**پانچوان** حکم الصلح یعنے قطعی نزاع کو کہتے ہین
۲۲۳	۳	تکملہ سبستہ کونچ مین ہرکان دار کا حق الخ
۲۲۳	۱۷	**چھٹا** حکم الحوالہ یعنے اپنے ذمہ کے قرضہ کو اپنے قرضدار کے ذمہ پر کہنے کو کہتے ہین الخ
۲۲۴	۸	**ساتوان** حکم الضمان یعنے دوسرے کے قرضہ کی ذمہ داری کو کہتے ہین الخ
۲۲۴	۲۱	**آٹھوان** حکم الکفالہ یعنے ملزم کے حاضر کرنیکو کہتے ہین الخ
۲۲۵	۱۰	**نوان** حکم الشرکہ یعنے دو یا چند اشخاص کے ساجھ کے معاملہ کو کہتے ہین الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۲۲۶	۷	**دسوان** حکم الوکالہ یعنے زندہ بالغ شخص کے قایم مقام کو کہتے ہین الخ
۲۲۷	۲	**گیاروان** حکم الاقرار یعنے دوسرے کے حق سے اقبال کرنیکو کہتے ہین الخ
۲۲۸	۴	تنبیہ استلحاق نسب یعنے کسی دوسرے کو اپنے نسب سے اقبال کرنا الخ
۲۲۸	۱۳	**باروان** حکم العاریہ یعنے مالک کے اجازت سے کسی چیز کے فایدہ اٹھانیکو کہتے ہین الخ
۲۲۹	۵	**تیروان** حکم الغصب یعنے ظلم و ناحق کسی کے مال پر قبضہ رکھنے کو کہتے ہین الخ
۲۲۹	۱۴	**چودوان** حکم القراض یعنے سوداگری کیلئے مال دینے کو کہتے ہین الخ
۲۳۰	۱۰	**پندروان** حکم المساقاۃ یعنے ثمرہ کے لئے جھاڑان دینے کو کہتے ہین الخ
۲۳۰	۱۷	مزارعہ زمین کی زراعت و تخم بھی کہتے ہین الخ
۲۳۱	۴	**سولوان** حکم الاجارہ یعنے اسکو کرایہ بھی کہتے ہین الخ
۲۳۲	۲	**ستروان** حکم الجعالہ محنت کی مزدوری کو کہتے ہین
۲۳۲	۱۲	**اٹھاروان** حکم احیاء الموات زمین کی آبادی سے مالک ہونیکو کہتے ہین الخ
۲۳۳	۱۰	**انیسوان** حکم الوقف مال منقولہ یا غیر منقولہ نیک راہ مین چھوڑ نیکو کہتے ہین الخ
۲۳۵	۸	**بیسوان** حکم الہبہ یعنے حین حیات مین اپنے مال پر دوسرے کو مالک کرنیکو کہتے ہین الخ
۲۳۶	۸	**اکیسوان** حکم اللقطہ یعنے گم شدہ مال لینے کو کہتے ہین الخ
۲۳۷	۱۰	**بائیسوان** حکم اللقیط یعنے شیر خوار بے تمیز کو سر راہ سے اٹھانیکو کہتے ہین الخ
۲۳۷	۱۹	**تیئیسوان** حکم الودیعہ یعنے اپنے مال بد امانت دوسرے کے پاس رکھنے کو کہتے ہین الخ
۲۳۸	۱۱	**چوبیسوان** حکم القرض یعنے زر مبادلہ ادھار دینے کو کہتے ہین الخ
۲۳۹	۴	**پچیسوان** حکم السبق والرمی یعنے گھوڑ دوڑ و تیر اندازی کو کہتے ہین الخ
		باب نوان و صایا و فرایض کے بیان مین
۲۴۱	۱	**فصل** اول وصیت کے بیان مین
۲۴۵	۹	تنبیہ موصی کو اشیاء ذیل مین وصیت کرنا واجب ہے الخ
۲۴۵	۱۴	مسئلہ بعد وصیت کے موصی کو اختیار ہے کہ وصیت کو فسخ کرے الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۲۴۵	۲۱	**فصل** دوسری متروکہ کے حقوق کے بیان مین
۲۴۶	۲۱	**فصل** تیسری فرایض کے بیان مین
۲۴۷	۸	پہلا حکم وارث ہونیکے چار سبب ہے الخ
۲۴۷	۲۱	دوسرا حکم وراثت سے مانع ہونیکے تین سبب ہے الخ
۲۴۸	۱۶	تیسرا حکم مرد ان سے پندرہ مرد وارث ہوتے ہین الخ
۲۴۹	۵	چوتھا حکم زنان سے دس زن وارث ہوتے ہین الخ
۲۴۹	۱۲	پانچوان حکم وارث کے استحقاق دو طرح پر ہے الخ
۲۵۰	۱۷	چھٹا حکم فروض واما لیان فروض الخ
۲۵۳	۸	ساتوان حکم عصبہ واما لیان عصبہ الخ
۲۵۵	۱۴	آٹھوان حکم حجب یعنے منع وراثت الخ
۲۵۷	۱۱	نوان حکم داد امعہ برادران وہمشیرگان حقیقی و علاتی الخ
۲۵۹	۱۵	دسوان حکم تقرر سہام متروکہ الخ
۲۶۰	۱۵	گیاروان حکم مسائل عول الخ
۲۶۲	۲	باروان حکم مسئلہ اکدریہ الخ
۲۶۲	۱۲	تیروان حکم مسئلہ مشترکہ الخ
۲۶۲	۱۹	چودوان حکم حمل وخنثی ومفقود الخبر الخ
۲۶۵	۱۴	پندروان حکم مسائل رد الخ
۲۶۶	۱۱	سولوان حکم غرقی وغیرہ الخ
۲۶۶	۲۰	سترھوان حکم توریث ذوی الارحام الخ
۲۶۸	۶	قاعدہ ترکیب مسائل الخ
۲۶۹	۴	کیفیت تقسیم متروکہ چند طرح پر ہے الخ
۲۷۱	۱۲	**باب دسوان قصاص وجراحت وحدود کے بیان مین**
۲۷۱	۱۴	حکم القصاص یعنے قتل کا بدلا لینے کو کہتے ہین الخ
۲۷۱	۱۵	پہلا قتل عمد الخ
۲۷۱	۲۱	دوسرا قتل خطا الخ
۲۷۲	۳	تیسرا قتل شبہہ عمد الخ
۲۷۲	۱۵	حکم الدیہ یعنے وہ مال جو قتل کے معاوضہ مین دیا جاتا الخ
۲۷۳	۱۸	حکم الجراحہ یعنے زخم پونچانیکو کہتے ہین الخ
۲۷۴	۸	حکم القصاص یعنے وہ شخص جو ناحق کسیکے جان یا مال یا عزت پر حملہ کرتا ہے الخ
۲۷۴	۱۹	تعریف حکم الحدود دینے گناہون کی سزا شرعی کو کہتے ہین الخ
۲۷۴	۲۱	حکم حد الزنا یعنے زنا کی سزا الخ
۲۷۵	۳	حکم حد القذف یعنے دشنام دہی کی سزا الخ
۲۷۵	۹	حکم حد الشرب یعنے نشان کی سزا الخ
۲۷۵	۱۲	حکم حد السرقہ یعنے چوری کی سزا الخ
۲۷۵	۱۹	حکم المرتد یعنے مسلمان کا کافر ہونیکی سزا الخ
۲۷۶	۲	حکم تارک الصلوٰۃ یعنے نماز چھوڑنیکی سزا الخ

صفحہ	سطر	مطلب
۲۷۶	۱۲	**فائدہ عظیم علم تصوف**
۲۷۹	۳	فائدہ ایمان چار مراتب پر ہے الخ
۲۸۰	۴	**خاتمۃ الکتاب**
۲۸۰	۱۶	فصل اول دین کی حفاظت کے بیان مین
۲۸۲	۲۰	تنبیہ بعضے فرقونکا اعتراض ہے کہ انسان غائب یا مرے ہوے کو حاضر کے جیسا ندا کرنا یعنے پکارنا کفر ہے الخ
۲۸۳	۱۴	فصل دوسری گناہون کے بیان مین
۲۸۴	۱۷	تنبیہ دوزخ کے سات دروازہ و سات طبقہ ہین اور گناہ کبائر و صغائر انسان کے سات عضو سے صادر ہوتے ہین الخ
۲۸۸	۱۴	فصل تیسری توبہ کے بیان مین
۲۹۰	۳	فصل چوتھی آداب صحبت کے بیان مین
۲۹۰	۵	پہلی صحبت خالق کے ساتھ الخ
۲۹۰	۱۳	دوسری صحبت رسول مقبول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ الخ
۲۹۰	۲۱	تیسری صحبت ظل اللہ یعنے بادشاہ کیساتھ الخ
۲۹۳	۱	چوتھی صحبت باپ و مان کے ساتھ الخ
۲۹۳	۱۴	پانچوین صحبت استاذ کے ساتھ الخ
۲۹۴	۱۸	چھٹی صحبت زوج و زوجہ کے ساتھ الخ
۲۹۵	۱۳	ساتوین صحبت قرابتداروں کے ساتھ الخ
۲۹۵	۲۱	آٹھوین صحبت الجار یعنے محلہ دار کیساتھ الخ
۲۹۶	۷	نوین صحبت دوستون کے ساتھ الخ
۲۹۸	۸	دسوین صحبت اپنے نفس کے ساتھ الخ
۲۹۹	۸	**عذرداری مصنف کتاب**
۳۰۱	۱	اظہار یہان چند کتابین لکھے جاتے ہین جس سے انتخاب کیا گیا الخ
۳۰۳	۷	**شکریہ**
۳۰۴	۱	**خاتمۃ الطبع**
		اعلان منجانب طبع کنندہ کتاب ہذا
		بحوالہ جائے فروخت کتاب مزبور الخ
		اطلاع ضروری
		متضمن رجسٹری کتاب مذکور الخ
		تمت وبالخیر عم
		وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الْفَضْلِ وَالْکَرَمِ
		وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
		وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

قال تعالى ولولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

قال صلعم خيركم من تعلم القرآن وعلمه

یہ کتاب عجیب انتخاب (فقہ) امام شافعی رح کے مذہب مین مسمی

جامع المہام

من

مذہب الشافعی فی الاحکام

تالیف مولانا جلیل القدر مولوی فاضل عالم کامل واقف احکام شریعت عارف سلوک وطریقت ماہر فنون ریاضت مدرس طلبا ومرشد سالکان راہ تمامے ادیان منسوب بسادات عظام حضرت قبلہ گاہی سیدی ومرشدی خلف جناب حسین بن علوی بن عبد اللہ القطب الحبیب الحسین بن الغوث الشیخ الکبیر ابی بکر بن سالم العلوی الحسینی الجعفری الشافعی مقام حیدر آباد دکن اطال اللہ بقاہ - واعطاہ فی الدارین مناہ و ادام نفعہ للمسلمین واجراہ آمین

مطبع نظامی سرسید الہوی شاکلہ ہوئے
حلیہ زیور فخر مزین ساز سیستہ رنفیز خیرہ

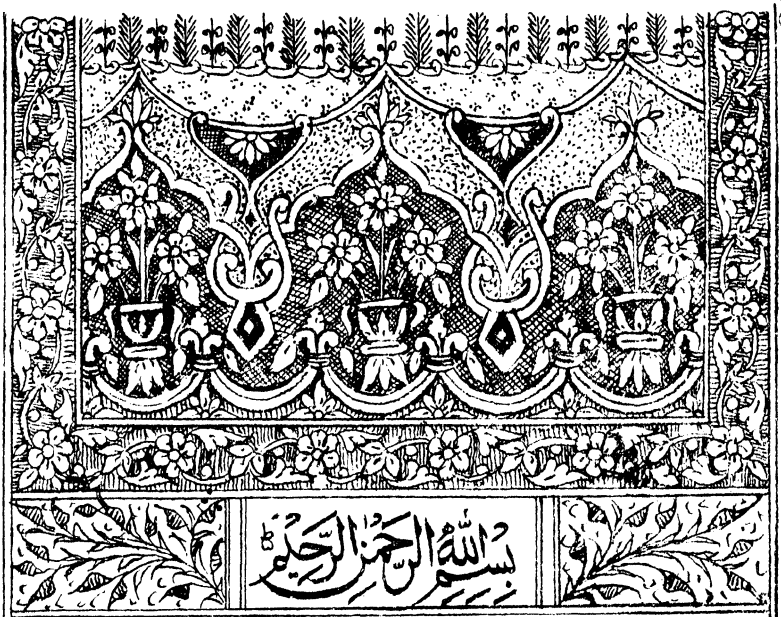

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الموجود في كل مكان ، ولم يخل عنه زمان ، الذي
عجزت وتحيرت عن إدراك كنه ذاته الأفكار والأذهان
نحمده على نعمت الإسلام والإيمان ، ونستعينه على العلم
والعمل لنفوز بالجنة دار الأمان ، ونستعيذه من شر الجهل
والمعصية لننجو من الخوف والنيران ، وصلى الله على سيدنا
محمد الذي شرع لنا الحلال والحرام ، وبين
الفروض والسنن والأحكام ، وعلى آله وعترته
الطاهرين سفينة النجاة والاعتصام ، وأصحابه
الذين استحكمت بهم قواعد الإسلام ، وأئمة
الأمة من المجتهدين والعلماء العاملين هداة
الأنام ، وسلم تسليما كثيرا إلى يوم القيام ،

حمد اوس خدا کی جو ہر جاے موجود ہی۔ اور ہر زمان اوس سے خالی نہین ہے جسکی اصل پاک ذات کی حقیقت مین فکر اور ذہن عاجز و حیران ہی۔ حمد و ثنا سزاوار ہے اوسکو کہ جس نے اسلام و ایمان کے نعمتین ہمکو عطا فرمایا۔ اور امداد چاہتے ہین۔ اوس سے واسطے علم اور عمل کے تا جنت جائے امان سے فائز ہووے۔ اور پناہ مانگتے ہین اوس سے جہالت و گناہ کی بدی سے تا خوف و دوزخ سے نجات پاوے۔ اور رحمت خدا کی اوپر سردار ہمارے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے ہمارے لیے حلال و حرام کا بیان فرمائی۔ اور فرض و سنت و احکام کی توضیح فرمائی۔ اور اوپر ان کے آل و اہل خاندان پاک ذاتین کہ نجات و پناہ گاہ کی کشتی ہی اور اوپر ان کے اصحاب کے جن سے پایہ اسلام کا مستحکم ہوا۔ اور اوپر امامان امت مجتہدین و علما عاملین جو خلایق کو نیک راہ بتلائے و نیز سلام تسلیمات فراوان تا قیامت جاری ہوا **ما بعد** کہ یہ امیدوار رحمت رب الارض والسموات کمترین سادات فقیر سرتاپا تقصیر السید **سید محسن بن علوی بن عبداللہ بن الحسین بن الشیخ ابوبکر بن سالم** ملازم کار عالی بعہدۂ امتیازی علاقۂ نظم جمعیت مقام فرخندہ بنیاد حیدرآباد حماہا اللہ من شر الاعداء والحساد من ذوی المکر والدغا و منسوب بخاندان سادات عظام بنی علوی الحسینی الحضرمی۔ شافعی مذہب۔ و علویہ طریقت اور اشعری عقیدت اور سنت جماعت کے موافقت ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ سبب باعث اس تحریر و تسطیر کا یہہ کہ میرا فرزند قرۃ العین **سید حسین** و نیز دیگر اقربا علی الخصوص فارس میدان و عالب اقران صاحب ادب و لیاقت۔ شجیع و عالی ہمت۔ خیر خواہ سرکار حاضر و مستعد لیل و نہار۔ اپنے جلیل عہدے فرائض منصبی مین محنتی و جان فشان باحسن وجہ اوقات بسر لاتا مان شریف رسوخ عزیز جناب عالی القاب المخاطب کیپٹن حبیب ابوبکر کمانڈنگ افسر پرنس آف ویلز ریگارڈ اور یکن لانسرز کا رعالی تر اید عمرہ و اقبالہ کی مزید فرمایش تھی اور چھپوانی و اشاعت مین بلکہ اپنے استصواب سے رزنکالنے مین ذمہ دار ہوے اور نیز دوستان و معتقدان نے سوال چند بار اظہار کیا کہ ایک رسالہ اردو زبان مین شافعی رح کے مذہب کا متضمن مسایل ضروریہ روزمرہ و مالابد کے تحریر فرماویجے۔ مین نے ہر چند عذر کیا کہ یہہ تالیف و تصنیف کا بلند مرتبہ ہے۔ اور چند علوم پر مشروط و متوقف ہی مین کہان پونجہہ سکتا ہون اور کب اس گروہ کی شمار مین ہون۔ ثرا کو ثریا سے فاصلہ بہت دور ہے مگر شا الیہم نے حسب فہم خود ہا بجا ہووے کہ آپ سے جو کچھہ ہو سکے تحریر فرماے حالانکہ فرزند ہا اقربا کو تعلیم و تفہیم کرنا امر واجب ہے۔ اور مشکل و دشوار سے جو کچھہ ممکن ہو کرنا لازم ہی۔ دشوار کیلیے آسان کو بھی چھوڑنا مناسب نہین اسلیے چند کتاب معتمد امام محمد بن ادریس شافعی رح کے مذہب کے مطالعہ کیا۔ اور حسب صلگی و کم استعدادی کی چند مسائل ضروریہ

کو انتخاب کرکے اردو زبان مین تحریر کیا حالانکہ مین ولایتی ہون اور قواعد اردو کی پوری مہارت نہین کہتا ہون مگر جبکہ غرض تعلیم و تفہیم مبتدیان و عوام الناس کی ہے تو فصیح و رنگین عبارت چھوڑ کر سلیس زبان معمولہ یک عبارت حسب محاورہ عوام کے لکھدیا گیا۔ تا ہر کوئی بھرد معاینہ سے سمجھ سکین اور کسی سے پوچھنے کی حاجت نرہے گھر بیٹھے علم پڑھ لیوے اور اس مجموعہ کا نام بھی **جامع المہام من مذہب الشافعی رح فی الاحکام لنفع الاولاد و العوام** رکھا ہون اور ایک مقدمہ و دس باب و ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔ اور اس عاصی بر عاصی کی غدرداری اور کتب محولہ کے نام خاتمہ کے آخر مین لکھا ہون۔ اگرچہ اس کتاب مین مسائل ضروریہ معتبر کتابون سے بہت تحقیقات کیساتھ لکھے گئے ہین۔ پھر اگر اس مین کسی صاحب کو غلطی یا سہو معلوم ہووے تو لطف و کرم کرکے اصلاح و درست کرنیکی نوازش فرماوے۔ اللہ تعالی واحد موجود جو برحق معبود ہی اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو اپنی درگاہ مین قبول کرے اور اسکی جزائے خیر بخشے۔ اس بندہ کو مع والدین و مولودین و اقربا و استادان و محبان و معتقدان و تمام مسلمانان کو نیک علم و عمل کی توفیق دے اور اس کتاب پر نظر اسکے سیکھنے سے اپنے اہل و عیال کو سکھانا نصیب کرے اور اس حقیر کو بھی دعائے خیر سے یاد فرماتے رہین۔ **واللہ ولی التوفیق وہیدہ ازمت التحقیق**

مقدمہ

مشتمل بر چار فصلون کی ہے۔ اگرچہ یہہ چارون فصل اکثر کتابون کے درمیان درج ہوا کرتے ہین۔ مگر ان چار فصلون کے مضامین سے آگاہ و اطلاع ہونا فرض ہے تو پہلے ہی لکھنا ان کا مناسب معلوم ہوا تا مبتدیون کو احکام سیکھنے مین آسان و سہل ہووے اور جلد تحصیل کرین۔

فصل اول فرضیت علم سیکھنے کے بیان مین

ہر مرد و زن مسلمان بالغ عاقل پر علم شرعی سیکھنا پہلا فرض ہے۔ اور علم کے موافق تعمیل کرنا دوسرا فرض ہے یہہ ہر دو فرض لابد ہے۔ صرف علم سیکھنا بے عمل بدی و گنہگاری ہی اور محض عمل و عبادت بے علمی نامعقول و بیکار ہے کیونکہ ہر یک عبادت و ہر یک معاملت مین چند شرط و چند رکن و چند سنت و چند حرام و چند مکروہ و چند مبطل ہوتے ہین اور ان سبکی تفصیل علم سیکھنے سے معلوم ہوتی ہی تو یہ بے علمی سے ادا کرنا لغو و عبث ہے۔ عالم بے عمل عابد جاہل سے افضل ہی۔ وجہ اسکی یہہ ہی کہ عالم سے غیرون کو فائدہ پہونچتا ہے اور اپنی تقصیر کا قائل و نادم رہتا ہے توبہ کرنے سے

خدائے تعالی کی مغفرت کی امید قوی رکھتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین اور عابد جاہل گمراہ رہتا ہی اور اپنے تقصیر سے ناواقف اور توبہ کرے توبے محل کیونکہ صحیح و فاسد سے غافل و بیخبر ہوتا ہی۔ حدیث شریف مین آیا ہی کہ فضیلت عالم کی عابد پر بمنزلت فضیلت چاند کی ستارون پر ہوتی ہی اور نیز روایت ہی کہ شیطان کے حق مین ہزار عابد سے ایک عالم کی بہت بار و سختگی پڑتی ہے۔ اللہ تعالی فرزندان و اقربا و تمام مسلمانان کو علم سیکھنا نصیب کرے اور عمل کی توفیق دیوے۔

فصل دوسری مسلمان ہونیکے بیان مین

مسلمان ہونیکے چھ قسم ہے۔ اسلام صلی۔ اسلام جدید۔ اسلام بالمعیۃ۔ اسلام بالتبعیہ۔ اسلام بالدار۔ اسلام بالزنا۔ ان قسمونکی توضیح یہہ ہے **اول** اسلام صلی وہ کہ ہم تمام مسلمان مرد و زن خرد و کلان جو ابتدا اسلام سے نسلاً بعد نسلٍ آجتک اسلام پر قایم و مستقل ہین اور ہم سب برادران اسلامی ہین ہر ایک کو دوسرے کی مشکل مین بہر ممکن مدد اعانت کرنا لازم ہی کفار کے مقابلہ مین ہو خواہ جان و حرمت کے بچاؤ مین نہین تو جو دیکھا اور اوس سے ہو سکتا ہو انہ کرے یا کل امت خبر سنے کہے تو وہ دیکھنے والا اور کل امت گنہگار رہتے ہین **دوسرا** اسلام جدید۔ وہ کہ نومسلم جو کافر بالغ عاقل مرد خواہ زن اپنے اختیاری و رضا و رغبت سے سمجھ بوجھ کر کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑہین تو یہہ بہی مسلمین مین داخل ہوے۔ جب کسی کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھکو اسلام کا کلمہ پڑہاؤ تو فوراً پڑہانا چاہئے۔ اگر اسمین دیر لگائی یا سوائے کلمہ کے اور قرآن یا ذکر مین مشغول کرائے یا اور کوئی وقت مین آوے کہے تو سخت حرام ہی کیونکہ گویا اوسنے اوعرصہ کفر مین رہنے کو راضی ہوا۔ یا اس عرصہ مین اگر وہ مرجائے تو اسلام سے محروم ہوا۔ اور یہہ گناہ نہین پڑہانیوالیکے سر پر ہی۔ اور **کلمہ شہادت** یہہ ہے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ جانتا ہون مین دل سے اور کہتا ہون زبان سے کہ سوائے اللہ تعالی کے اور کوئی خدا نہین اور جانتا ہون مین دل سے اور کہتا ہون زبان سے کہ محمد پیغمبر اللہ تعالی کے طرف سے دین کا پیغام پونچائے۔ اور **کلمہ طیبہ** یہہ ہی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ترجمہ۔ سوائے اللہ تعالی کے اور کوئی خدا نہین۔ محمد پیغمبر اللہ تعالی کے پیغام پونچانیوالے ہین۔ جب وہ کافر یا کافرہ اسلام سے مشرف ہو جائے۔ تو گویا آج ہی ماں کے شکم سے پیدا ہوے۔ تمام حقوق خدا کے بخشے جاتے ہین۔ مثل نماز۔

زکوۃ - روزہ - حج - دیگر گناہان - شرک - زنا - شراب خوری - وغیرہ جو افعال حرام ہی معاف کئے جاتے ہین
مگر آج سے نیکی و بدی کا قلم جاری رہیگا - اما حقوق آدمی مثل قرضہ - قتل - جراحت - وغیرہ کا ذمہ دار رہتا ہے
اگر جورو و مرد ملکر مسلمان ہوے تو کفر کا ہی نکاح کافی ہے پھر دوبارہ نکاح کی ضرورت نہین اسیطرح اون مین سے
ایک اول مسلمان ہوا - اور دوسرا عدت کے اندر مسلمان ہوا تو تب بھی کفر کا ہی نکاح بحال رہیگا - اور اگر بعد انقضاے
عدت کے دوسرا مسلمان ہوا تو نکاح جدید کا ہونا ضرور ہی اور اگر اوس زوج نے چار زوجہ سے زیادہ رکھتا ہو تو اون سے
چار زوجہ کو اختیار کرے اور زاید حرام ہوجاتے ہین - اگر دو ہمشیرہ گان رکھتا ہو تو ایک کو اختیار کرے اور دوسری حرام
ہو جاتی ہی - اما مرتد العیاذ باللہ احفظنا جو اسلام کو چھوڑ کر کافر ہوا برس یا دس برس یا کم و بیش کے بعد پھر مسلمان
ہوا تو اس عرصہ کے تمام حقوق اللہ اور آدمیون کے ذمہ رہتا ہی اور اگر اس عرصہ مین خود مر جائے یا اوس کے اور کوئی
قرابتدار مسلمان ہویا کافر ہر ایک دوسرے کے نہ وارث و نہ مورث ہو سکتے ہین - بلکہ متروکہ اوسکا بیت المال مین
داخل ہوتا ہے پسر اسلام بالتبعیۃ وہ کہ اسلام نابالغون کا ساتھ اسلام ماں باپ کے جب کوئی ماں یا باپ یا
دادا یا دادی مسلمان ہوے تو یہی بڑون کی مسلمانی اون کے نابالغ اولاد اور نیرونکو بھی کافی ہی - اگر غیر بڑون کے
خود نابالغان کلمہ پڑھی تو اون کے اسلام کا اعتبار نہین اگر پھرے تو انپر نماز پڑھنا حرام ہے - اسیطرح قحط و
وکال کے نابالغان کا بھی یہی حکم ہی - ماں اگر بعد بالغ ہونیکے اسلام کو اختیار کرکے کلمہ پڑھی تو بغیر رضامندی ماں
و باپ کے مسلمین مین داخل ہوتے ہین چوتھا اسلام بالتبعیۃ وہ اسلام کہ اولاد بطنی کافرہ منکوحہ کے مسلمان باپ
کے تابع ہوتے ہین - کیونکہ مسلمان کو اہل کتاب یعنے اصل نصاری یا اصل یہودیون کے زنان سے نکاح کرنا صحیح و درست
ہے اور جو اسنے اولاد پیدا ہو تو یہہ مسلمین ہے اور باپ کے تابع ہوتے ہین نسب اور وراثت مین اور اونکی ماں سے کچھہ تعلق یا
وراثت نہین اصلی نصاری یا یہود سے یہہ مراد ہے کہ جو اسلام کے پیشتر سے آجتک اپنے دین پر قایم ہین بعد ظہور اسلام
کے جو کوئی دین یہودی یا نصاری کا اختیار کرین تو ایسون کے زنان کا نکاح درست نہین - اسیطرح دوسرے دین کے
کفار مثل بت پرست یا آتش پرست وغیرہ کے زنانکا بھی نکاح درست نہین - بعد مسلمان ہونیکے نکاح اون سے کرنا درست
ہے - اسلام بالتبعیہ سے وہ نابالغ بھی ہی جو مسلمان دارالحرب یعنی جنگی کفار کے نابالغان کو لوٹ لائے تو وہ نابالغان
اس مسلمان کے تابع ہوے اور مسلمین کے شمار مین آئے لیکن یہہ غلامان ہین - اگر کوئی مسلمان کافر کے ہاتھہ سے

لوٹنے لگائے تو وہ نابالغان صرف غلامان ہین مگر کفار کے شمار مین ہین - اور حکم جنگی کفار کا یہہ ہی کہ جب مسلمین نے بذات خود یا بذریعہ دیگر کفار کے کسی مرد یا زن بالغ یا نابالغ کو کسی حیلے سے پکڑ لائے جبر سے ہو خواہ لوٹنے یا چوری سے تو یہہ غلامان ہوتے ہین اور انہون کی بیع و خریدی جائز ہے اور جو کفار اسلام کے بادشاہ سے صلح نامہ یا عہد نامہ کرین یا بادشاہ کے حمایت مین رہین یا با جگزار ہین تو ایسے کفار کو مغلوب کرکے انکی بیع خریدی کرنا جایز نہین - بالغ ہو خواہ نابالغ زمانہ آزران مین ہو خواہ زمانہ قحط مین تو ایسے زنان خریدی قحط سے صحبت کرنا بغیر اسلام و نکاح کے حرام ہے پانچوان اسلام بالدار - وہ کہ جسکو لقیط کہتے ہین یعنے وہ لڑکا شیر خوار کسی گلی کوچہ مین بیکس و دست باب ہوا - اور وہ بستی خاص مسلمان کی ہو - یا مسلمین و کفار کی یا صرف کفار کی مگر اوس مین ایک مسلمان بالغ رہتا ہے تو ان تینون صورتون مین وہ شیر خوار مسلمین کے شمار مین ہے - اگر اوس کے ساتھہ کچھہ زر و نقد ہے تو وہی لقیط اوسکا مالک ہوتا ہے اور اٹھانیوالا بشرطیکہ امانت و دیانت دار ہو ورنہ حاکم اوس سے پرورش کرائین اگر لقیط کے ساتھہ زر نہو تو حاکم یا مالدار مسلمین اس کے پرورشی کے ذمہ دار ہین اور اگر خاص کفار کے ہی بستی مین پایا تو لقیط کفار کے شمار مین ہو اور پرورشی کا وہی حکم ہے - یعنے اگر زر ساتھہ ہو تو اوسمین سے پرورش کرین اور اگر زر نہو تو حاکم یا مالدار کفار اسکی پرورشی کے ذمہ دار ہین چھٹا اسلام بالزنا وہ فرزند بطنی زن مسلمان زانیہ کا ہے جب کوئی زن مسلمان کو کسی مرد مسلمان خواہ کافر کے زنا سے اولاد ہو تو یہہ اولاد حر ہے مسلمین کے شمار مین ہین صرف مان سے نسب و وراثت کہتے ہین اور باپ بمنزلت بیگانہ کے ہے بلکہ امام شافعی رح کے مذہب مین اپنی زنا کی بیٹی سے نکاح کرنا کراہت کے ساتھہ جایز ہے اور اگر کوئی زن کافرہ کو کسی مرد کافر یا مسلمان کے زنا سے اولاد ہو تو یہہ بھی اولاد حر ہے مگر کفار کے شمار مین ہین اور صرف مان سے نسب و وراثت کہتے ہین اور باپ بمنزلت اجنبی کے ہے اگر کوئی زن مسلمان زنا سے حاملہ ہے تو اس سے نکاح کرنا جایز ہے خواہ وہی زانی سے نکاح ہو یا دوسرے سے تو درست ہے کیونکہ زانیہ کی حرمت و عدت نہین مگر حمل صرف مان سے نسب اور وراثت کا تعلق رکھتا ہے کیونکہ اسکا کوئی باپ شرعی مقرر نہین ہے زنا کے حمل کے بعد پھر جو کوئی اولاد پیدا ہونگے تو یہہ باپ سے بھی نسب اور وراثت رکھینگے

فصل تیسری بالغ ہونیکے بیان مین

لاحیاء فی امر الدین یعنے دین کے بیان مین شرم نکرنا چاہئے نشانیان بالغ ہونیکے چار ہین - احتلام

حیض۔ حمل۔ معہ پندرہ سال۔ ان نشانیون کی تو صیح یہہ ہے **اول** احتلام جسکو نزال بھی کہتے ہین لڑکا یا لڑکی کو نو برس کے بعد پیشاب کی راہ سے منی نکلے۔ تو یہہ بالغ ہوے اور بڑون کی شمار مین آئے۔ منی وہ کہ گاڑا پانی مانند نیٹ یا بلغم کے کیسے ہی رنگ کا ہو۔ جاگتے ہوے نکلے یا نیند مین نکلے نشانی اوسکی نکلتے وقت لذت اوگود گولیان ہوتے ہین۔ اور بچے پنہین گیہون کے گوندے ہوے آٹیکی بو ہوتی ہی۔ اور نیز کھجور کے جہاڑ کے پھول کی بو بھی ہوتی ہے۔ اور سوے پنہین سفیدی انڈے کی بو رہتی ہے اور رنگ کسی قسم کا ہو۔ اور عورت کی منی مرد سے پتلی ہوتی ہی۔ رہا ایک سفید پانی جسکو ندی اور ودی کہتے ہین۔ ندی بعض لوگ کو وقت ٹھٹھا مذاق کے نکلتی ہے۔ اور ودی بسبب بوجھ اٹھانیکے پیشاب کے قبل یا بعد نکلتی ہی۔ یہہ ہر دو پانی منی کے شمار مین نہین بلکہ نجس پیشاب کے قسم اور حکم مین داخل ہے **دوم** حیض اوسخون کو کہتے ہین کہ نو سال کی لڑکی کو بحالت تندرستی پیشاب کی راہ سے نکلے نشانی اوسکی سرخ کلساٹ لیا ہوا گاڑا بو دار جلن کے ساتھہ نکلے۔ اور کمتر زمانہ اسکا ایکدن ایک رات یعنے چوبیس[۲۴] گھنٹہ ایکسان جاری رہے۔ اور زیادہ تر زمانہ اسکا پندرہ۔ روز مع شب ہا۔ اور غالب مانہ اسکا چھہ یا سات روز ہوتا ہے اگرچہ یا سات روز مین یا پندرہ روز تک متفرق آیا یعنے ایک دو گھنٹہ کا فاصلہ یا ایک دو دن آڑ تو ان سب متفرق کو حساب کرین۔ اگر مجموع اسکا اسکا چوبیس[۲۴] گھنٹہ یا زیادہ ہوا تو حیض ہے اگر ایکدن ایک رات سے کم یا پندرہ روز سے زیادہ۔ یا نو سال کے اندر آئے تو ان تینون صورتون مین حیض نہین ہی بلکہ مرض ہے جسکو استحاضہ کہتے ہین اور حیض کے ضمن مین ایک خون جسکو نفاس کہتے ہین کہ جو بعد ولادت زن کے نکلتا ہے اور اسکا کمتر زمانہ ایک منٹ اور غالب عورتون کو چالیس[۴۰] روز۔ اور زیادہ تر ساٹھہ روز اگر ساٹھہ روز سے زیادہ ہوا تو یہہ زیادہ استحاضہ ہی **تیسرا** حمل عورت کے پیٹ رہنے کو کہتے ہین۔ جب کسی لڑکی کو شادی کرائے اور نو برس کے بعد بغیر احتلام و حیض کے حمل ہو گیا تو وہ بالغہ ہو گئی کیونکہ احتلام کی ہو گی تو اس لئے حمل ہوا ہے **چوتھا** معہ پندرہ سال جب لڑکے یا لڑکی کو پندرہ سال تک احتلام و حیض و حمل ظہور مین نہین آئے تو صرف پیدایش کی تاریخ سے پورے پندرہ سال ہو جائے تو یہہ خود بخود بالغان کے شمار مین ہو گئے۔ پس ان چار نشانیون سے ایک بھی نشانی ظاہر ہوی تو بالغ ہونیکے لئے کافی ہے۔ اور انکی عبادت و معاملات و اقوال و افعال صحیح و درست ہون گے مثل دیگر بالغون کے۔

---

۱ نو برس کی عمر سے لڑکا یا لڑکی ہندوستان اور سرد ملکون مین بالغ عام طور پر ہوتے ہین
۲ اس عمر سے کم عمر مین لڑکا یا لڑکی بالغ ہو گئے تو شریعت کے موافق درست ہے ہندوستان کا حساب ہندو مذہب کے موافق ہے سات برس کی لڑکی اور نو برس کی لڑکی بچہ جن سکتی ہے

فصل چوتھی قواعد احکام شرع کے بیان مین

شرع کے احکام دس قواعد پر منحصر ہین - اور وہ یہہ ہین - الفرض - الواجب - السنۃ - المستحب - المباح - الحرام - المکروہ - خلاف الاولےٰ - الصحیح - المفسد ۔
ان قواعدون کی تشریح یہہ ہے **اول** فرض وہ ہے کہ اللہ و رسول کے حکم قطعی کو کہتے ہین جو اتفاق سے ثابت ہوا - بغیر معارض شک و شبہ کے اور اس کے بجا لانے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور بغیر عذر چھوڑنے سے گناہ اور عقاب ہوتا ہے - اور اسکے انکار سے کافر ہوتا ہے **دوسرا** واجب وہ ہے کہ اللہ یا رسول صلعم کے حکم کو کہتے ہین مگر قطعی و اتفاق سے ثابت نہین ہوا بلکہ اسمین معارض و شبہ ہے اور اس کے بجا لانے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور بغیر عذر چھوڑنے سے گناہ و عقاب ہوتا ہے مگر اسکے انکار سے کافر نہین ہوتا **تیسرا** سنت وہ ہے کہ جو قول یا عمل کو پیغمبر صلعم نے ہمیشہ جاری کیے ہین مگر کبھی کبھی سکو ایک یا دو بار چھوڑتے تھے اور اس کے بجا لانے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور چھوڑنے سے گناہ نہین مگر عتاب کا خوف ہے **چوتھا** مستحب وہ ہے کہ جو قول یا عمل کو پیغمبر صلعم نے کبھی عمل مین لاتے اور کبھی چھوڑ دیتے یا جسکو اصحاب پیغمبر اور تابعین پسند کر کے عمل مین لائے اسکے بجانے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور چھوڑنے سے گناہ نہین - مگر خلاف پسندیدہ ہے **پانچوان** مباح وہ ہے کہ جس قول یا فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم برابر ہے اور نہ اسکے بجا لانے سے ثواب ہے و نہ چھوڑنے سے گناہ ہے مثلاً کسی ایک قسم کے طعام کو چاہے کھائے یا نہ کھائے یا شکار چاہے کرے یا نہ کرے وغیرہ وغیرہ **چھٹا** حرام وہ ہے کہ اللہ تعالی یا رسول صلعم کی نہی یعنے منع کو کہتے ہین - جو قطعی و اتفاق سے ثابت ہوا ہے بغیر معارض شک و شبہ کے اسکے مرتکب ہونے سے گناہ و عقاب ہے اور اسکو بسبب چھوڑنے سے ثواب ہوتا ہے اور اسکو حلال کہنے سے کافر ہوتا ہے مثلاً سود کھانا یا شراب پینا حرام قطعی ہے اور ریشم یا سونا مرد پہننا حرام قطعی نہین **ساتوان** مکروہ وہ ہے کہ اللہ یا رسول کے نہی کو کہتے ہین جو بغیر قطعی و اتفاقی سے ثابت ہوا ہے - بلکہ اس کے ثبوتی مین معارض و شبہ ہے - اسکے مرتکب ہونے سے گناہ کا خوف ہے اور اللہ کیواسطے چھوڑنے سے ثواب ہوتا ہے اور اسکو حلال کہنے سے کافر نہین ہوتے اور مکروہ دو قسم کا ہے - ایک مکروہ تحریمی کہ جس کے نہی کی دلیل قوی ہے دوسرا مکروہ تنزیہی کہ جسکے نہی کی دلیل ضعیف ہے **آٹھوان** خلاف الاولی وہ ہے کہ کسی امر کو عمل مین لانا جو شرع کے رو سے ناپسندیدہ و خلاف بہتر ہے تو اسکے عمل کرنے سے گناہ نہین - اور اسکو حلال یا مباح کہنے سے

عقاب نہین - مگر نہین کرنا اسکا بہتر اور پسندیدہ شرع ہے **نوان** الصحیح وہ ہے کہ کسی عبادت یا معاملت کو جب شرائط شرع کے عمل کرے اور اس صحیح و جائز کے بجانے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور خلاف صحیح و ناجائز کے بجالانے سے حرام ہی اور متعلق علیہ کے انکار سے کافر ہوتا ہے **دسوان** مفسد جسکو مبطل بھی کہتے ہین اگر کسی صحیح و جائز عبادت یا معاملت کو توڑے یا ایک شرط کو چھوڑے جب کسی فرض عبادت مین داخل ہو گئے تو بغیر عذر اسکو توڑنا حرام ہے اور نفل عبادت کو توڑنا مکروہ ہے اور اسکو حلال کہنے سے کافر نہین ہوتے **تکملہ** شرط اور فرض اور رکن اور واجب یہہ چار لفظ مختلف ہے مگر ان چارون کا حکم اور معنی ایک ہی ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ واجب کے انکار سے کفر نہین اور جو امر قبل عبادت یا معاملت کے لانا لازم ہی تو اسکو شرط کہین گے اور جو امر عبادت یا معاملت کے اندر لانا لازم ہے تو اسکو فرض یا رکن یا واجب کہین گے - اور فرض و رکن یہ ہر دو کا معنی ایک ہی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ چند فرضون سے ایک فرض چھٹے تو بعد عرصہ طرز کے پھر لا سکتے ہین جیسے وضو اور غسل کے فرض اور چند رکنون سے ایک رکن چھٹے تو سب رکن باطل ہو جاتے ہین جیسے نماز وغیرہ کے ارکان اور سنت اور مستحب اور نفل اور مندوب یہہ لفظ مختلف ہے مگر ان چارون کا حکم اور معنی ایک ہی ہے، صرف رواج اور لغت مین مختلف ہے سنت رسول صلعم کے راہ و رویہ کو کہتے ہین اور مستحب رسول صلعم اور ان کے آل و اصحاب و اتباع کے پسندیدہ کو کہتے ہین اور نفل سوائے فرض اور واجب اور سنت کے زیادتی عبادت کو کہتے ہین - اور مندوب جس امر کو شرع کے رو سے کرنا چاہیے اسکو کہتے ہین **تنبیہ** وجوہ اور دلیل ان احکام بالا کی چار جائے سے پا سکتے ہین اول **الکتاب** یعنے قرآن مجید - دوسرا **السنۃ** یعنے حدیث شریف فرمان پیغمبر صلعم تیسرا **اجماع الامۃ** یعنے اتفاق اہل سنت و جماعت چوتھا **القیاس** یعنے موافقت کسی دلیل کے ہو ہر مسئلہ و حکم کے سے پہلے قرآن مجید سے دلیل لینا چاہیے اگر اسمین دلیل نہ ملے تو حدیث شریف سے لینا چاہیے اگر اسمین بھی میسر نہووے تو اتفاق ہر زمانہ کے علماء سے لینا چاہیے - اگر نا در مسئلہ نمود ہوا تو قیاس سے لینا چاہیے یعنے کتاب و سنت و اجماع کے کس دلیل سے موافقت رکھتا ہے آیا حلال کی قسم مین ہے یا حرام کی قسم مین یا مکروہ وغیرہ کے تو اوس قسم مین شمار کر کے حکم کرین **فائدہ** چار مذہب برحق ہی مذہبون مین پہلے امام ابا حنیفہ رح کا مذہب تحریر و مرتب ہوا - پھر امام مالک رح کا مذہب تحریر و مرتب ہوا پھر امام شافعی رح کا مذہب تحریر و مرتب ہوا پھر امام احمد بن حنبل رح کا مذہب تحریر و مرتب ہوا ان چارون کا مذہب برحق ہے اور انہون کو اہل سنت و جماعت

کہتے ہین ہر شخص کو انہین سے ایک مذہب کا پابند یعنے تقلید کرنا واجب ہے اگر کسی حنفی نے کوئی مسئلہ مین شافعی کے شروط کے موافق شافعی مذہب کے پابند ہوے تو جائز ہے اسیطرح چارون مذہب کے پابند والے شرطون کے مطابق ایک دوسرے مذہب کے پابند ہوسکتے ہین - بشرطیکہ مسئلہ کی تلفیق نہو یعنے دو مذہب کو جوڑ کر ایک ہی مذہب قرار دے تو درست نہوگا مثلاً حنفی شخص با وضو کے بدن سے تہوڑا لہو بہا یا منہ بہرتے کیا تو اس سے وضو تو ٹہگیا مگر شافعی کے نزدیک اس سے وضو نہین ٹوٹہتا تو حنفی مذکور شافعی کے تقلید یعنے پابند ہونا چاہا تو شافعی جواب دیگا کہ تم اسوقت میرے مذہب کے رو سے بے وضو ہی کیونکہ وضو کی نیت اور ترتیب ہردو کی فرضیت ہونیکے قائل نہین میرے شروط موافق وضو کرو تو تو تقلید کرنا درست ہوگا اسیطرح شافعی با وضو نے کسی بیگانے زن کا کوئی عضو چہوا یا اپنی یا دیگر کی شرمگاہ کو ہاتہ لگایا تو اس سے وضو ٹوٹگیا لیکن حنفی کے نزدیک اس سے وضو نہین ٹوٹہتا تو شافعی مذکور حنفی کی تقلید کرنا چاہا تو حنفی جواب دیگا کہ تم بہی اسوقت میرے مذہب کے مطابق بے وضو ہو کیونکہ یا ؤسر کا مسح کی فرضیت کے قائل نہین بلکہ سر کے ایک بال یا جز کے مسح سے اکتفا کرلے اگر میرے مذہب کے مطابق وضو کرین تو تقلید کرنا درست ہے پس ہر مسئلہ و ہر حکم مین کسی مذہب کے تقلید کرنا چاہے تو اوسی مسئلہ یا حکم کو وہی مذہب کے شروط و فروض کی رعایت پوری طور سے کرین تو تقلید کرنا درست ہے صرف ہر مذہب کے سہل و آسان مسئلہ چنکر ایک ہی مذہب قرار دے تو بالکل نا درست ہے اوپر چارون مذہبونکا اتفاق ہی اب ایک نئے مذہب والے کہتے ہین کہ کسی مذہب کے قائل نہین بلکہ یون کہتے ہین کہ جو امر قرآن و حدیث صحیح سے ثابت ہوا تو اسپر عمل کرینگے خواہ کسی مذہب کے مطابق ہو یا نہو یہہ نیا مذہب خلاف اتفاق امت ہے کیونکہ قرآن مجید و حدیث صحیح کے احکام سوائے ان چارون مذہب برحق کے اور کہان سے پاسکینگے اور ایسے نئے مذہب کے اشخاص کے پیچہے نماز پڑہنا مکروہ ہے اگرچہ سوائے ان چار مذاہب کے اور مذہبان خلفاء راشدین و صحابہ کبار و تابعین و محدثین کے بہی ہین اور سب برحق ہین مگر اسپر عمل کرنا درست نہین مان بعضون کے نزدیک اگر خود عمل کرنا چاہے تو جائز ہے دوسرے کو حکم یا فتوی دینا جائز نہین - کیونکہ یہہ مذہبان موعہ شروط اسکے تحریر و مرتب نہین ہوے بلکہ چارون مذہبون مین منتشر ہین ابتداے اسلام سے سنہ ۱۴۰ھ تخمیناً علم و احکام زبانی یا در کہتے تہے یا بغیر ترتیب کے دفتران و بیاضان و ورقون مین بطور یادداشت لکہوا لیتے تہے اور سنہ ۱۴۱ھ سے کتب کے تصنیف و تالیف و مرتبی مذاہب کے کرنا شروع ہوے -

باب اول
اسلام اور ایمان اور عقاید کے بیان مین

یہہ باب مشتمل اوپر تین فصلون کے

فصل اول ارکان اسلام کے بیان مین

ارکان اسلام کے پانچ ہین - ۱ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ ۲ اقام الصلوٰۃ ۳ وایتا الزکاۃ ۴ وصوم رمضان ۵ وحج البیت من استطاع الیہ سبیلا - **اول** کلمہ شہادت کا پڑہنا **دوسرا** پانچ وقت کی نماز کو قایم کرنا **تیسرا** زکواۃ کے مال سے زکواۃ ادا کرنا **چوتھا** ماہ رمضان کے روزہ رکہنا **پانچوان** خرچ جانے آنیکا میسر ہوا تو حج کعبہ شریف کا کرنا - ان پانچ ارکان کو اسلام کہتے ہین ہر ایک رکن اسلام کا ایک جزء ہے، ہوسکنے والے سے ان پانچونکا ادا کرنا فرض ہے - ایک چہوڑنے سے پورا مسلمان نہین - کیونکہ اسلام کو بمنزلت ایک عمارت پانچ ستون پر تصور کرین - جب ایک ستون گر جائے تو وہ عمارت کیونکر رہ سکیگی - یہہ پانچ رکن ہر خاص عام پر بدی ہی ظاہر ہے - انمین سے ایک کو انکار کرین تو کافر ہو جاتا ہے - اور کاہلی سے چہوڑے تو فاسق ہے یہہ اسلام کا اجمالی بیان ہے اسکا تفصیلی احکام انشاء اللہ تعالی باب دوسرے و تیسرے مین آئیگا -

فصل دوسری ارکان ایمان کے بیان مین

ارکان ایمان کے چہہ ہین ۱ ان تومن باللہ ۲ وملائکتہ ۳ وکتبہ ۴ ورسلہ ۵ وبالیوم الاخر ۶ وبالقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالے - **اول** ایمان لانا اللہ پر **دوسرا** ایمان لانا اللہ کے فرشتون پر **تیسرا** ایمان لانا اللہ کے کتابون پر **چوتھا** ایمان لانا اللہ کے رسولون پر **پانچوان** ایمان لانا روز قیامت پر **چہٹا** ایمان لانا اللہ کے تقدیر پر نیک و بد تقدیر کا یاد اوس تقدیر کا ہر دو اللہ سے ہی - ان چہہ رکان کو ایمان کہتے ہین ہر ایک رکن ایمان کا ایک جزء ہے - انمین سے ایک کو انکار کرین یعنے دلمین سمجہہ سمجہین تو کافر ہے - اور یہہ ایمان کا اجمالی بیان ہی اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی اس باب کے تیسری فصل مین درج کیجائیگی **تنبیہ** اسلام کا معنی ظاہری بدن سے تابعداری اور فرمان برداری بجا لانیکو کہتے ہین اور اسکا حکم یہہ ہے

کہ بغیر ایمان کے صرف دنیا کی زندگانی مین کام آتا ہی نہ کہ آخرت مین کہ اس سے مسلمان کا نکاح درست اور پیچھے اوس کے بہی نماز
پڑہنا اور مری تو اسپر نماز پڑہنا اور مسلمین کے مقبرہ مین دفن کرنا وغیرہ یہہ سب صحیح و جائز ہے **ایمان کا معنی**
باطنی بدن سے دلمین سچہ قرار دین۔ اور زبان سے اقرار کرین اور ظاہری بدن سے عمل کرین۔ اور اسکا حکم یہ ہی کہ یہہ دنیا
و آخرت مین کام آئیگا پس اسلام کو ایمان ضرور و لابد ہے اسیطرح ایمان کو اسلام لازم و لابد ہے۔ اگر محض اسلام
بغیر ایمان کے ہی تو اسکو منافق کہینگے دنیا مین کام آئیگا۔ مگر آخرت مین کفار کے تہ مین رہیگا۔ اور اگر صرف ایمان
بغیر اسلام کے ہی تو یہ دو امر مبنی ہی۔ اول عاجزی بدن یا مجبوری ظالم سے اسلام کو بجا نہ لائے تو یہ ایمان آخرت مین
کام آئیگا دوسرا شرم یا نخوت اپنے اعتبار سے اسلام کو بجا نہ لائے تو یہہ ایمان کام مین نہ آئیگا۔ اور کفار کے شمار مین
رہیگا اسیطرح دنیا مین بہی کفار کے شمار مین ہی **تنبیہ ثانی** بعضے فقرا جاہلان گمراہان اپنے سر و مونچہہ و داڑہی کو
منڈہوا کر اپنے تئین عارفان باللہ قرار دیتے ہین۔ یعنے خدا کو پہچان لئے اور حقیقت و مقصود کو پہونچ چکے ہین
اب فرائض و واجبات اور سنن و تمام تکالیف عبادت و معاملت کے باہر ہمسے اتر گئے جو کچہہ کرین یا نہ کرین ہمپر
مباح ہی اور یہ عقیدت سراپا کفر ہی بلکہ یہہ عقیدت عوام مسلمین پر کفر سے زیادہ تر عظیم فساد ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث
اور اجماع امت کے خلاف ہے یہہ امر بدہی ہی ظاہر ہے کہ ہمارے پیغمبر صلعم و دیگر انبیاء و نیز بزرگ و ولیا بلا شک
و شبہ عارفان باللہ ہین اور خدا کے فرایض و واجبات مین شبانہ و روز مشغول و مصروف رہتے تہے ایک لمحہ شریعت کے
بیرون جا نہین سکتے تہے۔ چنانچہ ہمارے پیغمبر صلعم سقدر روزہ رکہتے اور نماز پڑہتے تہے۔ یہانتک کہ آپکے
قدم مبارک پر ورم آگیا تو صحابہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی نے آپکے اگلے و پچہلے گناہون کو معاف
کر دیا پہر یہ تکلیف اپنے پر کیون اٹہاتے ہو تو فرمائے پیغمبر صلعم نے کیا مین شکر گذار بندہ نہ کہلاؤن۔ پس جب
یہہ ذات اشرف المخلوقات کی باوجود حصول مغفرت بلا شک و شبہ کے عبادت سے باز نہ رہین تو یہہ فقیران تن
حقیران کون کہیت کی مولی ہی۔ اگر انہونے کہہ سنے ہونگے کہ بعضے بزرگان نے حالت کشف اور وجد و استغراق
مین اپنے وجود سے بے خبر ہو جاتے ہین جسکو فنا کہتے ہین اور یہہ حالت بعد طے مراحل شریعت اور طریقت کے
حاصل ہوتی ہے۔ اس صورت مین بلا شک وہ غیر مکلف ہین۔ اسیطرح نابالغ و دیوانہ و مرض کی بیہوشی والے بہی
غیر مکلف ہین۔ انپر کوئی فرض نہین ہوا اوسکی قضا واجب ہے اب یہہ فقیران ہوش و حواس و کوفریب سے بہرہ ہے

اور اس مراتب کے لباس سے عاری ہی تو کس دلیل سے انپر سے تکالیف عبادت و معاملت کا مارا اٹھانا مجاز ہوگا اللہ تعالے ہر مسلمان کو ایسے فاسد عقیدتون سے بچاوے اور رسول صلعم کی راہ پر چلاوے **فائدہ** اہل قبلہ یعنے کلمہ گویان جب تک انکے اسلام و ایمان مین خلل ثابت نہو تو انکو کافر کہنا منع ہی مثلاً کسی نے کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ کہکر خاموش رہا تو اسکو مسلمان کہین گے اور مسلمین کے شمار مین ہے۔ بے وجہ کسیکو کافر کہنا گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ موجب کفر ہی ہر مسلمین کو چاہیے کہ اس بارہ مین بہت احتیاط کرین

فصل تیسری عقائد کے بیان مین

اسکو علم اصول الدین اور علم توحید اور علم کلام بھی کہتے ہین اور یہہ فصل مشتمل اوپر چھہ اصول کے ہے اور اسمین تمام ارکان ایمان کا بیان تفصیل کے ساتھہ کیا جاتا ہے **اصل اول** ایمان لانا اللہ پر۔ اللہ تعالی کی خاصات اور اشکال کو کوئی پہچان نہین سکتا۔ مگر صفات پاک ذات بابرکات سے اور دلائل عقلی و نقلی سے تحقیق کر سکتے ہین۔ اور دلائل عقلی تین قاعدون پر منحصر ہین **اول** لفظ واجب یعنی ثابت **دوسرا** مستحیل یعنی محال **تیسرا** جائز یعنے ممکن یہہ واجب شرعی واجب حلال و حرام سے مراد نہین بلکہ یہہ مراد ہے کہ کسی چیز کا موجود ہونا عقل مین ثابت و لازم ہی۔ اور اسکا معدوم ہونا عقل باور نہین کرتی۔ مثلاً کسی نے کہا کہ سورج نکلا ہی مگر دن نہین نکلا تو دن کا موجود ہونا عقل مین ثابت و لازم ہی اور دن کا موجود ہونا عقل باور نہین کرتی تو دن کا ثابت ہونا واجب ہے اور **مستحیل یا محال** یہہ اوس امر کو کہتے ہین کہ جسکا موجود ہونا عقل باور نہین کرتی مثلاً کسی نے کہا کہ ایک فیل سوئی کے ناکے سے پار ہوا تو موجود کی پار ہونیکی عقل باور نہین کرتی پس پار ہونا فیل کا محال ہے اور **جائز یا ممکن** اوس امر کو کہتے ہین کہ جسکا موجود ہونا جائز و ممکن ہی اور معدوم ہونا بھی جائز و ممکن ہی ہر وہ امر کو عقل باور کرتی ہی مثلاً کسی نے کہا کہ اس برسے پانی برسیگا تو جائز و ممکن ہی یا کہا کہ اس برسے پانی نہ برسیگا تو یہہ بھی جائز و ممکن ہی۔ پس عابد کو اپنا معبود پہچاننا فرض لازم ہی اور حق و صحیح و درست لائق عبادت کا ایک ہی معبود ہی اور وہ اللہ تعالی ہی۔ اور اوسکے ثبوتی مین ستائیس ۲۷ صفتون سے تحقیق ہوسکتی ہی اور تیرہ صفت واجب کے ہین اور تیرہ صفت محال کے ہین اور ایک صفت جائز ہے۔ اوصفات واجب کے بوجب تفصیل ذیل ہین **صفت اول** ہستی یعنے اللہ تعالی کا موجود ہونا واجب ثابت ہے دلیل اسکی یہہ ہی کہ زمین و آسمان وغیرہ کا پیدا ہونا کیونکہ غیر پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا ہونا محال ہی پس اللہ کا موجود ہونا واجب ثابت ہے **دوسری** اَلْقِدَمْ یعنے اللہ تعالی کا

قدیمی ہونا واجب و ثابت ہے۔ دلیل اسکی یہہ ہی جب وجود ہونا ثابت ہوا تو قدامت بھی ثابت ہوی۔ دوسری دلیل اگر قدیم نہوتا تو درمیان پیدا ہوا۔ اور اسکا پیدا کرنیوالا بھی لازم ہوتا۔ اور ہر پیدا کرنیوالیکا دوسرا پیدا کرنیوالا ہوتا اور دوسری کا تیسرا یہہ در تسلسل محال ہی **تیسری اَلْبَقَا** یعنے ہمیشہ اللہ تعالی کا رہنا واجب و ثابت ہی۔ اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر ہمیشہ باقی نرہتا تو درمیان معدوم ہوجاتا جسکی قدامت ثابت ہوچکی تو درمیان اسکا معدوم ہونا محال ہی **چوتھی مُخَالَفَتُہٗ لِلْحَوَادِثِ** یعنے اللہ تعالی کا تمام حادث مخلوقات سے مخالف ہونا واجب و ثابت ہی۔ اور دلیل اسکی یہہ ہے کہ اگر کسی حادث مخلوق سے مماثلت یا مشابہت رکھتا تو وہہ بھی حادث سمجھا جائیگا مثل حیوان یا سورج یا آسمان وغیرہ کے کیونکہ حادث قدیم ہو نہیں سکتا **پانچویں قِیَامُہٗ بِنَفْسِہٖ** یعنے اللہ تعالی کا خود بخود قایم ہونا واجب و ثابت ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اگر خود بخود قایم نہوتا تو کسی چیز کی مدد یا اعانت سے قایم ہوتا اور قدیم کو حادث سے محتاج ہونا عقل باور نہیں کرتی **چھٹی اَلْوَحْدَانِیَّۃُ** یعنے اللہ تعالی کا ذات اور صفات اور افعال میں ایک ہی ہونا واجب و ثابت ہے اور دلیل اوسکی یہ ہی کہ اگر اور کوئی دوسرا یا تیسرا شریک ہوتا تو قدامت کے ثبوت میں خلل پیدا ہوتا دوسری دلیل یہ کہ تمام مخلوقات کا ایک ہی خالق و صانع ہی کیونکہ اگر دو یا زیادہ خدا ہوتے تو آپسمیں نزاع ہوکر مخلوقات میں برعکسی ظاہر ہوتی۔ ایک کہیگا کہ ایسوقت رات ہو۔ اور دوسرا کہیگا کہ ایسوقت دن ہو تو یہ برعکسی غیر واقع ہی **وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ** واجب ثابت ہی۔ اور یہہ بھی معلوم ہو کہ صفات اول کو **نَفْسِیَہ** کہتے ہیں یعنی متعلق ذات خدا کے اور دوسرے پانچ صفتوں کو **سَلْبِیَہ** کہتے ہیں یعنے عکس ان صفتوں کو نفی کرنے سے ثابت ہوتے ہیں **ساتوان اَلْقُدْرَۃُ** اللہ تعالی کا ہر چیز ممکن پر قدرت کہنا واجب و ثابت ہی۔ اور دلیل اوسکی یہہ ہی کہ تمام مخلوقات جمادات و نباتات و حیوانات وغیرہ کا پیدا کرنا کمال قدرت سے پیدا ہوئیں کیونکہ کسی چیز کا بغیر قدرت قادر مطلق کے خود بخود پیدا ہونا عقل باور نہیں کرتی **آٹھویں اَلْاِرَادَۃُ** اللہ تعالی کا ارادہ و اختیاری ہر چیز پر واجب و ثابت ہے اور دلیل اوسکی یہہ ہی کہ تمام مخلوقات کا پیدا ہونا کوئی آگے کوئی پیچھے کوئی بڑے کوئی چھوٹے وغیرہ یہہ ارادہ و مرید و اختیاری مختار سے ہوا ہی۔ کیونکہ قدرت کاملہ کو ارادہ بھی ہونا لازم ہی **نویں اَلْعِلْمُ** یعنے اللہ تعالی کا ہر چیز ظاہر و باطن موجود یا معدوم سے علیت رکھنا واجب و ثابت ہی۔ اور دلیل اوسکی یہہ ہی کہ ہر چیز بغیر قدرت و ارادت کے ہو نہیں سکتی جب قدرت و ارادت سے پیدا ہونا ثابت ہوا تو اسکی علیت و آگاہ ہونا بھی لازم ہوتا ہے **دسویں اَلْحَیَاۃُ** یعنے اللہ تعالی کا

زندہ رہنا واجب و ثابت ہے اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ قدرت و ارادت و علمیت بغیر زندگی کے ہو نہین سکتین - جب صفات مذکورہ بالا ثابت ہو چکین تو زندہ رہنا بھی لازم ہوتا ہے **گیارھوین اَلسَّمِیْعُ** یعنے اللہ تعالی کا بڑی اور چھوٹی آواز کو سننا واجب و ثابت ہی اور دلیل اوسکی یہہ ہے جب اوسکی علمیت اور حیات ثابت ہو چکی تو ہر آواز کا سننا بھی لازم ہے مگر بغیر کان اور سوراخ کے نہین تو مخلوق کی مثلیت عاید ہوگی **بارھوین اَلْبَصِیْرُ** یعنے اللہ تعالی کا بڑی اور چھوٹی چیز کو دیکھنا واجب و ثابت ہے - اور دلیل اوس کی یہہ ہے کہ جب علمیت اور حیات ثابت ہو چکی تو ہر چیز کا دیکھنا بھی لازم ہوتا ہی مگر بغیر آنکھہ و دیدہ کے نہین تو مخلوق کی مثلیت عاید ہوگی **تیروین اَلْکَلَامُ** یعنے اللہ تعالی کا بات کرنا واجب و ثابت ہی اور دلیل اوسکی یہہ ہو کہ جب علمیت اور حیات ثابت ہو چکی تو باتین کرنا بھی لازم ہی مگر بغیر منہہ و زبان و آواز و حرکت کے نہین تو مخلوق کی مثلیت عاید ہوگی **تنبیہ** اول کے دس صفات شرع و عقل سے ثابت ہوی سمع - بصر - و کلام یہہ تین صفات قرآن مجید و حدیث شریف اور اتفاق امت سے ثابت ہوین اگر ثابت نہوتے تو بہرہ اور اندہا اور گونگا عاید ہوگا - اور یہہ نقصانات اللہ تعالی کے کمالات سے لایق نہین **تنبیہ ثانی** اگرچہ اکثر علماء القدرت سے الکلام تک سات صفات اسکو صفات معانی کہتے ہین اور سات صفات ان سات صفات کے ضمنی اور ملازم ہین اسکو صفات معنویہ کہتے ہین مثلاً قدرت سے قادر ارادہ سے مرید علم سے عالم حیات سے حی سمع سے سمیع بصر سے بصیر کلام سے متکلم کل بیس صفات واجب کے قرار دیتے ہین مگر ہم نے صرف صفات معانی ہی کا تفکر کرلئے اور صفات معنویہ اس کے ضمن سے نکلتے ہین **اما صفات محال** ان صفات واجبہ کی برعکسی کو کہتے ہین اور وہ بموجب تفصیل ذیل ہین **اول اَلْعَدَمُ** یعنے اللہ تعالی موجود نہوتا تو معدوم و نابود کہا جاتا اور معدوم ہونا محال ہی یعنے عقل یا ورہین کرتی **دوسری اَلْحُدُوْثُ** یعنے اللہ تعالی قدیم ہوتا تو درمیان حادث یعنے نیا پیدا ہوا اور درمیان مین حادث ہونا محال ہی **تیسری طَرَیَانُ الْعَدَمِ** یعنے اللہ تعالی ہمیشہ باقی نہوتا تو درمیان عدم واقع ہوتا اور درمیان مین عدم واقع ہونا محال ہے **چوتھی اَلْمُمَاثَلَۃُ لِلْحَوَادِثِ** یعنے اللہ تعالی مخلوقات سے مخالف نہوتا تو مخلوق کے مثلیت یعنے مانند ہوتا اور مخلوق کی مثلیت کہنا محال ہی **پانچوین اَلْقِیَامُ بِالْغَیْرِ** یعنے اگر اللہ تعالی بذات خود قایم نہوتا تو اور کسی غیر کے سبب سے قایم ہوتا اور غیر سے قایم ہونا محال ہی **چھٹی اَلتَّرْکِیْبُ** یعنے اللہ تعالی ذات اور صفات و افعال اور تاثیرات اور وجود مین ایک ہی نہوتا تو ان سب مین یا ایک

دو مین دوسرا شریک ہوتا اور دوسرا شریک ہونا محال ہی **ساتوین اَلعجز** یعنے اللہ تعالی قادر یعنے قدرت رکھنے والا نہوتا تو عاجز ونا چار ہوتا۔ اور عاجز ہونا محال ہی **آٹھوین اَلاکراہ** یعنے اللہ تعالی اپنے ارادہ واختیاری سے کام نکرتا تو دوسری کے اکراہ یعنے جبر یا تاثیر سے ہوتا اور دوسری کا اکراہ محال ہی **نوین اَلجھل** یعنے اللہ تعالی تمام مخلوقات سے علمیت وآگاہ نہ کہتا تو سب سے یا بعض سے جاہل وناواقف ہوتا اور اپنے مخلوق سے جاہل ہونا محال ہی **دسوین اَلموت** یعنے اللہ تعالی زندہ وہوشیار نہوتا تو مردہ وبیحواس ہوتا اور مردہ وبیحواس ہنا محال ہی **گیارہوین اَلصمم** یعنے اللہ تعالی اگر سننے والا نہوتا تو بہرہ ہوتا۔ اور بہرہ ہونا محال ہے **بارہوین اَلعمٰی** یعنے اللہ تعالی دیکھنے والا نہوتا تو اندہا ہوتا اور اندہا ہونا محال ہی **تیرہوین اَلبکم** یعنے اللہ تعالی متکلم یعنے بات کرنیوالا نہوتا تو گونگا ہوتا۔ اور گونگا ہونا محال ہی اور یہہ تمام صفات متحال مذکورہ بالا عیب ونقصان ہی اور اللہ تعالی بے عیب ہر طریقہ سے کامل ہی کیونکہ مثلاً اگر بات کرنیوالا نہوتا تو تمام حکام امر ونہی وحلال وحرام بغیر کلام کے ہونا محال ہے اسیطرح دیکھنے والا نہوتا تو یہہ تمام مخلوقات کا رنگ برنگ واشکال مختلفہ سے بے خبر ہونا محال ہی وعلی ہذا زندہ نہوتا تو یہہ تمام مخلوقات کی پیدایش وپرورشی مردہ وبیحواس سے ہونا محال ہی۔ پس اللہ تعالی ہر عیب وہر نقصان سے پاک ہی **تنبیہ** اللہ تعالی کا سننا مثل حیوان کے کان وسوراخ سے نہیں ہے کیونکہ یہہ ایک شکل حیوان حادث کی ہی اور اللہ تعالی بے مثل بلکہ خود بخود سن سکتا ہی اسیطرح دیکھنے کی بھی تعریف ہی کہ خود بخود بغیر آنکھ کے دیکھ سکتا ہی وعلی ہذا کلام بھی مثل حیوان کے منہہ زبان وآواز وحروف ہجا سے نہیں ہی کیونکہ یہہ مخلوق کی صفت ہے بلکہ اللہ تعالی کا کلام نفسی ہے جیسا کہ آدمی اپنے جی مین ایک بات جما لیتے ہین کہ زید کو ایسا کہونگا تو وہ بات فی الحقیقت جی مین موجود ہو چکی اور نہ زبان ونہ آواز ونہ حروف سے کہا گیا پس یہی کلام نفسی ربانی جل شانہ کا عکس لوح المحفوظ اور فرشتون اور پیغمبرون کے دلون مین نقش ہو کر اپنے زبان وآواز وحروف سے بیان فرمانے مین اللہ تعالی کے بیس صفت واجب اور بیس صفت محال کا بیان ہو چکا اب ایک صفت جایز کا بیان بموجب ذیل ہے **اَلجائز** اللہ تعالی کا ہر ممکن کو پیدا کرنا یا نہ کرنا ہر دو امر جائز ہے مثلاً زید کو عالم یا جاہل بنانا ہر دو امر جائز ہے اسیطرح اس کی اولاد پیدا کرے یا نکرے یا اس برسے پانی برسائے یا نہ برسائے ہر دو امر جائز ہے خواہ مخواہ اللہ تعالی پر ایک ہی کا کرنا فرض نہین ہی جو چاہا سو کر سکتا ہی اسپر کسی امر کے کرنے یا نکرنے مین فرض

یا واجب قرار دینا محال ہے کیونکہ کسیکا اللہ تعالی پر حق نہین ہے ۔

اصل دوسری ایمان لانا فرشتون پر

فرشتے ایک شکل نورانی روحانی ہین عقل مین کامل ہین ۔ نہ کہاتے ہین و نہ پیتے ہین ہمیشہ خدا کی عبادت اور فرمانبرداری مین مصروف رہتے ہین یہہ ایک طبعی و عادتی امر ہے جیسا کہ آدمی وحیوان کو تنفس یعنے سانس لینا طبعی امر ہے اور خدا کی قدرت سے حسب خواہش اپنے شکل کو بدلا سکتے ہین مثل آدمی یا اور کوئی حیوان کے اور گنتی ان فرشتون کی بیشمار ہے اللہ کو خبر ہے تمام آسمان و زمین اون سے بھرے ہوے ہین اور یہہ قیامت تک مرتے نہین اور نہ ذکور و نہ اناث یعنے نر نہ مادہ کہا جاتے ہین اور ہر ایک اپنے وظیفہ مین مشغول رہتے ہین اور رسالت و نبوت اکثر ان کے ذریعہ سے پہونچتی ہے انہین سے چند اسم کو پہچاننا واجب ہے ۔ چار بڑے ہین یعنے جبرئیل رسالت و نبوت کا پہونچانیوالا میکائیل پانی کا برسانیوالا ۔ اسرافیل صور یعنے سنگ کا پہونکنے والا ۔ عزرائیل ہر ذیروح کی جان لینے والا ۔ اور رقیب اور عتید یہ ہر شخص کو یہ دو محافظ و نگہبان رہتے ہین اور یہ اونکی نیکی و بدی کے قلم بند فرماتے رہتے ہین اور منکر و نکیر ۔ منکر نکیر یہ دو قبر مین حساب لینے والے ہین ۔ اور رضوان جو داروغہ جنت اور مالک جو سجان داروغہ دوزخ ۔ اور چار حاملان عرش اور قیامت کے دن اور چار فرشتے اضافہ ہونگے ان مذکورین کے نام قرآن مجید مین درج ہین صرف منکر و نکیر یہہ حدیث شریف سے ثابت ہے

اصل تیسری ایمان لانا کتابون پر ۔

کتاب سے مراد کلام اللہ ہے جسکا ذکر اصل اول کے آخر مین بیان ہو چکا اور وہ تختیان اور صحیفون مین ثبت ہو کر اتری ہین اور بعض کلام نفسی خود سوال و نہیان بغیر واسطہ فرشتون کے اونہون پر اتری ہین جیسا کہ معراج شریف کی شب مین ہمارے رسول مقبول صلعم پر اترا ہے اور کوہ طور پر حضرت موسی علیہ السلام پر اترا اور بعضے بذریعہ حضرت جبرئیل و دیگر فرشتون کے نازل ہوے اور کل کتابان ایکسو چار ہین اور ایک روایت مین ایکسو چودہ اور ایک روایت مین ایکسو چوریاسی ۔ بہرصورت کسی عدد مین حصر نکرنا چاہئے تاکسی کتاب سے انکار نہونے پائے مگر انمین سے چار بڑے کتابین ہین بوجہ مختلف زبانون کے ہر ایک کا نام ہی مختلف کہا گیا اور عبرانی زبان مین توراۃ جو حضرت موسی پر اتری اور سریانی عبرانی مین زبور جو حضرت داؤد پر اتری اور یونانی زبان مین انجیل جو حضرت عیسی پر اتری اور عربی زبان مین قرآن جسکو فرقان بھی کہتے ہین جو ہمارے رسول آخر الزمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوی باقی جھوٹے

صحف ہین چند حضرت شیث ع پر اور چند حضرت ادریس ع پر اور چند حضرت ابراہیم ع پر اور چند نیز حضرت موسیٰ ع پر نازل ہوین ان سبکا مضمون اللہ تعالیٰ کی تعریف و تفصیل احکام عبادات و معاملات و امر و نہی و حلال و حرام اور وعظ و نصیحت و کیفیت حوادث گذشتہ و آیندہ سے مشحون و بھرپور ہین مگر ان کل کے احکام تورات سے منسوخ اور تورات زبور سے منسوخ اور زبور انجیل سے منسوخ اور انجیل قران سے منسوخ ہوگئے اور قرآن کا حکم قیامت تک باقی رہیگا اور ان سبکا مضمون قرآن مین درج ہے اور قرآن کا مضمون سورہ فاتحہ مین درج ہے اور سورہ فاتحہ کا مضمون بسم اللہ الرحمن الرحیم مین درج ہے اور بسم اللہ کا مضمون ب مین درج ہے اور ب کا مضمون نقطہ مین ہے یعنے بی کان ما کان و بی یکون ما یکون ترجمہ مجھ سے جو ہوا سو ہوا اور مجھ سے جو ہوگا سو ہوگا اور قران مجید کا پڑھنا عبادت مین داخل ہے خواہ اوسکے معنی سمجھے یا نہ سمجھے۔

اصل چوتھی ایمان لانا رسولون پر

رسول انسان حر مرد ہوتے ہین اونپر خدا سے وحی نازل ہوی اور خلقت کو پونچانیکا فرمان ہوا اور نبی انسان حر مرد ہوتے ہین اونپر خدا سے وحی نازل ہوی صرف انہین کی ذات اور خلقت کو کسی حکام پونچانیکا ارشاد نہین ہوا محض اپنی پیغمبری کا آگاہ کرنا واجب تھا تا لوگ انہین کی حرمت و تعظیم کرین رسول کا مرتبہ نبی سے اعلا ہے کیونکہ رسول نبی بھی ہین انبیا اور رسولون کے حق مین بھی عقلیہ چار صفت واجب اور چار صفت محال اور ایک صفت جائز ہے جن سے انہونکی نبوت و رسالت ثابت ہوتی ہے اور صفات یہہ ہین **پہلی صفت الصدق** یعنے سچائی اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ تمام معجزات یعنے نادر کامان جو عقل سے باہر اور عادت کے خلاف واقع و ظاہر ہوین مثل آیندہ کی خبر دینا اور حسب فرمایش کفار کے کرامات ظاہر کرنا چنانچہ حضرت نوح نے آیندہ کے طوفان کی خبر دی اور کشتی بناکر مع اولاد و مسلمین اوسمین سوار ہوکر طوفان سے نجات پائی اور تمام کفار غرق ہوگئے اور حضرت صالح ع نے پہاڑ کے چٹان مین سے اونٹنی نادر شکل کی نکلوائے اور حضرت ابراہیم ع کو کفارون نے بڑی آگ مین ڈالے تو زندہ باصحت و سلامت کساتھہ نجات پائی آگ کا کچھہ اثر نہوا۔ اور حضرت موسیٰ ع نے عصا کو اژدہا بنائے اور دریا مین راستہ خشکی کروائے اور حضرت داؤد ع نے لوہے کو مثل موم کے بنائے اور اس سے زرہ بکتر اس مزدوری سے کہاتے تھے اور حضرت سلیمان ع نے ایک تخت پر مع جمعیت انس و جن بیٹھکر ہوا کے ذریعہ سے ایک ایک ماہ کے راستہ جاتے تھے اور حضرت عیسیٰ ع مٹی سے پرندہ بناکر اوڑائے اور مردہ کو زندہ کروائے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پونما تھہ کے

اونگلیون کے درمیان سے ایک چشمہ نہر جاری کر کی ہزارہا لشکر مع حیوانون کو پانی پلوائے اور حیوانات اور پہاڑ و نہر وغیرہ کو فصیح زبان سے بائین کروائے اور قرآن مجید جو تمام فصحا و عقلا اوسکی عبارت سے حیران ہو گئے اور اس کی نظیر بنانے مین عاجز و ناچار ہوئے و دیگر اور معجزات اسے ظاہر ہونا انکی سچائی پر پوری دلالت رکھتے ہین ایسوں کے بیان کو جھوٹ سمجھنا محال ہی اور عقل باور نہین کرتی **دوسری صفت اَلْاَمَانَۃ** یعنے امانتداری اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ جب سچائی اونکی ثابت ہو چکی تو امانت بھی ضرور و لازم ہی کہ جو کچھ احکام مثل امر و نہی و حلال حرام و قیامت و آخرت و جنت و دوزخ وغیرہ کا احوال حسب فرمان خدا کے انھون پر ملا فوگزاشت ظاہر کئے کسی امر کو پوشیدہ یا خلاف واقع نہین فرمائے تو اسصورت مین انکو خائن و بے امانت قرار دینا محال ہی عقل باور نہین کرتی **تیسری صفت اَلْفِطَانَۃ** یعنے دانائی و عقلمندی اور دلیل اوسکی یہ ہے کہ ہر پیغمبر کے زمانہ مین بڑے بڑے حکما و عقلا و دانشمندان و فصحا موجود تھے اور بڑی پیچیدہ سوالات و اعتراضات پیش کرتے تھے مگر پیغمبران علیہم السلام نے اپنی عقلمندی سے اونکو ایسے معقول جوابات دیتے و بیانات فرماتے تھے کہ اونکے اعتراضات کو شکستہ کر کے لاجواب کر دیتے تھے۔ تو عاجز و ناچار ہو کر سا حران و مجنونان بکتے تھے۔ ایسے بزرگونکو مغفلان و نادانان قرار دینا محال ہے اور عقل باور نہین کرتی **چوتھی صفت اَلتَّبْلِیْغ** یعنے پیغام پہونچانا اور دلیل اوسکی یہہ ہے کہ جب سچائی اور امانتداری ثابت ہو چکی تو ضرور و لازم ہوا کہ تمام احکام کو پہونچائے اور کوئی دقیقہ مخفی و پوشیدہ نہین رکھے ایسے حضرات کو نافرمانبردار قرار دینا محال ہے عقل باور نہین کرتی اور یہ چار واجب اور چار محال کا بیان ہو چکا اب جائز اوسکا بیان یہہ ہی **جائز** یعنے درست و روا کہ جو امر بشر پر گذرتا ہے تو پیغمبر پر بھی گذرنا جائز و روا ہی کیونکہ ان کے باطن و روح فرشتون مین ملتے ہین اور جسم ظاہر انسان مین ملتے ہین تو اس صورت مین کھانا پینا و نکاح کرنا اور مریض ہونا و دیگر آفات و رنج کا اٹھانا جائز ہے اس سے اونکے مراتب شریفہ کو کسی نوع کا نقصان و خلل واقع نہین ہوتا بلکہ ایسے اعراض بشریہ سے ان کے مراتب درجہ بدرجہ حسب مشقت و رنج بلند ہوتے ہین چنانچہ اولوالعزم یعنے زیادہ تر تکلیف و برداشت اٹھانیوالے کو کہتے ہین اور انمین سے صرف پانچ درجہ کے قرار پائے اول ہمارے پیغمبر احمد و بے شمار تکلیفان اٹھائے مار کھائے اور گرسنا خی سہے اور گھر دار اور وطن مالوف کو کفار کے اذیت سے چھوڑے اور پتھرون کے مارسے دندان مبارک تو ٹھگئے اور جسم مبارک زخمی ہوا اور لہولہا۔ دوسرے ابراہیم کو منکیان بادہ کر آگ مین زندہ ڈالے گئے تیسرے موسیٰ جان کو

ہتیلی مین کہکر فرعون جو ہمارا جان کو ناحق قتل کیا اوسکے روبرو کہڑے رہکر خدا کا فرمان سنائے چوتھے عیسیٰ بعد تکلیفون
یہودیون نے قتل کرنے اور صلیب دینے سولی پر چڑہانیکو مصمم ہے تو اللہ تعالی نے اونسے بچاکر آسمان پر چڑہائے پانچوین نوح
بہت تکلیف اٹہائے اور نوسو پچاس سال تک اپنی امت کو فہمایش کرتے تہے اور صدہا رنج و تکالیف و مازیت اٹہائے اور
ان پانچ پیغمبر کو اولوالعزم کہتے ہین اور دیگر باقی پیغمبران اور اون کے اتباع اپنے اپنے تکالیف و مشقت کے مطابق فضیلت
اور درجات پائے اور یہ فضایل و درجات بلکہ پیغمبری بہی محض خدا کے فضل و کرم سے پائے ہین نہ کسیکی محنت یا عقلمندی یا مشقت سے
سے پاسکتے ہین یہ صرف خدا تعالی کی مرحمت و دیگی ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور یعنے یہ خدا کا فضل و
کرم ہے کہ جسکو چاہا اوسکو دیگا بعضے جاہل کہتے ہین کہ ہر کوئی پرہیزگاری محنت و مشقت اٹہائے تو ولی یا پیغمبر کا مرتبہ پاسکتا ہے
تو یہ دعوی محض غلط ہے اور پیغمبرون کے شمار کا حصر نہین ہے بعضے روایتون مین ایک لاکہ چوبیس ہزار پیغمبر ہین انمین سے تین سو تیرا یا
چودہ یا پندرہ رسولان ہین باقی انبیا ہین اور معتمد روایت مین ہے کہ شمار کی حصر نکرین ناکام ہو تو غیر کو پیغمبر بنائین اور زیادہ ہو تو
پیغمبرون سے انکار نہونے پائے رسولونمین سے پچیس کا نام قرآن مجید مین درج ہے انکو پہچاننا واجب ہے اور نہوے
اسما شریفہ یہ ہین۔ آدمؑ۔ وادریسؑ ونوحؑ وہودؑ وصالحؑ وابراہیمؑ ولوطؑ
واسمٰعیلؑ واسحٰقؑ ویعقوبؑ ویوسفؑ وایوبؑ وذوالکفلؑ وشعیبؑ وموسیٰؑ وہارونؑ ویونسؑ وداؤد
وسلیمانؑ والیاسؑ والیسعؑ وزکریاؑ ویحییٰؑ وعیسیٰؑ ونبینا خاتم الانبیا والمرسلین
محمد حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وسلم تنبیہ اگرچہ حضرت خضرؑ وذوالقرنین اور
لقمان علیہم السلام ان تینونکا نام بہی قرآن مجید مین آیا ہے مگر انکی نبوت مین خلاف ہے اور پوری طور سے تحقیق نہین ہوی
اور اکثر علما کی نزدیک تینون ولی ہین اسیطرح بی بی مریم والدہ عیسیٰؑ اور ام موسیٰؑ کا بہی یہی حکم ہے وعلی ہذا غراب یعنے کوا
ونحل یعنے شہد کی مکہی نبی بہی وحی نازل ہونیکا قرآن مجید مین ذکر آیا یہ وحی بطریق الہام یعنے انکی جی مین خدا کے طرف سے یک
امر کا فہم اور سمجہ رکہا گیا اور انہونکو نہ کسی کو عمل ہدایت کرنیکا حکم ہے نہ وحی ظاہر کرنیکا حکم صرف سمجہ کر اسکا فایدہ اٹہانے تکملہ
ہمارے پیغمبر محمد مصطفے صلعم کا نسب شریف و دیگر احوال کا بیان جسکا ہر مسلمان کو واقف و آگاہ ہونا واجب ہے نسب پدری
محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن
غالب بن فہر جسکو ایک روایت مین قریش کہتے ہین بن مالک بن النضر صحیح روایت مین قریش آپکا لقب تہا

بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان نبیہ پیغمبر صلعم عدنان تک اپنا نسب فرماتے تھے اور علما نسب کا بھی یہاں تک اتفاق ہے اسیطرح حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ کے نسب کا بھی اتفاق ہے اما درمیان عدنان اور اسمعیل ع اور درمیان ابراہیم ع و آدم ع کے اجداد میں اختلاف ہے اور بعضے علما نسب کے نزدیک عدنان سے آدم ع تک برابر سلسلہ تحریر فرمائے ہیں بسبب طولانی اسما کے صحیح روایت پر اکتفا کر لئے **نسب مادری** محمد بن آمنہ بنت وھب ابن عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب پیغمبر صلعم کے ساتویں جد میں ملتے ہیں اور **ولادت** پیغمبر صلعم کی مکہ مشرفہ میں ہوئی سنہ فیل یعنی حبش کا بادشاہ ابرہہ بڑا لشکر اور چند ہاتھی لیکر کعبہ شریف کو توڑنے کیلئے چڑھائی کیا جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو سب میں ایک بڑا ہاتھی تھا وہ اڑ گیا۔ اور تمام لشکریان ابابیل پرندوں کے ذریعہ سے ہلاک ہو گئے اس حادثہ کو قریش ایک تاریخ مقرر کرتے آپ کے حمل ہی میں والد کا انتقال ہوا اور اڑھائی میں آپکے والدہ کا بھی انتقال ہوا۔ اسیطرح سات برس کی عمر میں آپکے دادا عبد المطلب بھی وفات پائی۔ اور آپکے حقیقی چچا ابو طالب نے پرورش کئے اور بوجہ یتیمی میں پرورش پانیکے نہ لکھنا آتا تھا و نہ کوئی کتاب یکبار پڑھ سکتے تھے اس لئے آپکو نبی الامی کہتے ہیں عرب کے رواج میں جسکو پڑھنا اور لکھنا نہیں آتا اوسکو امی کہتے ہیں جب آپکی چالیس برس کی عمر ہوئی ہیں مکہ معظمہ میں آپ نبوت سے مشرف ہوئے اور جبریل ع کے ذریعہ سے قرآن مجید اترنا شروع ہوا سب سے پہلے امیر المومنین علی مرتضی رض اسلام میں داخل ہوئے اور ام المومنین خدیجہ کبری رض اور کل اولاد پیغمبر کی میں صرف حضرت ابراہیم بیطنی ماریہ قبطیہ خاص پیغمبر کے تھے اور حضرت زید بن حارثہ آغوشی پروردہ پیغمبر بعد ان گھر والوں کے باہر والوں سے پہلے ابو بکر صدیق رض اسلام سے مشرف ہوئے پھر عثمان رض و عبد الرحمن بن عوف و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و ابی عبیدہ بن الجراح و طلحہ بن عبد اللہ و بلال حبشی مؤذن و غیرہ وغیرہ بعد تینتیس اشخاص کے حضرت حمزہ چچا پیغمبر پھر عمر بن الخطاب رض اسلام میں داخل ہوئے بعد چند سال کے معراج کو مکہ معظمہ سے تشریف لیگئے تیرہ سال مکہ میں کفار قریش کو خدا کا احکام پونچاتے رہے اور بت پرستی سے باز ہونیکی نصیحت و فہمایش کرتے رہے جب ابو طالب کا انتقال ہوا بعد تین روز کے ام المومنین خدیجہ کبری بھی وفات پائے تو کفار قریش نے مسلمینکو بہت دیت دینا شروع کیئے تو آخر کار اصحاب اسلام سے مشرف ہوئے پیغمبر سے اجازت لیکر مکہ سے ہجرت کئے یعنے جلاوطن ہو گئے پہلے حبش کے ملک میں جاکر انکے بادشاہ کے پناہ میں رہے اور پیغمبر مکہ میں بنو ہاشم و بنو المطلب و قبیلے حمایت میں رہے پھر مدینہ کے عرب طیبہ انصار کہتے ہیں واسطے حج کے مکہ میں آکر اسلام سے مشرف ہوئے اور پیغمبر سے اور اون کے کل اصحاب کو حمایت و پناہ دینے کا معاہدہ کیے پھر اصحاب حبش سے

واپس ہوکر مدینہ مین جاکر رہین اور باقی اصحاب جو اپنے قبیلہ کی حمایت مین تھے، وہ بھی مدینہ کو ہجرت کرگئے اس کے بعد خود پیغمبر اور حضرت ابوبکر کو ہمراہ لیکر مکہ مشرفہ سے ہجرت فرماکر مدینہ منورہ کو اپنا مقام مقرر فرمائے اور حضرت علی رضہ کو لوگون کی امانت پونچانیکے لئے مکہ مین چھوڑ گئے کیونکہ قریش آنکو محمد الامین کہتے ہے حضرت علی آنحضرت کے بعد ادائے امانت کے ہجرت فرمائے ہجرت کے دوسرے سال مین قریش سے بدر کا جنگ ہوا اور تیسرے سال مین پھر قریش سے احد کا جنگ ہوا چوتھے سال مین بھی قریش بہت سے عرب کے قبائل ہمراہ لیکر خندق کا جنگ کئے کہ پیغمبر اور تمام اصحاب مدینہ منورہ کے بیرون جو کفار کی آمد و رفت کی جائے تھی وہان ایک خندق کھدوائے تو قریش آکر خندق کے بیرون محاصرہ کئے آخر کار شکست ہوکر واپس گئے بعد ازان خود پیغمبر بذات خود معہ اصحاب عرب کے قبائل پر چڑھائی شروع کئے ہجرت سے ساتوین سال تک اکثر عرب مغلوب ہوکر اسلام مین داخل ہوے آٹھوین سال مین دس ہزار اصحاب کا لشکر لیکر مکہ معظمہ کو فتح فرمائے اور کعبہ شریف سے بتونکو توڑ کر پھکوادئے نوین سال مین تمام عرب جو جزیرہ عرب مین تھے اسلام مین داخل ہوگئے۔ اسیطرح یہودیان جو جزیرہ عرب مین تھے کسیکو قتل کئے اور کسیکو جلا وطن کردئے اور کوئی اسلام سے مشرف ہوے چنانچہ ملک خیبر یہودیونکی بستی تھی جب ملک عرب کفر و شرک سے صاف و پاک ہوگیا تو دسوین سال تبوک یعنے ملک شام کی حد مین خود پیغمبر معہ اصحاب چڑھائی فرمائے اور فتح و غنیمت پاکر مدینہ منورہ مین تشریف لائی اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے لئے مکہ کو تشریف لیگئے مکہ سے تمام بزرگ جاؤنکو وداع کرکے مدینہ منورہ کو واپس آئے اور اس حج مین یہ آیت آخر نازل ہوی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنے آج تکمیل کیا ہے دین کو تمہارے لئے اور تمام کئے نعمتین ہمارے پیغمبر اور راضی ہوا تمہارے دین کے لئے اسلام اور اس عرصہ مین تیرہ سال مکہ مشرفہ مین قبل ہجرت کے اور دس سال مدینہ منورہ مین بعد ہجرت کے جو کچھ قرآن مجید مکی اور مدنی نازل ہوا تھا پیغمبر فرما کر ایک جاے جمع کرکے تھے اسلام کو درستگی و آراستگی فرمانیکے بعد بتاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ روز دوشنبہ معمر ۶۳ سال و ارتفاسے دار البقا کو رحلت فرمائے انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکی وفات مدینہ منورہ مین ہوی اور آپکی مزار و قبر شریف وہین سبز گنبد مین نور و رحمت برکت سے معروف و مشہور ہے خدا ہمکو اور تمام قربا مسلمانون کو زیارت کرنا نصیب کرے آمین **صفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم** آپکے قد و قامت معتدل بلندی لیا ہوا اور بدن سیج موافق بھرا ہوا گورا رنگ سرخی لیا ہوا کمانداز بھوین ایک سے ایک علیحدہ بادامی آنکھین تیلے درپوتے قدرتی سرمہ سے سیاہ اونچی ناک ذمی ہوی پتلے لبان گردا گرد داہی کان سے کان تک بھری ہوی دسکی لمبائی چوڑائی سڈول تھے اسیطرح موچھ کو بھی ترشتے

تھے کہ ہونٹوں کی سرخی دیکھتے تھے اور تمام سر کے بال رکھتے تھے اور لفاں کان کے لو لکیوں تک جھوٹے رکھتے تھے اور کل اعضا آپ کے پورے و صحیح و درست تھے اور مزاج و طبیعت آپکی فرد لاثانی ہی بادشاہوں اور زبردستوں سے خوف نہیں رکھتے اور غریب لنگڑے لولے مزدوروں غلاموں بچوں کو حقارت سے نہیں دیکھتے بلکہ راستگی و نیک اخلاقی سے پیش آتے تھے اور بذات خود انہوں کی خدمت فرماتے تھے۔ اور اپنا کام آپ ہی فرما لیتے تھے یعنے اپنے کپڑے کو پیوند لگانا جوتی کو ٹانکا دینا بکری کا دودھ دوہنا بازار سے سودا خود اٹھا کر لانا وغیرہ کیونکر حرج و تکلیف نہیں پہونچنے دیتے **زوجات پیغمبر** سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ بنت خویلد قریشی پیغمبر کے پچیس ۲۵ برس کی عمر میں اور پیغمبر ہونیکے پندرہ سال پیشتر نکاح ہوا اور پیغمبر کے کل اولاد آپ ہی کے بطن سے ہیں صرف حضرت ابراہیم بطنی بی بی ماریہ قبطیہ کنیز سے پیغمبر کی تھی اور پیغمبر ام المومنین خدیجہ کبریٰ رض کے حین حیات تک دوسرے سے نکاح نہیں فرمائے بعد انتقال کے گیارہ زوجہ کی پیغمبر کی وفات کیوقت تین سے نو موجود تھی چنانچہ ام المومنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رض اور ام المومنین حفصہ رض بنت عمر بن الخطاب رض اور ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب معاویہ کی ہمشیر اور بنی قریش اور عرب میں سے ہیں اور ایک کنیز مسماۃ ام المومنین ماریہ قبطیہ رض مذکور الصدر ہیں **اولاد پیغمبر صلعم** آپکے آٹھ اولاد ہیں۔ چار فرزند اور چار دختر فرزندان یہ ہیں ۱ القاسم چنانچہ آپکا کنیہ ابوالقاسم تھا اور ۲ الطیب اور ۳ الطاھر اور ۴ ابراھیم اور دختران یہ ہیں بی بی زینب اور بی بی رقیہ اور بی بی ام کلثوم اور بی بی فاطمہ ۲ الزھرا رض پہلے کے تین فرزندان اور یہ چاروں دختران بطنی ام المومنین خدیجہ کبریٰ رض کے ہیں نبوت کے پیشتر پیدا ہوئیں صرف بی بی فاطمہ ۲ الزھرا نبوت کے بعد پیدا ہوئی رہا ابراہیم یہ بطنی ماریہ قبطیہ مذکور کا ہے اول کے تین فرزند لڑکپن میں فوت ہوئے اور چاروں دختران اسلام سے مشرف ہوئے اور بی بی زینب کی شادی ابوالعاص قریشی سے ہوئی۔ اس سے ایک دختر مسماۃ امامہ پیدا ہوئی اور پیغمبر کی بہت پیاری تھی بی بی زینب کو بیوہ ہونے کے بعد ہجرت لڑکی مذکور کو چھوڑ کر فوت پائے اور بی بی رقیہ کی شادی بعد ہجرت کے حضرت عثمان رض سے ہوئی اور ایک لڑکا پیدا ہوا مگر لڑکپن میں فوت ہوا اور بی بی رقیہ بھی فات پائے اور بی بی ام کلثوم کی شادی بعد وفات رقیہ رض کے نیز حضرت عثمان سے ہوئی یہ بھی لاولد فوت ہوئی اور بی بی فاطمہ الزہرا رض کی سنہ ۲ میں حضرت علی بن ابی طالب رض سے شادی ہوئی انسے تین فرزند اور دو دختر پیدا ہوئیں فرزندان یہ ہیں حسن رض اور حسین رض اور محسن رض اور دختران ام کلثوم رض اور زینب رض تمام روئے زمین کے سادات حضرت حسن رض اور حسین کی نسل سے ہیں اور محسن رض لڑکپن میں فوت ہوئے اور ام کلثوم کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رض سے ہوئی زمانہ خلافت میں اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا

حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ام کلثوم معہ فرزند ایک ہی وقت میں فوت ہوے اور بی بی زینب کی شادی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے ہوی انسے اولاد ہوی چنانچہ انکو تبک سادات زینبیون کہتے ہین اور بی بی فاطمہ الزہرا رمضان شریف ۱۱ھ مین وفات پائے اور حسب وصیت بی بی فاطمہ الزہراؓ کے حضرت علیؓ نے بی بی امامہ بنت زینب بنت پیغمبرؐ سے شادی کیے اور یہہ بی بی فاطمہؓ کی بہانجی تہی ان سے بہی اولاد ہوی مگر کربلائے معلی مین حضرت حسینؓ کے ہمراہ شہید ہوے کوئی باقی نرہا

خلافت کا بیان

بعد رحلت پیغمبرؐ ایک نزاع واقع ہوا تو پہر باتفاق اصحاب مصلحا ابوبکر الصدیقؓ بتاریخ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۲ھ روز دوشنبہ کو خلیفہ مقرر کیے گئے اڑہی سال خلافت کرکے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ روز دوشنبہ معہ ۶۳ سال کی عمر مین وفات پائے اس عرصہ مین قرآن مجید کو جو پرچون مین جمع تہا نقل کرواکے ایک مجلد کیے اور اسکا نام مصحف کہا اور بعضے عرب جو مرتد ہوے تہے انسے جنگ کرکے راستہ پر لائے اور فتوح شام شروع کیے اور آپکو پیغمبرؐ کے قریب دفنائے اور آپ کی وصیت سے حضرت عمر بن الخطابؓ بتاریخ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ روز سہ شنبہ کو خلیفہ ہوے اور یہ دس سال خلافت کرکے ۲۴ ذیحجہ سنہ ۲۳ھ روز چہارشنبہ کو ایک صحابی کا غلام کافر جسکا نام ابولولوہ لوہارنی مسجد مین صبح کی نماز کیوقت شہید کیا اور حضرت کے ساتہہ سات آٹہہ اشخاص انکو بہی شہید کیا اور آٹہہ نو کو زخمی بہی کیا پہر وہ اپنے کو آپ ہی قتل کرلیا اس خلافت مین فتوح شام مین بڑی فتوحات ہوین انکو بہی نزدیک قبر ابوبکرؓ کے دفن کیے۔ اور آپنے حضرت علیؓ اور عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور الزبیرؓ اور طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کو وصیت کیے کہ تم صلاح و مشورت کرکے تمہارے مین سے ایک کو خلیفہ بناؤ تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے خلافت سے دست بردار ہوے سبہون نے انکو حکم مقرر کیے تو اس نے پہلے حضرت علیؓ سے آکر کہا آپکو خلیفہ بناؤنگا بشرطیکہ آپ قرآن و حدیث شریف اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی چال چلن کے مطابق کرین حضرت علیؓ نے جواب فرمائے کہ حسب المقدور کوتاہی نکرونگا پہر عبدالرحمن بن عوف نے عثمان بن عفانؓ سے یہی سوال کیا تو انہون نے جواب دی کہ ان شرط موافق برابر چلونگا تو عبدالرحمن نے حضرت عثمانؓ کو بتاریخ ۵ محرم سنہ ۲۴ھ روز دوشنبہ خلیفہ مقرر کیے اور یہ ۱۲ سال خلافت کیے اس عرصہ مین بہی بہت فتوحات ہوے اور قرآن مجید کے قرأت مین مسلمین بہت مختلف ہوے ہر ایک ملک والے کہتے کہ ہماری قرأت صحیح ہے تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ و دیگر اصحابکبار کے صلاح و مشورت سے حضرت ابوبکرؓ کے وقت کے مصحف کو لیکر ترتیب وار جو آجتک قرآن شریف موجود ہو مرتب کیے اور ہر ملک مین ایک نسخہ روانہ کیے اور حکم تاکیدی فرمائے کہ اگر کوئی اس کے خلاف پڑہے یا ظاہر کرے تو اوسکو سخت سزا دیجائیگی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوقت کے مصحف کو آگ سے جلائے

کیونکہ وہ غیر مرتب سب سے آگے پیچھے مجموع تھا اوتا کسی کے ہاتھ نہ لگے اور دین میں اختلاف نہ پڑے مگر آخر میں ابوبکرؓ و عمرؓ کے وقت کے امیروں کو معزول کرنا شروع کئے اور انکی جائے پر اپنے واقارب امیہ وغیرہ کو کہ مصلحت دیکھکر مقرر کئے۔ تو رعیت انکے فراتبداروں کے ظلم سے آکر یہاں آکر رعیت نے تلاش کرکے تاریخ ۱۳ ذیحجہ ۳۵ھ روز جمعہ عمر ۶۳ سال میں حضرت کو شہید کئے اور انکو بقیع یعنے مدینہ کے مقبرہ میں علیحدہ دفن کئے ان کے بعد حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ و سعدؓ و دیگر اصحاب کبار حضرت علیؓ سے ملتجی ہوئے اور تاریخ ۱۹ ذیحجہ ۳۵ھ روز پنجشنبہ خلیفہ بنے کو راضی کروائے کیونکہ حضرت علیؓ لوگ کے جھگڑے اور اختلافی دیکھکر خلافت سے ناراض تھے اور یہہ پانچ سال خلافت کئے اس عرصہ میں کفاروں سے جنگ و فتح نہیں ہوا کیونکہ معاویہ ابن ابی سفیان یزید پلید کا باپ نے باغی ہوکر شام والوں کو لیکر حضرت علیؓ سے بڑے بڑے جنگ کیا وجہ اسکی یہہ ہے کہ یہ آٹھ سال حضرت عمرؓ کی خلافت میں شام کا امیر رہا اور بارہ سال حضرت عثمانؓ کے خلافت کا بھی شام کا امیر رہا کل شام کا لشکر اسکے ماتحت تھا اور حضرت علیؓ اسکو معزولی کا حکم نامہ بھیجوائے تو نافرمان بردار ہوکر خلیفہ سے جنگ کرتا رہا اس حیلہ سے کہ عثمانؓ کے قاتلان تمہارے ماتحت لشکر میں گم شدہ ہیں ان سے عثمانؓ کا قصاص دلاؤ تو حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ تم عثمانؓ کے وارث نہیں قصاص کے وعویدار ہو نہیں سکتے جب عثمانؓ کی اولاد آکر دعوی کرینگے اور قاتل کو پیچھا نکر ثبوت پونچائینگے تو اسوقت قصاص کیا جائیگا تمہیں قاتلان عثمانؓ کے کمک کو ہمارا مقابل متفق تھا اب قبل انتظام جانیکے آسامیوں کو گرفت کرنیکے لئے جنگ عظیم عاید ہوگا حضرت علیؓ کی نیت یہہ تھی کہ موقع پر قصاص کرنا لازمی ہے۔ آخر الامر خوارج یعنی نماز میں بیوقوفوں سے تین شخص اٹھے اور کعبہ شریف کے نزدیک کر طفی معاہدہ کئے کہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ اور اسکا وزیر عمرو ابن العاص یہہ تینوں کو ۱۷ رمضان میں قتل کرینگے تو شقی عبدالرحمن بن ملجم المرادی نے کہا کہ حضرت علیؓ کا مارنا میرا ذمہ ہے۔ اور دوسرا البرک بن عبداللہ التمیمی نے کہا کہ معاویہ کا قتل کرنا میرا ذمہ ہے تیسرا عمرو بن بکر التمیمی نے کہا عمرو بن العاص کا قتل کرنا میرا حصہ ہے یہہ ٹھیرا کر وہاں سے ہر ایک اسی شہر کو روانہ ہوئے عبدالرحمن شقی نے کوفہ میں آکر حضرت علیؓ کو ۱۷ رمضان ۴۰ھ روز جمعہ عمر ۶۳ سال صبح کیوقت مسجد میں شہید کیا اور البرک دمشق میں جاکر معاویہ کو للوارا اور اُنکے زانو کو زخمی کیا مگر معاویہ بچگیا۔ اور عمرو مصر میں گیا اس شب میں عمرو بن العاص کا مزاج علیل تھا تو ایک عرب مسمی خارجہ کو اپنے طرف سے نماز پڑھانے بھیجا تو اسکو عمرو ابن العاص سمجھکر قتل کیا ابن العاص بچگیا اور یہہ واقعہ ایک ہی تاریخ میں صبح کی نماز کیوقت ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو ہوا اور آپکی قبر کی جائے میں اختلاف ہے ایک روایت ہے کہ شہر کوفہ میں دارالامارہ کے اندر بجا مع مسجد کے محراب کے پیچھے دفنائے اور صحیح روایت یوں ہے کہ بناسب بیجا کر نجف میں دفنائی چنانچہ اب وہیں گنبد اور

بڑی عالیشان عمارت موجود ہے اور سب بوشیدہ دفنائی گئی یہ کہ خوارج آپکے دشمن ہوئے اور انمین سے چند ہزار مارے بھی گئے تھے کہ بقیہ خوارج ضرور قبر شریف سے بے ادبی کرین گے اسلئے بوشیدہ دفنائے گئے بعد حضرت علیؓ کے آپکے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ باتفاق کل اہل اسلام کے خلیفہ ہوئے صرف معاویہ اور اہل شام یہہ اپنی بغاوت پر قایم رہے۔ یہہ امام حسنؓ نے دیکھے کہ کفار کو چھوڑ کر مسلمین آپسمین لڑنا مناسب نہین کیونکہ معاویہ اپنی بغاوت سے باز نہین آتا۔ تو معاویہ سے اقرار نامہ لیکر کہ فریقین کے گذشتہ جھگڑے بحث و مطالبہ کرین اور ہمارے والد کے حق مین گستاخی و برا نہ کہین۔ اور ہمارے مصارف کے موافق خرچ دیا کرین یہہ تیری بعد ہماری خلافت ہمکو ہی واپس ہو۔ ان شروط پر راضی ہو تو مین خلافت سے دست بردار ہو کر تیری سپرد کرتا ہون معاویہ نے اُن شروط کو قبول و منظور کر لیا۔ اور ایک وثیقہ لکھا گیا۔ اس نوشتہ پر اپنی مہر و دستخط ثبت کیا اور چند امرا و اصحاب کبار کے بھی گواہیان لکھے گئے۔ تو امام حسنؓ خلافت سے دست بردار ہو کر مدینہ منورہ کو تشریف لیگئے دس سال کے بعد ۵۰ھ مین آپکو کوئی زہر دیکر شہید کیا دوسرا زمانہ حکومت بنی امیہ اور یہان سے معاویہ نے ویسا ہی مستقل رہا اور بعد وفات حضرت حسنؓ معاویہ نے اپنے حین حیات ہی مین خلاف معاہدہ کے اپنے فرزند یزید پلید کو ولی عہد مقرر کر دیا۔ اور سب لوگ سے بیعت لیا مگر حضرات امام حسینؓ ابن علیؓ اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ اور عبد اللہ ابن عمر بن الخطابؓ اور عبد اللہ بن الزبیرؓ یہہ چارون یزید کی ولایت سے ناراض ہوے اور اُن کے بیعت مین داخل نہین ہوے بعد معاویہ کے یزید مسلط ہو گیا حاصل کلام معاویہ سے مروان الحمار تک چودہ حاکم بنی امیہ سے گذرے اور یہہ ہزار ماہ کی حکومت کئے اور ۱۳۲ھ تک بنو امیہ کی تباہی و بربادی و خرابی ہو گئی اور انکا نام و نشان بھی باقی نرہا تیسرا زمانہ حکومت بنی العباس۔ بعد بنو امیہ کے بنو العباس کی حکومت رہی یعنی عباس بن عبد المطلب پیغمبرؐ کے چچا کی اولاد یہہ ساتوین صدی کے آخر تک حکومت کئے اس عرصہ مین یکسہ حاکم ہوے اس دولت کو دولت بنو ہاشم بھی کہتے ہین۔ اس دورہ مین دور دور ملکون نہین بنو العباس کے خلاف ہین اور حاکمان گذرے تھے مگر انہین کے زمانہ مین وہ نابود ہو گئی زمانہ حکومت سلاطین آل عثمان بنو العباس کے وزرا و امرا سے حضرت السلطان عثمان خان غازی بن ارطغول بن شاہ سلیمان ۶۹۹ھ ساتوین صدی کے آخر سے سیر مملکت پر خود مختار و مستقل ہو گئے اور آجتک سلطنت آل عثمان جسکو دولۃ العلیہ بھی کہتے ہین عدل و انصاف دین کے پشت و پناہ کیلئے جاری ہے خدا ایسا ہی قیامت تک رکھے سلطان عثمان سے سلطان الوقت عبد المجید خان بن عبد المجید خان بن محمود خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ تک چونتیس سلطان ہوے۔ زمانہ حکومت آصفیہ نظام الملک اور ملک ہندحیدر آباد دکن مین ہمارے بادشاہان عالیجاہان فیض رسانان اس دیار تا بدمدت کے حکمروان ہوے

اور الی یوم القیام تک ہون گے جلوس ۱۲۰۸ھ مین حضرت نظام الملک آصفجاہ بادشاہ بہادر ہوے۔ اور جلوس ۱۱۷۶ھ مین حضرت نظام علیخان بادشاہ بہادر ہوے اور جلوس ۱۲۱۸ھ مین حضرت سکندر جاہ بادشاہ بہادر ہوے اور جلوس ۱۲۱۸ھ مین حضرت سکندر جاہ بادشاہ بہادر ہوے اور جلوس ۱۲۴۵ھ مین حضرت ناصر الدولہ بہادر بادشاہ ہوے اور جلوس ۱۲۷۶ھ مین حضرت افضل الدولہ بادشاہ بہادر ہوے۔ اور جلوس ۱۲۸۶ھ مین حضرت سلطان الوقت ظل اللہ اعلیحضرت بندگانعالی حضور پرنور سکندر رفیع و نصرت حیدر علم و شجاعت حاتم کرم و سخاوت فیاض زمان شیران آپکی ہیبت سے گوی مین لرزان و پریشان اور تمام رعیت شبانہ روز مرفہ الحال با امن و امان بارگاہ پناہ یاران مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ حکم فرمان مطلق العنان مین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ۔ و ادام اقبالہ و ابد دولتہ۔ و حفظہ فی نفسہ و ولدہ و وزرائہ و امرائہ و جندہ و رعیتہ خصوصاً ولی عہد المعظم و نجلہ المکرم حضرت النواب میر عثمان علیخان بہادر اطال عمرہ و ادام اقبالہ۔ و ضاعف حشمتہ و اجلالہ آمین۔ اگرچیکہ ذکر خلافت و سلاطین کے بیان کی اس مختصر عقاید و فقہ مین گنجایش نہین تہی مگر ایک فائدہ یا چند فوائد سے خالی نہوگا کیونکہ ہر مسلمان کو اللہ اور رسول اور حاکم کی تابعداری کرنا فرض ہے تو اس لئے اس بیان کا لکھنا بہی مناسب دیکھکر تحریر کیا **اصل پانچوین ایمان لانا روز قیامت** پر ابتدا روز قیامت مرنے سے ہوتی ہے۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ تمام خلقت مرکے دوبارہ زندہ ہونے سے شروع ہوتی ہی اور مرنے سے قیامت تک اسکو عالم برزخ کہتے ہین اور برزخ پردہ اڑاوہ کو کہتے ہین یعنی دنیا سے بہی پردہ اور قیامت سے بہی پردہ ہے، ہر شخص اپنی اجل سے مرتا ہی۔ مرض اور قتل وغیرہ یہہ تمام سبب بہانہ ہی اگر یہہ سبب نہوتا تو بہی وسی گھڑی مرنے والا تہا اور روح کی بیماری و دشواری اور نہ سمجہنے کی وجہ سے پیغمبر اسکی کیفیت بیان نہین فرمائے کہ اکثر لوگ نہین سمجہین گے بعضے علما کا قول کہ روح بدن مین جیسا پانی تازگی جہاڑ کی ڈالی مین پوشیدہ ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ایک شکل نورانی مثل شکل بدن کے بدن مین سمائے ہوے رہتی ہے اور جو کچہہ ہوش و حواس عقل و سمجہہ یہہ سب روح سے متعلق ہین اور بدن بمنزلت آلہ مثل دف و تنبور و ستار وغیرہ کہ دوسرے کے فعل سے آواز و حرکت ہوتی ہی جب روح بدن سے نکلی تو بدن مردہ ہوجاتا ہے مومن کی روح جنت مین جاتی ہے اور کفار کی روح دوزخ مین اور جب لاش کو قبر مین دفنائے تو روح چہاتی تک یا تمام بدن مین واپس آجاتی ہے۔ مومن کو بشر و بشیر یا منکر نکیر فرشتہ

آکر تین سوال کرتے ہین یعنے تیرا خدا کون ہے اور تیرا پیغمبر کون ہے، اور تیرا دین کیا ہے۔ اور مومنان یہہ جواب دین گے کہ اللہ ربی ومحمد نبی والاسلام دینی یعنے ہمارا خدا اللہ ہے اور ہمارا پیغمبر محمد رسول اللہ ہین اور ہمارا دین اسلام ہے اور یہی جواب کو خاتمہ بخیر کہتے ہین اور بعضے علماء کے نزدیک دنیا سے آخر لا الہ الا اللہ کہنے کو خاتمہ بخیر کہتے ہین جس سے بالیقین جنتی ہے۔ اور کافر یا ہاہا کہکر جواب دے نہین سکتا مومن جنت کے خوش بو و نعمتین پاتے ہین اور کافر دوزخ کی بدبو و عذاب پاتے ہین اگر لاش کو جانور کہا گئے یا کوئی جلائے تب بھی اوس کے بدن سے ایک چیز ہین روح آجاتی ہے اور سوال و جواب سمجھہ سکتی ہے اور نعمت سے راحت پاتی اور عذاب سے درد و چوٹ کہاتے ہین اگرچہ ظاہر ہین کچھہ نظر نہین آتا مگر حقیقت مین پاتا ہے جیسا کہ سویا سوا آدمی خواب مین نعمتین اور خوشیان دیکھتا ہے اور رنج و تکلیفان بھی نظر آتے ہین خوش ہوکر یا ڈر کر بیدار ہو جاتا ہے اور دیکھنے والونکو کچھہ نظر نہین آتا تو ایسی ہی روح کی مثال ہے اور تمام بدن مٹی مین گلجاتا ہے سوائے عجب الذنب یعنے کمر کی ہڈی کی نوک جو رانون کے درمیان واقع ہے ایک رائی کے برابر ایک تخم ہوتا ہے آگ وغیرہ کسی چیز سے گلتا نہین قیامت کے روز یہی تخم اوگ کر دوبارہ آدمی بنتا ہے جب ایک قطرہ منی سے آدمی بن جانیکا عیان بیان واضح ہے۔ تو ایک تخم سے دوبارہ بنجانیکا کیا عجب ہے بلکہ دوبارہ اوگنا پہلے کی پیدائش سے آسان ہے۔ **قیامت کے چھوٹے نشانیان** پیدا ہونا پیغمبر کا کہ آخر الزمان کے نبی ہین اور محاصل پر بادشاہان مسلط ہونا کہ حسب خواہش اپنے خرچ کرین اور ہر کسیکی امانت کو غنیمت سمجھنا اور زکاۃ دینے دنڈ سمجھنا اور ہر شخص اپنی خو رو کے مرضی پر چلنا اور باپ کو جھڑکانا اور ماں کے خلاف مین رہنا اور مسجدون مین بلند آواز سے پکار کرنا اور ہل کے اوکم رتبہ والے عہدہ داران بنا۔ اور ہر ایک کے ڈر کے مارے تعظیم و خوشآمد کرنا۔ اور شراب خوری و نشا نبازیان بہت پھیلنا اور سود و بیاز کا معاملہ رواج جیسا ظاہر ہونا اور مرد ریشم و زر کے کپڑے پہننا اور ناچ و رنگ کا شوق زیادہ ہونا۔ اور پتھر و چونیکے بڑی بڑی عمارتین بنانا اور عورتونکی شمار مردون سے زیادہ ہونا اور مال کو پیدا کرنیکے لئے علم سیکھنا نہ کہ دین کے لئے۔ اور حکامونکا ظلم پھیلنا اور بے انصافی سے حکم کرنا۔ اور لوگ آپسمین ظلم و زیادتی کر لینا اور خائنان اور مکاران بہت ہونا اور قرابت مین بغض و حسد و عداوت باطنی پیدا ہونا۔ اور علماء کم ہونا اور جاہلان بہت ہونا اور بیپاری کم چلنا۔ اور آمدنی مین برکت نہ رہنا اور زیادہ شکایت ہونا کہ ہر ایک بہت جائداد کہکر اپنے بدحالی و تنگدستی سے رونا اور اس امت کے آخری لوگ اسی امت کے اول والونکو لعنت کرنا تو جب یہ نشانیان ظاہر ہوے تو اوسوقت سرخ ہوا نکلیگی اور ایک خسف ہوگی یعنے زمین پھٹکر چند بستیان ڈوبجائین گے۔ اما مسیح یعنے آدمیان جنا ور کے شکل پیدا ہونیکا

اول کے امتوں پر واقع ہوتا تھا اور اب یہ امت محمدی منہ سے محفوظ ہے صرف پیر دنیائی عذاب ہوا کرتا ہے مثل حکام کا ظلم
اور جنگوں سے خونکا بہنا اور قحط و گرانی غلہ کا ہونا وغیرہ اور قیامت کے بڑی نشانیان یہہ ہین سفیانی کا نکلنا
یعنے ابوسفیان کے اولاد مین سے ایک باغی نکل کر دنیا مین فساد کریگا۔ پھر پیغمبر کی آل مین سے امام مہدی نکلیگا اور اونکا نام محمد
بن عبداللہ گورا رنگ سرخی لیا ہوا سامنے کے دو دانتون کے درمیان سانڈے باقی رو و شمائل پیغمبر کی شباہت رکھی گا
اور اونکی اتباع اکثر خراسانی و مغربی ہون گے کالے جھنڈے لیئے ہوئے شروع مکہ شریف مین ظاہر ہونگے اور یہہ فساد کو دور
کرکے دنیا کو امن مین رکھیگا۔ مسیح الدجال کا نکلنا یعنے ایک بڑی شکل کا آدمی ایک آنکھہ کا کانا صاف مٹی ہوئی رنگ ہے پر
سوار خدائیکا دعوی کریگا۔ اور عجب طرح کے شعبدے ظاہر کریگا اور اپنے ساتھہ ایک جنت اور ایک دوزخ کی شکل رکھیگا اور
برسات برسائیگا۔ اور مردہ کو زندہ کریگا اور اسکے تابع اکثر یہود یان اور حرام کی اولاد و زنان کار رہین گے اور مومنان
اسکو پہچانکر انکار کرین گے اور تمام روئے زمین کے سیر کریگا سوائے مکہ شریف و مدینہ منورہ کے یہان جا نہین سکیگا حضرت عیسیٰ
کا آسمان پر سے اترنا ملک شام شہر دمشق مین اور کل مومنان آپکے تابع ہونگے اور اسلام کے احکام موافق عمل کرینگے اور دجال
مذکور کو قتل کرین گے پھر سورج کا مغرب کے طرف سے نکلنا اور بعد غروب کے پہر شب مین مغرب کے طرف سے دو تین نیزہ آسمان پر
بلند ہوکر پھر بعد حسب معمول غروب ہوگا۔ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجاتا ہے پھر کسی گنہگار کی توبہ قبول نہین ہوتی پھر دخان
یعنے دھوین کا نکلنا یعنے تمام دنیا دھوین سے غدد غبار ہوجائیگی چند روز رہکر بکبارگی صاف ہوجائیگی۔ پھر ایک دابہ کا نکلنا یعنے ایک جانور عجیب
شکل کا مکہ شریف کے پہاڑونمین سے نکلیگا اور تمام زبانون سے فصیح بیان کریگا مومن کو کہیگا تو مومن ہے اور کافر کو کہیگا تو کافر ہے
اوسکی دوڑ کو کوئی جیوان ملا نہین سکیگا پھر سدکا کھلجانا یعنے دو پہاڑ کے درمیان دیوار جو ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کو روکنے کیلئے
بنوائی ہے تو وہ ٹوٹ جائیگی اور یاجوج و ماجوج نکل پڑینگے اور یہہ آدم ع کے اولاد مین کے ہین مگر عجیب عجیب شکل کے ہوتے ہین
اور یہہ تمام روئے زمین کا پانی پی لیں گے اور جو جیوان ملے اوسکو کہا لیں گے اور یہہ واقعہ دیکھکر تمام لوگ خوف سے پہاڑون کی چوٹیون پر
چہپین گے پھر یاجوج و ماجوج کو ایک مرض ہوکر ایک ہی دم مر جائینگے پھر بڑے بڑے زندے آکر انکے لاشونکو اٹھا کر دریا مین ڈال دین گے
اور پھر قرآن مجید کی یاد دلون سے مٹ جائیگی اور نیز حروف بھی مٹ جائین گے صرف سفید کاغذ رہجائیگا۔ پھر ایک سرد ہوا چلیگی
اوس سے تمام مومنان کو رکام کی شکایت ہوکر مر جائین گے اور صرف کفار رہجائین گے کہ مانند بڑ کے ہوتے ہین گے یعنے جب ایسی
حالت رہیگی تو اللہ کا نفخ کسی منہ سے نہ نکلیگا تب اوسوقت اوپر قیامت ہوگی اور کیفیت قیامت ہونیکی یہہ ہے کہ اسرافیل کو مور

پھونکنے کا حکم ہوگا سو ایک سینگ یعنے بگل کو کہتے ہین اور صور اوسکا زمین و آسمان سے بڑا اوس سے ایک دا دیگا کہ کل ذی روح مرجائینگے اور پہاڑ چلنا پھر ہو جائین گے دریاؤنکا پانی سوکھ جائیگا۔ آسمانین پھٹکر لپیٹے جائین گے اور سورج و چاند و تارے جھڑ جائینگے اور تمام فرشتے مرجائین گے پھر خود اسرافیل بھی مرجائیگا بعد اسکے ایک صاف زمین بنجائیگی اوسوقت اللہ جل شانہ و عظمتہ فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۔ یعنے آج کے روز ملک کسکا ہے مگر کوئی جواب دیگا پھر اللہ جلشانہ خود ہی جواب فرمائیگا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔ یعنے اللہ کا ہے جو ایک ہی زبردست ہی اور یہان سے یوم الاخر شروع ہوگا پہلے چالیس برس کا مینہ پانی برسیگا ہر ذی روح اپنے مرے ہوے جائے سڑ گل گئے اور ہڈیان کی طرح کھڑی رہین گے جیسے حالت مین سے مردے ہی ہونگے یعنے حاجی نمازی اپنے اپنے وضع پر اور شرابی و باجی اپنے شکل پر پھر اللہ تعالی پہلے اسرافیل کو بلفظ کُنْ یعنے ہوجاؤ فرما کر زندہ کریگا اور پھر دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیگا اور صور مین سوراخ ان انسان و حیوان و جن و فرشتون کے شمار برابر ہین۔ تمام ارواح عرش و جنت و دوزخ سے آکر اپنے سوراخون مین سما جائین گے صور کے پھونکتے ہی ہر ایک روح اپنے قالب یعنے لاش مین آجاتی ہے دوبارہ زندہ ہوکر مدحواس ہوجائیگی اسکو نشور کہتے ہین یعنے کھڑے کرنا پھر فرشتے اسکا حشر کرینگے یعنے جابجا سے ہانک کر ایک ہی جائے اولین و آخرین کو یعنے المقدس کے زمین پر جمع کرینگے انسان و حیوانات کو درمیان اور جنات پھر محشر والونکی ایک گرد حلقہ کھڑے رہینگے اور جنات کے گرد پہلے آسمان کے فرشتے حلقہ باندھینگے اسیطرح ساتوین آسمان والون تک ایک کا حلقہ ایک پر ہین گے پھر دوزخ نزدیک کرائی جائیگی تو وہ اوس کے فرشتون سے چیخکر بلند آواز سے بڑبڑائیگی تو ایک ایک جنگاری بڑی بڑی پہاڑ کی چٹان اور کوٹھی برابر چھڑینگے تمام محشر والے ایک پر ایک گرینگے اور پیغمبران زانو پیغمبر بیٹھ جائینگے نفسی نفسی فرمائین گے یعنے یا اللہ میری جان ہی بچاؤ۔ اور ہمارے پیغمبر امتی امتی فرمائینگے یعنے اللہ میری امت کو بچاؤ۔ اسیطرح پل صراط پر پیغمبرونکی دعا ہوگی۔ تمام خلقت بہت بیقرار ہوجائیگی آفتاب کے قریب ایک میل کے فاصلہ پر رہیگا اور ہر ایک کا پسینہ اوس کے عمل موافق رہیگا کسیکو ٹخنے تک کسیکو گردن تک رہیگا اور بھوک و پیاس حد سے زیادہ ہوگی ہر ایک کی نیکی و عمل روزہ چھت بنکر اونہینکے سر پر آفتاب سے سایہ ہوجائین گے اور یہان کوئی عرش کے سایہ مین اور کوئی ہمارے پیغمبر کے لوا یعنے جھنڈے کے سایہ مین کھڑے رہینگے اور جسکی نابالغ اولاد مرگئی ہے وہ بھی آکر اپنے ماں اور باپ کو جنت سے لاکر کھلائین گے و پلائین گے۔ اما اولاد کفار اپنے ماں باپ سے ناکام رہینگے اور جنت مین مومنین کے خادمان بنینگے پھر تمام محشر والے ہر ایک پیغمبر سے شفاعت یعنے سفارش کے خواستگار ہونگے

کہ اس تکلیف سے نجات کراؤ اگر دوزخ ہو تو یہی قبول ہے ہر ایک پیغمبر اپنے تقصیر کا عذر فرمائین گے کہ میری بدعا سے میری امت ہلاک ہوی آدم ؑ سے لیکر سر ایک پیغمبر کا حوالہ بتلائین گے یہانتک کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سے عرض کرینگے۔ آپ ایک جھنڈہ محمدی سے لگے ہوے بیٹھین گے اکثر امت محمدی اس جھنڈے کے سایہ مین رہین گے اور پیغمبران عرش کے سایہ مین کھڑے رہین گے تو پیغمبر خدا فرمائین گے اس کے لئے مین ہی حاضر ہون اور درگاہ الٰہی مین سجدہ کرین گے اور خدا سے التجا کرینگے کہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندون کو اس بلا سے فیصلہ فرماوے خدا کیطرف سے آواز آئیگی سر اٹھاو اور شفاعت کو قبول کیا تو پہلے حیوانات کا تصفیہ ہوگا بے سینگ والونکا بدلا سینگ والونسے لیا جائیگا پھر تمام حیوان مٹی بن جائینگے اسوقت جیسا قرآن مین آیا وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا یعنے اسوقت کافر کہیگا کہ مین بھی مٹی بنجاتا تب پھر ایک ترازو لٹکائی جائیگی اسکے نزدیک جبرئیل ؑ و میکائیل علیہ السلام و دیگر فرشتے کھڑے رہینگے اور صحف یعنے اعمال نامے کے پرچے اوپر سے اڑتے ہوے آئین گے مومنان کو سامنے سے سیدھے ہاتھ مین دیے جائینگے۔ اور کفار و منافقین کو پیچھے سے ڈانوین ہاتھ مین دیے جائینگے ہر ایک کا پرچہ اسکو پہنچے گا ایک پرچہ حسنات کا یعنے نیک نامہ اور دوسرا سیات یعنے بدنامہ یہہ دو پرچہ تولیجائینگے اگر نیکی کا پلہ جھکیگا تو جنت کے فرشتون کی تفویض مین دیکر جنت مین داخل ہو جائینگے اور اگر بدی کا پلہ جھکیگا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا دوزخ کے فرشتون کے سپرد کرین گے اور گناہ کے مقدار موافق دوزخ مین ہر پہر جنت مین داخل ہو جائینگے اور اگر دونو پلہ برابر ہو تو اعراف کے فرشتون کے حوالہ مین دیے جائینگے اعراف یعنے ایک کٹہ جنت و دوزخ کے درمیان واقع ہے جنت و دوزخ دونون یہان نظر آتی ہین تو یہان اکثر تک ہر پہر شفاعت سے جنت مین داخل ہونگے یہہ مسلمانونکا حال ہے۔ اما پیغمبران و صدیقان و شہیدان و اولیا و علما و پرہیزگاران بغیر حساب کے جنت مین داخل ہونگے اور ان مذکورین کو بھی شفاعت کی اجازت دیجائیگی کہ اپنے اپنے قرابت یا دوست یا احسان مندون کو چھڑا لو اور بتمام قیامت نشر و حشر و حساب میزان وغیرہ مسلمین کے حق مین مقدار ایک نماز فرض پڑہنے کے عرصہ مین ہوگا۔ پھر دوزخ پر ایک پل جسکو صراط کہتے ہین رکھا جائیگا جسکی تین ہزار برس کی راہ ہے ایک ہزار چکنا اور ایک ہزار سیدھا اور ایک ہزار تلوار سے تیز اور بال سے باریک اور مومنین کے حق مین بقدر مراتب اعمال کے چوڑا ہوتا ہے پیغمبران و شہدا و صدیقان بجلی کی چمک برابر ہونگے باقی مومنان کوئی گھوڑے کے برابر کوئی پرندہ کے کوئی دوڑ چارپائے کی کوئی دوڑ آدمی کی کوئی گھنٹون سے کم و بیش اپنے اپنے عمل موافق پار ہونگے پھر تمام مومنین و مومنات جو بالغان و ایک روایت مین نو بالغان بھی ایک ہی عمر کے برابر ہینگے جوان تینتیس سال کی عمر کے موافق اور عورتان اٹھارہ برس کی عمر کے

ہون گے مردان بے داڑہی آدمؑ و یوسفؑ و ہمارے پیغمبر محمد صلعم کے حسن پر اور عورتین اماں حوا و ساراہ و فاطمہؓ الزہرا کے جمال پر صرف حضرت ابراہیمؑ کو داڑہی ہیگی کہ سفیدی بالون کی ہونا انہین سے شروع ہوی اور ہارون کو بہی داڑہی ہیگی کہ یہ خدا کی راہ مین انکے برادر موسیٰؑ پکڑ کر جنجلائے بعد اس کے حوض کوثر پر جائینگے اور وہ دریان جنت و دوزخ کے ہے اسمین سے تمام مومنین پانی پیئین گے تو پہر کبہی پیاس تشنگی نہوگی پہر جنت کے جو طرف کے آٹہ دروازون سے داخل ہونگے اور جنت سات زمین اور سات آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے جتنے دنیا مین نعمتین اور لذتین اور خوبیان ہین اس کے ہزارہا چند وہان موجود ہین کوئی انجتک جسکو دیکہے نہ سنے نہ خیال مین لائے سامنے آئینگے اور ہمیشہ ابدالاباد زندہ رہینگے جنت کے ادنے درجہ والے کو دنیا کے بڑے بادشاہ کے نعمتون سے زیادہ نعمت ملیگی اب کافار کا حال قیامت کے حق مین پچاس ہزار برس کا عرصہ ہوگا اور ہر ایک روز انکہ برس کا عرصہ ہے اسیطرح منافقین کا یہی حال ہوگا ان سب کے حسنات نہین لکہے جاتے ہین اسکا معاوضہ دنیا مین ملتا ہی پیٹے تندرستی و فراغ دستی و مال و اولاد وغیرہ رہا بدنامہ کا یہ ہے صرف ایک نہین تولے جاتا محظ کفار کو زیادہ عرصہ ہونیکے لئے ایک ایک ہی سانکر جہڑکاتے اور بعضے روایت مین آیا ہی کہ بدنامہ کو ترازو کی ایک پلہ مین رکہتے ہین تا کافر کو زیادہ حسرت و پچتاوہ رہے۔ آخر کار کفار کی شکل بدلجائیگی ہر ایک کا جسم برج کے موافق ہوجاتا ہے اور پل صراط پر قدم نہین رکہہ سکینگے سیدہا دوزخ مین ڈالے جائینگے۔ دوزخ کے سات طبقہ ہی ایک کے نیچے ایک اور سبکا ایک ہی رستہ ہی۔ دوزخ کی کشادگی و عمق مثل زمین و آسمان کے ہزارہا برس کا راستہ۔ اوپر کے طبقہ مین مسلمین کے عاصیان بقدر گناہ رہکر پہر جنت مین داخل ہونگے سب کے نیچے کے طبقہ مین منافقین ہینگے۔ اور درمیان کے طبقون مین تمام کفار ہر ایک کفر کا ایک طبقہ مقرر ہی اسیطرح قسم قسم کے عذاب پائینگے اور ہمیشہ زندہ دوزخ مین رہینگے **تنبیہ** مسلمین کے گناہ دو قسم پر ہے ایک خدا کے حق مین کئے جاتے ہین۔ اور دوسرا بندون کے حق مین کرتے ہین۔ خدا کے حق مین کے گناہ مثل نماز چہوڑے بے غسل ہے وضو نماز پڑہے یا واجب کو ترک کرے یا روزہ چہوڑے۔ یا ہوسکتے ہوے حج نہ کرے وغیرہ خلاف فرمان خدا و رسول صادر ہوے تو یہہ سب گناہان خدا کے مشیت پر منحصر ہی اور اللہ غفور الرحیم ہے چاہے اپنے فضل و کرم سے بخشدے۔ یا اپنے عدل و انصاف سے سزا دے یہان امید و خوف کا مقام ہی رہا بندون کے حق مین جو واقع ہوتے ہین مثل کسی کی جان لینے یا مال لینے یا کسیطرح کا نقصان پہونچانے یا اللہ و رسول کے فرمانبرداری کے خلاف پیش آئے تو ہر ایک آدمی آخرت مین اپنے حق کا مطالبہ ہوکر کہڑا رہتا ہی۔ دنیا کے حقوق وہان نہین ہوسکتے لیکن اگر وقوف مجرم کے نیکیون سے

مظلوم کے حق موافق اوسکو دئے جاتے ہین اگر مجرم کے نیکیان صرف ہو چکی تو مظلوم کے گناہون سے اوسکے حق برابر لیکر مجرم کے گناہ مین اضافہ کئے جاتے ہین اور اوسکی سزا ہی اوسکو دیجاتی ہے یا خدا کا فضل و کرم فایض ہو کر مظلوم کو اپنے طرف سے بڑا معاوضہ دیکر معاف کروا دیگا۔ بغیر دوام کے آدمی کے حق سے آدمی کا چھٹکارا نہین اور گناہان کبائر و صغائر کی تفصیل اور توبہ کا بیان خاتمہ کتاب کے چند فصلون مین توضیح کے ساتھ درج کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے۔

اصل چھٹی ایمان لانا اللہ کی تقدیر پر۔

یعنے ہر تقدیر نیکی یا بدی ہر دو اللہ سے ہے اور یہ اصل بہت پیچیدہ ہے اور دریا بے تہ ہے ہزار ہا خلقت اسمین غرق ہو گئے نیکی یعنے خیر اس سے یہ مراد کہ اسلام و عبادت و اطاعت و نیک رویگی کو کہتے ہین اور بدی یعنی شر اس سے یہ مراد ہے کہ کفر و نافرمانبرداری و گناہ گاری و بدرویگی کو کہتے ہین اللہ تعالی نے قبل پیدا کرنے مخلوقات کے ہر ایک کی نیکی یا بدی مقدر کر چکے ہین۔ اور لوح محفوظ مین بھی لکھدیا گیا ہے اور یہ چوکتا نہین و نہ اسمین کسیکا چارہ ہے۔ مگر اللہ تعالی نے ہر ایک نیکی یا بدی کا سبب جیلہ مقرر فرمایا اور آدمی کو عقل و اختیاری بھی عنایت کیا کہ چاہے نیکی کا سبب بین یا بدی کا جب بعد تعالی نے سبکو مسلمان طاعت گزار و نیک رو بنائے تو خوشی و شکر کی جائے ہے کہ اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے میرا نیک مقدر کیا اور اسلئے سب کا توفیق دیا اور اگر اللہ تعالی نے کسیکو کافر و گنہگار و بدرو بنائے تو خوف و توبہ کا مقام ہے کہ اللہ تعالی نے اس شخص کا بدمقدر کیا اور اسکے سبب مین مبتلا کیا۔ آدمی کو چاہئے کہ اپنی چارہ جوئی کرتے رہین اور جو ازل مین مقدر ہو چکا ہے وہی ہونیوالا ہے مگر اسلام و اطاعت گزاری نیک سعادت مندی کا نشان و عنوان ہے کفر و گنہگاری بدی و بدبختی کا نشان و عنوان ہے۔ **حکایت** ایک روایت مین آیا ہے حضرت آدمؑ کی روح اور حضرت موسیٰؑ کی روح ہر ایک دوسری کے مخاطب ہوئے موسیٰ کی روح کہی کہ تو ہی ہے کہ جنت مین گناہ کر کے خود اور اپنے اولاد کو جنت کے باہر کروائی۔ تو آدمؑ کی روح جواب دی کہ تو ہی ہے جو تورات مین لکھی کہ ازل مین میرے سے گناہ ہونیوالا تھا تو ہمارے پیغمبر دیا ہے کہ آدمؑ کی دلیل و حجت غالب ہوئی یعنے ازل مین لکھا گیا تھا کہ آدمؑ سے خطا ہوگی اور اسکے سبب سے وہ جنت کے باہر کیا جائیگا تو یہ مقدر کیونکر ٹلجائیگی پس آدمؑ کی عذر و حجت غالب ہوئی

یعنے **فرقہ** جنکو خبریہ کہتے ہین انکا یہ مذہب ہے کہ جب نیکی و بدی اللہ کے اختیار مین ہے تو آدمی مجبور ہوا مثل ایک آدمی ایک پنکھے کی طرح ہے جدہر ہوا چلی ادہر چلا پھر اوسکو گنہگار قرار دیکر عذاب کرنا ظلم و نامناسب ہے اور اس فاسد مذہب کا رد و جواب یہ ہے کہ اگر آدمی کا خدا پر کسی نوع کا حق واجب ہے تا بسبب قرابت و قدامت کے اسکو پیدا کرنے پہلا کرے تو اس صورت مین عذاب کرنا

ظلم و نامناسب ہیا اور جب اللہ جل شانہ خود مختار مطلق ہی اور چاہے کسیکو پیدا کرے یا نہ کرے یا چاہے جنت مین ڈالے یا دوزخ مین تو یہ اپنے ملک کا خود مختار ہے۔ کسی مالک سے اعتراض کرنا کہ اپنی مال مین کیون ایسا تصرف کرتے ہو محض حماقت و نادانی ہی کیونکہ وہ اپنے کام کو آپ ہی سمجھ لیتے اور ایک **فرقہ** جنکو قدریہ کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے کہ شخص کو قدرت و اختیار ہی۔ چاہے نیک یہ چلے یا بد رویہ یہہ ہر دو امر آدمی کے اختیار مین ہے۔ اگر نیکی کیا تو اللہ پر فرض ہے کہ اسکو بہلا کرے اور جنت مین ڈالے اور اگر بدی کیا تو خدا پر واجب ہے کہ اسکو برا کرے اور دوزخ مین ڈالے اس باطل مذہب کا جواب ورد وجہ سے ثابت ہوتا ہے اول تو یہ ہے کہ اللہ پر کسی کا حق نہین کہ اطاعت گذار کو جنت دے اور گنہگار کو دوزخ مین رکھے مگر یہ بات ہی کہ اللہ تعالی خلاف وعدہ نہین کریگا جنت و نکو عبادت کے معاوضہ مین جنت دونگا فرمایا تو ضرور دیگا کیونکہ خلاف وعدہ عیب ہے اور اللہ پاک بے عیب ہے اور یہ دینا محض فضل و کرم ہے نکہ خدا پر فرض ہے اور جب گنہگارونکو دوزخ مین ڈالونگا فرمایا۔ تو اسکے خلاف وعدہ مین عیب نہین بلکہ گنہگار و مجرم کو سزا سے معاف کرنا اور مرحمت و بخشش فرمانا کمال بزرگی ہے نکہ سزا دینا امر واجب ہے پس اس سے واضح ہوا کہ اللہ پر کسیکی بھلی یا بری کرنے مین فرض یا واجب نہین ہی دوسری وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی مرضی موافق چلنے مین قدرت نہین رکھتا ہے کیونکہ آدمی اپنا بھلا کرنیکو جاتا مگر وہان برعکس ہوتا ہے مثلاً جہاڑ یا پہاڑ پر میوہ لینے چڑھتا تو وہان بے اختیار پاؤن پھسل کر گرتا ہے چوٹ کہاتا ہی یا ہلاک ہو جاتا اسیطرح علم و مال و حشمت کی تحصیل کرنا چہتا ہے مگر کامیاب نہین ہوتا اور بیٹھے جانے والے کو یہہ سب میسر ہوتے ہین تو یہان بتاؤ کہ آدمی کی قدرت و اختیاری کہان رہی ایسے بہت فرقہ فاسد مذہبون کے ہین بعضے کافر ان بعضے فاسق چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ یہودیان کے اکہتر فرقہ ہوین اور نصاری کے بہتر فرقہ ہوین اور میری امت کے تہتر فرقہ ہون گے انمین سے ایک فرقہ جنتی باقی فرقہ دوزخی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ انمین سے بہتر فرقہ جنتی ہین اور ایک فرقہ دوزخی ہوگا تو لوگ کہے یا رسول اللہ صلعم وہ کونسا فرقہ ہی جو جنتی ہوگا تو فرمائے پیغمبر صاحب میرے اور میری آل اصحاب کے چال و رہ پر چلینگے تو پہر لوگ عرض کیے ہر فرقہ کہیگا کہ ہم بہی ان کے آل و اصحاب کے چال پر چلتے ہین تو پہر فرمائے پیغمبر نے **علیکم بالسواد الاعظم** ۱۲ یعنے بڑی بہیڑ مین مل جاؤ اور پیغمبر کے زمانہ سے آجتک بڑی بہیڑ سنت جماعت والے ہین کہ جسمین بڑی بڑی ائمہ و علماء و اولیا، جو دنیا مین مشہور ہین وہ سب سنت جماعت والونہین کے ہین **تنبیہ** حتی الامکان ہر ہر فرقہ ہو جب کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑہے اور کعبہ شریفہ کو قبلہ کہے اور فروض اور قیامت کے قائل ہین تو ہرگز انکو کافر نہ کہنا چاہیے کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اور اسیطرح مسلمان کو لعنت کرنا کہ لعنت کرنیوالے پر پلٹتی ہے

جب کوئی شخص کفر پر مرنیکا ثابت نہین ہوا تو اسکو لعنت کرنا جائز نہین بلکہ زندہ کافر پر بھی لعنت کرنا درست نہین شاید وہ کلمہ سے مشرف ہو جائے اما یزید پلید بن معاویہ و دیگر بعضے بنی امیہ وغیرہ کو لعنت کرنا اکثر علمانے جائز رکھی ہین کہ ان سے کفر کے حرکت صادر ہوے پھر انہونکا توبہ کرنا اور اسلام پر مرنا ثابت نہین ہوا اور بعضے علما ناجائز رکھے ہین کہ انہونکا کفر پر مرنا پورے طور پر ثابت نہین ہوا۔ اور بعضے علماء خاموش رہنا پسند کئے ہین۔ نہ جائز کہتے و نہ جائز کہتے اور یہی خاموشی مذہب اسلامت پر پایا جاتا ہے اور ہر ایک کی دلائل بڑی کتابون مین مندرج ہین اسیطرح ان سب اصلونکی تفصیل اور زیادہ توضیح بھی بڑی کتابون مین درج ہے یہان مبتدیان و عوام کیلئے اسقدر کافی ہے۔

باب دوسرا طہارت کے بیان مین

یہ باب سات فصلونپر مشتمل ہے۔

فصل اول پانی کے بیان مین وضو یا غسل یا نجاست پاک کرنیکے لئے بغیر اصل پانی مطلق کے ہو نہین سکتا پانی مطلق وہ ہے کہ اصل ذات کا قدرتی پانی ہو اگر زمین پر رہنے یا بہنے کے سبب سے کیسے ہی رنگ کا ہو تو بھی درست ہے اور پانی مطلق سات طرح کا ہوتا ہے برسات کا گا کر برف کا کوئی کا چشمہ کا ندی کا کہاری دریا کا ان پانیون کی کلی تعریف یہ ہے کہ جو آسمان سے اترا یا زمین و پہاڑ سے نکلا ہر ایک سے طہارت کرنا صحیح و درست ہے اور پانی کے اوپر سات حکم جاری ہوتے ہین پانی مطلق پانی مطلق مکروہ۔ پانی مطلق حرام۔ پانی مطلق مستعمل۔ پانی مطلق متغیر پانی مطلق نجس۔ پانی جھاڑ و پہل **اول** پانی مطلق جو اصل ذات کا پانی جسکی تعریف ابھی ہو چکی ہے۔ اور حکم یہ ہے کہ اس سے طہارت کرنا بلا کراہت صحیح و درست ہے **دوسرا** پانی مطلق مکروہ یہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ برتن جو ہتوڑی سے پہلے کٹتا ہے مثل تانبا پیتل۔ لوہا وغیرہ مین رکھکر گرم ملک مین آفتاب سے گرم کیا ہوا۔ آگ سے بہت گرم کیا ہوا۔ جاڑے سے بہت سرد ہوا ہے تو حکم ان تینون پانیونکا یہ ہے کہ ان سے طہارت کرنا درست ہے مگر مکروہ۔ اما پتھر لکڑی کے برتن مین رکھکر آفتاب سے گرم ہو جائے تو اس سے مکروہ نہو گا **تیسرا** پانی مطلق حرام اور یہ دو قسم کا ہے۔ کہ صرف پینے کیلئے وقف کیا گیا ہو مثل آب زمزم و آب حوض خانہ۔ نا حق کسی غیر سے چھینا گیا ہو تو حکم اسکا یہ ہے کہ ہر دو پانی سے طہارت کرنا درست ہے مگر حرام۔ کیونکہ پانی ہوتے ہوے تیمم کرنا جائز نہیں ہے **چوتھا** پانی مستعمل اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ فرض وضو یا فرض غسل کے پہلے بار کی طہارت کئے سو پانی جمع کئے۔ کپڑے کی نجاست کو دھوئے سو پانی کو جمع کئے۔ اور اسکا مزہ و رنگ

اور بو اور وزن نہ بدلے تو حکم اسکا یہ ہے کہ ہر دو پانی پاک مگر اس سے طہارت کرنا درست نہین ہان اگر
ان پانیون کو جمع کرین اور دو قلہ یا اوس سے زیادہ ہو جائے تو پھر اوس سے طہارت کرنا درست ہوگا
اما وضو یا غسل کے سنتون کا پانی مثل دوسرے یا تیسرے بار کا پانی یا وضو ہوتے ہوے دوبارہ وضو
کئے سو پانی یا غسل ہوتے ہوے دوبارہ غسل کئے سو پانی جمع کئے اور یہ دو قلہ سے کم ہو تو بھی اس سے طہارت کرنا درست ہے لیکن
ساتھ کراہت کے **پانچوان** پانی مطلق متغیر جب پانی مطلق مین کسی پاک چیز کو ملاے اور نام پانی کا بدل گیا۔ مثل
شربت و سرکہ و شوربا و قہوہ و گلاب وغیرہ تو حکم اسکا یہ ہے کہ یہہ ذات تو کا پاک ہے مگر اس سے طہارت کرنا درست نہین اگر اسمین تھوڑی چیز
ملجائے اور پانی مطلق کا نام باقی رہے تو اس سے طہارت کرنا درست ہوگا مثلاً برتن مین ذرا سا آٹا یا نمک یا شکر وغیرہ تھی
اور اسمین پانی ڈالنے سے پانیکا نام نہین بدلا تو اس سے طہارت درست ہے **چھٹا** پانی مطلق نجس جب دو قلہ سے کم پانی مین نجاست
پڑجائے اور اس سے رنگ و بو و مزہ بدلا ہو یا نہ بدلے تو حکم اسکا یہ ہے کہ یہہ پانی نجس ہو گیا کسی بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگے تو دہونا
واجب ہے اگر یہہ دو قلہ یا زیادہ دہو جاے اور رنگ و بو و مزہ نہ بدلے تو پھر یہہ پاک ہو گیا اس سے طہارت کرنا جائز ہے اگر خرچ
مین آکر دو قلہ سے کم ہو جاے تو بھی مضایقہ نہین تو تب بھی اس سے طہارت کرنا درست ہے **ساتوان** پانی جو پہل
جب تازے جہاڑ کا پتا یا ڈالی کو ٹھہلہ یا پنجوڑے یا انار و نارنجی و ناریل وغیرہ وغیرہ کے پانی کو جمع کرے تو حکم اسکا یہ ہے کہ یہہ پانی
پاک ہے مگر اس سے طہارت کرنا درست نہین دو قلہ کیون نہو مگر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس سے طہارت کرنا درست ہے **توضیح**
قلتین قلہ عربی زبان مین بڑی گولی کو کہتے ہین جسمین اڑتی مشک پانی ماتا ہے دو قلہ کا پانچ مشک پانی ہوا اور ہر مشک
مین سو رطل پانی ماتا ہے قلتین کے پانچ سو رطل شرعی ہوے جسکو بغدادی بھی کہتے ہین اور ہر رطل ایکسو تیس درہم جسکے تیرہ
ریال بہار ہوتا ہے اور ہر ریال کے اڑہی تولہ یعنے آدہا چھٹاک حیدرآبادی پس رطل شرعی ڈیڑہ آدہا چھٹاک ہوتا ہے قلتین کے
پانچ من تین سیر آدہ پاؤ حیدرآبادی ہوے اور پیمایش سے قلتین کے لئے ایسا چار کونی گڑہا یا حوض یا برتن جسکا طول سوا ہاتھ
اور عرض سوا ہاتھہ اور ڈوگان بھی سوا ہاتھہ ہو تو اوسمین برابر دو قلہ ماتے ہین اگر گول گڑہا یا حوض یا برتن ہو تو اوس کے
گرد چوطرف سے ایک ایک ہاتھہ اور ڈوگا اڑہی ہاتھہ اسمین بھی برابر دو قلہ ماسکتے ہین جب کسی جاے پانی ملے تو اس مقدار
کی شمار کر لیا کرین **مسئلہ** پانی مطلق دو حال سے خالی نہین قلیل یعنے تھوڑا کثیر یعنے بہت قلیل اوس پانی کو
کہین گے جو دو قلہ سے کم ہو۔ اور کثیر اوس پانی کو کہتے ہین جو دو قلہ یا زیادہ ہو۔ قلیل مین نجاست گرنے سے نجس ہو جاتا ہے

خواہ پانی بگڑے یا نہ بگڑے۔ جیسا پانی مطلق نجس مین مذکر ہوا۔ اگر قلیل مین مستعمل پانی یا متغیر مثل گلاب و عرق بیو گرے اور اسکی تمیز ہو نہین سکتی تو اس گرے ہوے کا مقدار فرضی یعنے تخمینی تصور کرین۔ انار کا پانی رنگ مین اور انگور کا پانی مزہ مین اور لوبان کا سنوف بو مین اگر اہل کار کہے کہ اس فرضی مقدار سے رنگ و مزہ و بو اس قلیل پانی کا نہ بدلیگا تو طہارت اس پانی کی درست ہے اور اگر کہے بدلیگا تو متغیر کے حکم مین داخل ہوا اس سے طہارت درست نہین اور کثیر پانی مین نجاست گرے تو وہ نجس نہین ہوتا اگر اوس نجاست سے اوسکا رنگ یا مزہ یا بو بدل جاے تو نجس ہوگا۔ اور اگر اس کثیر پانی مین بے رنگ و مزہ و بو کا پیشاب یا دیگر نجاست گرے اور اسکی تمیز ہو نہین سکتی اس گرے ہوے کا مقدار فرضی کرین سیاہی رنگ مین اور سرکہ مزہ مین اور مشک بو مین اگر واقف کار ان کہین کہ اس مقدار سے رنگ و مزہ و بو اس کثیر پانی کا نہ بدلیگا تو اس سے طہارت کرنا درست ہے اور اگر کہے اس مقدار سے بدلجائیگا تو نجس کے حکم مین داخل ہوگا **مسئلہ ۲** بے خون کے حیوان مثل سپلک۔ بچھو۔ کھٹمل۔ جھینگر۔ مکھی۔ چیونٹی۔ وغیرہ قلیل پانی مین یا دیگر پتلی چیز مین خود بخود گر کے مرین اور اس سے رنگ مزہ و بو نہ بگڑے تو قلیل پانی سے طہارت درست ہے اور سوا ے پانی کے مثل گلاب سرکہ تیل وغیرہ بہہ بھی پاک و حلال ہین تو وہ مین لانا درست ہے اگر آدمی نے اس مرے ہوے کو اپنے ہاتھ سے ڈالے تو یہ قلیل پانی و دیگر پتلی اشیا نجس ہو جائینگی **مسئلہ ۳** گھٹ چیز مثل گھی حلوا وغیرہ مین چوہا یا دیگر خونداحیوان گر کے مرجائے تو اوس مرے ہوے حیوان کو چوطرف کے لگے ہوے کو نکال لین اور باقی پاک و حلال ہے اگر ایسا ہی حیوان پتلی چیز مین گر کے مرے مثل تیل و سرکہ و دودھ و شربت وغیرہ خواہ قلیل ہو یا کثیر تو نجس ہو جائین گے پھر پاک ہو نہین سکتی۔ ہان ان روغنون سے چراغ لگائے یا حیوان کو کھلائے یا اور کسی کام مین لاتے تو جائز ہے **مسئلہ ۴** اگر کنوے مین چوہا یا بلی یا کتا یا گدھا وغیرہ حیوان گر کے مرے اگر کنوے کا پانی قلیل ہو تو نجس ہو جائیگا اگر کثیر ہے اور اس گرے ہوے حیوان سے پانی کا رنگ و مزہ و بو نہین بدلا تو بغیر نکالے پانی کے وہ کثیر پانی پاک و طہارت اس سے درست ہے اور اگر وہ حیوان مرکے سڑ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو کوے سے اسقدر پانی نکالنا کہ جب تک اوس گرے ہوے حیوان کی لاش وہان وغیرہ کا پتہ و نشان باقی نرہے اور پانی اپنی اصلی عادت پر ہو جاے خواہ ایک دو ڈول مین پاک ہو یا ہزار دو ہزار ڈول مین پاک ہو کسی حیوان کے ڈولونکی شمار کی مقدار نہین ہے **مسئلہ ۵** سوائے کتا و سور کے تمام حیوانات حلال ہو مثل گائی و بکری وغیرہ یا حرام ہو مثل گدھا و بلی وغیرہ ان سب کا لعاب و نیٹ و آنسو و پسینہ پاک ہے اگر قلیل پانی مین منہ ڈالے یا چھینٹے اڑائے تو پانی نجس نہو گا۔ بلکہ اس سے طہارت درست ہے اگر اس حیوان کے منہ کو لہو یا دیگر نجاست لگی ہوی ہے تو قلیل پانی مین

منہہ ڈالے تو البتہ نجس ہو جائیگا - اور اگر یہہ حیوان ایسا ہی نجس منہہ لیکر غائب ہو گیا - اور گمان ہوا کہ اس عرصہ مین کثیر پانی تک جا کر پہنچے آسکتا ہے تو مسئلہ پاک ہوا پھر دوبارہ قلیل پانی مین منہ ڈالنے سے نجس نہو گا **مسئلہ** پانی کے رہنے یا بہنے کی بجائے قدرت سے رنگ دار ہو مثل کہڑی یا لال مٹی یا گندک وغیرہ اور اس سے پانی کا رنگ بدل جائے یا بہت دن بے برتاوہ رہنے سے بگڑ جائے یا گنجان یا جہاڑ کے پتہ یا نئے حوض کے چونہ سے رنگ بدل جائے یا مشنج و دیگر برتن کے خماش و مصالح کی بو آجائے تو ان سب صورتون مین پانی پاک ہے اور اس سے طہارت کرنا درست ہے کیونکہ ان سب چیزون سے پانی کو بچا نہین سکتے - اگر یہہ اشیاء آدمی کے ہاتہہ سے پڑ جائے تو وہ پانی متغیر ہو گیا اور اس سے طہارت درست نہو گی **مسئلہ** قلیل یا کثیر پانی مین بسبب مجاورت بغیر تر یکی کسی چیز سے بو بدل جائے جیسا پانی مین صندل یا عود یا کافور یا تیل وغیرہ ڈالے یا پانی کے کنارہ پر کوئی حیوان مرا ہوا یا نجاست رکہی ہوئی ہے، اور اس کے تعفن یعنے بدبو سے پانی کی بو بدل جائے تو ان سب صورتون مین پانی مذکور پاک اور اس سے طہارت درست ہے کیونکہ جب تک کسی چیز کا ایک جز علیحدہ ہو کر پانی مین نہ ملجائے تو پانی مطلق کا حکم باقی رہیگا اور ان صورتون مین تو ان اشیا سے کسی چیز کا جز نہین ملا صرف مجاورت ہے اور مجاورت سے تغیر کا حکم نہین آتا **فصل دوسری سونا و چاندی و ریشم کے استعمال کے بیان مین**

جب پانی کے لئے برتن کا ہونا ضرور ہی تو اس لئے جائز نہ جائز برتن کا ذکر یہان لکہنا مناسب معلوم ہوا تمام ظروف یعنے برتن سوائے سونا و چاندی کے مثل تانبا و پیتل و لوہا و بدری و چینی و کانچ و سفالی و لکڑی و چرمی وغیرہ بلکہ تمیس قیمت جواہرات مثل یاقوت و زمرد وغیرہ ان سب ظروف کو ہر قسم کے استعمال مین لانا مرد و زن پر حلال ہے اما سونا چاندی اس سے صرف زیورات کا پہننا زنان کے لئے حلال ہے باقی ظروف مثل صراحی و کٹورا و پاندان و اگالدان و ڈبیا و سرمہ دانی و کنگھی و کاندوئی و دوات خلال وغیرہ خورد و کلان یہہ سب اشیا کا برتاوہ زنان پر حرام ہے اسیطرح مرد و پر صرف چاندی کی انگشتری اور جنگی ہتیار کے جیسے مثل تمنچہ خنجر و جنگی سکین و تلوار و بہالہ و سپر و بگلوس یا جمائل و بندوق و زرہ و مسجد وغیرہ ہر قسم کے آلات حرب حلال ہے اور باقی ظرف کا برتاوہ مثل زنان کے مرد پر بہی حرام ہے - ہان اگر دوسری چیز کا برتن یا دیگر آلات ٹوٹ جائے یا بگڑ جائے تو چاندی کی پٹی یا تار سے جوڑنا مرد و زن پر جائز ہے اگر زن سونا یا چاندی کے آلات حرب بنوائے یا مرد سونا و چاندی کے زیورات بنائے تو دیکہنا چاہیئے کہ اگر عورت بے غرض بنوائے یا مرد کو عاریت و کرایہ سے دینے کے لئے بنائے تو جائز ہے اسیطرح اگر مرد بے غرض بنایا یا زن کو عاریت سے دینے یا کرایہ لینے کیلئے بنایا - تو ان صورتون مین

حلال ہے اور اگر ایک خاص اپنے ذات کے برتاوہ کیلئے بنوائے تو حرام ہے **مسئلہ** کسی برتن یا آلات پر سونا یا چاندی کا ملمع یا گلٹ کیا ہوا ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اگر آگ مین ڈالنے سے زر رہا تہہ آسکتا ہے تو اس چیز سے استعمال کرنا حرام ہے اور اگر زر رہا تہہ نہ آتا ہو تو جائز ہے اما خود ملمع یا گلٹ کروانا درست نہین کیونکہ بے جائے مال ضایع ہوتا ہے ۔ رہا **استعمال ریشم** ہر قسم کے ریشمی کپڑے پہننا یا اوڑنا یا بچھانا یا اور کسی برتاوہ مین لانا زنان پر حلال ہے اور مرد پر حرام اسیطرح زرین کپڑے مثل تاش و کمخواب و کارچوب و مصالحدار وغیرہ زن پر حلال ہے و مرد پر حرام ہے مان اگر زر غیر ریشم کے کپڑے پر ہو ۔ اور آگ مین ڈالنے سے ہاتہہ نہ آتا ہو تو مرد پر حلال ہے اسیطرح اگر ریشم و دیگر جنس مثل سوت و شال وسن وغیرہ سے کپڑے بنے گئے اور ریشم و دوسرے جنس کا وزن برابر یا غیر ریشم کا وزن زیادہ ہو تو ان دونون صورتون مین بہی مرد پر حلال ہے اگر ریشم کا وزن زیادہ ہو تو حرام ہے اور اگر ریشم وزن مین کم ہے اور دیکہنے مین زیادہ نظر آتا ہے مثل مخمل سوتی اس مین زیادتی ریشم نظر آنیکا کچہ اثر نہین ۔ اسیطرح ریشم سے تسبیح کی ڈوری بغیر بہنہ کے اور بگڑی وغیرہ کا بٹوا اور نقد کی تہیلی اور جبہہ و قمیص وغیرہ کے چار انگل تگ کا سنجاف یا کارچوبی نقشہ و بیل بہی سب مرد پر حلال ہے اور اگر ضرورت پڑ جائے کہ ایک بیک ناگہانی جنگ کہڑا ہوا ہے یا جنگ مین گاج و ململ وغیرہ باریک کپڑے سے ریشمی موٹا کپڑا مثل امرو وغیرہ بہنہ یا وہ تر کارآمد ہے یا کہجلی و جون کے دفعہ لیلئے ریشم فائدہ دیتا ہو یا نماز کیوقت یا غیر نماز کے سوائے ریشم کے اور کوئی ستر نہ ملا ہو ان سب صورتون مین بہی مرد پر حلال ہے **تنبیہ** نابالغ لڑکا سونا و چاندی و ریشم کے استعمال مین زن کے حکم مین داخل ہے ۔ اور کعبہ شریف کا پردہ یعنے غلاف ریشم کا بنوائے تو مرد و زن پر جائز ہے ۔ اور ریشم کے فرش پر رومال یا چادر بچہا کر اوسپر مرد بیٹہے تو جائز ہے اما قبور پر ریشم کے غلاف ڈالنا حرام ہے ۔ اسیطرح غیر ریشم کے کپڑے جو انکی تصویر دار کو مکانون کے پردہ یا دیوار و چھپر چپکانا بطور زینت کے حرام ہے مان اگر زمین پر بچہائے یا تکیہ کا غلاف بنائے تو جائز ہے ۔

فصل تیسری نجاست کے بیان مین

نجاست تین قسم پر ہے ۔ مغلظہ مخففہ متوسطہ **اول** مغلظہ یعنے سخت اور یہہ کتا و سور کا لعاب و گوبر و پیشاب و لہو اور تمام جسم کی رطوبت یعنی کچاپن کو کہتے ہین ۔ اگر اس مغلظہ مین رنگ یا بو یا مزہ ہے تو بعد مٹانے ان مذکور ۔ پاک مٹی سے ایک بار لیپ کر پاک پانی مطلق سے سات بار دہونا واجب ہے اگر مٹی نہ لگائے یا سات بار سے ایک بار کم کرے تو وہ چیز پاک نجس رہیگا اگر زمین پر نجاست پڑ جائے تو صرف سات بار اوسپر پانی بہانا کافی ہے اور مٹی لگانیکی ضرورت نہین آما کتا

وسور کے سوکھنے جسم کے لگنے سے نجس نہیں ہوتے **دوسری** مخففہ یعنے ہلکی وہ پیشاب مع لڑکے کا جسکا سن دو سال کے اندر ہو اور سوائے دودھ کے اور کوئی غذا نہ کھاتا ہو اگر بطور تبرک یا دوا کے کہائے تو مضائقہ نہیں۔ جب ایسے لڑکے کا پیشاب کسی کپڑے کو لگے تو صرف پانی چھڑکنے سے پاک ہوتا ہے مگر ایسا پانی چھڑکے کہ پیشاب سے زیادہ ہو۔ اما لڑکی کا پیشاب بڑوں کے حکم میں داخل ہے اسکو پورا دھوکر نچوڑنا واجب ہے **تیسری** متوسطہ یعنی درمیانی۔ اور اسکے دو قسم ہیں۔ عینیہ۔ وحکمیہ۔ اول عینیہ جسکا رنگ بو و مزہ ہو مثل مہندی وعصر وشربت وغیرہ میں نجاست گری اور کسی بدن یا کپڑے کو لگجائے تو نجاست عینیہ ہے دران تینوں نام کے مٹانے سے پاک ہوتی ہے اور اگر رنگ کا ہے مثل مہندی وغیرہ اور اسکا مٹانا دشوار ہے تو مضائقہ نہیں اسکا عفو ہے بسطرح اگر بو کا مٹانا بہی دشوار ہو تو اسکا بہی عفو ہے اما مزہ کا مٹانا دشوار ہو یا مزہ و بو دونو باقی رہے تو ان صورتوں میں پاک نہوگا جبتک کہ مزہ و بو نہ مٹے دوسری حکمیہ جسمیں رنگ و بو و مزہ نہ ہو مثل ایک قطرہ پیشاب یا نجس پانی یا دیگر نجس پتلی چیز کا قطرہ یا زیادہ بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگجائے تو یہ نجاست حکمیہ ہے اسپر ایک بار پانی بہانے سے وہ چیز پاک ہوتی ہے بشرطیکہ پانی اوپر سے ڈالے اگر نجس چیز کو قلیل پانی میں غوطہ دیکر نکالے تو پاک نہوگا کیونکہ ڈالنے سے خود قلیل پانی ہی نجس ہوگیا۔ اما کثیر پانی میں غوطہ دینے سے پاک ہو جاتی ہے اگر یہہ حکمیہ نجاست کسی کپڑے کے پلو کو لگا تو صرف لگے ہوئے جائے کو دہونا واجب ہے سالم کپڑے کے دہونیکی ضرورت نہیں اگر سالم کپڑا نجس ہوا اور کپڑا بڑا ہے تو اول آدہے کو دہوئے پہر دوسرے آدہی کو دہوئے اور پہلے کی دہوئے ہوئے آدہی سے بہی اول جسکے دہونے سے سالم پاک ہوتا ہے اور متوسط نجاست بہت طرح کی ہے مثل آدمی کا برزو پیشاب و مذی و ودی لہو و پیپ و پیوڑے کا پانی جہالا۔ و چیچک وغیرہ بدبودار پانی و لہو کا گدلا و پیتا و صفرا و سودا وقے گندلا ہو یا صاف پانی و معدہ یعنے جڑی و انتڑیوں میں کی غلظت رجلی کا پانی پیچے کے آگے یا بعد نکلا ہو۔ نیند میں منہ سے نکلتا سو پانی گندلا بودار یہہ سب مذکورہ الصدر نجس ہے۔ اسیطرح تمام حیوانات کا گوبر و پیشاب لہو وغیرہ مذکور الصدر نجس ہے حرام حیوان کے ہو یا حلال۔ بڑا ہو مثل ہاتی و بیل یا چھوٹا ہو مثل چوہا و چوڑی۔ و جو گالی و گندہ انڈے کا پانی و حرام جنور کا دودہ۔ اما آدمی حلال حیوان کا دودہ یا کہ حلال ہے اور خمر یعنے شراب و نبیذ مئی تمام نشہ کا پانی و نجاست کے دہوین کی کالک یہ سب مذکور الصدر نجس ہے کپڑے یا بدن یا برتن وغیرہ کو لگے تو انہو کا دہونا واجب ہے **مسئلہ** تمام مرے ہوئے حیوانات نجس ہے سوائے آدمی و حلال حیوان جو ذبح کرنے سے مرے اور ذبح کی ہوئی بن کا بچہ پیٹ میں مرا ہو۔ یا باہر ذبح ہونے پائے تک مرے۔ اور شکار جو پرند مثل چیل و کتا یا پرند مثل شکرا و شاہین سے حیوان مرا ہو۔ اور حلال حیوان ہلاک ہوئے کو کسی جانور نے زخم کریں اور ذبح مکرر تک نہ پہونچی اور پہلی قوۃ مرے ہوئے سب حیوانات حلال و پاک اور رہے ہوئے حیوانات سے مستثنیٰ ہیں سوائے آدمی کے ان سبکو کہانا حلال ہے

مسئلہ ۲ جو حیوان مرے بعد نجس ہوتے ہین تو اسکے زندگی مین ایک عضو یا الگ ہوا تو یہ بھی نجس ہی صرف آدمی اور مچھلی وٹڈہ کا عضو یا حلال حیوانات کے بال و سینگ و ہڈی و ناخن یہ زندگی مین جدا ہوے تو پاک ہی۔ اگر سینگ یا بال یا ہڈی یا پر دست یا پا ہو اور معلوم نہین ہوتے کہ یہہ حلال حیوان کے ہین یا حرام اور حلال حیوان کا ہو تو معلوم نہین کہ ذبح کیے ہے یا مردار ان صورتو نہین وہ سینگ و بال و ہڈی و پر پاک کے حکم مین داخل ہین اور اگر حرام حیوان کے مثل ہاتی و گدا ذبح کری یا نہ کرے یا حلال حیوان کا مردار ثابت ہوا تو وہ اشیا مذکور نجس ہین مثل ہاتی دانت وغیرہ کو سو کہے پین مین چبھے تو نجس نہین اگر کچے پین مین یا پانی مین ڈبو کر چبھے یا کپڑے کو لگے تو بدن و کپڑا نجس ہو جائیگا۔ اما مچھلی کا دانت و ہڈی وغیرہ پاک ہے

مسئلہ ۳ سوائے کتا و سور کے آدمی و تمام حیوانات کی منی پاک ہے و نیز تمام حیوانات کی انڈے پاک ہین کیونکہ جب یہہ حیوانات زندگی مین پاک ہی تو اسکا تخم بھی پاک ہونا چاہیے بلکہ ہر حیوان حلال یا حرام کے انڈے کسی مین رہ یا بضرت نہو تو کہا نا جائز ہے اسیطرح مری ہوی مرغی کے انڈے اگر سخت اور بچہ نکل سکتے ہین تو اسکا بھی کہا نا حلال ہے اور سڑا ہوا حلال حیوان کا گوشت۔ و نیز مگاہ و کیچوے و کیڑی و گرو سے و گدا و مثانہ و دیدہ پاک و حلال ہے مگر ان اشیا کا کہا نا مکروہ ہی اور نجاست کی آگ اور سنڈاس کی بدبو اور آدمی سے ہوا صادر ہوی ہو تو پر یا سو کہے بدن یا کپڑے کو لگے اور گوبر کی یا گلی و کونچہ کی دھول سو کے بدن یا کپڑے کو لگے تو ان صورتو نہین ان اشیا کا عفو ہی اسیطرح جانور کی شرم گاہ سے اناج نکلا اور لوگ سکتا ہو تو اسکو دھوے یا بغیر دھوے کپڑے یا نجاست مین جھاڑ دیگا اور اس سے پہل ہوے تو پاک و حلال ہے یا مردار گوشت یا نجاست یا پہل جھاڑ سے کپڑے یا دیگر حیوان پیدا ہو تو یہہ کیڑے بھی پاک ہین

مسئلہ ۴ نجاستون مین سے کوئی چیز پر پاک نہین ہوتی سوا خمر یعنے ہر قسم کی شراب بغیر طاہر کیے جیسے کہ سرکہ بنے تو خمر مع برتن پاک ہو جاتے ہین اور حلال ہی اسیطرح سوا سے کتا و سور کے تمام مردار حیوانات کا چمڑا حلال حیوان کا ہو مثل گائی و بکری یا حرام حیوان کا مثل گدا و شیر اسکی تراوٹ و چکناٹ کو خماش سے دور کرنے سے پاک ہو جاتے ہین بعد خماش کے صرف ایک بار دھونا واجب ہے مگر حرام جنور کے بال خماش سے پاک نہو نگے۔ اسکا دور کرنا شرط ہے و علیہذا استعمالی برتن یہہ بھی نجس ہیں یعنے گوبر و مٹی سے منجے ہین آگ سے جلائے بعد ایک بار دھونا واجب ہے

مسئلہ ۵ نجاست سے چند اشیا کا عفو ہے بسبب طان بعضے جاہل پر نیز گا رونکو ذرہ چیز سے وسواس مین ڈالتا ہے اور اشیا ذیل سے آدمی بچ نہین سکتا اس لیے شرع مین اوس سے عفو ہے اوس سے تھوڑا پڑنے سے مضائقہ نہین اور عفو کے اشیا بہت ہین انمین سے چند ضروری یہان لکھے جاتے ہین سوا کتا و سور کے تمام حیوانات کے لہو کے چھینٹے و پھوڑا و پھونسی کا پانی خود بخود نکلے و جھامت و فصد کے جائیگا لہو اور بڑنے زخم کا پانی یا تراوٹ

وجون وکنہل وگوجڑی ومچھر کا لہو نہ کہ پوست ومکھی پروانہ وزنبور ومتعب پرک کے بگین وپیشاب کے چھینٹے اور نجاست کے باریک تہنڈی چھینٹے کہ معتدل دیکھنے والا تمیز نہین کرسکتا اور برسات مین گلی وکوچہ کے چھینٹے پاؤن اور نیچے کے دامن کو لگے تو یہہ سب شیا وون کے تہوڑے چھینٹے معاف ہین کہ بغیر ہونیکے نماز پڑہنا جائز ہے اور تہوڑے کی مقدار یہہ ہی کہ دیکھنے والا تہوڑا قرار دے تو عفو ہے اگر بہت قرار دیا تو اسکا دہونا واجب ہے اور بعضے علماء کے نزدیک بہت چھینٹون کو جمع کرنے سے انگوٹہے کے ناخن یا روپیہ کے برابر ہو تو تہوڑے کے شمار مین ہے اور اس سے زیادہ ہو تو بہت کے شمار مین ہے اسیطرح گوشت مین تہوڑا لہو باقی ہے تو عفو ہے اگر اسکو پانی مین ڈالے تو پورا دہونا واجب ہے اگر کسی مسجد یا میدان مین پردہ کا بہت سہ گرین پڑا ہے اور بغیر چلنے اسپر سے چارہ نہین تو سوکھے پر سے چلنا عفو ہے **مسئلہ** گوندا نکلوانا حرام ہے کیونکہ وہ جگہ کے لہو مین نیل یا دیگر رنگ ملانے سے نجس ہوکر جمتا ہے تو اسکا مٹانا واجب ہے اگر مٹانے مین زیادہ تکلیف وضرر ہوگا تو کراہت کے ساتھ عفو ہے گوندوالے کی نماز درست ہے مگر امام بننا مکروہ ہے

قاعدہ ہر امر کی تحقیق کو اوس کے اصلیت پر عمل ہوتا ہے یعنے اصلیت شک وگمان سے دور نہین ہوتی مثلاً شراب وخوشہ شراب وسور وسانپ وبچھو وغیرہ وحایض ونفاس وجہاد وسیر وسور وغیرہ تمام کفاران سبکے کپڑے وبرتن اصلیت مین پاک ہے اور اسمین نجاست پڑنیکا شک وگمان ہے پس یہ شک وگمان کو دور کرکے اوس کے پاک اصلیت پر عمل کرین اور بغیر دہونیکے برتاوہ مین لانا جائز ہے بلکہ طہارت کا نشان دیتہ رہے **قاعدہ دیگر** نشہ اور غیر نشہ کے شیا راس قاعدہ سے تمیز ہوسکتے ہین اور وہ شیا مین قسم پر ہے (۱) مسکر یعنے نشہ کی چیز مثل شراب وبنگ ہی اسکے پینے سے عقل تمیز دور ہوجاتی ہے اور حواس وطاقت باقی رہتی ہے اور مزاج پر خوشی وسرور وفرحت حاصل ہوتی ہے ان نشانیون کے لانے والی چیز کو خمر ومسکر ونشہ کہینگے اور اسکا حکم یہہ ہے کہ یہہ نجس ہے کپڑے یا بدن کو لگا تو دہونا واجب ہے اور پینا اسکا حرام ہے اور پینے والا اگر ہو تو چالیس ۴۰ اور غلام ہو تو بیس ۲۰ تازیانہ مارنا اسکی یہی سزا ہے اور مسکر کو حلال کہنا کفر ہے (۲) مفسد یعنے عقل کو فاسد کرنیوالی چیز مثل گانجہ وبھنگ اسکے پینے سے عقل تمیز دور ہوجاتی ہے اور حواس وطاقت باقی رہتی ہے مگر اس سے مزاج پر خوشی وسرور وفرحت نہین ہوتی بلکہ غم وافکارات فاسدہ وکدورت مزاج عاید ہوتی ہے اور ان نشانیون کے لانیوالی چیز کو مفسد کہینگے اور اسکا حکم یہہ ہے کہ یہہ پاک ہے اور یہہ بدن یا کپڑے کو لگے تو اسکا دہونا واجب نہین اور پینا اسکا حرام ہے اور اسکی سزا تعزیری ہے تازیانہ یا قید بحسب رائے حاکم اور اسکو حلال کہنا کفر نہین (۳) مرقد یعنے بیہوش کرنیوالی چیز مثل افیون ومعجون اسکے کہانے یا پینے سے عقل تمیز وحواس وطاقت دور ہوجاتی ہے اور پینے والا بالکل بیخبر ہوجاتا ہے اور ان نشانیون کے لانیوالی چیز کو مرقد کہینگے اور اسکا حکم یہہ ہے کہ یہہ پاک ہے اور کہانا اسکا حرام ہے اور اسکی تعزیری بحسب رائے حاکم اور اسکو حلال کہنا کفر

نہین مگر مسکر سے بہت یا تھوڑا بھی پینا حرام ہے اور مفسد اور مرقد سے اوسکے نشانیان کے جدتک پینا حرام ہے اگر تھوڑا کہائی یا پیے جس سے ہوش و حواس مین خلل واقع نہین ہوا تو جائز ہے مگر مکروہ ہے اسیطرح تنبا کو کا پینا یا کہانا مکروہ ہے۔

فصل چوتھی قضا الحاجہ کے بیان مین

جب جائے ضرور کو جانیکی حاجت پڑے تو سنت ہی کہ جو کچھ اپنے نزدیک اللہ ورسول اور بزرگ نام لکھے ہوے ہین تو اونکو کالین اگر چوری یا گم ہونیکا خوف ہی تو شملہ یا جیب مین چھپا رکھین اگر انگشتری کے نگ مین ہو تو ماتہہ ہی مین چھپالین اور پاؤن مین جوتا پہنے اور سر پگڑی یا ٹوپی وغیرہ سے ستر کرین اور ڈاہین پاؤن کو پہلے اندر کرین۔ یہہ پڑہتے ہوے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنے اللہ کا نام لیکر مدد چاہتا ہون یا اللہ آپسے پناہ لیتا ہون خبیث جنات وجناتیون کے شر سے۔ شرم گاہ کے کپڑے کو ایکدم نہ اٹہانا۔ بلکہ آہستہ جیسا بیٹہتے گئے ویسا ہی اٹہاتے جانا اسیطرح اٹہتے وقت بہی ایسا ہی چہوڑتے جانا۔ اور بیٹہتے وقت یعنے ضرور آسمان و چوطرف دیکہنا ماتہہ یا کسی چیز سے چلبلاپن نہ کرنا اور بے ضرورت بات نکرنا اور ڈاہین پاؤن پر زور ڈالکر بیٹہنا اس سے براز جلد نکلتا ہے اور بیغرض شرمگاہ یا نکلتے ہوے براز کو نہ دیکہنا اگر مکان خاص جائے ضرور کیلئے بنایا گیا تو کہڈی کا منہ کسی طرف ہو اور آسمان زمین کی طرف ہو یا دوراوسی طرف منہ کرکے بیٹہنا جائز ہے اگر حاجت کبھو قت چہیک آئے تو دلمین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا اور زبان سے کوئی ذکر نکرنا اور جائے ضرور سے نکلتے وقت پہلے سیدہا پاؤن باہر نکالے یہہ پڑہتے ہوے غفرانک الحمد للہ الذی اذھب عنی الاذیٰ ومافیہ یعنے یا اللہ آپکا ہی شکر ہے اور تعریف واسطے اللہ کے جو مضرت کو میرے سے دور کرکے اور تندرست کیا (دیگر) الحمد للہ الذی اذاقنی لذتہ وابقی فی منفعتہ واذھب عنی اذاہ یعنے تعریف اللہ پر سزاوار ہے جو مجہکو طعام کا مزا چکایا اور فایدہ اوسکا میرے مین ٹہیرایا اور مضرت اسکی مجہہ سے دور کیا **مسئلہ** شروط حاجت اگر میدان یا جنگل مین حاجت پڑی قبلہ طرف منہہ یا پیٹہہ کرکے بیٹہنا حرام ہی اور سورج و چاند کیطرف منہہ یا پیٹہہ کرنا مکروہ ہے اگر قبلہ طرف اڑاوہ ہو مثل دیوار یا تیہر یا لکڑی جسکی بلندی سولہ انگل اور تین ماتہہ کے فاصلہ سے نزدیک یا تین ماتہہ ہو۔ تو قبلہ وغیرہ کے طرف منہہ کرنا جایز ہے اگر وہ اسکی بلندی سولہ انگل سے کم یا فاصلہ مین تین ماتہہ سے زیادہ دور ہو تو اس صورت مین قبلہ کیطرف منہہ کرنا حرام ہے اما اس اڑاوہ کا عرض یعنے چوڑان کی حد نہین بلکہ تلوار کے دہار برابر ہو تو ہی مضائقہ نہین اور آداب حاجت یہہ ہین کہ پہلے لوگون سے دور جانا تا خارج کی بو و آواز نپہنچے۔ اور کسی سے مین بیٹہے تا کوئی شرمگاہ نہ دیکہے اور ڈہیلے اول سے چنکر رکہے اور مکروہات حاجت

بازرہین اور وہ یہہین راستہ مین براز یا پیشاب کرے یا لوگ کے مجلس کی جائے مین جو اکثر اس جائے مین بیٹھا کرتے ہین رفع حاجت کرے یا پھلدار جھاڑ کے نیچے کھڑا ہوا پانی مین یا تھوڑا بہتا ہوا پانی مین یا دیوار و زمین کے سوراخون مین تاکہ جو انکی اذیت سے بچے یا ہوا کیطرف یا سخت مین پیشاب کرے نزدیک ماقبر حرام ہے اسیطرح اندرون مسجد اگر برتن مین کیون نہو حرام ہے اگر مسجد کے متصل خاص جائے ضرورت مقرر ہے تو اسمین جائز ہی اور کھڑے ہوے کرنا بھی مکروہ ہے اسیطرح شروع فصل مین جو ستین آئے ہین ہر ایک کا خلاف کرنا مکروہ ہے **مسئلہ ۲** ہر ایک شرم گاہ سے کوئی چیز نکلے تو استنجا یعنے آبدش کرنا واجب ہے نکلنے والی چیز معمولی ہو مثل براز و پیشاب یا غیر معمولی ہو مثل لہو و ریاح وغیرہ کہ بغیر ڈھیلون کے صرف پانی سے دھونا کافی ہے مگر ڈھیلے لیکر پھر پانی سے استنجا کرنا افضل و اکمل ہے۔ استنجا کے پیشتر کہا رین ڈالین ہاتھہ کے کلمہ کی انگلی و انگوٹھے سے نہارین ڈھیلے سے استنجا کرین تو پہلے براز کی راہ سے شروع کرین پھر پیشاب کی۔ اگر پانی سے استنجا کرین تو پہلے پیشاب کی راہ سے شروع کرین پھر براز کی راہ کو دھوئین اور یہ سب کام ڈالین ہاتھہ سے کرین۔ اور جس جائے مین حاجت کرین اوسی پر پانی سے استنجا کرین تا چھینٹے نہ اوڑھے بعد استنجا یعنے آبدش کے ہاتھہ کو دیوار یا پاک زمین پر رگڑ کر دھوئین بعد فارغ ہونے استنجا کے یہہ پڑھین اللھم طھر قلبی من النفاق وحصن فرجی من الفواحش ۔ یعنے یا اللہ میرے دل کو دغا اور بے ایمانی سے پاک کر اور میری شرمگاہ کو حرام سے پناہ مین رکھہ **مسئلہ ۳** شروط ذیل سے بغیر پانی صرف ڈھیلون سے بھی استنجا کرنا کافی ہے اول تین ڈھیلون سے کم نہو اگر تین ڈھیلون سے صاف نہین ہوا تو صاف ہونے تک کرین اور ڈھیلے طاق ہونا سنت ہے یعنے پانچ یا سات اگر ایک بڑے ڈھیلے کو تین لوک ہے اور اس سے صاف ہو سکتا ہے تو بھی کافی ہے۔ دوسرے ڈھیلے پاک و سخت کھردرے رہین مثل پتھر یا اینٹ یا لکڑی یا لوٹا وغیرہ اگر صاف و چکنا مثل کانچ و بلور وغیرہ سے کرین تو جائز نہین تیسرے استنجا سے ہر دو شرمگاہ کی خشک نہو جائے بلکہ حالت گیلے پن مین کرین چوتھے استنجا کو اچھے طور سے صاف کرین اگر کچھہ باریک نشان باقی ہے کہ سوائے پانی یا باریک ٹھیکریون سے نکل نہین سکتا تو معاف ہے پانچوان نجاست اپنی جائے سے دوسری جائے پر علیحدہ نہ اچھلے بلکہ راہ سے ملی ہوئی ہے یعنے پھیلنے سے مضائقہ نہین چھٹا ہر و شرم گاہ کی راہ پر دیگر نجاست نہ لگی ہو اگر غیر نجاست یا خود شرمگاہ ہونگی نجاست زمین سے اچھلکر لگجائے تو ڈھیلے کافی نہونگے ساتوان براز چوتڑون کے درمیان سے باہر نہ نکلا ہو یعنے کھڑے رہے تو نظر نہ پڑے اور پیشاب سوپیاری یعنے خصیہ کے باہر نکلا ہوا آٹھوان سوائے پسینہ کے پانی یا دیگر چیز نہ لگی ہو۔ پس پانی کے موجودگی مین بھی یہہ آٹھہ شروط پورے ہو جائے تو ڈھیلون سے استنجا کرنا کافی ہے اور اس سے

نماز پڑھنا درست ہے اگر ایک شرط مین بھی خلل ہوا تو پانی سے بھی استنجا کرنا واجب ولابد ہے **مسئلہ** اشیاء ذیل کے نکلنے سے پانی یا ڈھیلون سے استنجا کرنا واجب ہے ۱ پیشاب و شرمگاہ کی راہ سے ہوا نکلے یا خشک چیز نکلے مثل کنکر یا بیج یا خشک کینچوا یا سادہ وغیرہ نکلے تو استنجا کی ضرورت نہین ایسے ہی حالت مین وضو کرنا درست ہے مگر پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے۔

فصل پانچوین وضو کے بیان مین

وضو صحیح ہونیکے لئے دس شرطین ہین (۱) مسلمان ہونا کافر کا وضو درست نہین (۲) تمیز والا ہونا لڑکا بے تمیز اور بالغ دیوانہ کا وضو درست نہین (۳) حیض و نفاس سے پاک ہو حالت حیض و نفاس کا وضو درست نہین (۴) عضو پر پانی روکنے والی گاڑی چیز نہو اگر عضو پر مہندی یا موم یا ناخن کے نیچے یا اوپر گاڑا میل یا قلم کی سیاہی وغیرہ ہو تو وضو درست نہین۔ (۵) عضو پر پانی کو گاڑنے والی کوئی چیز نہو اگر عضو پر زعفران یا صابون یا چونہ یا مٹی وغیرہ ہو تو اسکو صاف نکلنے تک وضو درست نہین (۶) وضو کو فرض قرار دین اگر سنت تصور کرین تو وضو درست نہین (۷) وضو کے فرضون مین سے بھی ایک فرض کو سنت قرار نہ کرین اگر نیت یا سر کے مسح یا ترتیب کو سنت قرار دے تو وضو درست نہین (۸) وضو کا پانی پاک مطلق ہو اگر پانی بگڑا ہوا یا مستعمل یا غیر پانی دیگر پتلی چیز ہو تو وضو درست نہین (۹ و ۱۰) دایم الحدث نماز کیوقت مین اور پے در پے وضو کرین اور دایم الحدث جو ہمیشہ ناپاک رہتا ہے مثل سلسل بول یا الٹی ہمیشہ ٹپکتی ہے اور مستحاضہ جس سے خون ہمیشہ جاری رہتا ہے تو ان مذکورین بعد داخل ہونے وقت نماز کی شرمگاہ کو دھوئین اور چندی سے ڈٹا لگا کر کپڑا باندین پھر جلد وضو کرکے نماز پڑھین اگر وقت کے پیشتر وضو کیا وقت مین اور پے در پے وضو اور نماز نہ پڑھین تو یہ وضو درست نہین کیونکہ کو جہ اشد ضرورت کے صرف نماز کیوقت مین نجاست سے پڑ رہنا مباح ہے اور انہونکو ہر فرض کے لئے نیا ہونا اور وضو کرنا واجب ہے **مسئلہ** وضو کے چھ فرض ہین پہلا نیت کرنا اور نیت ہر فعل کے کرنیکے ارادہ کو کہتے ہین اور وضو کی نیت اسطرح ہے نویت فرض الوضو یعنے فرض وضو کرنیکا ارادہ کرتا ہون یا نویت رفع الحدث یعنے بدن سے ناپاکی اٹھنے کا ارادہ کرتا ہون نویت الطھارۃ لصلاۃ یعنے نماز کیلئے طہارت کا ارادہ کرتا ہون تندرست شخص کو انمین سے ایک نیت کافی ہے اما سلسل بول وغیرہ کو یہ نیت کرنا واجب ہے یعنے فرض نماز مباح ہونیکے لئے ارادہ کرتا ہون اور یہ نیتین منہ دھونیکی شروع دلمین کہنا واجب ہے اور زبان سے تلفظ کرنا سنت ہے اگر منہ دھونیکے پیشتر یا بعد نیت دلمین حاضر رکھین اور منہ دھوتے وقت فراموش کئے تو یہ غیر جائے مین نیت لانا کافی نہین **دوسرا** منہ دھونا منہ سے مراد تمام

چہرہ ہے جسکا طول پیشانی کے بال سے تہڈی تک اور عرض کان سے کان تک تمام پوست و بال کا دہونا فرض ہے اگر داڑہی گاڑہی ہے تو صرف اوپر کے بال دہونا واجب ہے باقی بال ابرو و پلکین و مونچہ وغیرہ ہون یا پتلی یا گاڑہی ظاہر و باطن کا دہونا واجب ہے اور گاڑہی سے مراد کہ مجلس مین پوست نظر نہ پڑے ہے اما اگر زن کو گاڑہی داڑہی ہو تو ظاہر باطن دہونا واجب ہے کیونکہ یہہ ایک زینت درام رہے۔ **تیسرا** دونو ہاتہہ کہنیان سمیت دہونا تمام پوست و بال یا ایک انگلی چھٹے زاید ہے یا مولی وغیرہ غیر عادتی ہو تو ان سب کا دہونا بہی واجب ہے اگر ہاتہہ پونچے سے کٹجائے تو باقی کا دہونا واجب ہے اگر کہنی سمیت کٹا ہوا ہے تو ونڈ کو دہونا واجب نہین مگر دہونا سنت ہے **چوتہا** سر کا مسح کرنا مسح ہاتہہ پہیرنیکو کہتے ہین اور یہان یہہ مراد ہے کہ سر کے پوست یا بال کو پانی سے تر کرنا اگر ایک انگل بلکہ ایک بال کو بہی مسح کئے تو کافی ہے بشرطیکہ وہ بال سر کے حد کے اندر ہو اپنچے یا چہوڑنے سے سر کے باہر نکلے **پانچوان** دونو پاؤن ٹخنے سمیت دہونا تمام پوست و بال وغیرہ مثل ہاتون کے **چہٹا** ترتیب وار کرنا۔ یعنے ایک کے بعد ایک دہونا جیسا بیان ہوا ہے **تنبیہ** نیت دل کے ارادہ جو عمل کے ساتہہ ہی کو کہتے ہین اگر عمل کے بیشتر ارادہ کئے اور عمل کے وقت فراموش ہوے تو اسکو نیت نہین کہینگے بلکہ عزم یعنے خواہش کہتے ہین مثلاً وضو یا غسل کرنیکو اٹہے اور وضو غسل کیوقت یہہ ارادہ دلمین نہ رہے۔ تو وضو و غسل درست نہین۔ اگر عبادت فرض ہے تو فرض کا لفظ لانا واجب ہے اور اگر عبادت وقت والی ہی ہے مثل ظہر و عصر وغیرہ تو اسکا نام لینا بہی واجب ہے مثلاً ظہر کی نماز مین اصلی فرض الظہر یعنے فرض ظہر کی نماز پڑہتا ہون یہہ تین لفظ کا لانا فرض ہے باقی حاضر و چار رکعت اللہ کے واسطے منہ طرف قبلہ کے وغیرہ کہنا یہہ سنت ہے اور اگر عبادت سنت ہی تو صرف ارادہ اور اوس عبادت کا نام لینا واجب ہے اصلی قبلیت الظہر۔ یا بعدیت الظہر۔ یعنے ظہر کے آگے یا پیچے کی نماز پڑہتا ہون باقی سنت اور دو رکعت اللہ کے واسطے وغیرہ کہنا سنت ہے۔ اگر عبادت کا کوئی وقت مقرر نہین ہے تو صرف ارادہ کرنا کافی مثل اصلی یعنے نماز پڑہتا ہون جسقدر چاہے نماز پڑہے کیونکہ اس نماز کا کوئی نام نہین ہے نفل مطلق ہے اور وقت و سبب والی کا نام لینا فرض ہے اسیطرح وضو اور غسل مین فرض اور سبب کا نام لینا واجب ہے **مسئلہ ۲** وضو کے سنتون سے بارہ موکدہ مین کیونکہ یہہ دیگر اماموں کے نزدیک فرض ہین (۱) وضو کے پیشتر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا (۲) مسواک کرنا (۳) پونچے تک ہاتہون دہونا (۴) کلی کرنا اگر روزہ دار نہو تو غرغرہ بہی کرنا (۵) ناک مین پانی چڑہا کے جہینکنا (۶) پاؤن کا یا سر کا مسح کرنا (۷) کانون کے اندر و باہر سے مسح کرنا (۸) داڑہی کو گلے کی طرف سے تخلیل کرنا اور ہاتہہ پاؤن کے اونگلیون کی بہی تخلیل کرنا یعنے ہاتہ کے

پیٹھ کے طرف سے انگلیون مین انگلیان ملانا اور ڈاہین ہاتھہ کے چھوٹی انگلی سے پاؤن کے انگلیون کی تخلیل کرنا تلوے کیطرف سے سیدھے پاؤن کے چھوٹی انگلی سے ڈاہین پاؤن کی چھوٹی انگلی تک کرین (۹) ہر عضو کو رگڑ کر دھونا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا اور مسح والیکو تین بار مسح کرنا (۱۱) پے در پے کرنا یعنے دھوئے سوکھنے نہین سوکھنے تک دوسرا عضو دھونا (۱۲) سیدھا ہاتھہ پاؤن کو پہلے دھونا باقی وضو مین اور بہت ستان مین بائین ہاتھہ سے زیادہ ہین انہین سے اونچی جلے مثل چوکی وغیرہ پر بیٹھین اور قبلہ طرف منہ کرین اور بہت پانی مثل حوض وغیرہ ہو تو سیدھی طرف رکھین اور تھوڑا مثل آفتابہ وغیرہ ہو تو ڈاہین طرف رکھین اور منہ کو پیشانی کیطرف سے دھوئین اور ہاتھہ اور پاؤن کو انگلیون کے طرف سے دھوئین اگر کسی عذر سے دوسرے کے ہاتھہ سے دھولائے تو ہاتھہ کے کہنیون اور پاؤن ٹخنون کیطرف سے دھولوائے۔ اور سر مسح نا لو کے طرف سے کرین سر کی پگڑی یا ٹوپی کو نکالنا نچاہئے تو بعد ادائی فرض دوسرا تیسرا مسح پگڑی وغیرہ پر سے کرین اور وضو کا پانی ایک مد یعنے اڑہی پاؤ سے کم نہو۔ اور منہ دھوتے وقت تالو سے گلے تک دھوئین اور ہاتھہ تو نکو ڈٹمنگ اور پاؤن کو پنڈلی تک دھوئین اور آنکھون کے نوکون کو انگلی سے ملین اور وضو کے وقت بے غرض بات نکرین اور پانی کو زور سے عضو پر ماریں اور عضو سے پانی کو نہ جھٹکین اور بلا غرض جاڑے یا گرمی یا نجاست کی ہول کے عضو کو کپڑے سے نہ پونچین اور بلا عذر کسی سے مدد نہ لین اور انگشتری کو پھیر لین اور بعد تمام وضو کے آسمان کیطرف دونو ہاتھہ و نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑہین۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ پھر سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ آخر تک پڑہے

تنبیہ گردن کا مسح کرنا اور اعضا کے دھونے اور مسح کرنیکے وقت دعائین پڑہنے کی کوئی صحیح روایت نہین مگر امام غزالی رح وغیرہ علما کے نزدیک گردن کا مسح مستحب قرار دیئے ہین اسیطرح کپڑے سے یا رومال سے اعضا کو پونچھنا سنت کہے ہین اسپر عمل کرنے سے برا نہین اور دعائین یہ ہین مسواک کرتے وقت۔ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ پونچھ تک ہاتھہ دھوتے وقت۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْ يَدَيَّ عَنْ مَّعَاصِيْكَ كُلِّهَا۔ اور کلی کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ اور ناک مین پانی لیتے وقت اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

فی الجنۃ والخود بک من زمرۃ الی النار اور منہ دھوتے وقت۔ اللھم بیض وجھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ سید ہاتھ دھوتے وقت اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا اور ڈانوان ہاتھ دھوتے وقت اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری سر کے مسح کیوقت اللھم حرم شعری وبشری علی النار وظللنی تحت ظل عرشک ولواء نبیک کانون کے مسح کیوقت اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اور گردن کے مسح کیوقت اللھم فک رقبتی من النار والخود بک من السلاسل والاغلال اور سید پاؤں دھوتے وقت اللھم ثبت قدمی علی الصراط المستقیم مع اقدام اولیائک اور ڈانوان پاؤں دھوتے وقت اللھم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزول فیہ اقدام اعدائک

مسئلہ ۳ وضو کے مکروہات کسی ایک سنت کو چھوڑنے۔ یا اسراف یعنے بہت پانی خرچے اگر دریا وندی وتالاب وغیرہ کیون نہ ہو ڈاوان ہاتھ وپاؤن کو پہلے دھوئے یا تین بار سے زیادہ کرے یا رمضان کے روزہ مین غرغرہ کرے یا بے عذر دوسرے کے ہاتھ سے وضو کرائے یا پانی نزدیک منگوانا یا آفتابہ سے ڈلوانا مکروہ نہین مگر خلاف اولا ہے یا زور سے منہ پر پانی مارے یا بعد وضو کے اعضا پر سے پانی کو جھٹکے یا بے غرض کپڑا وغیرہ سے اعضا کو پونچھے یا بے غرض بات کرے یا قلیل ہونے ہاتھ کو باہر قلیل پانی مین ڈبائے تو یہ سب مکروہ ہے

مسئلہ ۴ جن عبادت کیلئے وضو کرنا واجب ہے وہ یہ ہین نماز فرض یا سنت یا نفل اور سجدۂ تلاوت خارج نماز وسجدۂ شکر یہ ہر دو سجدہ کا بیان انشاء اللہ تعالی آیندہ آئیگا اور طواف یعنے کعبہ شریف کی گرد پھرنا فرض ہو یا نفل۔ اور قرآن شریف کو اٹھانا یا چھونا اور جمعہ کا خطبہ پڑھنا ان سب کے لئے وضو کرنا واجب ہے

مسئلہ ۵ جن عبادت کیلئے وضو کرنا سنت ہے وہ یہ ہے۔ قرآن کو پڑھنا یا سننے یا حدیث شریف کو پڑھنے یا سننے یا روایت کرین یا تفسیر وحدیث اور فقہ کے کتابونکو اٹھائے یا لکھے یا علم شرعی پڑھائے یا پڑھے یا اذان وتکبیر دین یا مسجد مین بیٹھے یا عرفات مین بیٹھے یا صفا ومروہ کا سعی کرے یا زیارۃ درگاہ پیغمبر کی کرے یا دیگر قبور پیغمبران علیہم السلام یا پیغمبر صلعم یا دیگر انبیا یا بزرگان کے نام سے فاتحہ پڑھے یا میت کو اٹھائے یا چھوئے یا فصد کرین یا حجامت کرین یا قے کرین یا اونٹ کا گوشت کھائے یا آگ کو لگی ہوی چیز کھائے یا نماز جنازہ سے نہین اور سونیکے آگے وبیداری کے بعد اور غصہ کیوقت وبدکلام کے بعد اور سر مونڈہوانے اور کل اصلاح کے سوائے خطبہ جمعہ کے باقی ہر خطبہ پڑھے یا مردون خنثے مشکل کو اچھے یا خوبصورت لڑکیکو شہوت سے چھوئے ان سب کو لصدر کیلئے اگر بلا وضو ہو تو ہی پھر دوبارہ وضو کرنا

مسئلہ ۶ اشیاء ذیل اگرچہ مستحب و کارآمد ہے۔ مگر اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں کسی بادشاہ یا امیر کی ملاقات کرے یا والدین کی ملاقات یا نکاح خانی یا نیا کپڑا پہنے یا سفر کرے یا مسافر کی ملاقات یا اور کوئی دوست کی ملاقات یا مریض کی خبر لئے یا جنازہ کے ہمراہ چلے یا بازار کو گئے ان سب کے لئے وضو کرنا سنت نہیں

مسئلہ ۷ وضو چار چیز سے ٹوٹتا ہے **پہلا** ہر دو شرم گاہ سے ہوا یا اور کوئی چیز نکلے۔ تر ہو یا خشک معمولی ہو مثل پیشاب یا غیر معمولی مثل لہو و پیپ و غیرہ **دوسرا** بے ہوشی۔ دیوانگی سے ہو۔ یا مرض یا نشہ یا نیند سے۔ مگر اندرون نماز یا خارج نماز چوتڑوں کو زمین یا سخت چیز پر جما کر سوئے تو وضو نہیں جاتا۔ اسیطرح بے جمے ہوئے چوتڑ سے اسقدر اونگے کہ باتونکی آواز سنے لیکن نہیں سمجھیں تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا **تیسرا** مرد و زن ہر دو بیگانے اور عمر سات برس سے زیادہ بے اڑاوہ ایک کا بدن ایک لگنے سے وضو ٹوٹتا ہے اختیار سے چھوئے یا بے اختیار سے شہوت سے چھوئے یا بے شہوت تمام بدن کے کسی جگہ کے بوست کو چھوئے تو ہر دو کا وضو ٹوٹیگا۔ اما بال و دانت و ناخن کو چھونے سے وضو نہیں جاتا اسیطرح قرابت طرفین جس سے نکاح کرنا حرام ہے ان کے چھونے سے بھی وضو نہیں جاتا **چوتھا** اپنے ہر دو شرم گاہ کو خاص ہتیلی اور انگلیوں کے پیٹ سے چھوئے تو وضو ٹوٹتا ہے۔ اسیطرح دوسری کی بھی شرم گاہ کو چھونے سے بیگانہ ہو یا قرابتدار مرد ہو یا زن۔ بڑا ہو یا شیر خوار۔ صرف چھونے والیکا وضو ٹوٹتا ہے اور جسے ہو لیکا وضو نہیں جاتا۔ اما ہتیلی و انگلیوں کی پیٹھ۔ اور انگلیوں کا سر درمیان و تمام پنجہ کی کور سے چھوئے تو وضو نہیں جاتا

مسئلہ ۸ وضو توٹنے سے چار چیز حرام ہوتے ہیں **پہلا** نماز پڑھنا فرض ہو یا نفل اور سجدہ تلاوت ہو یا سجدہ شکر **دوسرا** کعبہ شریف کا طواف کرنا فرض ہو یا نفل اور جمعہ کا خطبہ پڑھنا **تیسرا** قرآن مجید کو چھونا۔ بے اڑاوہ سے۔ یا کپڑے سے۔ اور قرآن مجید سے مراد کہ مجلد معروف و مشہور ہے جلد یا صندوق یا جزدان میں رہتے تک ان مذکورات کا بھی چھونا حرام ہے۔ اور قرآن کے ضمن میں وہ تختی یا پرچہ وغیرہ جس پر تلاوت یا سیکھنے کی غرض سے لکھا گیا ہو۔ یہہ بھی قرآن کے حکم میں داخل ہے اگر بطریق تبرک تعویذ یا برتن یا کپڑا یا روپیہ وغیرہ پر لکھا گیا۔ تو اسکا چھونا جائز ہے۔ اسیطرح بغیر چھونے کے قرآن کو لکھنا جائز ہے جیسا رحال یا اور کوئی چیز پر رکھکر کاڑی سے ورقوں کو الٹا کر پڑھنا درست ہے **چوتھا** قرآن مجید کو اٹھانا۔ کیونکہ جب چھونا حرام ہے تو اٹھانا بھی اولا حرام ہے مان اگر قرآن مجید کسی کافر بے تمیز لڑکا یا دیوانہ کے ہاتھ میں جائیگا یا غلیظ جگہ میں گرا یا گر نیکا

خوف ہے تو ان صورتون مین بے وضو اٹھانا جائز بلکہ واجب ہے اسیطرح کسی سامان کے ساتھہ بغیر چھینے کے اٹھانا جائز ہے مثلاً قرآن کو کپڑون کے بقچہ یا اور کوئی سامان کی تہیلی مین رکھے یا چھوٹی چیز مثل سوئی تاگا یا قلم اسکے ساتھہ رکھے اور بغرض سامان یا سامان و قرآن کے کسی لکڑی یا آلہ سے اٹھائے تو جائز ہے وعلیہذا قرآن اٹھانیوالے کو بھی اٹھانا جائز ہے اما نابالغ بے وضو یا بے غسل خاص اپنے پڑہنے کیلئے قرآن کو چھینا اور اٹھانا جائز ہے۔ مگر بالغ کیلئے اٹھانا اور لگانا درست نہین۔

فصل چھٹی غسل کے بیان مین

چھہ چیز سے غسل واجب ہوتا ہے **پہلا** مرد کا حشفہ یعنے سوپیاری ختنہ کی جائے تک عورت یا مرد یا حیوان کے ہر دو شرم گاہ مین داخل کرے منی نکلے یا نہ نکلے بے اڑاوہ سے یا گرہ کے اڑاوہ سے ڈالے تو آدمیان فاعل مفعول ہر دو پر غسل واجب ہوا **دوسرا** منی نکلنا ایک قطرہ کیون نہو کیسا ہی رنگ کا ہو بیداری مین نکلے یا نیند مین شہوت سے نکلے یا بے شہوت۔ اور منی کے نشانیان مقدمہ کی تیسری فصل مین درج ہو چکے **تیسرا** موت یعنے آدمی مرجانے سے یہ غسل زندون پر واجب ہے یعنی واجبان مردون پر واقع ہوتے ہین **چوتھا** حیض **یا نچوان** نفاس **چھٹا** ولادت یعنے رجگی۔ اور یہ آخر کے تین واجبان خاص عورتون پر واقع ہوتے ہین اور اسکی توضیح تیسرے مقدمہ کی تیسری فصل مین ہو چکی **مسئلہ ۱** غسل کے شروط وہی جو وضو کے شروط ہین یعنے غسل کرنیوالا مسلمان ہو تمیز والا ہو حیض و نفاس سے پاک ہو عضو پر پانی روکنے والی گاڑہی چیز نہو عضو پر پانی کو بگاڑنے والی کوئی چیز نہو غسل کو فرض قرار دین غسل کے وضو سے ایک کو سنت سمجھے غسل کا پانی پاک مطلق ہو دایم الحدث نماز کے وقت مین پے درپے غسل کرین **مسئلہ ۲** غسل کے دو فرض ہین **پہلا** نیت کرنا اسطرح **نَوَیْتُ فَرْضَ الْغُسْلِ** یعنے فرض غسل کی نیت کرتا ہون یا کرتی ہون یا **نَوَیْتُ رَفْعَ الْحَدَثِ الْاَکْبَرِ** یعنے بڑی ناپاکی اٹہنے کی نیت کرتا ہون یا **نَوَیْتُ الطَّھَارَۃَ لِلصَّلٰوۃِ** یعنے نماز کیلئے پاک ہونیکی نیت کرتا ہون ہر ایک ان تینون سے مرد و زن کو کافی ہے عربی مین کہے یا اردو وغیرہ۔ یا **نَوَیْتُ رَفْعَ حَدَثِ الْحَیْضِ یا النِّفَاسِ یا الْوِلَادَۃِ** یعنے ناپاکی حیض یا نفاس یا ولادت کے اٹہنے کی نیت کرتی ہون۔ اور یہ نیت خاص زنان کیلئے مستحب ہے **دوسرا** تمام ظاہر بدن کو دہونا پوست و بال خفیف ہون یا گاڑہی۔ اگر بالون کی چوٹی گوندی ہوئی ہے۔ اور بغیر کھولنے کے نہین دہو جائیگی تو اسکا کھولنا واجب ہے۔ اگر بدن پر کسی قسم کی نجاست ہو تو اسکو پہلے دہونا واجب ہے ایک ہی

غسل نجاست اور کسی واجب کے لئے کافی نہیں اما منہ و ناک و آنکھ کے باطن یعنے اندرون کا غسل کرنا واجب نہیں اگر لہو وغیرہ نجاست انمین پڑ جائے تو دھونا اسکا البتہ واجب ہے کیونکہ یہ غسل مین باطن کے حکم مین ہے اور روزہ و نجاست مین ظاہر کے حکم مین ہے پانی پونچنے سے روزہ نہین تو ٹھتا اور نجاست ہو تو دھونا واجب ہے مگر غسل مین غرغرہ و ناک مین پانی لینا سنت موکدہ ہے کیونکہ ابی حنیفہ رح کے نزدیک انکا غسل کرنا فرض ہے **مسئلہ ۳** غسل کے مستحبات یہ ہین لوگ کے نظر سے آسری مین بیٹھین۔ اگر لوگ کی آمد و رفت ہو یا لوگو نمین نہانیکا موقع ہو تو ناف سے گھٹنہ تک ڈھانکنا واجب ہے تنہائی کی حالت مین ننگے نہانا جائز ہے مگر ستر والا ہے۔ اسیطرح عورت کو عورتو نمین ناف سے گھٹنہ تک ستر کرنا واجب ہے اور اونچی چیز پر بیٹھین اور قبلہ طرف منہ نہ کرین اگر شرمگاہ وغیرہ پر غلظت یا نجاست ہو تو پہلے اسکو دھو کر پاک کرین پھر وضو کرین تھوڑے پانی کی حالت مین پاؤن کو بعد غسل کے دھوین پہر نیت کو دلمین حاضر رکھکر اور زبان سے کہکے پانی سر پر ڈالین پہر سیدے بازو پر ڈالین۔ کہاندے سے پاؤنکے ٹخنے تک پہر ایسا ہی ڈانوین بازو پر ڈالین یہہ ایک بار دھونا فرض ہے اور تین بار کرنا سنت ہے۔ اگر کثیر پانی ہے تو تین غوطہ کرنا سنت ہے پہر جہانتک بال تہہ پونچ سکتا ہے وہان زور سے ملین خصوصًا بالون کے جڑان اور کان کے پیچان اور آنکھون کے کونے اور نکیہڑیون کے سوراخان اور نغلین و ناف کا گڑاو شرمگاہ کے جفتین اور ناخنہ پاؤن کے انگلیون کے درمیان ان سب کو خبرداری سے ملکر دھوئین کیونکہ ظاہر بدن سے ایک بال یا سوئی برابر جائے بے غسل رہے تو جنابت یعنے ناپاکی باقی رہے گی اور غسل کا پانی کمتر ایک صاع یعنے اڑہی سیر حیدرآبادی سے کم نہو اور پے در پے غسل کرین پہر تمام غسل کے بعد آسمان طرف ہاتان و نگاہ اٹھا کر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ جو وضو کے بعد دعا پڑہتے ہین یہان بہی پڑہے **تنبیہ** اگر بے وضو کے حالت مین غسل واجب ہوا تو صرف غسل کرنا کافی ہے اور وضو غسل کے ضمن مین آجاتا ہے مگر وضو کرنا سنت ہے جیسا ذکر ہوا مان بعد نیت غسل کے شرم گاہ کو ہاتہہ لگائے یا وضو کو توڑنے والے سے ایک سبب عارض ہوا تو بعد غسل کے وضو کرنا واجب ہے اور عورت کو چاہیے کہ بعد حیض و نفاس کے خوشبودار کا فرزہ کرین یعنے روئی کے پہایہ مین مشک یا صندل وغیرہ لپیٹکر شرم گاہ مین رکہین **مسئلہ ۴** غسل کے مکروہات یہ ہین۔ کسی ایک سنت کو چہوڑین یا اسراف یعنے زیادہ پانی خرچین۔ یا وضو نہ کرین۔ یا غرغرہ نہ کرین یا ناک مین پانی نہ لئے تو مکروہ ہے **مسئلہ ۵** جس عبادت کیلئے غسل کرنا سنت ہے وہ اکیس ہین۔ (۱) جمعہ (۲) عید الفطر (۳) عید الضحیٰ (۴) استسقا

(۵) خسوف یعنے چاندگران (۶) کسوف یعنے سورج گران (۷) میت کو غسل کرنے (۸) کافر اسلام مین داخل ہوا (۹) دیوانہ جب ہوش مین آئے (۱۰) مریض کی بیہوشی کے بعد (۱۱) حج مین داخل ہوتے وقت (۱۲) مکہ مشرفہ مین داخل ہوتے وقت (۱۳) عرفات مین رہتے وقت (۱۴) پہاڑ مزدلفہ مین شب کے وقت (۱۵) مینا کے پہاڑ مین تین روز تین ہنڈو نکو کنکر مارتے وقت ہر روز غسل کرین۔ (۱۶) فرض طواف کیلئے (۱۷) طواف قدوم کیلئے یعنے سلامی کعبہ کا طواف (۲۰) طواف الوداع کیلئے یعنے کعبہ کو چھوڑ جانیکا طواف (۲۱) مدینہ منورہ مین داخل ہوتے وقت ان سب کے لئے غسل کرنا سنت ہے دیگر باقی غسل بڑے کتابون مین درج ہین **مسئلہ** ناپاک بے غسل والے پر چھ چیز حرام ہوتے ہین پہلا نماز فرض ہو یا سنت **دوسرا** طواف فرض ہو یا سنت **تیسرا** قرآن کو چھونا **چوتھا** قرآن مجید کو اٹھانا باقی تفصیل جدید ضمیمہ مین بیان ہو چکی **پانچوان** قرآن مجید کو تلاوت کے نیت سے پڑھنا۔ ایک لفظ کیون نہو کہ جسمین آواز و حرفان ظاہر ہوے اگر دلمین پڑہین یا منہ مین آہستہ بغیر ظاہر ہونے حرفون کے یا بطریق تبرک و پناہ لینے جنات و شیطان سے تعوذ و ظاہر حروف سے یہان صورتون مین پڑہنا جائز ہے مثل کہانیکے وقت یا دیگر امور مین بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہے یا دعائی حالت مین رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط یا گھوڑا و دیگر حیوان پر سوار ہوتے وقت سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ط یا کشتی و جہاز پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط یا آیتہ الکرسی یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وغیرہ تبرک و پناہ کے لئے پڑہے تو جائز ہے۔ اسیطرح تمام ذکر تہلیل و تسبیح و تحمید و درود شریف و دیگر اوراد اور وظائف پڑہنا درست ہے مگر حتی الامکان وضو یا تیمم سے پڑہنا اولا ہے **چھٹا** مسجد مین بیٹھنا یا کھڑے رہنا اور مسجد سے مراد کہ وہ جائے جو خاص نماز کیلئے وقف کیگئی ہو اگر غسل کی جائے مسجد مین ہے یا مسجد مین سے راستہ ہے یا اور کسی غرض کیلئے اس دروازہ سے جا کر دوسری دروازہ سے نکلے تو ان صورتون مین بغیر ٹھیر نیکے سیدہا چلنا جائز ہے۔ اسیطرح کوئی مسافر کو مسجد مین احتلام ہوا اور شب مین پانی نہ ملے اور باہر جانیکو مال و جان کا خوف ہے تو مسجد مین بیٹھنا و سونا جائز ہے اما مسجد کے حریم یعنے چوطرف کے حاشیہ جو سوائے نماز کے دیگر اغراض کے لئے بنائے گئے مثل باولی و حوض و حجرہ سامان و خادمان و جائے ضرور و جوتہ چھوڑنیکی جائے وغیرہ مین بیٹھنا یا کھڑے رہنا جائز ہے۔ اسیطرح خانقاہ

ومدرسہ ودرگاہ بزرگان وسرائے مسافرخانہ وغیرہ مین بے غسل بیٹھنا وسونا جائز ہے **مسئلہ** حایض ونفاس پر دس چیز حرام ہے (۱) نماز (۲) طواف (۳) قرآن مجید کو چھونا (۴) قرآن مجید کو اٹھانا (۵) قرآن پڑھنا (۶) مسجد مین بیٹھنا یا کھڑے رہنا ان چھ کی تفصیل وضو وغسل مین بیان ہو چکی (۷) نجاست ٹپکنے کا خوف ہے تو مسجد مین چلنا (۸) ناف سے گھٹنہ تک مرد کو چھونے دینا یا خود مرد چھونا اگر کپڑے پر سے چھونے تو جائز ہے (۹) روزہ رہنا فرض ہو یا نفل (۱۰) بغیر رضامندی عورت کے طلاق دینا مرد پر حرام ہے۔

فصل ساتوین خفین کے مسح کے بیان مین

خفین پاؤن بھر کے جوتون کو کہتے ہین مثل بوٹ وموزہ وغیرہ کہ ضرورت یا بے ضرورت خواہ وضو مین پاؤن ہونیکے بدل اسپر مسح کرنا کافی ہے۔ اما پاؤنکو نجاست لگی یا غسل واجب ہوا تو اسپر مسح کرنا کافی نہوگا **مسئلہ** خفین پر مسح کرنا چار شرطون سے جائز ہے۔ (۱) بعد تمام وضو کے پہنا (۲) خفین پاؤن کے جائے فرض یعنی ٹخنے تک ڈھانکنے والے ہو (۳) خفین پاک ہون (۴) مضبوط رہین۔ یعنے مسافر اپنی لکڑی وپانی وسامان رکھنے لدانے کے چلنے مین کافی ہوتے ہون **مسئلہ** مقیم یعنے بستی والا ایکدن وایک رات یعنے چوبیس ۲۴ گھنٹہ کے عرصہ مین ہر وضو مین خف پر مسح کرے۔ اور مسافر تین روز وتین شب کے مدت مین ہر وضو مین خف پر مسح کرنا کافی ہے۔ اگر مقیم سفر کیا یا مسافر مقیم ہوا تو ہر دو صورت مین صرف ایکدن وایک رات کے عرصہ مین مسح کرین اور مدت مقیم ومسافر کی وضو توٹنے سے شروع ہوتی ہے مثلاً فجر کے وقت پورا وضو کرکے خفین پہنلیا اور دن کے بارہ ۱۲ بجے وضو توٹا تو دوسرے دن کے بارہ ۱۲ بجے تک کے عرصہ مین مسح کرسکتے ہین اما خفین کے پہننے سے وضو توٹنے تک چند گھنٹونکا عرصہ ہو یا چند روز کا یہ محسوب نہین ہوتا **مسئلہ** مسح خفین تین چیز سے باطل ہوتا ہے (۱) ایک یا دونون خف کے پاؤن سے نکالین یا خود بخود نکلے یا پھٹے کہ اس سے فرض کی جائے نظر آئے یا خف کو نجاست لگی (۲) مدت مقیم یا مسافر کے منقضی ہوی (۳) پاؤنکو نجاست لگی یا غسل واجب ہوا تو ان صورتون مین غسل کرکے نئے طور سے دوبارہ پہنے **تنبیہ** مسح خفین مثل سر کے مسح کے ہے اور جائے اسکی قدم کے اوپر کرین تلوے یا قدم کے کوپر کرنا جائز نہین اور سنت اسطرح ہے ہاتونکو تر کرکے ڈانوین ہاتھہ کھانڑی پر رکھین اور سیدھے ہاتھہ کو انگلیون پر کھین سیدھے ہاتھہ کو پنڈلی طرف کھینچین اور ڈانوین کو انگلیان طرف لائین **فصل آٹھوین تیمم کے بیان مین** کسی عذر سے وضو

یا غسل کے بدل مین منہ و ہاتھون پر مٹی سے کرنیکو تیمم کہتے ہین **مسئلہ** عذر یعنے اسباب تیمم کرنیکے آٹھ ہین
پہلا پانی بالکل موجود نہو اگر موجود ہو لیکا گمان ہے تو اپنے سامان و تمام ہمراہیون اور چوطرف تلاش کرنا واجب ہے
دوسرا پانی موجود مگر لے نہین سکتے مثل ڈول رسی نہو یا شیر و درندہ یا دشمن وغیرہ سے جان و مال کا خوف ہو یا ہو
تیسرا حال یا آیندہ کیلئے پانیکا محتاج ہو خواہ اپنی ذات کیلئے یا ہمراہیون کے لئے یا اور کسی حیوان محترم کیلئے ان
کامون کیلئے پانی رکھکر تیمم کرین محترم کسی سے مراد جسکو ناحق قتل کرنا حرام ہے۔ اور غیر محترم چھ ہین (۱) کافر جنگی
مسلمین کے خلاف جنگ کرتا ہے اما دیگر کفار جو مسلمین سے صلح یا معاہدہ کئے یا ذمہ یا امان مین رہین یا باجگذار
و رعیت ہے تو یہ سب محترم کے تمام ہین (۲) مرتد یعنے وہ مرد و جو کسی نوع سے اسلام کو چھوڑکر کافر ہوا (۳)
زانی محصن یعنے بعد نکاح و دخول کرنیکے پھر زنا کیا (۴) تارک الصلوٰۃ یعنے بے عذر نماز نہین پڑہتا (۵) دیوانہ کتا یا وغا
سے کاٹتا ہے اور اسیطرح ہر حیوان اذیت دار (۶) سور۔ پانی کو وضو یا دیگر کام مین لاکر ان غیر محترمون کو پیاس
سے مرنے دینا جائز ہے **چوتھا** جاڑیکا موسم یا سرد پانی سے کر نہین سکتے و نہ گرم کرنیکا سامان ہے **پانچوان**
مالک پانی لینے سے منع کیا یا معمولی قیمت سے زیادہ طلب کیا۔ یا برابر قیمت مگر اپنے سے ہو نہین سکا بوجہ زاد و راحلہ
و فرضہ وغیرہ کے قیمت پہنچہ نہین سکتی اگر کسی نے پانی یا ڈول بے قیمت دئے تو لینا واجب ہے اگر پانی یا ڈول کی قیمت دے تو
لینا واجب نہین بلکہ تیمم کرین کیونکہ پیسہ لینے مین منت و احسان جایز ہوتا ہے **چھٹا** پانی پر لوگ کی بہیڑ و زحمت ہے
اور اپنی باری آئے تک نماز کا وقت یقین نکلجاتا ہے **ساتوان** کسی مرض کے سبب سے پانی کو ہاتھ لگا نہین سکتے
یعنے کسی مسلمان بالغ حکیم کامل کے کہنے سے یا خود مریض کی آزمایش سے ماندگی پڑجائیگی یا منہ و ہاتون کی رونق
بدل جائیگی۔ اما مرض خفیف ہے مثل سر یا دانت یا کان کا درد یا خفیف بخار ہے تو اس کے لئے تیمم کرنا درست نہین
آٹھوان کسی عضو پر جوڑ نیکے پٹے یا پھوڑا و زخم کا مرہم و لیپ کی پٹی ہو اور وضو یا غسل کے وقت نکالنے
سے نقصان و ہرجہ ہوتا ہے تو صحیح بدن کو دھوکر مرہم وغیرہ کے ماتحت کے بدل تیمم کرین **مسئلہ** تیمم کرنیکے سات
شرطین ہین **پہلا** نماز کیوقت مین کرین وقت کے پیشتر کرنا درست نہین **دوسرا** اول بدن سے نجاست کو دور کرین نجاست
رکھکر تیمم کرنا درست نہین **تیسرا** ہر فرض کو تیمم کرین ایک تیمم سے دو فرض پڑہنا درست نہین ہان چند ستان ایک فرض
کے ساتھہ پڑہنا جایز ہے اگر قرآن مجید کے چھینے یا اٹھانے یا سجدہ تلاوۃ و شکر یا ستہ نماز پڑہنے کے لئے تیمم کرین

تو اس تیمم سے فرض پڑھنا جائز نہیں **چوتھا** تیمم خاص مٹی سے کریں۔ ہر قسم و ہر رنگ کی مٹی ہو شرط یہ کہ دھولدار ہو اما غیر مٹی مثل چونہ و کھڑی و ہڑتال و گندھک و نمک و سرمہ و تیہر چینی و کانچ و سفالی برتن وغیرہ ان سب کا بورا یا مٹی جلکر راکھ ہو گئی ان چیزوں سے تیمم کرنا درست نہیں **پانچوان** مٹی پاک ہے نجس مٹی سے کرنا درست نہیں **چھٹا** مٹی مستعمل ہو یعنے منہ و ہاتھ پر کی جھڑی ہوی سے دوبارہ کرنا درست نہیں ہاں اگر پوٹلی میں مٹی رکھیں اور چند بار اس سے تیمم کریں اور منہ و ہاتھ کی اس میں نہ جھڑے تو درست ہے **ساتوان** مٹی متغیر نہ ہو یعنے اسمیں اور کوئی چیز مثل آٹا کہہ وا آٹا وغیرہ نہ ملا ہو **آٹھوان** تیمم کے پیشتر قبلہ کو پہچانے۔ قبل پہچاننے قبلہ کے تیمم کرنا درست نہیں **مسئلہ ۳** تیمم کرنیکے پانچ فرض ہیں **پہلا** مٹی کو اپنے اختیار سے لگانا اگر کوئے سے یا خود بخود ہوا سے لگے تو درست نہیں **دوسرا** نیت استباحۃ کالنوایت استباحۃ فرض الصلوٰۃ یعنے نماز درست و مباح ہونیکے لیے نیت کرتا ہوں۔ اگر وضو یا غسل کی نیت کریں تو درست نہیں کیونکہ تیمم سے طہارت نہیں ہوتی صرف نماز وغیرہ ضرورت کیلئے مباح ہوتے ہیں **تیسرا** منہ کو مسح کرنا جسکا طول و عرض وضو میں بیان ہو چکا **چوتھا** دو ہاتھ اور کہنی سمیت کو مسح کرنا **پانچوان** ترتیب یعنے ایک کے پیچھے ایک کرنا جیسا ذکر ہوا مگر مٹی اٹھانا نیت کے ساتھ اور منہ کو مسح کرنا یہ تینوں فرض ایک ہی وقت میں آتے ہیں **فائدہ** تیمم کی کیفیت اسطرح ہے دونوں ہاتھ کے ہتیلیاں و انگلیاں کھولکر دھولدار مٹی پر ماریں اگر بہت مٹی لگی ہو تو ہاتھ کا ہاتھ کو دکھیرکر جھڑائے اور تمام منہ کو مسح کریں۔ پھر دوبارہ ایسا ہی کرکے ڈاہنے ہاتھ کے انگلیوں کا پیٹ سیدھے ہاتھ کے انگلیوں کے پشت پر کہنی اور ہتیلی کے پشت و ہاتھ کے پشت سے کہنی تک مسح کریں پھر ڈاہنے ہاتھ کی ہتیلی سیدھے ہاتھ کی کہنی کو لپٹا کر ویسا ہی سیدھے ہاتھ پیٹ کیطرف سے پونچہ تک مسح کریں اور ڈاہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا پیٹ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کے پشت پر مسح کریں۔ اب بایں سیدھے ہاتھ کے ہتیلی و انگلیوں کی مٹی ایسا ہی ڈاہنے ہاتھ کا مسح کریں پھر ہتیلی کو ہتیلی مل کر اونگلیوں کی تخلیل کریں **مسئلہ ۴** تیمم کے ستتان یہ ہیں۔ قبلہ طرف منہ کرکے بیٹھے۔ بسم اللہ کہے۔ منہ کو پیشانی کیطرف سے مسح کرے پہلے سیدھے ہاتھ کا بعد ڈاہنے ہاتھ کا مسح کرے اور مٹی خفیف لگائے پے در پے کرے منہ کے مسح میں انگشتری ہو تو نکالے۔ اما ماتوں کے مسح میں انگشتری کا نکالنا واجب ہے کیونکہ اسکے نیچے مٹی پونچہ نہیں سکتی۔ بعد تیمم کے کلمہ شہادت وغیرہ جو وضو میں آیا ہے پڑھے **مسئلہ ۵** تیمم کو باطل کرنیوالے یہہ ہیں مرتد یعنے اسلام کو چھوڑکر

کا فر ہوا اور جو چیزیں وضو کو توڑنیوالے گذرے تیمم کو بھی باطل کرتے ہیں اور جس سبب سے تیمم کرے وہ سبب دور ہوا۔
یعنے بعد تیمم کے پانی ملا یا ملنے کا گمان ہوا۔ کہ سبزی یا لوگ پر نظر پڑی تو تیمم کیسوا باطل ہوا **مسئلہ ۶** نماز کا حکم
جو تیمم سے پڑھتے ہیں اگر تیمم بعدم موجودگی پانی یا خوف سے نہ لے سکے یا پانی سے محتاج رہے اور یہ سب صورتیں
جنگل میں مسافری کی حالت میں درپیش ہوا کرتے ہیں اور اس کے لئے تیمم کریں تو اس تیمم سے جو نماز پڑھے کافی ہے۔ دوبارہ
قضا کرنیکی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ صورتیں بستی میں درپیش آئے یا مرض یا سردی سے پانی کو کام میں نہ لا سکے تو اس
تیمم سے فرض پڑھے سو بعد دور ہونے عذر کے دوبارہ قضا کرنا واجب ہے۔ اما جو بوجہ مرہم و لیپ وغیرہ کے تیمم کرے تو دیکھنا
چاہئے کہ اگر حالت غسل میں پاک بدن پر مرہم رکھا گیا اور سوای ضرورت پکڑ و جانیکے صحیح بدن پر نہیں پھیلا ہے تو
اس تیمم سے پڑھے ہوے فرض کافی ہے قضا کرنیکی ضرورت نہیں ورنا پاکی حالت میں مرہم لگائے یا عرض سے زیادہ
پھیلائے تو بعد صحت کے پڑھے سو فرض کی قضا کرنا واجب ہے اسیطرح وضو کے حالت میں اگر باوضو عضو پر مرہم لگائے
اور بے عرض پھیلائے تو پڑھے سو فرض کی قضا نہ کرے اگر بے وضو حالت میں لگائے یا بے عرض پھیلائے تو پڑھے سو
فرض کی قضا کرنا واجب ہے۔ اما تیمم کے اعضا یعنے منہ اور دونو ہاتھ پر مرہم وغیرہ لگائے اور عضو نے وضو یا باوضو ہو
ہر دو صورت میں فرض کی قضا کرنا واجب ہے کیونکہ مرہم وغیرہ کے ماتحت پر پانی پونچا و نہ تیمم کی مٹی پونچی اصل
و بدل دونو ناقص ہے اگر مرہم کے پٹیاں بدن کے چند جائو نپر لگائے ہیں تو غسل میں ان سب کے لئے ایک ہی تیمم کافی
کیونکہ غسل میں کل بدن ایک ہی عضو ہے۔ اما وضو کے اعضا چار ہیں منہ اور ہاتھ ان و پیر اون اگر چار و نپر مرہم لگائے تو
چار تیمم کرنا واجب ہے کیونکہ وضو میں ترتیب سے کرنا فرض ہے یعنے ہر عضو کا غسل و تیمم سے فارغ ہوے بعد دوسرے عضو کو کریں
تنبیہ اگر کوئی شخص بے وضو یا بے غسل ایسے جائے میں پہنچے کہ وہاں پانی و نہ مٹی ملسکتی مثل قیدی یا پہاڑ پر اڑے
ہوے ہیں تو اسکو فاقد الطھورین کہتے ہیں اس حالت میں وقت کی حرمت کیلئے بے وضو بے غسل و تیمم کے
صرف فرض پڑھنا واجب ہے اور سنتیں مثل سورہ پڑھنا و دیگر نفل نمازیں پڑھنا حرام ہے لیکن بعد دستیابی پانی
یا مٹی حالت سفر میں دوبارہ قضا کرنا واجب ہے۔ اور مخفی و پوشیدہ نرہے کہ شرع شریف میں تیمم سے یہ غرض ہے
کہ نماز نہ ٹل جائے۔ اور وقت نماز کا خالی و بے حرمت نہ گذرے اس لئے پانی کے بدل مٹی کو جائز کہا گیا۔ اور یہ خاص
امت محمدی کے لئے مرحمت ہوی ہے **باب تیسرا نماز کے بیان میں** مشتمل بر شش فصلوں کے ہے

فصل اول اذان واقامت کے بیان مین

شرع مین اذان چند الفاظ کو کہتے ہین جو معروف و مشہور ہی۔ اور اقامت جسکو تکبیر بھی کہتے ہین وہ بھی چند الفاظ مخصوص ہے۔ یہ ہر دو کا پانچ فرض نمازون کے وقتون مین لانا مرد پر سنت موکدہ ہے اسیطرح پانچ فرضون کو بھی جماعت سے پڑہنا سنت موکدہ ہی و بعض علما کے نزدیک اذان و جماعت سے پڑہنا فرض کفایہ ہی یعنے تہوڑے لوگ سے کفایت ہوتی ہی اور کل کا حرج اترجاتا ہے سنت موکدہ ہو یا فرض کفایہ ہر بستی مین اذان اور جماعت سے پڑہنا واجب ہے کیونکہ یہ اسلام کا نشان و رونق ہے۔ بڑے شہر کے محلہ مین اذان و جماعت سے پڑہنا چاہیئے تاکوئی جائے اذان و جماعت کی شہرت سے خالی نہ رہے اس بنا پر اگر کسی شہر یا بستی والے اذان و جماعت کو چہوڑدیں اور مسجدونکو معطل کردیں تو حاکم کو جائز ہے کہ انسے جنگ کرکے تعمیل کرائے اور اذان و اقامت کے آگے اور بعد درود شریف پڑہنا سنت ہی۔ اور اذان کے آگے یہہ آیت کریمہ بھی پڑہنا افضل ہے وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔ پہر اونچی جائے بلند آواز سے اذان دے

مسئلہ

اذان کے الفاظ یہ ہین۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ + اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ + اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ + اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ + حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ + حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ + اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ + لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اور خاص صبح کی اذان مین بعد حی علی الفلاح کے اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ + اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہکے پوری اذان کرے اور خاص عشا کی اذان مین بصورت تنہا ہونا اور سیر ہی نا دیکہنے کے الصلاۃ خیر من النوم کے بدل اَلَا صَلُّوْا فِیْ رِحَالِكُمْ اَلَا صَلُّوْا فِیْ رِحَالِكُمْ یعنے اپنے ٹہکانون مین نماز پڑہلو کہکے باقی اذان کو پورے کرے اور بعد اذان کے ہاتھ اٹہاکر یہہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِیَةَ الرَّفِیْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا رُؤْیَتَهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞ پھر چاہے سو دعا طلب کرے کہ درمیان اذان و تکبیر کے دعا مقبول ہوتی ہے اور تکبیر کہنے والا اول یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَجْمَعِيْنَ ۞ پھر تمام جماعت والوں کو یا کمتر ایک کو بھی سنے گئے اتنی آواز سے تکبیر کہیں **مسئلہ ۲** تکبیر کے الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ + اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ + اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ + حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ + حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ + قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ + قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ + اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ + لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۞ پھر درود شریف اور سورہ قل اعوذ برب الناس کا پڑھکر نماز میں داخل ہووین **فائدہ** اذان کا سننے والا اگر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہو یا اور کوئی ذکر میں مشغول ہو تو چھوڑ کر موذن کے برابر آہستہ کہتے رہیں اور حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہے اور اصلاۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے اور اقامت کے جواب میں تکبیر کہنے والے کے برابر آہستہ کہتے جائیں صرف قد قامت الصلاۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَ جَعَلَنِيْ مِنْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا ۞ **تنبیہ** اکثر لوگ اشہد ان محمدا رسول اللہ کے وقت انگوٹھوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر پھیرتے ہیں اگرچہ اسکی کوئی صحیح روایت نہیں ہے مگر بعضے بزرگان نے خواجہ خضر سے آنکھوں کی شکایت کیے تو انہوں نے یہ ترکیب کی ہدایت فرمائی اسپر عمل کرنے سے مضایقہ نہیں اور بوسہ لینے کیوقت حَبِيْبِيْ وَسَيِّدِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۞ کہے اگر اذان سننے والا نماز میں یا کھانے پر ہمستر ہو جائے ضرور ہیں یا حمام میں یا وضو میں ہو تو اس حالت میں نہ کہے بلکہ فراغت کے بعد کہے **مسئلہ ۳** منفرد یا جماعت کو چند فرض ایک ہی وقت میں پڑھنیکا موقع ہوا تو پہلے فرض کیلئے اذان دین باقی فروض کیلئے صرف تکبیر کافی ہے مثلاً فرض کیوقت میں چند فرض قضا پڑھنیکا موقع ملا یا کسی خلل سے بعد جمعہ کے ظہر پڑھنا واجب ہوا یا مسافر ظہر و عصر کو ایک وقت میں پڑھنا چاہا یا مغرب و عشا کو ایک وقت میں پڑھنا چاہا تو ایک اذان کافی ہے دوسرے تیسرے فرض میں صرف تکبیر کافی ہے اگر کسی مسجد میں جماعت پڑھکر چلے گئے پھر منفرد یا جماعت آکر اسی مسجد میں پڑھنا چاہے تو دوبارہ اذان و تکبیر کہنا چاہیے اسیطرح ہر منفرد و جماعت کو اذان و اقامت ضرور ہے مگر اتنا فرق کہ اذان بلند آواز سے نہ کہے تاکہ دوسرے فرض داخل ہونیکا شک و شبہ نہ آئے بلکہ تکبیر کی آواز کے موافق اذان دین امام زمان منفرد

یا جماعت کیلئے صرف اقامت کہنا کافی ہے اذان دینا مکروہ ہے کیونکہ ہر شخص پر مؤذن کو دیکھنا اور آواز سننا اور اسکا جواب دینا سنت ہے اور زنان سے یہ امر متعذر ہے اگر زنان مردوں سے علیحدہ ہوا ور مرد تک آواز جا نہیں سکتا ہو تو آہستہ آواز سے اذان دے تو جائز ہے رماسوائے پانچ فروض کے دیگر نمازان جو جماعت سے پڑھے جاتے ہیں مثل عیدین اور وتر و تراویح وجنازہ وغیرہ اسکے لئے صرف صلاۃ جامعۃ رحمکم اللہ یا صلاۃ عید الفطر یا صلاۃ عید الاضحے یا صلاۃ الوتر یا صلاۃ التراویح یا صلاۃ الجنازہ رحمکم اللہ ایک یا دو بار کہنا کافی ہے اور ان نمازوں کو اذان و تکبیر سے پڑھنا مکروہ ہے باقی نمازان جو منفرد پڑھے جاتے ہیں مثل سنت الظہر وغیرہ و تہجد وغیرہ ان سب کے لئے نہ اذان و نہ اقامت و صلوٰۃ کہنا بلکہ مکروہ ہے

مسئلہ ۴ اذان صحیح ہونیکے سات شرط ہیں (۱) اذان دینے والا مسلمان مرد عاقل ہو۔ کافر و زن و دیوانہ کی اذان درست نہیں ہاں نابالغ کی اذان درست ہے۔ (۲) اذان نماز کیوقت میں ہو وقت کے پیشتر کی ناصحیح ہے ہاں صبح میں فجر کے پیشتر دو پہر رات کے بعد سے ایک اذان زیادہ لانا جائز ہے اور دوسری اذان معمولی بعد فجر کے کریں اسیطرح جمعہ کے روز دوپہر کے پیشتر ایک اذان دینا جائز ہے یہ حضرت عثمان رضؓ کے خلافت میں شروع ہوا اور یہ بدعت ہے اور دوسری معمولی اذان جو خطیب منبر پر چڑھ ہی بعد دی جاتی ہے یہ سنت ہے اور باقی فرضوں میں ایک ہی اذان دینا کافی ہے (۳) اذان کو ترتیب وار سے دین کسی لفظ کو آگے یا پیچھے نہ کریں (۴) پے در پے کہے یعنے ایکسان لفظوں کے درمیان زیادہ خاموش نہ رہے (۵) پوری اذان ایک ہی شخص دین اگر ایک لفظ ایک کہے اور ایک لفظ دوسرا شخص کہے تو درست نہیں ہاں اگر مسجد بڑی ہے اور ایک اذان سے آواز چوطرف کے محلہ میں جا نہیں سکتا تو دو یا چند مؤذنان ایک جگہ یا مسجد کے چوطرف ایک دم اذان دین یا ایک کے بعد ایک کا فوراً دینا بھی جائز ہے (۶) اذان عربی زبان میں ہو اگر نا معلوم ہو تو عربی سے سیکھنا واجب ہے (۷) اذان جماعت کیلئے ہو تو کمتر ایک شخص بھی سنا ہو تو کافی ہے اگر منفرد اپنے ہی واسطے اذان دیا پھر ایک یا چند شخص آکر جماعت کے لئے حاضر ہوے تو ایک بھی شخص جماعت سے نہیں سنے سو اذان کافی نہیں ہے پھر دوبارہ اذان دینا چاہئے

مسئلہ ۵ اذان کے شان یہ ہیں (۱) درود و دعا وغیرہ کا بیان ہو چکا ہے (۲) اونچی جائے پر اذان دین مثل منارہ یا مسجد کے دروازہ پر یا مسجد کے سطح یعنے چاندنی پر یا مسجد کے نزدیک جو مسجد کے علاوہ میں سمجھا جائے (۳) مؤذن وقت کا پہچان والا ہو (۴) خوش آواز والا ہو (۵) پرہیزگار ہو (۶) مؤذن للہ یعنے بے ہوا والا ہو (۷) دیکھنے والا ہو۔ اگر بینا کے ساتھ

کوئی دیکھنے والا ہو تو جائز ہے (۸) مؤذن اپنے کلمہ کے انگلیاں کان کے سوراخ مین رکھکر اذان دین اس سے آواز کو طاقت ہوتی ہے اور بہرہ سمجھ لیتا ہے (۹) ہر دو کلمہ کو ایک ہی سانس دم مین کہین (۱۰) مؤذن حی علی الصلوۃ کے وقت صرف اپنے منہ سید ہے بازو طرف پھیرے اور حی علی الفلاح کے وقت ڈاہنی طرف پھیرے لیکن چہاتا ویسا ہی قبلہ طرف رکھے

مسئلہ اذان کے مکروہات یہ ہین (۱) کسی ایک سنت کو چھوڑے (۲) اذان کو گانے کے وضع لمبی چوڑی موٹی باریک آواز سے دے (۳) مؤذن اذان کے درمیان بات کرے (۴) بے عذر بیٹھکر اذان دے (۵) حرام باز نے اذان دے (۶) بالغ ہوتے ہوئے نابالغ اذان دے (۷) کمر پر ہاتھ رکھکر اذان دے (۸) بے غسل یا بے وضو سے اذان دے اگر اذان کے درمیان غسل واجب ہوا یا وضو توٹا تو اذان کو پوری کرے (۹) مؤذن قبلہ کو پیٹھ یا بازو دیکر اذان دے (۹) چلتے چلتے اذان دے (۱۰) جو اذان مین مکروہ ہین اقامت مین بھی شدکراہت ہے (۱۱) خود مؤذن پیش امامی بھی کیا (۱۲) بغیر اجازت پیش امام کے تکبیر کہے (۱۳) اذان کے وقت ہر کوئی کلو پکا رایا باتین نہ کرین کہ اشد کراہت ہے کیونکہ ایک روایت مین آیا ہے کہ ایسے حرکت والے کو خاتمہ بخیر نہونیکا خوف ہے اور بڑے خوف و ڈر کی جائے ہے اللہ تعالے ہمکو اور تمام مسلمین کو اس حرکت سے بچائے اور خاتمہ بخیر کرے آمین

فصل دوسری نماز کے وقتون کے بیان مین

پہلا وقت ظہر یہ آفتاب ڈلنے سے شروع ہوتا ہے اور ہر چیز کا سایہ اُسی چیز کے برابر ہوے تک آخر ہوتا ہے مثلاً ایک چھڑی سیدہی جسکا طول سات بالش یا سات انگل زمین پر کھڑے کرین تو صبح کیوقت سایہ اسکا مغرب طرف رہیگا۔ جیسا آفتاب چڑہتا ہے ویسا ہی سایہ گھٹتا ہے یہان تک کہ آفتاب بوج یعنے آسمان کی بیچلگی پر پونچے اسوقت سایہ کا گھٹنا موقوف ہوتا ہے اسکو ظل استوی یا سایہ اصلی کہتے ہین اسکی مقدار کی تحقیق کرین ایک بالش یا کم و بیش ہے جب آفتاب مغرب طرف ڈہل جائیگا یہ سایہ اصلی بھی مشرق طرف ڈہلکر بڑہتا جائیگا اس کے بڑہنے سے ظہر کا وقت داخل ہوتا ہے اور جب سوای سایہ اصلی کے چھڑی کے برابر یعنے سات بالش بڑہ جائے تو ظہر کا انتہا وقت ہوا اسیطرح آدمی کا قدسات قدم کے برابر ہے آفتاب مین کھڑے رہکر اپنے سایہ کا نشان لگائے جب سوا سے ظل استوی کے اپنا سایہ سات قدم ہوا تو ظہر کا وقت انتہا ہوا اور قدم سے مراد بڑی سے انگوٹھے کے جڑ تک ہے ایک بالش تخمیناً اور اسلام مین سب سے پہلے ظہر کی نماز ظاہر ہوی کہ شب معراج مین پانچ فرض کا حکم ہوا صبح مین موقع نہ ملا ظہر سے شروع ہوے **دوسرا**

وقت عصر جب ہر چیز کا سایہ سوائے ظل اصلی کے اوس چیز کے دہ زیادہ بڑنے سے شروع ہوتا ہے اور تمام آفتاب کا گردہ غروب ہونے تک آخر ہوتا ہے اور ہر چیز کے دوسایہ تک پڑھنا بلا کراہت کے جائز ہے۔ امام ابا حنیفہ رح کے نزدیک دوسایہ سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے مگر ان کے صاحبین واکثر علما حنیفہ کے پاس ایک سایہ سے شروع ہوتا ہے موافق امام شافعی رح کے اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے **تیسرا** وقت مغرب۔ تمام گردہ آفتاب کا غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور شفق احمر یعنے آفتاب کا لال و جالا چھپنے تک آخر ہوتا ہے کیونکہ آفتاب غروب ہونے سے بعد تین شفق یعنے قسم کے اوجالے رہتے ہیں ایک سرخی زمین کے طرف دوسری زردی درمیان تیسری سفیدی بالا اور سرخی مغرب کے وقت اور زردی وسفیدی عشا کیوقت میں کے ہیں مگر سنت موکدہ ہے کہ عشا کو بعد چھپنے زردی وسفیدی کے پڑھے **چوتھا** وقت عشا شفق احمر چھپنے سے شروع ہوتا ہے اور فجر صادق نکلنے تک آخر ہوتا ہے فجر صادق آفتاب کے اوس اجالے کو کہتے ہیں جو مشرق طرف آسمان کے کنارہ پر پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور فجر کاذب اوس اوجالے کو کہتے ہیں کہ جو فجر صادق سے دس منٹ آگے نوکدار منارہ اوجالے کے مانند نظر آتا ہے۔ پھر جیسا ویسا ہی رات ہوجاتی ہے **پانچوان** وقت صبح ذرہ فجر صادق نظر آنے سے شروع ہوتا ہے اور ذرہ آفتاب کا گرد نظر آنے سے آخر ہوتا ہے اور ہر وقت کے پانچ مراتب ہیں (۱) وقت فضیلت وقت کے شروع سے جائے ضرور و استنجا اور وضو و ستان اور فرض پڑھنے تک کے عرصہ کو کہتے ہیں (۲) وقت اختیار یعنے نمازی کو اختیار ہے کہ اسمیں بھی بغیر کراہت کے پڑھ سکتے ہیں یہ فضیلت کے آخر سے شروع ہوتا ہے کل وقت کے آدھے تک رہتا ہے (۳) وقت جواز یعنے پڑھنا جائز ہے اور یہ کل وقت کے دو تہائی تک رہتا ہے (۴) وقت کراہت کل وقت کے تین پاؤ سے آخر وقت تک ہے (۵) وقت تحریم یعنے مکروہ تحریمی کہ بعضے نماز وقت کے باہر تک نکل گیا نماز کا سلام کیوں نہو **فائدہ** آفتاب ڈھلنے سے غروب تک کے زمانہ کو برابر دو حصہ کریں تو پہلا حصہ ظہر کا وقت دوسرا حصہ عصر کا وقت مثلاً سات بجے سے غروب ہوتا ہے تو سوا تین گھنٹہ تک ظہر کا وقت اور باقی سوا تین گھنٹہ عصر کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کا وقت سوا گھنٹہ تخمیناً ہوتا ہے اور صبح کا وقت ایک گھنٹہ بیس منٹ تخمیناً ہوتا ہے **قاعدہ** وقت پہچان نیکے چار درجہ ہیں (۱) یقین یعنے صاف ظاہر ہے (۲) ظن یعنے گمان ہے (۳) اجتہاد یعنے آزمودہ و کوشش (۴) تقلید یعنے دوسرے کے بیان پر بھروسہ کہیں پہلے درجہ ہوسکتے تک دوسرے درجہ پر عمل کرنا جائز نہیں اسیطرح دوسرا درجہ ہوسکتا ہو تیسرے پر عمل نہ کرے اور تیسرا ہوسکتے ہوئے چوتھے پر عمل نہ کرے یقین اوسکو کہیں گے

جو آنکہ سی دیکھہ سکے مثل آفتاب کا سایہ و غروب شفق و ظہور فجر صادق و طلوع آفتاب یہ دیکھنے سے بالیقین وقت معلوم ہوتا ہے اور ظن اوسکو کہین کے جو بسبب ابر وغیرہ کے دیکھہ نہین سکتے مثلاً آفتاب غروب ہوا یا نہین یہ دونو امر مین تردد کو شک کہتے ہین۔ اسپر عمل نہ کرین جب تلین کسی بتدونشان سے ایک طرف کا بہروسہ زیادہ ہوا تو اسکو ظن کہین گے اسپر عمل کرنا جائز ہے اور دوسری طرف کا جو کم بہروسہ ہے اوسکو وہم کہین گے اسپر عمل نہ کرین اور اجتہاد اوسکو کہین گے کہ کسی حیلہ سے پہچانے مثلاً کسی آزمودہ گھڑیال و مرغ یا کاری گران مثل جولاہی و درزی وغیرہ کہے کہ اتنے گھنٹہ مین یہ چیز بنا لیتے ہے اور تقلید اوسکو کہین گے کہ بوجہ کسی عذر مثل نابینا و بیمار و قیدی وغیرہ تین درجہ بالا کو پہچان نہ سکے تو کسی واقف کار موافق مذہب کے بیان پر بہروسہ کرکے عمل کرین۔

فصل تیسری نماز واجب ہونیکے بیان مین

نمازین پانچ چیز سے واجب ہوتے ہین **پہلا** اسلامی۔ اصلی کافر پر واجب نہین کیونکہ اُسپر پہلے اسلام مین داخل ہونا فرض تہا اما کافر متدار پر واجب ہے کیونکہ اسلام کے احکام کا ذمہ دار ہو چکا ہے **دوسرا** بلوغت۔ نابالغ پر واجب نہین ماں قبل بلوغ کے سات سال کے معمر کو نماز پڑہنے کی تاکید کرین اور بعد دس سال کے نماز نہ پڑہے بطور ادب کے خفیف مار جائز ہے اسیطرح روزہ کا بہی یہی حکم ہے۔ تا بعد بلوغ کے نماز و روزہ کی عادت و محاورہ پڑے **تیسرا** عقلمندی دیوانہ پر واجب نہین **چوتھا** ہوشمندی کسی مرض یا دوا سے بیہوش والے پر واجب نہین۔ امانشہ کی بیہوشی یا اپنے اختیار سے کسی چیز کو کہا کر بیہوش ہوے ان صورتون مین انپر واجب ہے کہ ہوش مین آئے بعد قضا کرین۔ **پانچوان** حیض و نفاس سے پاک رہین حیض و نفاس کی حالت مین نماز واجب نہین و نہ اسکی قضا کرنا واجب ہے اسیطرح کفر و نابالغ و دیوانہ و بیہوش کے حالتو نہین نماز کی قضا کرنا واجب نہین اگر یہ پانچون عذران کسی نماز کے وقت مین دور ہو جائے تو اسوقت کی بہی نماز واجب ہوتی ہے اسیطرح شروع وقت سے فرض پڑہنے کی فرصت مل چکنے کے بعد دیوانگی یا بیہوشی یا حیض و نفاس پیدا ہوین تو تب بہی یہہ فرض واجب ہوا۔ اگر نماز پڑہنیکا عرصہ نہین گذرے تک یہہ عذران پیدا ہوے تو یہہ فرض واجب نہین **مسئلہ** ہر نماز واجب کو فوت ہوئی ہو اوسکی قضا کرنا واجب ہے، چند نمازین یا چند ماہ کے یا چند سال کے یا سالہا عمر کے کیون نہو سبکی قضا کرنا واجب ہے۔ بلکہ صرف حاضر الوقت کے فرضان اور امور ضروریہ و مالابد کے سوائے تمام زمانہ کو نمازونکی قضا مین مصروف کرنا واجب ہے

کیونکہ قضا کا کوئی وقت مقرر نہین شبانہ روز مین ہر وقت قضا کرنا جائز ہے اور تنگ کل فرضون کی قضا نہ کرین تنگ کسی نوع کی سنت یا نفل پڑہنا جائز نہین بلکہ ایک روایت مین آیا ہے کہ نفل کے ستر رکعت فرض کی ایک رکعت کا معاوضہ ہو نہین سکتا۔ اور قضا مین ظہر پہر عصر پہر مغرب وغیرہ ترتیب سے پڑہنا سنت ہے اسیطرح نماز بے عذر سے چھوڑے عذر والے سے پیشتر پڑہنا سنت ہے اور ایک روایت مین واجب ہے اور نماز چھوڑنیکے صرف دو عذر ہے (نیند) یعنے وقت نکلنے تک سو گئے (۲) بہولنا یعنے وقت نکلنے تک نماز کو بہول گئے۔

فصل چوتھی نماز صحیح ہونے کے بیان مین

نماز مین گیارہ شرطین صحیح و درست ہوتے ہین **پہلا** نماز پڑہنے والا مسلمان ہو کافر سے نماز و دیگر عبادت درست نہین **دوسرا** تمیز والا ہو دیوانہ و بے تمیز کی نماز درست نہین مان جو اوسکے ولی کی نیت و کارروائی درست ہے **تیسرا** باغسل و باوضو یا تیمم ہو۔ بے غسل و بے وضو و بے تیمم کی نماز درست نہین مان فاقد الطہورین جسکو پانی و مٹی میسر نہوے تو صرف فرض پڑہنا جائز ہے۔ جیسا تیمم کی فصل مین بیان ہو چکا **چوتھا** حیض و نفاس سے پاک ہو چکی ہو حیض و نفاس کی حالت مین یا بعد بند ہونیکے غسل کے پیشتر نماز پڑہنا درست نہین **پانچوان** نماز کا بدن و کپڑے و جائے پاک ہو کسی پر غیر عفو کی نجاست لگی تو نماز درست نہین اگر نجس کپڑا یا سوکہی نجاست بدن پر گرے اور فوراً بغیر اٹہانیکے جھٹک دے تو نماز درست ہی سیطرح زمین پر سوکہی نجاست پڑی ہے تو اسپر کپڑا یا بوریا وغیرہ بچہا کر پڑہے تو درست ہے **چھٹا** عورت یعنے شرمگاہ پر ستر ہو۔ شرمگاہ سے ایک جز کہلاتا ہے تو نماز درست نہین اور ستر کسی قسم کا کپڑا ہو سوت یا سن یا پتہ یا پرال یا چمڑا یا بال وغیرہ یا گاڑی مٹی وغیرہ کا لیپ غرض ہو بدن و بال کا رنگ جیسا چاہے اگر ستر میسر نہوا تو ننگے نماز پڑہنا جائز ہے اور اگر ریشمی کپڑا اور نجاست لگے ہوے کپڑے میسر ہوے تو نماز مین ریشمی کپڑے پہنے اور خارج نماز مین نجس کپڑے پہنے اور خارج نماز مین ایک جز کو دیکہنا یا دکہانا حرام ہے اور شرمگاہ جسکو عورہ کہتے ہین چہ قسم پر ہے (۱) مرد کی شرمگاہ نماز و خارج نماز مین ناف سے گہٹنے تک ناف و گہٹنہ شرمگاہ مین داخل ہین (۲) زن حرہ یعنے آزاد کی شرمگاہ نماز مین کل بدن سوے منہ و ہاتہین پونچہے تک۔ اگر ستر سے ایک یا ماتہہ کی کہنی یا پاؤن کا ایک جز کہلاتا ہے تو نماز درست نہین (۳) زن حرہ کی شرمگاہ خارج نماز مین بیگانہ لوگ کے روبرو کل بدن ہے بدنکا ایک جز دیکہنا یا دیکہنا حرام ہے اور بعضے روایت مین بے شہوت منہ کو دیکہنا جائز ہے (۴) زن حرہ کی شرمگاہ مسلمان زنان کے روبرو یا محارم مردون کے روبرو جن سے

نکاح کرنا حرام ہے صرف ناف سے گھٹنہ تک ہے (۵) کنیز یعنے باندی کی شرمگاہ نماز میں زنان و محارم مرد کے روبرو ناف سے گھٹنہ تک ہے (۶) کنیز یعنے باندی کی شرمگاہ بیگانہ مرد کے روبرو کل بدن ہے مثل زن حرہ کے اور بے شہوت منہ کھلا رکھنا جائز ہے جیسا کہ ایک روایت میں آیا یہہ تمام شرمگاہائے مذکور حسب تفصیل بالا کے ستر کرنا واجب ہے اور عورت کا آواز و چہرہ مثل شرمگاہ کے ہے۔ یعنے شہوت سے دیکھنا یا سنا حرام و بے شہوت سے جائز ہے **ساتوان** منہ و چہرا تا قبلہ کے طرف ہو۔ قبلہ کو پیچھے یا بازو دیکر نماز پڑہنا درست نہیں قبلہ روبرو کی چیز کو کہتے ہیں اور کعبہ شریف جو ایک بزرگ عمارت مکہ معظمہ کے مسجد کے صحن میں واقع ہے اسکو قبلہ کہتے ہیں اور کعبہ بلند چوکونی کو کہتے ہیں اب کل مسلمان جو تمام روئے زمین پر ہیں۔ نماز میں اسی کعبہ شریف کیطرف منہ و چہرا تا کرنا واجب ہے۔ چنانچہ تمام دنیا کے مسجدوں کے محرابان کعبہ شریف کے چوطرف سے حلقہ گیرے ہوے ہیں اور کعبہ شریف کا طول جنوب سے شمال تک پچیس ۲۵ ہاتھہ تخمیناً اور عرض مشرق سے مغرب تک چوبیس ۲۴ ہاتھ تخمیناً۔ اور بلندی زمین سے آسمان طرف ستائیس ۲۷ ہاتھہ تخمیناً ہے اور چہار ہاتھہ تخمیناً کرسی ہے اور ایک ہی دروازہ مشرق طرف واقع ہے اور وقت حاجت چوبینہ کی سیڑہی لگا کر چڑہتے ہیں اور چاندنی پر ایک سونیکا پرنالہ شمال طرف واقع ہے اور ہمیشہ چاندنی سے زمین تک ایک سیاہ مخمل کا غلاف ہا کرتا ہے ہر سال میں بدلاتے ہیں چنانچہ اسکے ٹکڑے تبرک کیلئے حاجی لوگ لایا کرتے ہیں اور کعبہ کے بیرون شمال طرف ایک گز برابر بلندی کی دیوار کا گھیرا ہے کمان کے وضع پرنالہ کا پانی اسی میں کرتا ہے اسکو حجر اسمٰعیل کہتے ہیں یہہ بھی کعبہ شریف کے شمار و حکم میں داخل ہے نزدیک والے پر برابر روبرو کعبہ کے پڑہنا واجب ہے اور دور والے قبلہ طرف منہ کرکے نماز پڑہنا کافی ہے۔ کسی عذر سے قبلہ طرف منہ نہ کرسکے مثل کفار وغیرہ کے جنگ میں ہے یا شیر وغیرہ درندہ یا دشمن زبردست یا سانپ یا بندی وغیرہ کے ڈر سے فرار ہوے تو جیسا موقع ملا قبلہ طرف یا غیر قبلہ ویسا ہی نماز پڑہنا جائز ہے باقی کیفیت مسافر کی نماز میں اور صلوۃ الخوف میں آئیگی انشاء اللہ تعالی اور اس نقشہ سے قبلہ کو مبتدیان بآسانی سمجھہ سکتے ہیں **آٹھوان** نماز وقت کے اندر ہو۔ اور ہر ایک نماز کا وقت دوسری فصل میں بیان ہو چکا ہے **نوان** فرض کو فرض قرار دیکر پڑہے اگر کل فرضوں کو سنت قرار دیکر پڑہیں تو نماز درست نہیں **دسوان** کسی رکن یا شرط کو سنت قرار دین اگر نماز کے کسی ایک رکن یعنے فرض یا شرط کو سنت قرار دیکر پڑہے تو نماز درست نہیں اگر نماز کے کل بستان یا ایک سنت کو فرض قرار کئے تو مضائقہ نہیں۔ اسیطرح نماز میں فرضان و شرطان و سنتان قرار دیکر پڑہے

مغرب

نقشہ مکہ معظمہ و کعبہ شریف و چو طرف کے ملکون کے محرابان

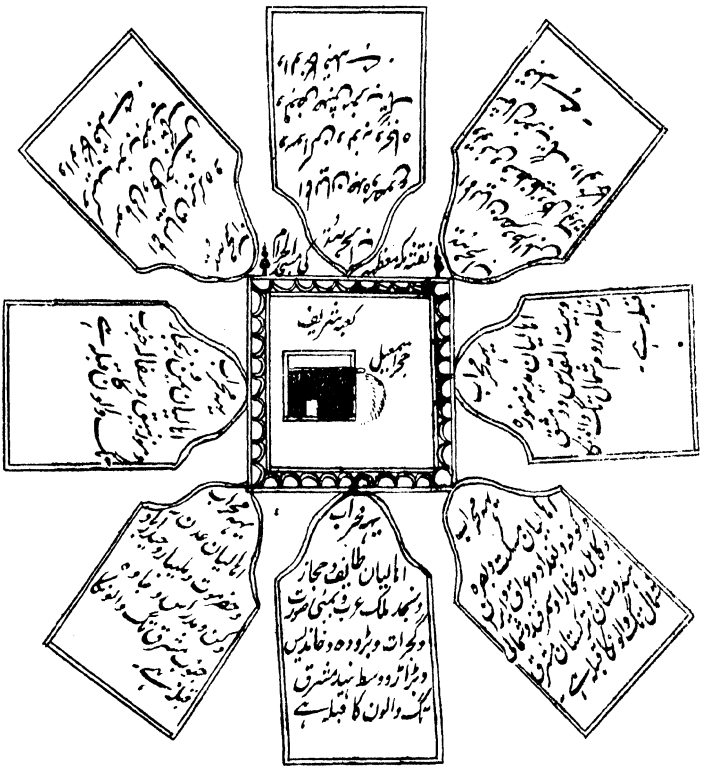

شمال

مشرق

اور ایک دوسرے سے تمیز نہ کر سکے تو تب بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی خاص ایک شرط یا فرض کو سنت قرار نہ دیں گیارواں
نماز میں نماز کو توڑنیوالی کوئی چیز پیدا نہو نماز کو توڑنیوالے سولہ چیزیں ہیں۔ اسکی تفصیل ساتویں فصل میں آئیگی انشاء اللہ
تعالیٰ اگر انمیں سے ایک چیز بھی ظاہر ہوئی تو نماز باطل ہو جاتی ہے **فصل پانچوین نماز کے ارکان**
کے بیان میں رکن اور فرض یہ دونو لفظ کا ایک ہی معنی ہے جیسا مقدمہ کی چوتھی فصل میں بیان ہو چکا
اور نماز کے ستر رکن ہیں نماز فرض ہو یا سنت اگر انمیں سے ایک رکن بھی کم کرے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور وہ ارکان
یہ ہیں (۱) نیت باندھنا (۲) تکبیر تحریمہ کہنا (۳) صرف فرض میں ہو سکا تو کھڑے رہنا (۴) سورہ فاتحہ پڑھنا
بسم اللہ سے والضالین تک (۵) رکوع کرنا (۶) طمانینہ یعنے رکوع میں ذرہ ٹھہرنا (۷) اعتدال سیدھا کھڑے رہنا (۸)
اعتدال میں طمانینہ کرنا (۹) ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا (۱۰) سجدوں میں طمانینہ کرنا (۱۱) دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا
(۱۲) اس بیٹھک میں بھی طمانینہ کرنا یہ کان بالا سوائے نیت و تکبیر تحریمہ کے ہر رکعت میں آتے ہیں (۱۳) آخر رکعت میں
دو سجدوں کے بعد بیٹھنا (۱۴) اسی بیٹھک میں تشہد یعنے التحیات محمد رسول اللہ تک پڑھنا (۱۵) اسی بیٹھک میں درود
پڑھنا (۱۶) اسی بیٹھک میں ایک سلام پھیرنا (۱۷) ارکان مذکور کو ترتیب سے لانا جیسا ترتیب سے لکھے گئے ہیں **تشریح ارکان**
بالا کی اسیطرح پر ہے **پہلا** نیت باندھنا وضو کے فرضوں کے فصل میں نیت کا حکم لکھ چکے ہیں معاینہ کر لیجئے اور
یہاں غرض نماز کا پہلا رکن اور وہ یہ ہے اُصَلِّیْ فَرْضَ الظُّهْرِ یا الْعَصْرِ یا الْمَغْرِبِ یا الْعِشَاءِ یا الصُّبْحِ ترجمہ
فرض ظہر کی نماز پڑھتا ہوں یہ تین لفظ کو دل میں ثابت کہنا فرض ہے اور زبان سے بھی کہنا سنت و افضل ہے اسیطرح
اُصَلِّیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ لِلّٰہِ تَعَالٰی یہ سب زبان سے کہنا سنت و افضل ہے یعنے حاضر الوقت اور رکعتوں کی
گنتی اور اللہ کو واسطے زبان سے کہنا سنت ہے جو فرض یا سنت ہو اوسکا نام لینا فرض ہے اور نیت کو تکبیر تحریمہ کہنے تک
دلمیں حاضر رکھنا شرط ہے باقی ستان فصل چھٹی کے دوسرے مسئلہ میں درج کیجائیگی **دوسرا** تکبیر تحریمہ کہنا بصحت اَللّٰہُ
اَکْبَرُ یہ دو لفظ کو تکبیر الاحرام اور تکبیر تحریمہ بھی کہتے ہیں ان دو لفظوں کے بدل دوسرا لفظ لانا یا آگے پیچھے کرنا
یا اللہ کے الف پر زیادہ مدّ لانا یا ہ میں واؤ بڑھانا یا اکبر کے ب میں الف بڑھانا یا تشدید دینا درست نہیں اور
سبب احرام یا تحریمہ نام رکھنیکا یہ ہے کہ جو کچھ حلال تھا مثل کھانا پینا وبات کرنا وچلنا وغیرہ اس تکبیر سے سلام
پھیرنے تک حرام ہو جاتے ہیں بعد تکبیر تحریمہ کے جو ستان ہے وہی دوسرے مسئلہ میں درج کیجائیگی **تیسرا** صرف فرض میں

ہوسکا تو کھڑے رہنا فرض کی نماز مین نیت اور تکبیر تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کھڑے ہوکر ادا کرنا فرض ہے اگر کسی مرض یا سر کے دوران سے کھڑے رہ نہ سکے تو بیٹھکر پڑہنا جائز ہے اگر بیٹھ بہی نہ سکے تو چتا پڑہنا درست ہے پاؤن قبلہ طرف رکہین اور سر کو کسی چیز سے اونچا کرین تا قبلہ منہ کے روبرو رہے اور رکوع و سجود جہکنے کے اشارہ سی کرین اگر یہ بہی نہوسکا تو تمام ارکان کو دل مین پہیرلین اور رکوع و سجود بہوں و آنکہوں کے پلکون سے ہاکرین بہر صورت جب تک ہوش و حواس موجود ہے تب تک نماز پڑہنا واجب ہے اور ان صورتون سے فرض ادا ہوسکتا ہے اسکی قضا کی ضرورت نہین اگر نماز سنت ہے کھڑے رہ سکتے ہوے بہی بیٹھکر یا لیٹ کر پڑہنا جائز ہے مگر کھڑے رہنے والیکا آدہا ثواب ملتا ہے اور لیٹنے سے بیٹہنے والیکا آدہا ثواب ملتا ہے اور اسکی بہی ستان دہی دوسرے مسئلہ مین درج ہوگی **چوتھا** سورۂ فاتحہ پڑہنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے والضالین تک پیش امام و مقتدی پر فرض ہے نماز فرض ہو یا سنت ہر رکعت مین پڑہین اور خلاصہ سکا یہ ہے کہ جیسا قرآن مجید مین لکہا ہوا ہے ویسا ہی زیر و زبر سے پڑہین اگر درمیان لفظون مین زیادہ خاموش رہے یا کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدلائے اور معنے بگڑ گیا۔ مثل نَعْبُدُ کے بدل نَابُدُ۔ یا اَلَّذِیْنَ کے بدل اَلزَّیْنَ یا اَلْمَغْضُوْبِ کے بدل اَلْمَغْرُوْبِ یا وَلَا الضَّالِّیْنَ کے بدل وَلَا الزَّالِّیْنَ یا وَلَا الدَّالِّیْنَ یا ض کو ظ سے بدلائے یا تشدید والے کو بے تشدید پڑہے مثل اِیَّاکَ کے بدل اِیَاکَ پڑہے تو ان سب صورتون مین دوبارہ صحیح پڑہنا واجب ہے جب تک صحیح پڑہے نماز درست نہین۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ وغیرہ زبانی ارکان کو صحت سے سیکہنا واجب ہے اما اَلصِّرَاطَ کے بدل اَلسِّرَاطَ یا اَلْمُسْتَقِیْمَ کے بدل اَلْمُسْتَکِیْمَ پڑہے تو جائز ہے کیونکہ اسمین معنی نہین بدلا جاتا ہے علاوہ بعضے قبائل عرب کے لغت مین یہی حروف سے تلفظ کرتے ہین اور غرض عربی زبان سے تلفظ کرنا واجب ہے کسی قبیلہ کی زبان ہو مگر اَلْمُسْتَقِیْمَ پڑہنا افصح ہے اسیطرح باقی قرآن مجید کا حکم ہے **پانچوان** رکوع کرنا اسکا حد کھڑے رہنے سے جہککر خمیدہ ہونا کہ کمر و بیٹہہ و گردن کی ہڈی و سر سیدہا تیر کے برابر قبلہ طرف کرے اور ہتیلیان گہٹنے تک پہونچے اس سے کم یا زیادہ جہکنا درست نہین اور ہاتہہ سے گہٹنے پکڑنا سنت ہے باقی ستان دہی دوسرے مسئلہ مین درج ہین **چہٹا** طمانینہ یعنے رکوع مین ذرا ٹہیرنا غرض اس ٹہیرنے سے یہ ہے کہ جہکنے اور اٹہنے کے درمیان فاصلہ رہے تا جہکنے اور اٹہنے کی حرکت ایکسان نہ رہے یہ درست نہین اور مقدار طمانینہ کی کمتر ایک لفظ کہنے کا ٹہیرنا ہے **ساتوان** اعتدال یعنے سیدہا کہڑے ہونا کہ رکوع سے سیدہا ہوکر کہڑے رہنا جیسا رکوع کے آگے کہڑے تہے اس کے بہی ستان دہی دوسرے مسئلہ مین درج ہین **آٹہوان** اعتدال مین

طمانینہ کرنا جیسا رکوع مین بیان ہوا اس کے بھی سنتون وہی دوسرے مسئلہ مین درج ہین **نوان** ہر رکعت مین دو بار سجدہ کرنا اور اسکا حد سات عضو یعنی پیشانی دونون ہاتھہ کے ہتیلیان دونون گھٹنے دونو پاؤن کے انگلیونکا پیٹ زمین پر چلائے اور کمر کو سر سے اونچا رکھے اگر بے عذر ایک عضو بھی زمین پر نہ رکھے یا سر کو کمر سے بلند یا برابر کرین یا دونون ہاتھہ دونون قدم کی پشت یا کور کو زمین پر ٹیکے یا پیشانی پر کپڑا یا دیگر چیز رکھے تو سجدہ درست نہین امام کا زمین پر رکھنا سنت ہے اسکے باقی ستون وہی دوسرے مسئلہ مین درج ہین **دسوان** سجدون مین طمانینہ کرنا جیسا آگے بیان ہوا **گیاروان** دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا کسی طور سے بیٹھنا جائز ہے۔ مگر خاص اس بیٹھک مین دونون گھٹنے اور دونون پاؤن کے انگلیونکا پیٹ زمین پر رکھکر بیٹھنا سنت ہے۔ اگر سید ہے پاؤن کو ایسا بائیں کہکڑا دائین پاؤن کے قدم کو موڑکر اوسپر بیٹھنا یہہ بھی سنت ہے اسیطرح پہلے تشہد کی بیٹھک مین بھی اسی وضع بیٹھنا سنت و افضل ہے اما دوسرا تشہد یعنے تشہد آخر کی بیٹھک مین بھی داہنے پاؤن موڑی ہو قدم کو سیدھے پاؤن کے نیچے سے آدھا قدم باہر نکالکر ران پر بیٹھنا افضل ہے۔ اور اگر دونون پاؤن موڑکر قدمونکو رانون کے نیچے رکھکر چوتڑ پر بیٹھے تو بھی جائز ہے اما اگر پاؤن کے تلوے پر بیٹھکر گھٹنے سیدھے کرے تو جائز مگر مکروہ ہے **بارواں** اس بیٹھک مین بھی طمانینہ کرنا جیسا کہ نسنہ مین ذکر ہوا **تیروان** آخر رکعت مین دو سجدون کے بعد بیٹھنا۔ اور یہہ بیٹھک جیسا دونون سجدون کے درمیان کی بیٹھک مین بیان ہوا **چودھوان** اسی بیٹھک مین تشہد یعنے التحیات سے محمد رسول اللہ تک پڑھنا اور تشہد دو طرح پڑھے ایک درازا اور دوسرا کوتاہ ہے ہر ایک سے رکن ادا ہوتا ہے درازا تشہد یہہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کوتاہ تشہد یہہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۝ اگر ہر ایک کے حروف مین کم و بیش کرین یا زیر و زبر سے برابر نہ پڑھے یا تشدید چھوڑے یا کسی لفظ دوسرے لفظ سے معنی بدلا کر پڑھے یا درمیان مین زیادہ خاموش ہو کر پڑھے تو تشہد درست نہوگا پھر دوبارہ صحت سے پڑھے نہین تو نماز باطل ہوتی ہے ہان اگر اشہد تا آخر کے بدل مین کلمہ شہادت پڑھے تو جایز ہے **پندروان** اسی بیٹھک مین درود پڑھنا اور کمتر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنے اس سے رکن ادا ہوتا ہے بشرطیکہ ایک حرف یا ایک تشدید کم و بیش نہو مگر اکمل و افضل درود ابراہیمیہ درپیہہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ ایسا ہی پیغمبر اما و تعلیم فرمائے تھے۔ اور زیادتی سَیِّدِنَا وَحَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا۔ وغیرہ بزرگ علما نے بڑائے ہین لیکن اول کا جو خاص لفظ پیغمبر کا ہے اُسکا پڑہنا افضل ہے **سولوان** اسی بیٹھک مین ایک بسلام پہیرا اور کہتر سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اس سے رکن ادا ہوتا ہے بشرطیکہ السلام کا الف و لام و سین کی تشدید و نیچے پڑہن دیگر حروف مین کم و بیش نکرین اور وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ پڑہنا سنت و افضل ہے۔ اسیطرح جنازہ کی نماز مین دو تکبیر کا کہنا بھی زیادہ لانا افضل ہے **سترواں** ارکان مذکور کو ترتیب سے لانا جیسا ترتیب سے لکھے گئے ہین اگر ارکان فعلیہ یعنے قیام و رکوع و اعتدال و سجود و بیٹھک درمیان دو سجدون کے سہو سے بوجہ کہ خلاف ترتیب سے لائے تو نماز باطل ہوجاتی ہے اور اگر سہو کرلائے یا سوائے نیت و تکبیر تحریمہ کے باقی ارکان حفظیہ یعنے زبانی مثل سورۂ فاتحہ و تشہد و درود و سلام سہو سے بوجہ کر یا بھولکر خلاف ترتیب سے لائے یا بے محل لائے مثل سورۂ فاتحہ کو رکوع یا سجود وغیرہ مین پڑہے یا تشہد و درود کو کہڑے ہوے یا سجود مین پڑہے یا بھولکر نماز کے اندر سلام پہیرا ان سب صورتون مین نماز باطل نہین ہوتی مگر سلام کے آگے دو سجدہ سہو کے کرنا سنت موکدہ ہے اور سجود سہو کے اسباب و احکام آیندہ آئینگے انشاء اللہ تعالے

فائدہ بعد ہر فرض نماز کے ذکر کرنا سنت موکدہ ہے اور یہ اذکار بہت طرح کے ہین انمین سے جسپر اکثر فقہا کا عمل ہے علی الخصوص مطابق طریقہ علویہ یعنی وظایف و اوراد سادات عظام بنی علوی الحسینی جو اکثر روایات صحیحہ سے لئے گئے حسب ترتیب ذیل ہین جب نماز سے دو نوطرف کا سلام پہیرین تو فوراً ۲ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تین بار پڑہے اور سیدہی ہاتھہ سے بیثانی کو تین بار پوچھے پہر سیدہے ہاتھہ کو سر پر رکہکر منہہ پر سے ناف تک پہیرے اور پہیرتے وقت یہ پڑہے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیْ الْھَمَّ وَالْحَزَنَ ایک بار پہر وہی نماز کی بیٹھک مین سنت قبلہ طرز خاص صبح و مغرب کے فرض کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس بار اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار اور خاص بعد نماز جمعہ اسی بیٹھک مین سُوْرَۂ فَاتِحَہ سات بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ احد سات بار قُلْ اَعُوْذُ

بِرَبِّ الْفَلَقِ سات بار قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات بار پھر سوائے ان اذکار کے یہی نمازان دو گربا قی ظہر وعصر و
عشار کے سلام بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تین بار اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ
شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَعْلَمُ قَدْرَہٗ غَیْرُہٗ
وَلَا یُبْلِغُ الْوَاصِفُوْنَ صِفَتَہٗ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَلِیِّ الْاَعْلَی الْوَھَّابِ ۱۲ ایک بار پھر
سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ تینتیس ۳۳ یا چونتیس ۳۴ بار سو کو پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار اگر کسی عذر
وعدم فرصت سے تخفیف کرنا چاہے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار یا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ
لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ گیارہ بار یا چار بار پڑھے تو کافی ہے اور سنت ہو کہ ان اعداد وغیرہ کو انگلیوں کی پنگوریوں کی
انگوٹھے سو گنے اور ہر انگلی کے تین پنگوری ہو تو دس انگلیوں کے تینتیس ۳۳ عدد ہوتے ہیں پھر دوبارہ کلمہ کی انگلی کے تین پنگوریوں
سے تینتیس ۳۳ عدد پورے کریں اور صدوہزار ہا شمار کرنا ہو تو کھجور کے بیج یا تاگہ میں گرہ دیکر شمار کریں کیونکہ پیغمبر کے زمانہ میں
اسیکا رواج جاری تھا اما یہ تسبیح معروف جو دانوں کو تاگہ میں پرا کر مروج کئے ہیں یہہ بدعت حسنہ ہے اور اسکو بزرگان صوفیہ نے
پسند کر کے جاری کئے ہیں اور تسبیح کے بہتر وافضل دانے وہ ہے کہ جو آگ سے نہیں بنائے گئے مثل بیعقیق البحر و مرجان و
پتھر و پہل و تخم و چوب و رجو آگ سے بنائے گئے مثل کہربا و کانچ وغیرہ سے عدد شمار کرنا مکروہ ہے اور اس کے بعد دونوں
ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اور ہر عمل کے اول و آخر میں الحمد للہ و درود شریف پڑھیں کہ یہہ بلا شک مقبول ہے اور خدا کے فضل و کرم
سے امید ہے کہ درمیان کی دعا کو بھی قبول کریگا اور سب سے افضل پیغمبر کے دعوات ہیں کہ کل خیرات کی دعا و کل بلیات کی
پناہ سے شامل ہے پھر دیگر ادعیات جو بزرگان نے مرتب فرمائے اور اب یہاں چند دعوات نبوی لطریق نمونہ لکھے جاتے ہیں
دُعَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَمْدًا یُوَافِیْ نِعْمَہٗ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَہٗ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ دُعَا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتَ الدَّائِمَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفِی الْاَھْلِ وَالْجَسَدِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ دُعَآءً اَللّٰھُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ دُعَآءً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَسْئَلُکَ الْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

اس دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو منہ پر سے پھیر لیں اگر کوئی حاجت اور مراد و مقصد درکار ہے تو اسکو بھی طلب کریں اللہ کریم و مجیب الدعوات و قاضی الحاجات ہے۔ عربی زبان میں یا اور کوئی زبان میں دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ سب زبانوں کو جانتا ہے بلکہ دل کے بھید و نیت سے بھی آگاہ ہے حسب نیت و امید اپنے مراد پائیں گے پھر اس دعا کے بعد بلند آواز سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار۔ پھر پیش امام یا ایک جماعت والوں سے فاتحہ پڑھے الفاتحہ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَتَقَبَّلُ مِنَّا وَمِنْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالْقِرَاءَۃَ وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَاتِ وَالْحَجَّ وَالصِّیَامَ وَاَنْ یُّطِیْلَ اَعْمَارَنَا فِیْ طَاعَتِہٖ وَیَسْتَعْمِلَنَا فِیْ مَرْضَاتِہٖ وَبِنِیَّۃِ الْقُبُوْلِ وَتَمَامِ کُلِّ سُؤْلٍ وَّحُصُوْلِ کُلِّ مَاْمُوْلٍ وَّغُفْرَانِ الذُّنُوْبِ وَسَعَادَتِ الدَّارَیْنِ وَحُسْنِ الْخَاتِمَۃِ وَاِلَی الْحَضْرَتِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَاتِحَۃَ باقی اذکار نماز و نیز اوراد و وظایف شبانہ روز و ہر سبب و ہر وقت کے کتابان علیحدہ میں مثلاً اذکار امام نووی رح و کتاب حصن حصین و کتاب مسلک القریب و مجموعہ دلائل الخیرات وغیرہ سے میسر ہو سکتے ہیں اس مختصر میں اس مقدار سے اکتفا کرتے ہیں

فصل چھٹی نماز کے ابعاض و سنتوں کے بیان میں

نماز کے ایک چیز کو بعض کہتے ہیں اگرچہ ابعاض سنتوں کے تمام ہیں مگر بعض چند یا ایک کو بھی بوجہ چھوڑنے سے مکروہ تحریمی ہے اس کے چھوڑنے سے وجوب سہو کے کرنا سنت ہے اور باقی سنتیں چھوڑنے سے مکروہ تنزیہی ہے۔ اس کے چھوڑنے سے سجود سہو کی ضرورت نہیں **مسئلہ** ابعاض نماز کے سات ہیں (۱) تین اور چار رکعتوں کی فرض نماز میں دوسری رکعت میں بیٹھنا جیسا دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے ہیں (۲) اسی بیٹھک میں تشہد یعنے التحیات کو تا ہ یا دار پڑھنا جیسا ارکان میں بیان ہوا (۳) اسی بیٹھک میں کمتر درود پڑھنا جو ارکان میں ذکر ہوا۔ (۴) آخر رکعت میں تشہد و درود کے بعد پیغمبر کے آل پر بھی درود بھیجنا (۵) صبح کے دوسری رکعت کے اعتدال میں دعا قنوت پڑھنا اسیطرح رمضان کے سولہویں شب سے آخر چاند تک

وتر کے آخر رکعت کے اعتدال میں ہی دعا قنوت پڑھنا اور قنوت کا معنی دعا اور ثنا اور درود شریف ہے اگر ربی اغفر لی
یا غفور یا رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین اور درود پڑھے تو کافی ہے اور اکمل و افضل
دعا قنوت یہ ہے جو اکثر پیغمبر پڑھتے ہے اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی
فیمن تولیت وبارک لی فیما اعطیت وقنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ
لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت فلک الحمد علی
ما قضیت استغفرک واتوب الیک وصلی اللہ علی سیدنا محمد النبی الامی
وعلی آلہ وصحبہ وسلم کہ یہ قنوت منفرد پڑھا کرے۔ اگر پیش امام ہو تو اھدنی وعافنی کے بدل
اھدنا وعافنا صیغہ جمع سے پڑھیں اور مقتدیان وقنا شر ما قضیت تک بلند آواز سے آمین کہے اور فانک تقضی
سے آخر تک امام کے برابر آہستہ پڑھے اور دوسرا قنوت اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک الخ
یہ بھی جائز ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رض اکثر اسی قنوت کو پڑھتے تھے مگر پیغمبر کا قنوت پڑھنا افضل ہے جب ان ہر دو قنوت سے
ایک قنوت کو شروع کرے تو پورا پڑھنا چاہیے اگر ایک لفظ بھی چھوڑے تو سجدہ سہو کریں (۶) درود پیغمبر و انکی آل اور
اصحاب پر بھیجنا جیسا قنوت میں لکھا گیا (۷) قنوت اور درود نہ کور بالا کو اعتدال یعنے کھڑے ہنے کے ہی حالت میں پڑھے
اگر صبح کا وقت نکل جائے تو قضا پڑھتے وقت بھی قنوت پڑھے **مسئلہ ۲** نماز کے ستتان بہت ہیں پانچ سو تک پہونچتے ہیں
انمیں سے چند کا بیان ہو چکا ہے باقی کی تفصیل یہ ہے اول تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ ان کان تک اٹھائے کہ ہتیلیاں
وانگلیوں کا پیٹ پہلیے وضعی ہوئی قبلہ طرف رہے۔ اور انگوٹھوں کا سرا کان کے لو لکیوں کے روبرو رہے۔ اور شروع ہاتھ اٹھانے کا
تکبیر کے شروع سے اور انتہا تکبیر کے آخر تک ہے اور بعد تکبیر کے سیدھے ہاتھ کی ہتیلی ڈاہنی ہاتھ کے ہتیلی کی پشت پر رکھیں
اور انگوٹھا و چھوٹی انگلی سے بائیں پہونچہ کو پکڑ کر چھاتی ناف کے درمیان رکھے اور پاؤں کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ
رکھیں اور نگاہ کو سجدہ کی جائے پر رکھے پھر دعائے استفتاح پڑھے اور وہ دعا یہ ہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ
کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا
مسلما وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین

پھر جو چاہے سو جاڑے ہے بعد اس کے تعوذ یعنے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم کہے پھر صبح حاضر الوقت کے دونون
رکعت اور مغرب و عشاء کے پہلی اور دوسری رکعت اور جمعہ و عید الفطر و اضحی اور کل نماز تراویح اور کل وتر صرف
رمضان شریف مین اور چاند گرہن کی نماز کے ان سب مذکور رکعتون مین سورۂ فاتحہ کو جہر یعنے بلند آواز سے پڑہے اور مغرب
کی تیسری و عشا کی تیسری چوتھی اور ظہر و عصر و دیگر تمام نمازون کے رکعتون مین سورۂ فاتحہ کو اسرار یعنے آہستہ سے پڑہے اور
حد جہر ایک دو شخص سنے اتنا اور حد اسرار کہ صرف خود پڑہنے والا سنے پھر بعد تمام سورۂ فاتحہ کے آمین کہے معنی یا اللہ قبول کر
جہر کے قرأت مین آمین کو بلند آواز سے کہے اور اسرار کی قرأت مین آہستہ کہے ہر فرض کے پہلی و دوسری رکعت مین بعد سورہ
فاتحہ کے اور ایک سورہ پڑہے اور سنت ہے کہ پہلی رکعت کا سورہ دراز ہے اور دوسری رکعت کا کوتاہ ہے اور قرآن مجید کے
ترتیب کے موافق پڑہین اگر دونون سورون کے درمیان ایک یا چند سورہ کا فاصلہ پڑتا ہے تو مضایقہ نہین۔ مگر متوالی یعنے
ایک سے ایک لگی ہوی پڑہنا افضل ہے اسیطرح بڑی سورہ کے بہت آیات سے ایک چہوٹا کامل سورہ پڑہنا افضل ہے
اور سنت ہے کہ صبح و ظہر مین سورۂ قاف سے سورۂ عم تک اور عصر و عشا مین سورۂ عم سے والضحی تک اور مغرب مین والضحی سے
آخر قرآن تک کے سورہ نہین سے پڑہین اور جمعہ مین سورۂ جمعہ و سورۂ منافقین یا سورۂ سبح اسم و سورۂ ہل اتاک پڑہے
اور عیدین مثل جمعہ کے ہے اور وتر کے تین رکعت پڑہے تو پہلی رکعت مین سورہ سبح اسم دوسری مین قل یا ایہا الکافرون
تیسری مین قل ہو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑہین جس نماز مین سورۂ فاتحہ کو جہر سے پڑہتے
ہین تو سورہ کو بہی جہر سے پڑہین اور جس نماز مین سورۂ فاتحہ کو اسرار سے پڑہتے ہین تو سورہ کو بہی آہستہ سے پڑہے اما
سنت و نفل کے نمازون مین ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے جو رکن ہے پہر اور ایک سورہ پڑہے چار رکعت کو ایک سلام سے
پڑہے خواہ تین یا سو رکعت کو ایک سلام سے پڑہے تب بہی ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے اور ایک سورہ پڑہے بشرطیکہ
ایک سلام کی نماز مین دو تشہد یعنے التحیات سے زیادہ نہ کرے ورنہ نماز باطل ہو گی اور جس نماز مین کوئی خاص سورہ
مقرر نہین یا سنت کے نمازون مین تو قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پڑہنا افضل ہے باقی تفصیل بڑے کتابون مین
درج ہے پہر بعد سورہ کے اللہ اکبر کہتے ہوے ہاتہان کان تک اٹہا کر رکوع مین جہکے اور گہٹنون کو ہاتہون سے پکڑے اور پاؤنکو
تیر جیسا سیدہی رکہے اور کہنیون کو باؤ سے علیحدہ رکہے اور کمتر از ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ
پڑہے اور تین بار پڑہنا افضل ہے۔ اگر پیچہے امام ہو تو تین بار سے زیادہ پڑہنا مکروہ تحریمی ہے ہان منفرد کو اختیار ہے

جتنے بار چاہے پڑھ سکتے ہیں اسیطرح پیش امام تمام مقتدیوں کی رضامندی کے ساتھ گیارہ بار تک پڑھنا جائز ہے
بعد تمام رکوع کے اعتدال میں جائے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے دونو ہاتون کو کان تک اٹھا کر کھڑے
رہے اور ایک بار رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہے اور مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ
اور یہ بھی زیادہ لائے تو افضل ہے ایک بار اور ہاتو نکو چھوڑ کر کھڑے رہے اگر قنوت پڑھنے کا ہے تو ہاتان اٹھا کر قنوت پڑھے
اور بعد قنوت کے ہاتھ اسنہ پر نہ پھیرین بعد دعا کے ہاتو نکو منہ پر سے پھیر خارج نماز مین سنت ہی بعد تمام اعتدال کے سجدہ مین جائے
بغیر اٹھانے ہاتون کے صرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ کرے پہلے گھٹنونکو زمین پر رکھے پھر ہاتان پھر پیشانی مع ناک سجدہ
مین سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ ایک بار اور تین بار کہنا افضل ہے اور تین سے زیادہ وہی رکوع کا حکم ہے اور پیٹ لیان
زمین سے علیحدہ رہے اور ران پنڈلیون سے علیحدہ رہے اور پیٹ ران سے علیحدہ ہو اور کہنیان بازو سے علیحدہ رہے اور ہاتان
زمین پر کھانا دیکے روبرو رکھین اور انگلیون کے سر قبلہ صرف ہے ماز ان ان اعضاء مذکورہ کو ایک ملا کر سجدہ کرے اور مرد
پنجہ و قدم کو کھلے رکھکر سجدہ کرین بعد تمام سجدہ کے درمیان دو سجدون کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے بیٹھے اور دونو ہاتھ دونون
رانو پر رکھین اور انگلیونکا سر گھٹنے تک پونچے اور رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ کہے اور وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ
وَارْزُقْنِیْ وَاهْلِنِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ لاکو فصل سے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اول کے جیسا دوسرا سجدہ کرین پھر اَللّٰہُ
اَکْبَرُ کہتے ہوئے دوسری رکعت کے قیام مین کھڑے رہے سجدہ سے اوٹھتے وقت پہلے زمین سے پیشانی اٹھائے پھر گھٹنے پھر ہاتو نکو
ٹیک کر کھڑے ہین جیسے ضعیف ناتوان اٹھتے ہین ایسا اٹھنا افضل ہی اسیطرح دوسری رکعت پڑھے دوسری رکعت مین بعد دونون
سجدون کے بیٹھے سیدہا پاؤن کا گھٹنا اور انگلیونکا پیٹ زمین پر رکھے اور داہنے قدم کی پیٹھ زمین پر رکھکر اسپر بیٹھین اور ہاتو نکو
رانون پر رکھین اور انگلیون کا سر گھٹنے تک پونچے سیدہا ہاتھ کے انگلیون کو مٹھی باندین صرف کلمہ کی انگلی کو سیدھی قبلہ طرف
رکھے چھوڑے اور انگوٹھے کا سر کلمہ کی انگلی کی جڑ یا بیچلی انگلی کے درمیان یا اسلی انگلی کے سر کو سر حلقہ
کے موافق رکھے تو ہر ایک وضع سے سنت ادا ہوتی ہے اور اس بیٹھک مین تشہد یعنے اَلتَّحِیَّاتُ اور درود صرف اور پیغمبر کے
جو ارکان مین بیان ہوا ہے پڑھے اور لفظ اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت کلمہ کی انگلی کو اٹھا کر کھڑے اور سلام تک اوسپر نگاہ رکھے یہ تشہد
کو تشہد اول کہتے ہین اور یہ سنت ہے مگر نماز کے ابیاض مین کے ہین اسکو یا درو کو چھوڑنے سے سجدہ سہو کرے اور تشہد اول
تین یا چار یا زیادہ رکعتون کے نماز مین آتا ہے بعد تمام تشہد اول کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے ہاتو نکو کان تک اٹھا کر تیسری

رکعت کے قیام مین کھڑے ہین پھر تیسری چوتھی رکعت پڑھکر بعد آخر سجدہ کے اللہ اکبر کہتے ہوے بیٹھے اور یہ بیٹھک ارکان مین کی ہین اسمین تشہد اور درود پڑھے اور یہ تشہد کو تشہد آخر اور رکن بھی کہتے ہین پھر یہان آل پر درود بھیجے یہہ سنت ہے مگر یہی بعض مین کے ہین۔ چھوڑنے سے سجدہ سہو کرین بعد تشہد و اکمل درود کے دعا مانگے اور افضل پیغمبر کے دعا ہین سے یہ ہے اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا كَبِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اگر یہ سالم عانہ پڑھے یا دیگر اور کوئی دعا پڑھے تو سنت ادا ہو جاتی ہے **تنبیہ** بعضے ارکان کو دراز کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے ارکان فعلیہ مین سے قیام یعنے کھڑے رہنا اور رکوع اور دونون سجدہ اور تشہد آخر کی بیٹھک ہر ایک رکن طویل یعنے دراز کہتے ہین اوسکو اور زیادہ دراز کرنے سے مضائقہ نہین اما اعتدال اور درمیان دو سجدون کے بیٹھک ہر ایک ان دونون سے رکن قصیر یعنے کوتاہ کہلائے جاتے ہین اور اعتدال مین سوے ثنا اور قنوت کے اور سورہ فاتحہ پڑھے ثنا اور دراز کرے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اسیطرح درمیان دو سجدون کے بیٹھک مین اگر سوائے دعا معمولی کے تشہد پڑھے ثنا دراز کرے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعد دعا مذکور کے سلام پھیرین اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ تک رکن ہے وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سنت ہے اسیطرح دو بار سلام کرنا بھی سنت ہی پہلے بار مین منہ کو سیدھے طرف پھیرین کہ پیچھے والے رخسار کو دیکھ سکین اور دوسرے بار مین اسیطرح ڈاہنی طرف پھیرے۔ اور قبلہ طرف منہ رہنے کو سلام شروع کرین اور پھیرنے تک آخر کرین۔ پہلا سلام سیدھے نماز والے نمازیان وغیرہ مسلمانان آدمیان وجن و فرشتہ کی نیت سے کہین دوسرا سلام ڈاہنی بازو والے کے سلام کے جواب کی نیت سے کہین اور سنت ہے کہ تمام تکبیرات مذکورہ صدر و سمع اللہ لمن حمدہ بلند آواز سے دوسرے رکن تک دراز کہنے اسیطرح سلام کو بھی بلند آواز سے کہین تکبیرین کان تک ہاتھ اٹھانا اور بلند آواز سے کہنے کی غرض ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے بہرے کو اشارہ ہوتا ہے اور بلند آواز سے نابینا کو معلوم ہوتا ہے **تکمیل** سنت ہے کہ نمازی کوئی چیز سامنے رکھکر پڑھے اس ترتیب کے ساتھ پہلے دیوار اگر نہو تو ستون یا یہی نہو تو جانماز وغیرہ رکھے اور اگر میدان مین نماز پڑھنے کا موقع ملا تو ریگ و جھاڑ یا تہیرا یا لکڑی وغیرہ کھڑے کرے بشرطیکہ ان اشیاء مذکور بلندی مین سوا انگل سے کم نہو و نیز نمازی کے

ایڑی سے تین ہاتھ کے فاصلہ سے دور نہو اور بے ضرورت آمدورفت کے لئے نہ کھڑے رہے اگر سامنے کوئی چیز ان اشیا سے میسر نہو تو نمازی کی ایڑی سے قبلہ طرف تین ہاتھ کی ایک لکیر مین پر کہین سے ان شروط کے موافق نماز کیلئے ایک حد مقرر ہوا اور اسکی حرمت کا بھی حق ثابت ہوا اور اس کے اندرون حد مین گذرنا سخت ممانعت اور حرام ہے بلکہ دوزخ کے عذاب کا خوف ہے اس صورت مین گذرنے والے کو روکنا واجب ہے اگر روکنے کے دکھے سے مرجائے تو نمازی پر قصاص واجب نہو گا اور اگر ان ترتیب و شروط کے خلاف نماز پڑہے مثلاً دیوار و ستون و جھاڑ وغیرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ سے دور کھڑے ہے یا دیوار و ستون وغیرہ میسر ہوتے ہوے جانماز پر پڑہے یا جانماز ہوتے ہوے لکیر کھینچکر پڑہے یا کشادہ جائے ہوتے ہوے آمدورفت کی جائے پر پڑہے یا سامنے کی چیز سوا انگل سے کم رہے تو ان صورتون مین نمازی کی کوئی حرمت نہین اسکے سامنے سے گذرنا جایز ہے

فائدہ اگر کوئی ان تمام ستتان مذکور الصدر کو تفصیل وار سے ایک کعت کی شمار کرین اور دوسری کعتون مین ضرب دین تو صدہا ستین ثابت ہونگی

مسئلہ ۳ نماز کے مکروہات بہت ہین انمین سے کسی یک سنت کو چھوڑ دینا منہ کو اوپر اوڑہر پھیرے یا چھت و آسمان کو دیکھتے رہے یا سر کے بال کو چوٹلا باندہکر پڑہے یا کپڑے کے دامن کو چڑہائے یا رومال یا شال یا چادر وغیرہ کو سر پر یا کہاندے پر رکھکر دونون پلو لٹکا کر چھوڑے اپلو کو کہاندے پر پلٹا کر موڑ کر پشت پر چھوڑنا سنت ہے یا گڑگی و کمسوٹا تاگ پہنے کہ جس سے شرم گاہ کا حجم و رانکی موٹان معلوم ہوتی ہے یا بغرض منہ پر ہاتھ پھیرے یا سجدہ کی جائے کو ہاتھ سے صاف کرے یا منہ پر ڈہاٹا باندہے۔ یا ایک پاؤن پر کھڑے رہے یا پاؤن کو آگے پیچھے رکھے یا ایک سے ایک ملائے یا ایک بانت سے زیادہ پھیلائے یا حالت براز و پیشاب و ہوا نکلنے کی بیقراری مین نماز پڑہے یا کھانا و پانی موجود ہوتے ہوے بھوک و پیاس کی حالت مین پڑہے یا کپڑا تان رکھے پیش امام یا منفرد فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت مین سورہ پڑہے۔ سنت کی تیسری و چوتھی و غیرہ مین سورہ پڑہنا جائز ہے جیسا نماز کے سنتون مین بیان ہوا اسیطرح مقتدی امام کے تیسری و چوتھی رکعت مین ملا یا بہر یا دوری کیوجہ سے امام کا سورہ نہین سنا تو سورہ پڑہنا جائز ہے یا کسی چیز کو پشت کا ٹیکا دیکر یا بوجھ ڈالکر کھڑے رہے اور یہ چیز کے سرکنے سے نماز گرتا ہے تو مکروہ ہے یا سر کہلا رکھکر پڑہے یا ہاتھ کا پنجہ و قدم کو کپڑے سے لپیٹ کر سجدہ کرے یا رکوع و دیگر ارکان فعلیہ مین امام کے آگے برابر جھکے۔ یا جہری قرات مین آہستہ پڑہے اور اسرار مین جہر سے پڑہے اگر مقتدی جہر سے قرأت یا تشہد وغیرہ پڑہے اور امام یا دیگر نمازیونکو تشویش و بہلاوے مین لائے تو مکروہ تحریمی ہے یا گہر پر نماز پڑہے یا راستہ مین یا ندی مین موسم برسات مین پڑہے یا مقبرہ مین یا روبرو قبر یا آگ

پڑھے اما چراغ آگے رکھنا جائز ہے یا دیوار یا حمام یا کیلہ یا اونٹ کی پیٹھ میں نماز پڑھے یا تصویر دار و نقشجات کے کپڑے پر نماز پڑھے کہ اس نقشہ و تصویر کے معائنہ سے نماز کا نہلا پا ہوتا ہے یا نیند کی اونگنی میں یا کعبہ شریف کی چاندنی پر پڑھے یا امام کی ایڑی سے تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ پر کھڑے رہے اسیطرح صف سے صف دور رہے یا آگے کی صف میں جائے چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑی رہے یا صف پوری ہوی بعد ایک نمازی آکر اکیلا کھڑے رہے تو مکروہ ہے بلکہ بعد تکبیر تحریمہ کے آگے کی صف سے ایک شخص کو کھینچے اور وہ کھینچا گئے ہوے کو لازم ہے کہ صف کو چھوڑ کر ایک کے ساتھ صف باندھے اور اسمیں بہت بڑا ثواب ہے یا باہر صف کے مقتدیان علیحدہ علیحدہ فاصلہ سے پڑھے تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور کراہت سے جماعت و نماز کا ثواب جاتا ہے صرف اس سے فرض ادا ہوتا ہے **تنبیہ** ہر نماز کے سبب گذشتہ یا حال کی پانچ وقت میں پڑھنا حرام ہے (۱) بعد نماز صبح سے آفتاب نکلنے تک (۲) بعد طلوع آفتاب سے ایک نیزہ چڑھنے تک (۳) سوائے مکہ معظمہ اور روز جمعہ کے ہر روز وقت زوال آفتاب یعنے کھڑی دوپہر ظہر کیوقت تک (۴) بعد نماز عصر (۵) آفتاب ایک نیزہ باقی رہنے سے غروب تک یہہ منع خاص نماز نفل مطلق جو بے سبب پڑھتے ہیں یا سبب والی مثل فرض یا سنت کی قضا مثلاً عشا نہیں پڑھے یا صبح وغیرہ کی سنت نہیں پڑھے تھے تو یہہ اسباب گذشتہ ہے یا سنت الوضو یا تحیۃ المسجد و جنازہ و سورج گرن وغیرہ یہہ اسباب حال ہیں ان سب نمازوں مذکورہ کو ان پانچ وقتوں میں پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہہ با سبب ہیں اور منع صرف بے سبب والے کو ہے اور سوائے ان پانچ وقتوں کے دن و رات میں بے سبب نماز یعنے نفل مطلق کو ہر وقت میں پڑھنا جائز ہے

فصل ساتوین نماز باطل ہونیکے بیان میں

نماز سولہ چیزوں سے باطل ہوتی ہے (۱) وضو توٹھہ جائے (۲) بدن یا کپڑے پر نجاست پڑجائے۔ اگر سوکھی نجاست یا خون کا آنگ پڑے اور بغیر دھونیکے فوراً جھٹک دے تو مضائقہ نہیں۔ اما دیر تک رہے یا تو نجاست پڑجائے تو نماز باطل ہوگی (۳) ستر گاہ جسکا ستر کرنا واجب ہے کھلا کہیں اگر ہوا سے کپڑا اوڑ جائے یا کھل جائے اور فوراً ڈھانپ لیے تو مضائقہ نہیں (۴) سمجھ بوجھکر بات کریں یا دو حرف کا تلفظ کریں معنی دار ہو مثل زید یا بے معنی مثل زن یا ایک حرف معنی دار کہے مثل آ۔ ج۔ ت یعنے آؤ۔ جاؤ۔ تو۔ کسی طرح کے کلام یا ان حروف معنی دار کے تلفظ کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے اسیطرح یہہ حروف ہنسی یا رونے میں یا جمائی یا کھانسنے میں ظاہر ہوے تو نماز باطل ہوگی۔ اما قہری یعنے بے اختیار کھانسی و چھینک میں حرف ظاہر ہوے یا صرف مسکرائے تو مضائقہ نہیں (۵) سمجھ بوجھکر روزہ کو توڑنے والی چیز کھائی ایک تل کا دانہ برابر گیہوں یا بلغم

چھاتی یا دماغ سے منہ تک آکر پھر نکلیا یا دانتوں سے کسی چیز کو الگ کر کے نکل جائے تو ان صورتوں میں نماز باطل ہوگی اگر یہ چیزیں کو تھوک نہ سکے یا بے اختیاری سے لگل گئے تو مضائقہ نہیں (۶) سمجھ بوجھکر یا بھولکر کھانا کھائے کیونکہ نماز میں کھانا ایک بار رات ہے کھانے سے نماز باطل ہوتی ہے۔ اما روزہ میں بھولکر کھانے یا پینے سے روزہ نہیں جاتا (۷) ایکدم پے درپے تین بار حرکت کریں ایک عضو سے جو مثلاً ہاتھ کو تین بار ہلائے یا عضو سے جو مثل سر ہاتھ و پاؤں کو ایکدم ہلائے تو نماز باطل ہوگی ہاتھ کا جانا آنا ایکبار کا شمار ہے اور پاؤں کو زمین سے اٹھانا ایک بار اور رکھنا دوسرا بار ہے اگر پاؤں کو بغیر اٹھائے گھسیٹکر بڑھائے تو ایک بار ہوگا اگر تین یا زیادہ حرکت کے درمیان عرصہ گذرے تو مضائقہ نہیں اور عرصہ کی مقدار سورہ فاتحہ پڑھنے اوتنا اور اگر اس عرصہ کے اندر پے درپے تین بار حرکت کئے تو نماز باطل ہوگی اس عرصہ کے بعد دوبارہ حرکت ہوئی تو مضائقہ نہیں اسیطرح صرف انگلیاں ہلائے یا اس سے تسبیح پھیرائے یا آنگ پر کھجلی یا اور کوئی زخم ہے اور بغیر کھجانے چین نہیں پڑتی تو مضائقہ نہیں (۸) دونوں پاؤں ایک ہی دم اٹھاکر اوچکے کیونکہ یہ ایک بار کا اچکنا تین حرکت کے برابر ہے (۹) ایک ہاتھ سے زور سے رہا ٹامارے یہ بھی تین حرکت کے برابر ہے (۱۰) سمجھ بوجھکر ایک رکن فعلی زاید لائے مثل دو رکوع یا دو سجدہ یا تین سجدہ کرے تو نماز باطل ہوگی ہاں اگر بھولکر لائے تو نماز باطل نہ ہوگی صرف دو سجدہ سہو کرے (۱۱) دو رکن فعلی سے امام کے آگے یا پیچھے رہے مثلاً مقتدی رکوع کیا اور اعتدال کیا اور سجدہ میں جھکا اور ہنوز امام قیام میں ہے یا امام رکوع و اعتدال کیا اور سجدہ میں جھکا اور مقتدی ہنوز قیام میں ہے تو نماز باطل ہوگی ہاں اگر مقتدی کسی عذر سے پیچھے رہگیا تو تین رکن دراز یعنے رکوع و دونوں سجدہ تک رہسکتا ہے اما اعتدال اور درمیان دو سجدوں کے بیٹھنا یہ رکن قصیر ہے محسوب نہیں۔ اور تین رکن طویل تک پیچھے رہنے کے عذرات یہ ہیں (۱) امام جلد پڑھنے والا اور مقتدی دیر پڑھتا ہے (۲) مقتدی دعائے استفتاح یعنے اللہ اکبر کبیرا الخ وجہت وجہی وغیرہ میں مصروف ہے اور امام صرف سورہ فاتحہ پڑھکر رکوع میں گیا (۳) مقتدی سورہ فاتحہ نہیں پڑھا اور جب امام رکوع میں گیا یا جانیکے قریب ہوا تو مقتدی کو یاد آگیا یا تنبہ ہوا کہ میں سورہ فاتحہ پڑھا یا نہیں (۴) مقتدی کے خیال میں بعد آمین امام خاموش ہوکر سورہ پڑھیگا اور اس خاموشی میں میں سورہ فاتحہ پڑھونگا تو امام خاموش نہ رہکر جلد رکوع میں گیا تو ان سب صورتوں میں مقتدی جو موافق ہے امام کے پیچھے رہکر اپنا سورہ فاتحہ جو رکن ہے پڑھلیں اگر تین رکن طویل کے اندر یعنے امام دوسری سجدہ سے نہیں اٹھتے تک رکوع میں گیا تو رکعت ملی اور اگر امام دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا اور مقتدی ہنوز رکوع میں نہیں گیا تو خود امام کے ساتھ ملجائے اور یہ رکعت فوت ہوئی بعد سلام

امام کے پہر ایک رکعت پڑہلین اور مقتدی موافق سے مراد وہ مقتدی کہ جسکو قیام مین امام کے ساتہہ سورہ فاتحہ پڑہنیکا فرصت ملے اور جسکو قیام مین امام کے ساتہہ سورہ فاتحہ پڑہنیکا فرصت نہ ملے مثل لفو وارد اسکو مقتدی مسبوق کہتے ہین اسپر فاتحہ واجب نہین بغیر فاتحہ کے امام کے رکوع مین ملے تو رکعت ملجاتی ہی اور بعد رکوع کے ملے مثل اعتدال یا سجدہ مین تو نماز درست اور ثواب حاصل مگر رکعت فوت ہوی اگر قیام مین امام کے ساتہہ یا وی یا آدہا سورہ فاتحہ پڑہنے کی فرصت ملی تو اتنا ہی پڑہنا واجب ہوگا اتنا ہی پڑہکر امام کے ساتہہ رکوع مین ملے (۱۲) نماز توڑنیکا ارادہ کرے مثلاً کسی کلام کیلئے نماز توڑنیکی نیت کرے اور نماز توڑے یا توڑنے یہی نیت سے باطل ہوتی ہے (۱۳) نماز توڑنیکا کسی شرط پر موقوف رکہے مثلاً اگر برسات برسیگا یا سرکار کی سواری کلیگی وغیرہ تو مین نماز توڑونگا یہہ شرط کرتے ہی نماز باطل ہوجاتی ہے (۱۴) نماز کے توڑنے مین تردد کرے یعنے نماز کو توڑون یا پورا پڑہ لون جب جب یہ تردد آجائے تو نماز باطل ہوجائیگی۔ اما تردد قہری یعنے بے اختیاری سے دلمین بجا ہے مثل فکر و خیالات بطور وہم و فاشا سیستہ اور وسواس کے وارد ہوتے ہین تو اسکا مضایقہ نہین بلکہ ایسے قہری واردات اللہ اور رسول و قیامت وغیرہ کے شان مین ہوا کرتی ہین اور یہ شیطانی غلبہ ہے اسکے واقع ہونے سے کچہہ ہرج نہین (۱۵) کسی کن فعلی کو بے محل لائے مثلاً رکوع کے آگے سجدہ کرین امام سہو کر لانے سے مضایقہ نہین مگر جہان سے چہوڑے وہان سے پہر لانا واجب ہے اس صورت مین پہلی رکعت کا رکوع چہٹ گیا اگر دوسری رکعت کے رکوع کے آگے یاد آئے تو اپنی حالت پہور کر رکوع کرین اس سے رکعت جڑ جاتی اور جو بے محل پڑہی محسوب نہوگا اور اگر دوسری رکعت کے رکوع مین یا بعد رکوع کے یاد آیا تو دوسری رکعت کا رکوع سے پہلی رکعت جڑ جاتی ہی۔ یہہ یہان سے نماز کی ترتیب موافق چلے لیکن آخر مین سجدہ سہو کرین اسیطرح اگر پہلی رکعت کا رکوع چہٹے اور تیسری یا چوتہی رکعت مین یاد آئے تو رکوعات موجودہ سے ہر ایک رکوع سے اوسکے آگے کی رکعت کو چہوڑے جب ترتیب سے یاد آئے سو رکعت تاکہ پوری بنجائے تو اوس رکعت کا دوبارہ رکوع اور اوسکا بعد ترتیب موافق نماز کے آخر تک پڑہے اور دو سجدہ سہو کرین (۱۶) رکن قصیر کو دراز کرے یعنے اعتدال کو بعد رفع راس من الرکوع اور قنوت معمولی کے سورہ فاتحہ پڑہے اتنا دراز کرے یا جلوس میان دو سجدون کے بعد رب اغفر وغیرہ کے بقدر تشہد دراز کرے تو ان دو صورتون مین نماز باطل ہوتی ہے

فصل آٹہوین سجود السہو کے بیان مین

بہول چوک کو سہو یا سہوا کہتے ہین جب نماز مین کسی نوع کا نقصان یا خلل ہوا تو سلام کے آگے دو سجدہ سہو کے کرنا سنت موکدہ ہے اگر نہ کرین تو نماز درست ہی مکروہ تحریمی ہے اور اسباب سہو کے چار ہین پہلا ایک بعض کو سمجہہ بوجہکر یا بہولکر چہوڑے

یا بعض کے ایک جز کو چھوڑے یعنے تشہد اول و درود اور بیٹھک اوسکی اور قنوت و درود اور کھڑے ہنا اسکا اور درود اوپر
آل پیغمبر تشہد آخر مین جیسا فصل چھٹی مین بیان ہوا جب ان ابعاض مذکورین سے کسی کو چھوڑے یا بے محل خلاف
ترتیب لائے تو سجدہ سہو کرین اگر قنوت کو بھولکر چھوڑے اور سجدہ مین پیشانی زمین پر نہین پونچے تک یاد آئے تو واپس
آکر قنوت پڑہین مگر سجدہ سہو بھی کرین اسیطرح حد رکوع تک جھکر یاد کرین تو اسکا بھی یہی حکم ہے اما مذراجھکنا
اور حد رکوع مین نہین پونچے تک واپس آئے تو مضایقہ نہین و نہ سجدہ سہو کرین اسیطرح اگر بھولکر تشہد اول کو
چھوڑ کر کھڑے ہے اور قیام کو نہین پونچے تک یاد آئے تو واپس آکر تشہد پڑہین اور سجدہ سہو بھی کرین اسیطرح
حد رکوع تک پہونچکر یاد آئے تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ اما مذرا اٹھنا اور حد رکوع مین نہین پونچے تک واپس آئے تو مضایقہ
نہین و نہ سجدہ سہو کرین کیونکہ حد رکوع تک ایک رکن فعلی نماز مین زاید ہوتا ہے اور سجدہ بوجہ کرنے سے نماز باطل ہوتی
تہی اور سہواً مین معاف مگر دو سجدہ سہو کے کرین اور اگر قنوت کو چھوڑکر پیشانی زمین کو لگ چکی ہو یا تشہد کو چھوڑکر
قیام مین کھڑے رہ چکے ہون تو اسکو چھوڑکر واپس آنا حرام و ناجائز ہے اور نماز باطل ہوتی ہے کیونکہ ایک رکن مین داخل
ہو چکے ہین رکن کو چھوڑا کر ابعاض مین جانا جائز نہین **دوسرا** بھولکر ایک رکن کو چھوڑے یا ایک رکن کو زاید
لائے تو سجدہ سہو کرین سمجھ بوجھکر رکن چھوڑے یا زاید لائے تو نماز باطل ہوتی ہے اور بھولکر چھوڑے تو جب یاد آئے
تو واپس ہوکر ادا کرین اور یہین سے نماز کا شمار ہوگا اور حالت سہو مین جتنے ارکان لائے وہ سب نامحسوب ہون گے باقی
کیفیت فصل ساتوین نمبر ۱۲ وغیرہ مین بیان ہوی **تیسرا** سوائے نیت تکبیر تحریمہ کے ایک رکن قولی کو بے محل لائے
مثل سورۂ فاتحہ کو رکوع یا سجود یا بیٹھک مین پڑہے یا تشہد آخر یا درود یا سلام کو رکوع و قیام وغیرہ مین لائے یا خلاف
ترتیب سے لائے مثل درود کے بعد تشہد پڑہے اسیطرح نماز کے ابعاض کو بھی بے محل و بے ترتیب لائے ان سب صورتون مین
سمجھ بوجھکر۔ یا بھولکر کرین تو نماز باطل نہوگی مگر سجدہ سہو کرین بلکہ ہر رکن یا بعض قولی کا ایک لفظ بھی بے محل لائے
تو سجدہ سہو کرین **چوتھا** ایک رکن فعلی کو شک و تردد مین لائے مثلاً جلوس مین شک و تردد ہوا کہ مین دونون
سجدہ کیا یا ایک ہی سجدہ کیا تو ایک سجدہ تو بالیقین ہے اور دوسرے سجدہ مین شک و تردد ہے تو احتیاطاً اور ایک
سجدہ کرنا واجب ہے مگر احتمال ہے کہ شاید یہہ تیسرا سجدہ ہوگا اور تین سجدہ کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے تو یہان
حال قشگی ہے اور یہ سجدہ سہو کرنے سے دفع ہوجاتی ہے اسیطرح شک و تردد ہوا کہ یہہ رکعت دوسری ہے یا پہلی۔ یا

شک ہوا کہ یہ تیسری ہے یا دوسری۔ یا تردد ہوا کہ یہ چوتھی ہے یا تیسری ہر ایک صورت میں بالیقین کی شمار کریں اور جس میں شک و تردد ہے دوبارہ لاکر سجدہ سہو کریں کہ شاید رکعت جو شک و تردد کیساتھ لائے سو زاید ہے اور یہ پیش امام ہو یا منفرد اور سہو کا یہی حکم ہے۔ اما مقتدی سے یہ حرکات صادر ہوے تو اسکا بار امام اٹھاتا ہے مقتدی اپنے سہو کا سجدہ نکریں اور اگر امام سے سبب سہو کا صادر ہو کر سجدہ سہو کا نہ کیا تو مقتدیو نکو سنت ہے کہ بعد سلام امام کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیریں اور جب امام سجدہ سہو کیا تو مقتدیو نکو اسکی متابعت کرنا واجب ہے اگر نہ کریں تو نماز باطل ہوتی ہے سجود سہو کے سبب سے آگاہ ہوا نہو اگر پیش امام سہو کئے ہوے نے سہو کو جہکر سلام پھیرا پھر سجدہ کیا تو اسکی متابعت نکریں اگر کئے تو نماز باطل ہو گی۔ کیونکہ سمجھ بوجھکر سلام کرنے سے نماز کے باہر ہو گیا اور مقتدیان خود مختار ہو گئے اگر سہو کے سبب سے آگاہ ہیں تو اپنے اپنے اختیار سے قبل سلام کے سجدہ سہو کریں اگر پیش امام حنفی مذہب کا ہے تو اسکی متابعت نہ کریں کیونکہ پہلے سلام سے ہمارے مذہب میں نماز کے باہر ہو گیا ہے اگر امام یا منفرد بھولکر سلام پھیرے اور تھوڑے عرصہ میں سہو کا سبب یاد آ گیا تو جلد سہو کر کے دوبارا سلام کرنا جائز ہے اگر بہت عرصہ کے بعد یاد آیا یا نماز کے باطل کرنے والے کوئی چیز واقع ہوی تو سجدہ سہو فوت ہوا دوبارہ لانا جائز نہیں اور سبب سہو کے ایک یا چند کیوں نہو سب کے لئے صرف دو ہی سجدہ سہو کے کافی ہے اور سجدہ کی جائے سلام کے آگے ہے اور جو شروط و سنت نماز کے سجدہ میں ہے، وہ یاں بھی ہیں اور صرف تسبیح کے بعد سُبْحَانَ مَنْ لَا یَسْهُوْ وَلَا یَنَامُ زیادہ لائے کہ یہ اس حالت کے لایق ہے **مسئلہ** سجدہ تلاوت قرآن مجید میں چودہ جائے ہیں سنت ہے یعنے قرآن مجید میں چودہ آیتہ معروف و مشہور ہیں جب ایک آیتہ کو تلاوت کرے یعنے پڑہے تو ایک سجدہ کرنا سنت موکدہ ہے نماز کے اندر پڑہے ہو یا خارج نماز کے پڑہے اور پڑہنے والا و کان لگا کر سننے والا ہر دو سجدہ کریں اما چلتے چلتے سنے یا بے اختیاری کیوقت سنے تو انپر سجدہ کرنا سنت ہے جب پیش امام سجدہ تلاوت کا کرے تو مقتدی کو بھی سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے اگر مقتدی امام کی متابعت نہ کریں تو نماز باطل ہوتی ہے اسیطرح امام سجدہ تلاوت کا نکیا اور مقتدی اس کے خلاف میں سجدہ کئے تو تب بھی نماز باطل ہو گی و علیہذا نمازی خارج نماز والے کی تلاوت سنکر سجدہ کرے تو نماز باطل ہوتی ہے یا نمازی نے صرف بغرض سجدہ کرنے کے سجدہ کی آیتہ پڑہکر سجدہ کرے تو تب بھی نماز باطل ہو گی اور خارج نماز کی حالت میں سجدہ تلاوت نماز کی شمار میں ہے یعنے سجدہ کرنیوالا باوضو ہے اور بدن و کپڑا و جائے بھی پاک ہے و قبلہ طرف منہ کرے اور نیت یعنے نَوَیْتُ سُجُوْدَ التِّلَاوَتِ لِلّٰهِ تَعَالٰی تلاوت کا سجدہ کرتا ہوں اللہ کے واسطے اور تکبیر تحریمہ اور ہاتھوں کو کان تک اٹھا کر جھکے

دنا کے درمیان کہے پھر سجدہ کرے موافق سجدہ نماز کے پھر بیٹھیں پھر دونوں طرف سلام پھیریں جیسا نماز میں بیان ہوا
اگر بغیر وضو یا دیگر شروط سے ایک شرط چھوٹے تو سجدہ تلاوت کرنا حرام و نادرست ہے اگر قاری یا سامع سجدہ تلاوت
کا کرنا چاہا یا بے وضو ہے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار پڑھنا کافی ہے
اور اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے اگر ایک بیٹھک میں سجدہ کی آیتیں کو چند بار پڑھیں تو ایک ہی سجدہ کرنا کافی ہے۔
اگر چند سجدوں کی آیتوں کو پڑھے تو ہر آیتہ کو ایک سجدہ کرے اسیطرح اگر ایک سجدہ کی آیتہ کو چند مجلس متفرق میں
پڑھے تو ہر مجلس کا ایک سجدہ علیحدہ کرے اور سجدوں کی جائے یہ ہے (۱) سورۂ اعراف یعنے الٓمٓصٓ میں (۲) سورۂ
رعد یعنے الٓمٓرٰ میں (۳) سورۂ نحل یعنے اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ میں (۴) سورۂ اسرا یعنے سُبْحَانَ الَّذِیْ میں (۵)
سورۂ مریم کٓھٰیٰعٓصٓ میں (۶) و (۷) سورۂ حج یعنے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ میں مگر حج کا دوسرا سجدہ حنفی
مذہب میں نہیں ہے اسکے معاوضہ میں سورۂ صٓ کو گنتے ہیں اور شافعی مذہب میں سورۂ صٓ کا سجدہ جو حضرت داؤد کے
قصہ میں آیا وہ سجدہ شکر کا ہے۔ خارج نماز لانا سنت ہے اگر نماز میں سجدہ کرے تو نماز باطل ہوتی ہے (۸) سورۂ فرقان یعنے
تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ میں (۹) سورۂ نمل یعنے طٰسٓ میں (۱۰) سورۂ الم تنزیل یعنے الٓمٓ تَنْزِیْلُ
الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ میں (۱۱) سورۂ حم یعنے حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۱۲) سورۂ نجم یعنے وَالنَّجْمِ
اِذَا ھَوٰی میں (۱۳) سورۂ انشقاق یعنے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ (۱۴) سورۂ اقرا یعنے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ
خَلَقَ میں یہہ تیرا سورہ نہیں سجدۂ تلاوت کے چودہ آیتان ہیں اما سوۂ صٓ کا سجدہ یہ سجدہ شکر ہے نہ کہ تلاوت
نماز میں لانا درست نہیں جیسا بیان ہو چکا ہے **مسئلہ ۳** سجدۂ شکر دو سبب سے سنت موکدہ ہے **پہلا** ناگہانی یک بیک
نعمت حاصل ہوی مثلاً بیٹا پیدا ہوا یا مسافر قریب آ گیا یا جاگیر و عہدہ و منصب سے سرفراز ہوے یا کسی ورنوع کی
خوشی دفعتاً حاصل ہوی تو ایک سجدہ شکر کا کرنا سنت ہے **دوسرا** ناگہانی بلا ایک بیک دفع ہوی مثلاً کافر دشمن
ہلاک ہوا یا کسی الزام سے نجات پائے یا اپنے یا کسی قرابت و دوست کی سخت بیماری سے شفا حاصل ہوی یا اور کسی بلا و تکلیف
سے بچے یا کسی جزامی وغیرہ سخت مرض والے کو دیکھے کہ اللہ نے ہمکو اس بلا سے بچایا مگر مریض کو معلوم نہونے دین تا غم
نہ کہائے یا شرابی یا دیگر حرام خور و حرام باز کو دیکھے کہ اللہ تعالی نے ہمکو اس گناہ سے بچایا اسپر ظاہر کرنا مضایقہ نہین
تا اسکو زجر و عبرت ہو اور وقت سجدہ شکر کا سبب واقع ہونے سے شروع ہوتا ہے یہہ بھی نماز کے شمار میں ہے جو شروط

وسنت سجدہ تلاوت مین بیان ہونے اس مین بھی لانا ضرور ہے صرف نیت مین جو سبب واقع ہوتا ہے اسیکا نام بعوین مثلاً نَوَیْتُ سَجْدَۃَ الشُّکْرِ لِحُصُوْلِ اَوْلَادِ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے بیٹا ہونے سے سجدہ شکر کا کرتا ہون اللہ کیواسطے اسیطرح ہر سبب کا نام لینا عربی سے ہو۔ یا اردو وغیرہ زبان سے کہنا درست ہے اما بغیر سبب بیٹھے، بیٹھے یا بعد نماز کے سجدہ کرنا حرام ہے کہ بعضے لوگ ظاہر مین بے سبب ہو کر سجدہ کرتے ہین تو یہ دوام سے خالی نہین یا تو جاہل ہے جائز و ناجائز کی تمیز نہین رکھتا ہی یا عالم ہی اسکا سبب سے ہم پوشیدہ ہے خدا خلاف شرع کی عادت و رواج سے بچائے۔

فصل نوین نماز جماعت کے بیان مین

فرض نمازون کو جماعت سے پڑہنا سنت موکدہ ہے اور ایک روایت مین فرض کفایہ ہے یعنے تہوڑے لوگ جماعت سے پڑہے تو کافی ہے باقی لوگ پر سے سر جاتا ہے ورنہ سب گنہگار رہ جاتے ہین باقی کیفیت اذان کی فصل مین بیان ہو چکی معاینہ طلب ہے اور جماعت کی فضیلت منفرد پڑہنے سے دو روایت پچیس یا ستائیس درجہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے اور کمتر جماعت امام و ایک مقتدی دو شخص سے ہوتی ہے مگر بڑی جماعت چہوٹی جماعت سے افضل ہے ہان اگر بڑی جماعت کا امام دیگر مذہب والا ہو یا فاسق یعنے حرام زیادتی یعنے غیر مذہبی یا حرام کی اولاد یا غلام یا نابالغ ہو تو چہوٹی جماعت افضل ہے بلکہ ایسونکی جماعت سے منفرد پڑہنا افضل ہی چنانچہ کتاب منہج القویم شرح بن حجر مکی و کتاب فتح المعین شرح عبد العزیز ملیباری وغیرہ کتب شافعیہ مین درج ہے مگر بعضونکے نزدیک منفرد پڑہنے سے ایسون کے پیچہے پڑہنا افضل کہے ہین اور اسیطرح محلہ کے مسجد کی چہوٹی جماعت غیر محلہ کی بڑی جماعت سے افضل ہے وعلیہذا کسی شخص کے جانے سے چہوٹی جماعت مسجد مین یا مکانکی معطل ہو جاتی ہے تو اس تہوڑی جماعت کو قایم کرنا بڑے جماعت سے افضل ہے اور جماعت والون کے مراتب اس ترتیب پر ہر ایک کا حق مقدم ہوتا ہے پہلی صف مین بالغان کا حق ہے دوسری مین نابالغان تیسری مین خناثان جنکو مردون کی شرمگاہ ہوتی ہے چوتہی مین نسوان اگر ایک یا چند نابالغان صف اول مین کہڑے رہ کر صف کو پوری کرے تو یہہ حقدار ہو گئے پہر انہون کو پیچہے کرانا جائز نہین اور اگر امام کے ساتہہ ایک ہی مرد ہے تو سید ہے بازو ایڑی کے روبرو کہڑے رہین دوسرا آجاوے تو ڈانوین بازو مین کہڑے رہین آگے جائے ہے تو امام غیر حرکات کثیر کے آگے بڑہے اور یہہ دونون ملکر صف بنائے اگر پیچہے جائے ہے تو یہہ دونون پیچہے ہٹ کر صف بنائے تیسرا آئے تو سیدہے بازو مین۔ چوتہا ڈانوے بازو مین اسیطرح صف پوری ہو تک۔ پہر اگر کوئی آئے تو دوسری صف مین امام کے برابر پیچہے کہڑے رہین مگر اکیلا نہ رہے بلکہ بعد تکبیر

تحریمہ کے صف مین سے کسی ایک کو اپنے طرف کھینچے اور جو کھینچا گیا کو افضل ہے کہ پیچھے ہٹکر اسکے ساتھہ ملجائے اور اسکی جائے کو صف والے ملالیوین جیسا آگے بیان ہوا امام کے پیچھے ایک یا دو زن مقتدی ہوے تو شروع نماز سے امام کے پیچھے کھڑی رہین اسیطرح زنان کی جماعت مین جو زن پیش امام ہو تو صف اول سے دو مانند مرد کے فاصلہ سے نہ رہے بلکہ مقتدی کے قدم سے ذرا ایک بالشت یا ایک ہاتھہ آگے بڑہنا افضل ہے۔ اور جب پیش امام کسی آنے والیکا آواز سنے تو سنت موکدہ ہے کہ ہر رکوع مین اور تشہد آخر کی بیٹھک مین آنیوالیکا انتظار کرے کہ رکوع سے رکعت ملجاتی ہے اور تشہد سے جماعت ملتی ہے بشرطیکہ انتظار سے جماعت والونکو تکلیف نہو اور آنے والونمین کسیکی تمیز و خاطر انہ کرین کہ ایک کا زیادہ انتظار کرے و ایک کا نکرے کہ یہہ مکروہ تحریمی ہے **مسئلہ** شروط امام بننے کے گیارہ ہین (۱) مسلمان ہو کافر کے پیچھے نماز درست نہین (۲) مرد ہو۔ خنثی اور زن کے پیچھے درست نہین ہان زن خنثی کے یا زن ہی کے پیچھے پڑہے تو درست ہے اما خنثی زن یا خنثے کے پیچھے نماز پڑہنا درست نہین (۳) عقلمند ہو۔ دیوانہ یا بے تمیز کے پیچھے درست نہین اما بالغ نابالغ عقلمند کے پیچھے پڑہنا درست ہے (۴) با طہارت ہو۔ بے غسل یا بے وضو کے پیچھے درست نہین اگر اس کے حالت سے ناواقف ہو تو درست ہے بعد معلوم ہونیکے قضا کی بہی ضرورت نہین (۵) قاری ہو۔ قاری سے مراد جو سورہ فاتحہ کو صحیح پڑہتا ہے۔ امی کے پیچھے درست نہین و امی سے مراد جو سورہ فاتحہ کو خلل سے پڑہتا ہے یعنے تشدید کو چہوڑتا یا حروف کو بدلاتا ہے مثل الذین کے بدل الزین۔ مغضوب کے بدل بغزوب وغیرہ جو فاتحہ کے شروط مین آیا ہے۔ اگر قرآن کا حافظ و علوم کا مفتی کیون نہو ہان اگر مقتدی بہی امی ہے تو درست ہے (۶) اصل امام ہو مقتدی کی حالتمین اسکے پیچھے درست نہین۔ ہان بعد سلام امام کے مقتدی خود مختار ہو جاتا ہے تو اس کے پیچھے پڑہنا درست ہے (۷) امام معلوم ہو مجہول کے پیچھے درست نہین مثلاً صف مین چند لوگ نماز پڑہے ہین پہر ایک یا چند لوگ آکر ایک کے مقتدیان بنے اور اب جو آنیوالا جب تک یہہ مقتدیان کا امام کو نہ پہچانے تو ان کے ساتھہ پڑہنا درست نہین (۸) اپنے اعتقاد مین امام کی نماز باطل نہو باطل نماز والیکے پیچھے درست نہین مثلاً معلوم ہوا یا خود حنفی امام کہا کرین سورہ فاتحہ نہین پڑہتا یا چارون رکعتون مین بہی نہین پڑہتا ہون یا بسم اللہ بہی نہین لاتا۔ یا وضو کے بعد بیگانی عورت کو چہوا یا شرمگاہ کو ہاتھہ لگائے تو اسکے پیچھے بہی پڑہنا درست نہین۔ اما فصد یا بدن سے لہو بہنے سے اگرچہ حنفی مین وضو توٹتا ہے اور شافعی مین نہین تو ٹہتا ہے اپنے اعتقاد سے حنفی کے پیچھے درست ہے (۹) امام پر نماز کی قضا کرنیکا واجب نہو۔ جیسا وقت کی حرمت کیلئے بستی والا پانی نہونیکی وجہ تیمم کیا تو اس کے پیچھے پڑہنا

درست نہین۔ اما جنگل مین پانی نہونیکے وجہ سے تیمم کیا ہو تو اسکے پیچھے درست ہی کیونکہ اسپر قضا واجب نہین ہے (۱۰)
امام کا اعتقاد مقتدی کے اعتقاد موافق ہو۔ اگر امام و مقتدی کے اعتقاد مین خلاف ہو مثلاً ایک کہا قبلہ اسطرف ہے
دوسرا کہا کہ اوسطرف ہی یا ایک کہا کہ یہہ کپڑا پاک اور یہہ نجس ہے یا یہہ پانی پاک اور وہ پانی نجس اور دوسرا اسکے برعکس کہا
تو ہر ایک دوسرے کے پیچھے پڑہنا درست نہین (۱۱) امام اور مقتدی کی نماز ایک طرح کی ہو۔ یعنے یا ایک رکوع و دو
سجود وغیرہ ارکان والی ہو۔ اما جنازہ کا امام کہ اسمین رکوع و سجود نہ ارد۔ یا کسوف و خسوف کی نماز کہ اسمین دو رکوع
و دو قیام ہوتے ہین تو اس کے پیچھے ظہر و عصر و دیگر نمازان فرض یا سنت پڑہنا درست نہین ہان ظہر کی قضا عصر
والیکے پیچھے یا حاضر الوقت قضا والیکے پیچھے یا فرض سنت والیکے پیچھے یا سنت فرض والیکے پیچھے یا سنت دیگر سنت والیکے
پیچھے پڑہنا ان سب صورتون مین درست ہے مگر خلاف افضل ہے **تنبیہ** بعد سلام کے امام کی حالت دوسری معلوم ہوی تو
نماز کی قضا کرین۔ یعنے بعد سلام کے معلوم ہوا کہ امام کافر۔ یا خنثی یا زن یا دیوانہ و بے تمیز یا امی وغیرہ تہا تو اس
نماز کا وقت باقی ہے تو دوبارہ پڑہنا اور وقت نکلا تو قضا کرنا واجب ہے کیونکہ حالت کی بحث نہ کرنے سے اپنی تقصیر
ہے یا اگر معلوم ہوا کہ امام بے وضو یا بے غسل تہا یا اسکے بدن یا کپڑے پر پوشیدہ نجاست تہی تو مقتدیون کی نماز درست
ہے اور دوبارہ یا قضا کرنیکی ضرورت نہین کیونکہ اس حالتون سے معذور و بے تقصیر ہین اور بہیدکیسکا پوچہنا واجب
نہین **مسئلہ ۲** شروط اماموم یعنے مقتدی بننے کے پانچ ہین (۱) مقتدی جماعت کی نیت کرے یعنے نماز کی نیت
مین مَامُوْمًا یَا مُقْتَدِیًا یَا جَمَاعَۃً لِلّٰہِ تَعَالٰی الخ کہنا واجب ہے۔ بغیر نیت کے متابعت کرنا درست نہین اما
امام کو امامت کی نیت کرنا واجب نہین یعنے اِمَامًا یَا جَمَاعَۃً کہنا سنت ہے تا جماعت کا ثواب ملے ہان جمعہ مین
امامت کی نیت کرنا واجب ہے کیونکہ جمعہ بغیر جماعت کے پڑہنا درست نہین۔ اسیطرح مساوی ہین ظہر و عصر کو ایک
وقت مین پڑہنا چاہئے یا مغرب و عشا کو ایک ہی وقت مین پڑہنا چاہئے۔ یا ایک یا سب فرضون کو جماعت سے پڑہنیکا
نذر کیا۔ یا کسی فرض کو پڑہے بعد پہر دوبارہ دیگر لوگونکو بڑی جماعت سے پڑہائے یا ان کے ساتہہ پڑہنا چاہئے تو ان
سب صورتون مین امام کو اما یا جماعۃ کہنا واجب ہے کیونکہ یہہ سب نمازین بہی بغیر جماعت کے پڑہنا درست نہین (۲)
مقتدی کی ایڑی امام کے ایڑی کے پیچھے رہے اگر امام کے ایڑی کے آگے بڑہائے تو نماز درست نہین اگر برابر کہے تو
جائز ہے مگر مکروہ ہے اسیطرح مقتدی کے انگلیان آگے بڑہجائے تو مضائقہ نہین بشرطیکہ ایڑی امام کے

ایڑی کے پیچھے رہے (۳) امام کے حالات سے واقف ہیں یعنے امام کا قیام و رکوع و اعتدال و سجود وغیرہ کے حال سے آگاہ رہیں۔ بذات خود دیکھے یا سنے۔ یا مسمع کے آواز سے معلوم ہوا تو بھی کافی ہے (۴) مقتدی اور امام جماعت کے حلقے کے اندر رہیں مسجد کے جماعت کا ایک ہی حلقہ ہے۔ مقتدی اور امام کے درمیان کتنا ہی فاصلہ ہو۔ مثلاً امام مسجد کے محراب میں اور مقتدی صحن میں یا امام باولی کے چبوترہ پر اور مقتدی منارہ پر یا امام مسجد میں اور مقتدی چاندنی پر یا برعکس ان سب صورتوں میں نماز و جماعت درست ہے بشرطیکہ باولی و منارہ و حجرہ کے دروازہ مسجد کے اندر ہو۔ دروازہ بھیڑے جانے سے یا منارہ و چاندنی پر سے اترنیکے وقت قبلہ کو پیٹھ ہوتی ہے۔ تو مضائقہ نہیں لیکن بے ضرورت امام یا مقتدی ایک دوسرے سے ذرہ تمیز سے اونچے پر کھڑے ہنا مکروہ ہے اور غیر مسجد میں جماعت کا حد تین سو ہاتھ ہے یعنے امام اور مقتدی کے درمیان کا فاصلہ تین سو ہاتھ تک ہے اس سے زیادہ فاصلہ درست نہیں۔ اسیطرح ہر صف و سری صف سے تین سو ہاتھ تک ہے اگر صدہا صف اور صدہا منزل تک دور گئے تو بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مقتدی اور امام کے درمیان دیوار وغیرہ کا آسرا نہو۔ امام کیطرف آنے کو قبلہ طرف پیٹھ ہو یا بازو کر زنانہ پڑتا ہو امام اور مقتدی کے درمیان گلی یا ندی یا دو جہاز کے درمیان کی دریا واقع ہو تو درست ہے کیونکہ یہ اشیاء مانع نہیں سمجھے جاتے ہیں اور اگر مکان میں جماعت ہوی۔ اور امام دالان میں اور مقتدی انگنے میں یا برعکس یا امام دالان یا انگنے میں اور مقتدی حجرہ میں یا امام بالاخانہ پر اور مقتدی نیچے یا برعکس ان صورتوں میں چاہیے کے مقتدیان امام اور صف سے تین ہاتھ سے زیادہ دور نہ رہے اور بازو کے مقتدیان انگنے یا دالان یا حجرہ والے امام کے پیچھے کے صف والوں سے علیحدہ نہ رہے اور بالاخانہ والے کے پاؤں نیچے والوں کے سر سے اونچا نہ رہے اگر امام کے پیچھے کے مقتدیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ پر کھڑے رہے یا بازو کے مقتدیان صف سے ایک آدمی کی جائے کا فاصلہ چھوڑے یا بالاخانے والے کے پاؤں نیچے والوں کے سر سے اونچا رہے تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہیں اور ایک روایت میں حد جماعت مکان کی جیسا حد جماعت میدان کی ہے یعنے امام سے یا صف سے تین سو ہاتھ تک کھڑے ہنا درست ہے اور یہی فتوی ہے اور اگر امام مسجد میں اور مقتدیان خارج مسجد ہے تو تین سو ہاتھ مسجد کے دروازہ سے شمار کیجائینگے نہ کہ امام یا اندرون مسجد کی صف سے ہوگا (۵) مقتدی کسی سنت میں امام سے بیجا خلاف کرے مثلاً امام سجدہ تلاوت کا کرے اور مقتدی کیا یا امام سجدہ کو چھوڑی اور مقتدی کیا یا امام تشہد کو یا قنوت کو چھوڑے اور مقتدی کیا تو ان سب صورتوں میں مقتدی کی نماز باطل

ہو جاتی ہے کیونکہ یہ خلاف بیجا ہے اندرہ سا خلاف مثلاً امام رکوع یا سجود کی تکبیر یا تسبیح کو چھوڑے اور مقتدی کرے یا امام آمین یا سورہ کو چھوڑے اور مقتدی پڑھے تو ان صورتوں میں مضایقہ نہیں۔ کیونکہ ایسے سنتوں کی مخالفت بیجا معلوم نہیں ہوتی **فائدہ** نماز کے ہر رکوع میں امام کے ساتھ ملکر اور طمانینہ کرنے سے پوری رکعت ملتی ہے اور اگر بعد رکوع کے ملے تو رکعت فوت ہوی مگر جماعت اور ثواب حاصل ہے۔ اور صرف تکبیر تحریمہ امام کے سلام سے پیشتر کرنے سے بھی جماعت ملتی ہے بیٹھنے کا موقع ملے یا نہ ملے **مسئلہ ۳** پیش امام ہونیکے استحقاق چند مراتب پر موقوف ہے (۱) بادشاہ یا حاکم جہاں جائے حاضر ہوے تو پیش امامی کے مستحق ہیں خواہ بذات خود پیش امام بنے یا دیگر کو اجازت دیوین (۲) مالک مکان ملکی ہو یا کرایہ یا کسی نوع کے رہنے کا مستحق ہے (۳) مسجد کا پیش امام مقرر (۴) فقیہ یعنے عالم (۵) قاری یعنے صحیح قرأت سے پڑھتا ہے (۶) پرہیزگار (۷) قدیمی ہجرت والے یا اسکی اولاد (۸) قدیمی سلام کا ہو (۹) شریف نسبت والا اصل حبیب سید قریشی شیخ وغیرہ نیک ذات (۱۰) نیک نام یعنے نیک رو یہ والا ہو (۱۱) صاف و پاکیزہ لباس والا ہو (۱۲) صاف پاکیزہ بدن والا ہو (۱۳) خوش آواز والا ہو (۱۴) خوبصورت ہو۔ جب آگے کا مرتبہ والا موجود ہے تو دوسرے مرتبہ والیکا حق نہیں۔ اگر ایک مرتبہ کے چند اشخاص جمع ہوے سوائے بادشاہ کے کل صفات ہر ایک میں ہے اور آپسمیں نزاع پڑا تو قرعہ کرے یعنے چٹھیاں نکالیں جسکا نام نکلا وہ پیش امام بنے۔ مگر عالم گنہگار یا قاری گنہگار سے عالم یا قاری پرہیزگار افضل ہے۔ اور عالم یا قاری نابالغ سے عالم بالغ افضل ہے۔ اور غلام عالم یا قاری اور حر بے علم و بے قرأت کے برابر ہے۔ بیطرح نابینا دیکھنے والے کے برابر اور مسافر سے بستی والا افضل ہے۔ امامت فاسق یعنے حرام یا مکروہ تحریمی سے پرہیز نہیں کرتا اور نے ختنہ اور بدعتی یعنے غیر مذہب اور زبان کا تتلا نیوالا مثلاً تَ تَ فَ فَ کی امامت مکروہ ہے۔ بیطرح امام مسجد کے پیشتر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر مسجد چور رستہ پر ہے اور جھگڑے و فساد کا اندیشہ نہیں یا وقت فضیلت کا نکلا جاتا ہے تو مسجد کے پیش امام کی جماعت سے پیشتر دیگر جماعت سے پڑھنا مکروہ نہیں اور جماعت سے پڑھنے کے سنتان بیطرح ہے۔ پہلے بعد پوری تکبیر کے مقتدیان کھڑے ہیں پہر امام کا عہدہ ہے کہ صفوں کو برابر کرائے پہر بعد جمنے صفوف کے تکبیر تحریمہ کہے۔ اور سب سے افضل پہلی صف جو امام کے نزدیک ہے دوسری پہر تیسری وغیرہ اور ہر صف والے جو امام سے زیادہ تر نزدیک ہیں سات دانوں سے افضل ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور مغفرت پہلے امام پر اترتی ہے۔ پہر امام کے پیچھے والے پر پہر اس کے سیدھے بازو والے پر پہر ڈانوین بازو والے پر بیطرح پہلی صف پوری ہونے تک پہر بیطرح دوسری

تیسری صف وغیرہ **اطلاع ضروری** جو کچھ بستان و مکروہات کا بیان ہوا ہے اسکے خلاف کرنے سے جماعت کی فضیلت اور ثواب جو منفرد پڑھنے والے سے پچیس یا ستائیس درجہ زیادہ ملنے کا وعدہ ہوا وہ یہاں ساقط ہوتا ہے صرف فرض ادا ہو جاتا ہے اللہ نیک توفیق دے۔

فصل دسویں سنت نمازونکے بیان مین

سوائے پانچ فرض یعنے ظہر و عصر و مغرب و عشا و صبح کے اور کوئی دیگر نماز فرض یا واجب نہین ہے بعضے علما کے نزدیک موافق مذہب حنفی رحمہ کے تراویح و عیدین کی نمازین واجب ہین اور سنت نمازین تین قسم پر ہے **پہلی قسم** رواتب جو فرضون کے آگے پیچھے مرتب ہین انمین سے دس رکعت سنت موکدہ ہین دو رکعت صبح کے آگے اور دو رکعت ظہر یا جمعہ کے آگے اور دو رکعت ظہر یا جمعہ کے پیچھے۔ اور دو رکعت مغرب کے بعد۔ اور دو رکعت عشا کے بعد۔ اور بارہ ۱۲ رکعت رواتب مستحب یعنے سنت ہے دو رکعت ظہر یا جمعہ کے آگے اضافہ۔ اور دو رکعت ظہر یا جمعہ کے پیچھے اضافہ۔ اور چار رکعت عصر کے آگے اور دو رکعت مغرب کے آگے۔ اور دو رکعت عشا کے آگے صبح و عصر کے بعد موکدہ و نہ سنت رابتہ ہے مگر اس کے آگے کے سنتان پڑھنیکا موقع نہ ملا تو بعد پڑھنا جائز ہے اور ظہر و عصر کے چار چار سنتون کو ایک سلام سے پڑھے یا دو سلام سے پڑھے تو بھی جائز ہے اسیطرح بعضے علما کے نزدیک ظہر یا مغرب کے آگے کے دو رکعت اور پیچھے کے دو رکعت ان چار و نکو بعد فرض کے ایک ہی سلام سے پڑھنا جائز ہے مین آگے کے رکعتون کو رواتب قبلیہ اور پیچھے کے رکعتونکو بعدیہ کہتے ہین۔ اور صبح و عصر کے رواتب کو قبلیہ نہ بعدیہ کہتے ہین صرف سنت الصبح یا سنت العصر کہین گے **دوسری قسم** وقت اور سبب والے نمازان اوریہ دو طرح کے ہین (۱) جسکا جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہے اور وہ یہ ہین عید الفطر۔ عید الاضحی۔ کسوف الشمس۔ خسوف القمر۔ استسقا۔ ان پانچ نمازون کی کیفیت آئندہ آئیگی انشاء اللہ تعالی (۲) جسکا منفرد پڑھنا سنت موکدہ ہے اور یہ بہت ہین انمین سے **صلوٰۃ الوتر**۔ وتر کی نماز کمتر ایک رکعت اور زیادہ تر گیارہ رکعت ہین اور افضل ہے کہ تین رکعت پڑھین پہر پانچ پہر سات پہر نو اسیطرح دو رکعت کو ایک ہی سلام سے پڑھنا افضل ہے اگر تین رکعت یا زیادہ گیارہ تک کو ایک سلام سے پڑھے تو جائز ہے بشرطیکہ ایک سلام مین دو تشہد سے زیادہ نہ لائے اور تشہد اول جفت رکعت مین لائے اور تشہد آخر طاق یعنے آخر رکعت مین لانا واجب ہے اگر تین رکعت پڑھے تو پہلی رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورہ سبح اسم ربک الاعلی پڑھے اور دوسری رکعت مین سورۂ قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور تیسری رکعت مین سورۂ قل ہو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھین

اگر تین رکعت سے زیادہ پڑھے تو ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے ایک سورہ پڑھنا سنت ہے اور وتر کا وقت بعد فرض عشا اور سنت اوس کے فجر صادق تک ہے مگر وتر کو عشا کے رواتب یا تراویح و تہجد کے بعد پڑھنا افضل ہے اور محسوب ہوگا بعد وتر کے اور کوئی سنت پڑھے تو پھر دوبارہ وتر پڑھنا سنت ہے کیونکہ شب کی آخر نماز وتر یعنے طاق ہونیکی شرع سے تاکید ہے ہان رمضان مین وتر کو جماعت سے پڑھنا افضل ہے **صلات التراویح** اور **تراویح کی نماز**۔ یہ رمضان شریف کی ہر شب مین پڑھنا سنت ہے اور اسکا وقت مانند وتر کے ہے۔ کمتر اسکے دو رکعت ہے اور زیادہ تر بیس رکعت ہین صرف خاص مدینہ منورہ والونکو اور سوا رکعت اضافہ لانا جائز ہے۔ مکہ معظمہ والونکے چار طواف کے معاوضہ مین لاتے ہین۔ ہر دو رکعت کو ایک سلام سے پڑھنا واجب ہے۔ چار رکعت یا زیادہ رکعتونکو ایک سلام سے پڑھنا درست نہین۔ اور تراویح اور رمضان شریف مین وتر کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے اور تراویح مین سالم قرآن کو پڑھنا افضل ہے اور ابتدا تراویح کی یہ ہے کہ تین شب بیغیر جماعت سے پڑھائے اور لوگ کی کثرت و حرمت مسجد کے باعث ہر شب ہوی۔ تو امت پر فرض ہونیکے اور بازنہ اٹھا سکنے کے خوف سے چوتھی شب مین تشریف نہین لائے۔ اور ارشاد فرمائے کہ اپنے اپنے جائے مین پڑھ لیجیے پیغمبر کی وفات تک ایسا ہی منفرد پڑھ لینے کی حالت گذری۔ بعد وفات کے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے تمام خلافت مین ایسا ہی حال رہا اور جب حضرت عمر فاروق رضہ کی خلافت ہوی تو حضرت علی مرتضی رضہ اور دیگر اصحاب کبار رضہ سے صلاح و مشورت کیے کہ پیغمبر کے زمانہ مین فرض ہو جانیکا خوف تھا اور اب نزول وحی موقوف ہوی تو پیغمبر کے تین شب کی جماعت کو پھر بحال کرنا مناسب معلوم ہوا اس لیے حضرت عمر رضہ کے زمانہ سے اب تک تراویح کی جماعت جاری ہی اور **صلات الاشراق** یہ دو رکعت ہین اور وقت اسکا آفتاب ایک نیزہ برابر چڑھنے سے شروع ہوتا ہے اور **صلات الضحی** کمتر دو رکعت اور زیادہ تر بارہ رکعت اور افضل آٹھ رکعت ہین۔ اسیطرح ہر دو رکعت کو ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور وقت اسکا آفتاب ایک نیزہ برابر چڑھنے سے آفتاب ڈھلنے تک مگر پہر دن چڑھے بعد پڑھنا افضل ہے ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے ایک سورہ پڑھنا سنت ہے اسیطرح اسمین سبح اسم ربک الاعلی و والشمس و واللیل اور والضحی پڑھنا افضل ہے اور **صلات الاوابین** یعنے حاضر باشی کی عادت کمتر اسکے دو رکعت اور زیادہ تر بیس رکعت ہین اور افضل چھ رکعت ہے اور وقت اسکا مغرب اور عشا کے درمیان ہر دو رکعت کو ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور **سنت الوضو** یعنے بعد وضو کرنیکے دو رکعت سنت الوضو کے نیت سے پڑھنا سنت ہے اور **تحیۃ المسجد** یعنے جب کسی مسجد مین داخل ہوے تو دو رکعت تحیۃ المسجد کے نیت سے پڑھنا سنت ہے اور تحیۃ سلامی کہتے ہین

اور یہہ نماز سنت الوضو یا فرض کے رواتب یا فرض سے بھی ادا ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ جب تک کوئی نماز پڑہے تو اسمین تحیۃ المسجد ادا ہو جاتی ہی مگر بیٹھنے سے اسکا وقت نکلجاتا ہے اما مکہ شریف کی مسجد کا تحیۃ طواف ہے نہ کہ نماز اور **سنت الاحرام** یعنے حج کی نیت کرتے وقت دو رکعت پڑہنا سنت ہے اور **سنت الطواف** یعنے ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑہنا۔ اور پیغمبر کی مسجد سے نکلتے وقت دو رکعت پڑہنا سنت ہے اور **صلات الاستخارہ** یعنے کسی امر کے کرنے یا نہ کرنے مین تردد ہو اگر کوئی امر بہتر ہی تو استخارہ کی نیت سے دو رکعت پڑہنا سنت ہے بعد سلام کے عاکرین اور جسمین دل خواہش کیا وہی خدا کا اختیار اور بہتر سمجھین اور اسپر عمل کرین اسمین خیر و برکت ہوتی ہے اور **صلات الحاجہ** یعنے کسی امر کی حاجت رکہتے ہین تو دو رکعت پڑہنا سنت ہے بعد سلام کے عا مانگے اللہ تعالی مقصد کو پونچائیگا اور **صلات التوبہ** یعنے کسی حرام کرنے سے توبہ کرے تو دو رکعت پڑہنا سنت ہے کہ اللہ تعالی ہمیشہ حرام سے بچائے اور **سنت الزوال** یعنے آفتاب ڈہلتے ہی دو یا چار رکعت پڑہنا سنت ہے اور **سنت الخروج والدخول** یعنے جب گہر سے نکلے یا گہر مین داخل ہوے تو ہر وقت دو رکعت پڑہنا سنت ہی اور **سنت السفر** یعنے مسافری کے وقت گہر مین دو رکعت پڑہے اور جب سفر سے واپس آئے تو بستی کی مسجد مین دو رکعت پڑہنا سنت ہے اور **صلات المرور** یعنے کسی نوبی مین پر چلے۔ یا اور کوئی زمین پر کبہی عبادت نہ کیا تو اُن جائے پر دو رکعت پڑہنا سنت ہے اور **صلات القتل** یعنے کسی پر قصاص واجب ہوا تو وقت قتل کے پہلے دو رکعت پڑہے، اور **صلات الزفاف** یعنے دولہا اور دلہن قبل ہمبستر ہونیکے ہر ایک دو رکعت پڑہنا سنت ہے اور **صلات التسبیح** کے چار رکعت مین اسکا کوئی وقت مقرر نہین دن مین پڑہے تو چار رکعوں کو ایک سلام سے پڑہنا افضل ہے اور شب مین پڑہے تو ہر دو رکعت کو ایک سلام سے پڑہنا افضل ہے اور اس نماز کا بہت ثواب صحیح روایت مین ثابت ہوا ہے اور ہر شخص کو لازم ہے کہ ہر روز یا ہر ہفتہ یا ہر مہینہ یا ہر سال مین ایک بار اسکو پڑہین۔ یا تمام عمر مین بہی ایک بار پڑہین اور اسکا ثواب سنکر بالکل چہوڑنے سے دین و ثواب کی لاپروائی ظاہر ہوتی ہے اور کیفیت اسکی یون ہے، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار سورہ فاتحہ کے آگے۔ اور دس بار سورہ فاتحہ کے بعد اور دس بار رکوع مین اور دس بار اعتدال مین اور دس بار پہلے سجدہ مین اور دس بار درمیان دو سجدون کے بیٹہکر مین اور دس بار دوسری سجدہ مین یہہ ایک رکعت کے پونسو تسبیح ہوے چارون رکعتون کے تین سو تسبیح ہوتے ہین اور ایک روایت مین پندرہ تسبیح بعد سورہ فاتحہ کے اور دس بار بعد دوسری سجدہ کے نہین اٹہنے تک پڑہین مگر پہلی کیفیت افضل ہے

اور **صلات التہجد** یعنے شب مین بعد نیند کے اٹھکر نماز پڑہنے کو تہجد کہتے ہین اگر بالکل نہ سوئے اور تمام شب نماز پڑہتا تو تہجد نہو گی
ابتداء اسلام مین تہجد کی نماز فرض تہی بعد پانچ فرض وا جب ہونیکے یہہ منسوخ ہوگئی اور کمسے کم تہجد کا دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہین۔ اور آدہی رات
کے بعد پڑہنا افضل ہے اور تین پہر رات کو پڑہنا اس سے افضل ہے۔ اور اگر کوئی سنت نماز وقت والی چہٹگئی تو
اسکی قضا کرنا جائز ہے مثل فرض کے رواتب وغیرہ اما سبب والی مثل سنت الوضو اور تحیۃ المسجد وغیرہ چہٹے تو اسکی قضا
کرنا سنت نہین **تیسری قسم** نفل مطلق یعنے جسکا کوئی سبب و وقت مقرر ہے کمسے کم اسکا ایک رکعت بہی پڑہنا جائز ہے
اور زیادہ تر کا کوئی شمار نہین دس یا سو یا ہزار یا زیادہ رکعتان پڑہنا جائز ہے بشرطیکہ ہر سلام مین دو شہد سے زیادہ نہ لائے
گر ہر دو رکعت کو ایک ہی سلام سے پڑہنا افضل ہے نفل مطلق کے اندرون نماز مین رکعتونکو پڑہانا یا گہٹانا جائز ہے مثلاً
چار رکعت کی نیت کئے اور سلام کے آگے اور چار یا زیادہ رکعتان بڑہنیکا دلمین نیت کئے یا چار کے جائے مین ایک یا دو
رکعت سے سلام پہیرنیکا ارادہ کئے تو ہر دو صورت مین جائز ہے اور دن کے نفل مطلق سے رات کے نفل مطلق افضل ہین
رکعت کے قیام کو دراز کرنا زیادہ رکعتون سے افضل ہے اگر تمام شب کو نماز و دیگر وظایف مین گذارے یا خاص شب جمعہ کو
نماز وغیرہ مین گذارے تو مکروہ ہے۔ کیونکہ بدن ضعیف و ناتوان ہوکر معمولی فروض و دیگر واجبات و سنن مین خلل
عاید ہوگا اور شب مین خصوصاً پہلی شب مین زیادہ دعا و استغفار پڑہنا افضل ہے اور کسی وظایف کے عادت کو چہوڑنا
مکروہ ہے۔ اور سنت نمازین مثل رواتب فروض اور اوابین وغیرہ کو گہر مین پڑہنا افضل ہے ناریا سے بچنے یعنے
لوگون کو دکہانیکے لئے آراستگی سے پڑہین تو اسمین ثواب نہین اور گہر مین بلا لحاظ غیرے کہ خالصاً للہ ہوتی ہے
ہان جس نماز کی جائے مقرر ہے مثل جماعت کی نماز یا تحیۃ المسجد وغیرہ مسجد یا مقررہ جاہی مین پڑہنا افضل ہے
اور جب ایک جائے مین نماز پڑہ چکے پہر اور دیگر فرض یا سنت نماز پڑہنا چاہئے تو آگے یا سیدہے طرف وغیرہ ہٹکر دوسری جائے
نماز پڑہین تا جائے کے گواہان بہت ہون کہ قیامت کے روز ہر جائے گواہی دینگی کہ مجہپر ہی نماز پڑہا تہا **تنبیہ** باقی نماز مین
جسکا رواج پہیلا ہوا ہے مثل عشرۂ محرم و صلات الرغائب یعنے رجب کے پہلے جمعہ کی شب مین اور شب معراج اور شب برات یعنے شعبان
کی پندرہوین شب مین وغیرہ اسکی کوئی صحیح روایت نہین ہے اور فقہ کے کتب معتبرہ مین اس کے جائز ہونیکا ذکر ہے بلکہ اسکی سخت
ممانعت کا ذکر ہے جماعت سے پڑہین یا منفرد کیونکہ اس کے پڑہنے سے بڑے بڑے تو ابان لکہے ہین مثل ہزار حج کا ثواب
اور ہزار برس کی عبادت کا ثواب اور تمام گناہان بخشے جاتے ہین۔ کہ عوام الناس اس ثواب کے بہروسے سے گمراہ ہوکر فضول

اور واجبوں اور سنن کو چھوڑتے ہیں اگرچہ بعضے بزرگان صوفیہ نے بے سند و مجہول روایتوں کے بنا پر اس نماز کی ترتیب اور وقت مقرر فرمائے ہیں اور اسکا پڑھنا حرام مطلق نہیں ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ سنتوں کے شمار میں ونہ نفل مطلق ہے محظ بدعت و خلاف سنت ہے اور سنت کے پابند رہنا اولا و افضل و اکمل ہے **فائدہ** تعریف بدعت۔ جدید ایجاد یعنے نئے امر کو کہتے ہیں اور شرع میں وہ امر کو کہیں گے جسکا رواج پیغمبر کے زمانہ میں نہیں تھا اور یہ بدعت دو قسم پر ہے (۱) بدعت حسنہ یعنے نیک بدعت (۲) بدعت سیئہ یعنے بری بدعت **بدعت حسنہ** یہ ہے کہ مثل قرآن مجید اور مسجد کو رنگا رنگ سے نقش کروانا۔ اور علوم کے کتب تصنیف کرنا اور علم نحو و صرف کی تدریس کرنا اور مدرسہ اور مسافر خانہ بنانا اور تراویح کو جماعت سے پڑھنا اور تسبیح جو معروف ہے دانوں کو ڈوری میں پرو کر اوس سے تہلیل یا تسبیح و درود وغیرہ کرنا اور بعد نماز صبح و عصر کے مصافحہ کرنا اور طرح بطرح کے مزیدار کھانے کھانا۔ اور پیٹ بھر کر کھانا اور نرم و نازک کپڑے پہنا۔ اور ہر نیک امر و احسان جو پیغمبر کے زمانہ میں نہیں تھے یہ سب امور بدعت حسنہ میں۔ انمیں سے بعض واجب ہیں مثل نحو و صرف و لغت کا سیکھنا تا قرآن مجید حدیث شریف کے الفاظ و معنی سمجھے اور بعض سنت ہے مثل مدرسہ و مسافر خانہ و تراویح کی جماعت اور بعض مکروہ ہے مثل قرآن شریف و مسجد کو رنگوانا۔ اور پیٹ بھر کھانا اور بعض مباح ہے مثل مصافحہ کرنا اور مزیدار کھانا اور نرم کپڑے پہننا اور **بدعت سیئہ** یہ ہے کہ مثل مذہب قدریہ و جبریہ و دیگر نئے مذہب جو خلاف چار مذہب کے ہیں اور بڑے بڑے حویلیاں بنانا۔ اور نئے وضع کے نمازان اور وقت مقرر کرنا۔ وغیرہ انمیں سے بعض حرام بدعت ہے مثل مذہب قدریہ وغیرہ و بعض مکروہ مثل حویلیاں وغیر معمولی نمازیں مقرر کرنا۔ مثل رجب و شب برات وغیرہ جسکا آگے بیان ہوا بہر صورت ہر نئے امر کو شرع کے ترازو سے تولنا۔ اگر واجب یا سنت یا مباح کے شمار میں آسکتے ہیں تو اسکا وہی حکم کریں اور اگر حرام یا مکروہ کے شمار میں ہے تو اسکا وہی حکم دیں بالجملہ بدعت کی تعریف کلی یہ ہے۔ جس امر کو مومنین نے نیک قرار کئے تو نیک ہے اور بد قرار دئے تو بد ہے۔ **تکملہ** نمازوں کی نیت اسطرح ہے۔ ہر نماز فرض ہو یا سنت اُسی فرض یا سنت کا نام لینا واجب ہے مثلاً اُصَلِّی فَرْضَ الصُّبْحِ الْحَاضِرَ رَکْعَتَیْنِ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے فرض صبح حاضر الوقت کی دو رکعت پڑھتا ہوں اللہ کیواسطے یا اُصَلِّی سُنَّۃَ الظُّھْرِ الْقَبْلِیَّۃَ یا الْبَعْدِیَّۃَ رَکْعَتَیْنِ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے سنت ظہر کی آگے کے یا پیچھے کے دو رکعت پڑھتا ہوں اللہ کیواسطے اسیطرح باقی فروض و رواتب کی نیت کریں صرف صبح و عصر میں آگے و پیچھے کا نام نہ لیں اگر دیگر نمازیں وقت یا سبب والے ہے تو اُسی وقت یا سبب کا نام لینا واجب ہے مثلاً اُصَلِّی رَکْعَتَیْنِ

مِنْ سُنَّةِ صَلٰوةِ التَّرَاوِیْحِ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے سنت تراویح کی نماز سے دو رکعت پڑہتا ہون اللہ کیواسطے جس نماز کے رکعت بہت ہین تو اسمین من صلات التراویح یا الوتر یا الاوابین یا الضحی یا التسبیح یا التہجد کہین یعنے تراویح یا وتر یا اوابین یا ضحی یا تسبیح یا تہجد کے نماز سے دو رکعت پڑہتا ہون۔ یا سبب والے مثل اُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ سُنَّةَ الْوُضُوْءِ یا تَحِیَّةَ الْمَسْجِدِ یا الْاِشْرَاقِ یا الزَّوَالِ یا الْاِحْرَامِ یا الطَّوَافِ یا الْاِسْتِخَارَةِ یا الْحَاجَةِ وَغَیْرِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے سنت وضو کے یا تحیۃ المسجد یا اشراق یا زوال یا احرام یا طواف یا استخارہ یا حاجت وغیرہ کے دو رکعت پڑہتا ہون اللہ کیواسطے اور نفل مطلق مین اُصَلِّیْ رَکْعَةً یا رَکْعَتَیْنِ یا عَشْرَ رَکْعَاتٍ وغیرہ لِلّٰہِ تَعَالٰی یعنے ایک رکعات یا دو یا دس رکعتین پڑہتا ہون اللہ کیواسطے کہین

فصل گیارہوین مسافر کی نماز کے بیان مین

اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے بندون پر ہر حالت کا ایک حکم علیحدہ فرمایا ہے تا ہر بار زیادہ دقت نہ پڑے اس لئے سفر مین ظہر اور عصر اور عشا کے دو دو ہی رکعت پڑہنا جائز ہے اسیطرح ظہر کو عصر کیوقت مین اور عصر کو ظہر کیوقت مین اور مغرب کو عشا کیوقت مین اور عشا کو مغرب کے وقت مین پڑہنا جائز ہے اما صبح کے دو رکعت اور وقت اوسکا وہی بحال ہی اسیطرح مغرب کے تین ہی رکعت بحال ہی اور سفر دو قسم کا ہوتا ہے (۱) سفر قصیر یعنے کوتاہ اور یہ دو منزل سے کم ہو یعنے دو دن کے راستہ سے کم ہو۔ اور اور بستی کے حکم مین داخل ہے کہ فرض کے پورے رکعتان اور اسیکے وقت مین پڑہنا واجب ہے (۲) سفر طویل یعنے دراز اور یہ دو مرحلہ یعنے دو روز کا راستہ یا زیادہ ہو۔ اور مراد صرف جانیکا دو روز کا راستہ ہو۔ اگر جانے آنے مین دو روز کا راستہ ہے تو سفر قصیر کے شمار مین ہوگا۔ اور مراد ایک منزل سے اونٹونکا قافلہ ایک دن یا ایک رات کے چلنے کو کہتے ہین کہانے زمانے کے ٹھیرنیکا کچھ مضائقہ نہین اور اسکی تحقیق اسطرح ہے کہ دو منزل کے سولا فرسخ اور ہر فرسخ کے تین میل سولا فرسخ کے اڑتالیس میل ہوے اور ہر میل کا آدہا کوس تو مقدر سفر طویل کے چوبیس ۲۴ کوس ہوتے ہین اور میل کی مقدار اونٹ کے چار ہزار پاؤن یعنے دونون پاؤن کے درمیان کا فاصلہ جو ڈیڑہا ہاتہ ہوتا ہے اس حساب سے ایک میل کے آدمی کے چھ ہزار ہاتہ ہوتے ہین اگر اس سے اکل بہی کم ہو تو سفر قصیر ہو جائیگا۔ صرف مقصد کی جلے اپنی بستی سے دو منزل یا زیادہ فاصلہ پر ہو اور اسکو دو دن یا دو ماہ مین طے کرے یا دو یا ایک گہڑی مین پونچے۔ اور ابتدائی مسافت یعنے چلنیکا پلہ شہر کے دروازہ سے اور بے دروازہ شہر یا بستی ہو تو اس کے تمام مکانات کے باہر سے محسوب ہوگا اور انتہا اوس مقصد کی شہر یا بستی کے دروازہ یا مکانا

تک ہے اگر راستہ مین کسی گاؤن یا شہر مین پہنچے چار روز رہنے کا ارادہ کئے یا ٹھیر نیکے اور کوچ کر نیکے دو روز یہہ چار روز سے محسوب نہین بلکہ اس کے سوائے پورے چار روز کا مقام کی نیت کئے تو ظہر و عصر و عشا کو پورے چار رکعت سے اون کے وقتون مین پڑہنا واجب ہوا۔ ہان اگر کسی کام کیواسطے ٹھیرے کہ جب کام نکلا تو اسیوقت چلینگے تو اٹہارہ روز تک مسافری کا حکم رہیگا یعنے ہر فرض کے چار رکعت کو دو رکعت پڑہنا جائز ہے اگر اٹہارہ روز کے بعد کام نہ نکلے تو مقیم کے حکم مین داخل ہوگا پورے چار رکعت پڑہنا واجب ہے **مسئلہ** قصر پڑہنیکا یعنے چار رکعت فرض کی جائے دو رکعت پڑہنیکے پانچ شرطین ہین (۱) سفر کی غرض نیک و پسندیدہ ہو مثل حج و زیارت قبر پیغمبر و دیگر پیغمبران و بزرگان یا تجارت یا ملاقات اقربا و دوستان کے ہو اگر خلاف اس کے سفر کرین مثل رہزنی یا فراری یا بلا رضامندی والدین اور زن ملا مرضی شوہر یا بے غرض چلے تو اسمین قصر کرنا جائز نہین (۲) قصر کے حکم سے واقف ہو۔ اگر کوئی نا معلوم ہو کہ دو رکعت پڑہے تو درست نہین کیونکہ یہ نماز کھیل والا پڑہا سمجھا جائیگا (۳) قصر اوسکا امام بہی قصر والا ہو اگر امام مقیم یعنے بستی والا چار رکعت پڑہتا ہے یا خود مسافر پورے چار رکعت پڑہتا ہے یا امام کے حال سے واقف نہین تو ان صورتون مین مقتدی کو قصر سے پڑہنا درست نہین بلکہ پورے چار رکعت پڑہنا واجب ہوا (۴) نیت قصر کی تکبیر تحریمہ کے ساتہہ ہو۔ یعنے تکبیر تحریمہ کیوقت قصر کا نام لین مثلاً اُصَلِّی فَرْضَ الظُّهْرِ یا الْعَصْرِ یا الْعِشَاءِ الْحَاضِرَ رَكْعَتَيْنِ قَصْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی یعنے فرض ظہر یا عصر یا عشا حاضر الوقت کے دو رکعت قصر پڑہتا ہون اللہ کیواسطے اگر قصر کا لفظ نہ لائے تو پورے چار رکعت پڑہنا واجب ہوا (۵) مسافری کی حالت آخر نماز تک ہو۔ اگر مسافر نماز کے اندر سفر کا ارادہ چہوڑ دیا اپنے مقصد یا بستی کو پہنچے مثلاً جہاز یا ریل یا گاڑی مین نماز پڑہتے ہوے پہنچے تو قصر کو چہوڑ کر اسی نماز کو پورے چار رکعت پڑہنا واجب ہوا **مسئلہ** دو فرض کو ایک وقت مین جمع کرنیکے چار شرطین ہین مثلاً عصر کو ظہر کیوقت مین و عشا کو مغرب کے وقت مین پہلی پڑہنا چاہے تو چار شرط سے جائز ہے (۱) پہلے وقت والی یعنے ظہر کو پڑہے پہر بعد سلام کے تکبیر کہکر عصر پڑہین۔ اگر عصر کو آگے پڑہے تو درست نہین (۲) جمع کی نیت پہلے فرض یا اندرون نماز کے کہے مثلاً اُصَلِّی فَرْضَ الظُّهْرِ الْحَاضِرَ رَكْعَتَيْنِ قَصْرًا جَمْعًا لِلّٰهِ تَعَالٰی یعنے فرض ظہر حاضر الوقت کی دو رکعت قصر اور جمع سے پڑہتا ہون اللہ کیواسطے اور اگر جمع کی نیت تکبیر تحریمہ کے ساتہہ نہ کہے تو بغیر تلفظ کے اندرون نماز صرف دلمین ہی کہنا کافی ہے بعد سلام کے نہین سکتا اور بلکہ عصر کو اوسی کیوقت مین پڑہین۔ اور عصر پڑہتے وقت ہی قصراً جمعاً کہنا واجب ہے (۳) موالات یعنے پے در پے یعنے ظہر پڑہتے ہی

فوراً عصر کو بھی پڑھے اگر درمیان نمازوں کے عصر گھر میں یا سنت پڑھے تو جمع کرنا جائز نہ رہا (۴) سفر کی مدت عصر کے وقت تک ہے اگر ظہر کے وقت میں مقصد کو پونچے تو عصر کو نہ پڑھے۔ اگر پڑھے بعد پونچے تو دوبارہ پھر عصر کو اسکے قعدہ میں پڑھنا واجب ہے جیسے عصر کو ظہر کیساتھ پڑھنے کے شرطان ہیں اسیطرح عشا کو مغرب کے ساتھ پڑھنے کے بھی یہی شرطاہیں اور اگر ظہر کو عصر کے وقت میں یا مغرب کو عشا کے وقت میں جمع سے پڑھنا چاہئے تو اس کے دو شرطاہیں پہلی ظہر یا مغرب کو پیچھے کرو انیکی نیت کریں۔ اور یہ نیت ظہر یا مغرب کے وقتوں میں سے پوری نماز پڑھے اتنا وقت باقی رہے اگر وقت نماز سے کوتا رہا تو نیت کا وقت گیا مثلاً مسافر ظہر کے وقت میں چلا ما اور وقتمیں پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ یا موقع ملا مگر تاخیر یعنے ظہر کو عصر کیوقت میں پڑھنا چاہا تو یہہ تاخیر کی نیت ظہر کیوقت میں کرے۔ اگر بے نیت کے تاخیر کئے یا وقت سے نماز پڑھے پڑھے اتنا وقت نہیں رہا تو ان دونوصورتوں میں ظہر فوت ہوا۔ اور بغیر جمع کے قضا کرنا واجب ہے اور نیت تاخیر کی یہ ہے نَوَیْتُ تَاْخِیْرَ الظُّھْرِ اِلٰی وَقْتِ الْعَصْرِ یعنے ظہر عصر کے وقت میں پیچھا کرنیکی نیت کرتا ہون۔ یہہ چلتے چلتے خواہ بیٹھے وقت دلمیں کہے اور زبان سے کہنا سنت ہے دوسری سفر کی مدت دونون نمازیں پڑھنے تک باقی رہے۔ اگر عصر کے وقت میں مقصد کو پونچے۔ تو ظہر فوت ہوا اسکا قضا کریں۔ اور عصر کے پورے چار رکعت پڑھنا واجب ہوا۔ اما ترتیب یعنے پہلے ظہر پڑھنا پھر عصر کو پڑھنا واجب نہیں اگر پہلے عصر پڑھے پھر ظہر پڑھے تو جائز ہے۔ مگر ترتیب سے پڑھنا افضل ہے۔ اسیطرح مغرب کو عشا کے وقتمیں پڑھنے کا یہی طریقہ ہے **مسئلہ ۳** اگر سفر میں کوئی فرض فوت ہو جائے اور اسی سفر میں قضا کریں تو صرف دو ہی رکعت پڑھنا قصر کے کافی ہے۔ اور اگر بستی میں قضا کریں یا بستی کے فوت شدہ کو سفر میں قضا کریں تو پورے چار رکعت پڑھنا فرض ہے **فائدہ** بستی میں برسات کے عذر سے عصر کو ظہر کے ساتھ اور عشا کو مغرب کے ساتھ جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والا ہیئت جماعت سے پڑھتا ہے مسجد میں خواہ دیگر جائے میں۔ اور پڑھنے والیکا مکان جماعت سے دور ہے اور راستہ میں برسات سے کچھہ آسرا نہیں ہے، اور برسات کے اذیت سے اسقدر عذر کافی ہے کہ سر مونڈھے جوتے کے تلے تو ہو جائے تو یہ عذر کافی ہے۔ اور اسقدر برسات ظہر کی تکبیر تحریمہ کیوقت اور ظہر کے سلام سے عصر کی تکبیر تحریمہ تک موجود رہے۔ اگر درمیان نماز ظہر یا عصر کے برسات موقوف ہوا تو مضائقہ نہیں بہت یا ایکسان برسات پڑنیکا شرط نہیں اور ظہر اور عصر کی نیت میں جمعا کہنا پہلے ظہر پھر فوراً عصر پڑھنا واجب ہے صرف اسمیں قصر نہیں ہے پورے چار رکعت پڑھیں اسیطرح عشا کو مغرب کے وقتمیں پڑھنے کا طریقہ ہے اما ظہر کو عصر کے

وقت مین اور مغرب کو عشا کے وقتمین برسات وغیرہ کے عذر سے پڑہنا جائز نہین اسیطرح جسکو ہمیشہ جماعت سے پڑہنے کی عادت نہین یا مکان اسکا مسجد کے قریب ہے تو اسکو ہر فرض وسیکے وقت مین پڑہنا واجب ہے یہ رخصت صرف بستی کے جماعت والونکو ہے۔ کہ دوبارہ آنیکو تکلیف نہو یہان بستی مین ایک فائدہ عام ہے کہ ظہر یا مغرب کے وقت مین کسیکو بخار یا دیگر مرض ہوا تو ظہر کو عصر کیوقت مین اور مغرب کو عشا کے وقتمین تاخیر کرکے نیکی نیت کئے تو جائز ہے اس مین فرض چہوڑنیکی حرمت اور گناہ سے بچتے ہین۔ جیسا سفر مین ظہر کو عصر کیوقت مین اور مغرب کو عشا کے وقت مین پڑہنے کے شرط مین یہان بہی ہے صرف قصر نہین ہے۔

فصل بارہوین جمعہ کی نماز کے بیان مین

جمعہ کے روز ظہر کیوقتمین جمعہ کے دو ہی رکعت ایک فرض مستقل ہے نکہ ظہر کا معاوضہ ہے اور بعضون کے نزدیک ظہر کے دو رکعت کے بدل دو خطبہ جو پڑہے جاتے ہین اور باقی دو رکعت کا معاوضہ جمعہ کے دو رکعت ہے مگر روایت اول کی صحیح ہے **مسئلہ** جمعہ سات شرطسے واجب ہوتا ہے (۱) مسلمان ہو کافر پر واجب نہین (۲) بالغ ہو نابالغ پر واجب نہین (۳) عقلمند ہو دیوانہ پر واجب نہین (۴) حر ہو غلام پر واجب نہین (۵) مرد ہو عورت پر واجب نہین (۶) تندرست ہو مریض پر واجب نہین خود مریض ہو یا مریض کی خدمت مین ہو۔ یا لنگڑا اور نابینا سواری یا ہاتہہ پکڑنیوالے رکہنے کا مقدور نہین رکہتا ہو (۷) مقیم یعنے بستی والا ہو مسافر پر واجب نہین **توضیح** اگرچہ غلام اور زن اور مریض اور مسافر پر جمعہ واجب نہین ہے صرف ظہر انپر واجب ہے مگر انہون نے جب جمعہ کی جائے مین حاضر ہوکر جمعہ پڑہے تو جمعہ کافی ہے دوبارہ ظہر پڑہنے کی ضرورت نہین اسیطرح نابالغ جمعہ ہی پڑہے تو درست ہے **مسئلہ** جمعہ صحیح و درست ہونیکے آٹہہ شرط ہین **پہلی شرط** جمعہ کی جائے بستی یعنے وطنداری ہو۔ مثل شہر یا گاؤن یا کہیڑے ایکے مکانات مٹی و پتہر کے دیوار ہو یا چوپنیا یا کہانس و پتونکے بہر صورت ہمیشہ رہنے کی جائے ہو۔ اما خیمہ یعنے ڈیرہ وغیرہ جو ہنگامی کسی غرض کیلئے اتارہ کئے تو اس جائے مین جمعہ درست نہین کیونکہ ڈیرہ وغیرہ وطنداروں کی سکونت گاہ کے شمار مین نہین ہے۔ اسیطرح کوئی مسجد شہر یا گاؤن کے بیرون یعنے بستی کی جائے سے علیحدہ ہے تو اسمین بہی جمعہ پڑہنا درست نہین **دوسری شرط** جمعہ کے پڑہنے والے کمتر حالیس مرد اور کالبالغان عاقلان مردان حران وطنداران ہو۔ وطندار سے مراد کہ ہمیشہ رہنے والا جاڑا و دہوپ کالا و برسات مین اگر کسی غرض کیلئے مثل حج و زیارت و تجارت وغیرہ کبہی کہی جاکر واپس آتے ہین تو مضائقہ نہین وطندار یکا نام باقی

رہیگا اما جو غیر ملک کے لوگ جو کسی غرض کیلئے آکر رہتے ہیں مثل نوکری یا تجارت وغیرہ کے وہ بعد غرض کے پھر اپنے ملک جاینگا ارادہ رکھتے ہیں یا وطندار مگر سپاہی فوجی بعد ارہے تو یہ وطندار کے شمار میں نہیں ہے، بلکہ مسافروں کے قسم میں ہے، چند سال رہے یا شادی کی کہ بچے لا کیوں نہو تب بھی وطنداروں کے شمار میں نہوگا صرف لوگ لو وطنداروں کے ساتھ جمعہ پڑہنا واجب ہے علیحدہ جمعہ درست نہیں

تیسیہ چالیس اسم وطنداران کے سوا اگر امام نابالغ یا غلام یا مسافر ہوے تو جمعہ صحیح و درست ہے اسیطرح معہ امام و چالیس اسم وطنداران ہے تو بھی کافی ہے **تیسری شرط** جمعہ کی نماز کے آگے دو خطبے پڑہیں اور یہ نماز ظہر کیوقت میں ہو۔ اگر وقت کے بیشتر شروع کئے تو درست نہیں پھر دوبارہ وقتمیں پڑہنا واجب ہے۔ اور اگر ظہر کیوقت سے دو خطبہ اور جمعہ پڑہے اتنا وقت باقی نہ رہا بالکل وقت نکل گیا تو جمعہ فوت ہوا اور جمعہ کی قضا کرنا درست نہیں۔ صرف ظہر کی قضا کرنا واجب ہے اسیطرح نماز کے اندر وقت نکلجائے تو جمعہ کو ظہر کی شکل بدلا کر پوری چار رکعت پڑہے یعنے جمعہ سے جو پڑہا گیا کو محسوب کرکے باقی کو پورا کریں **چوتھی شرط** چالیس اسم وطنداران مذکور دو خطبوں کے شروع سے جمعہ کی نماز کے سلام تک موجود رہیں اگر اس عرصہ میں ایک کم ہو جائے یا آکر درمیان خطبوں اور نماز کے چلا گیا تو جمعہ باطل ہوا۔ وقت باقی ہے تو دوبارہ خطبہ نماز پڑہنا واجب ہے۔ نہیں تو صرف ظہر واجب ہے جیسا یہ شرط میں بیان ہوا مان درمیان خطبہ یا نماز کے چالیس کے سوا اور نئے لوگ آکر ملے اور اول کے عدد میں سے چند لوگ چلے گئے اور باقی لوگ قدیم اور نئے چالیس اسم یا زیادہ ہے تو مضائقہ نہیں اول کے لوگ شروع سے آخر تک رہنا شرط نہیں صرف جماعت خطبہ و نماز کی حالت میں چالیس اسم سے کم نہ رہے **پانچوین شرط** ہر شہر یا گاؤں وغیرہ میں صرف ایک ہی جمعہ ہو اور اسپر چار مذہب کا اتفاق ہے اگر دو یا چند مسجد میں جمعہ پڑہی ہو اور ایک جمعہ والوں کی تکبیر تحریمہ سب سے پہلے ہوی ہو یعنے دو گواہ یا توپ و بندوق وغیرہ کی آواز سے ثابت ہوا (**تو اول** والوں کا جمع صحیح ہے اور باقی لوگ کا جمعہ باطل ہی انپر ظہر ہی پڑہنا واجب ہے) اگر آگے پیچھے والوں کا حال معلوم نہیں ہوا یا سب کی تکبیر تحریمہ برابر ایک ہی وقت میں ثابت ہوی تو ان دونو صورتوں میں بھی سب کا جمعہ باطل ہے۔ وقت باقی ہے تو دوبارہ جمعہ پڑہنا واجب ہے اگر دوبارہ نہو سکے تو پھر ظہر ہی پڑہنا واجب ہے، فرض کی ادائی سے بالیقین بری الذمہ ہے مان اگر شہر یا بستی کی بڑی مسجد ناکافی کشادہ جائے سب لوگ کو مانہیں سکتی یا زحمت و تکلیف شدید عاید ہوگی تو دو یا چند مسجد میں بقدر حاجت یعنے ایک مسجد بھری تو دوسری مسجد اسیطرح دوسری سے تیسری وغیرہ میں انتظام و اہتمام کے ساتھ پڑہے تو جائز ہے اس صورت میں اگر پیچھے کا

لحاظ نہین سب کا جمعہ صحیح و درست ہے اور اگر تعدد یعنے چند مسجدون مین بلا انتظام و اہتمام کے جمعہ پڑہے جائے اور حاجت سے زیادہ متعدد جایون مین پڑہے تو آگے والونکا جمعہ معلوم ہوا تو وہی صحیح ہے پیچھے والونکا باطل اگر آگے پیچھے کا حال معلوم نہین ہوا تو پہر ظہر کا بہی پڑہنا واجب ہوا کیونکہ جو جمعہ صحیح تہا وہ نا معلوم ہے اس لئے احتیاطاً ظہر کا بہی پڑہنا واجب کہا گیا۔ چنانچہ اس تقریر کے بنا پر تمام ممالک اسلامیہ مین مثل جدہ اور مصر اور بغداد اور دمشق و خراسان و ہند وغیرہ مین شافعیان ہر مسجد مین جمعہ و ظہر جماعت سے پڑہتے ہین بلکہ چارون مذہب کے نزدیک جمعہ کے بعد چار رکعت پڑہنا فرض یا واجب ہے کہ دیکہو کتاب نور الشمعہ فی ظہر الجمعہ مین لکہا ہے اور نیز دینیات کا پہلا رسالہ انجمن حمایت اسلام مین یہ عبارت درج ہے (مگر ہند و ستان کے اکثر مسلمان احتیاطاً ظہر کے چار فرض بہی پڑہ لیتے ہین) مگر اتنا فرق ہے کہ تینون مذہبان منفرد پڑہتے ہین اور ہم شافعیان استحباباً جماعت سے پڑہتے ہین اور شہر یا بستی جسکو سفیل یعنے فصیل و دروازہ ہین وہ ایک ہی مقام سمجہا جائیگا کوتاہ ہو یا کشادہ کل آبادی ہو یا بعضے ویران سبکا ایک ہی حکم ہے اور شہر کے بیرون کا علیحدہ بستی و حکم ہے۔ اگر چند گاؤن کے مکانات و آبادی پہیل کر ایک ہو گئی اور ہر ایک گاؤن کا نام منہ و رہا تی ہے تو ہر ایک گاؤن کا حکم علیحدہ سمجہا جائیگا اگر سب کا ایک ہی نام رکہا گیا۔ تو ایک ہی بستی کا حکم ہوگا اس بنا پر جس مقام مین جمعہ کے شروط پورے ہوے تو اس بستی والون پر جمعہ واجب ہے اور جس بستی مین شروط ناقص ہین تو اوس بستی والونپر جمعہ واجب نہین اگر صحیح جمعہ کے بستی کے کنارہ سے ناقص جمعہ کے بستی کے کنارہ تک آواز پونچتا ہے۔ تو ناقص بستی والونپر واجب ہے کہ جمعہ کی بستی مین جاکر جمعہ پڑہین مگر نصاب یعنے عدد چالیس سے کم ہو تو ناقص بستی والون سے پورے نہین ہو سکتے **فائدہ** چند علما کے نزدیک اگر کسی بستی مین عدد کم ہو تو جمعہ اور ظہر پڑہنا جائز فرمائے ہین۔ مثلاً کسی بستی مین وطنداران چالیس اسم کم ہے اور جمعہ جو عید المومنین و حج الفقرا والمساکین کو بستی سے بالکل معدوم و نابود کرنا مناسب نہین۔ امام شافعی رح کے دو مذہب ہین ایک قدیم جسکو بغداد مین مرتب فرمائے اوسمین دو ولایت ہے ایک تین یا چار وطنداروں سے جمعہ صحیح ہوتا ہے مطابق مذہب امام حنفی رح اور ایک مین بارہ وطنداروں سے صحیح ہوتا ہے موافق مذہب امام مالک رح اور ایک مذہب جدید جسکو مصر مین مرتب فرمائے اسمین جمعہ کے عدد بحر چالیس اسم وطنداروں کے صحیح نہین ہوتے ہین بالاتفاق مذہب حنبلی رح اور اسی پر فتوی ہے۔ اور قدیم مذہب کے اکثر مسائل کو خود امام شافعی رح نے منسوخ فرمائے۔ مگر

شافعیون کے علماء متاخرین کا فرمان ہے جمعہ کی رعایت کیلئے قدیم مذہب کے روایتون پر عمل کرکے جمعہ پڑہکر احتیاطاً ظہر بھی پڑہین تا فرض ادا ہو کر جمعہ کی بھی فضیلت حاصل ہو اس سے اگر کسی بستی مین چالیس اسم سے کم ہے تو جمعہ پڑہکر بہر ظہر پڑہنے مین مضائقہ نہین بلکہ مستحب ہے **چھٹی شرط** جمعہ کی نماز کے آگے دو خطبہ پڑہین۔ اور دونون خطبون کے پانچ رکن ہین یعنے ہر ایک خطبہ مین پانچ طرح کے کلمہ لانا فرض ہے (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ (۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ (۳) اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ یعنے اللہ کی فرمان برداری جتلانا ہون یہ تین رکن کو خطبہ مین لانا فرض ہے (۴) کوئی ایک آیۃ قرآن کی پڑہین پہلے خطبہ مین خواہ دوسرے خطبہ مین لانا کافی ہے مگر دونون مین لانا افضل ہے (۵) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یہہ دعا صرف دوسرے خطبہ مین لانا واجب ہے پس خطبون مین کمتر یہہ پانچ کلمہ لانا فرض و لابد ہے۔ باقی ثنا اور درود و ازان اور وہبت و وعظ اور دو تین آیۃ لانا اور اور خلفاء الراشدین و اہل بیت اطہرین و دعا سلاطین اسلام و امراء و مسلمین وغیرہ زیادہ لانا واجب نہین و نہ اسکی کوئی وضع مقرر ہے مگر لائے تو سنت و افضل ہے بشرطیکہ یہ غیر واجبات زیادہ طول و طویل نہو۔ اور خطبون کے چند شروط ہین (۱) خطیب باوضو و باغسل ہو۔ اور اسکا بدن و کپڑا و کہڑے ہنے کی جائے بہی پاک ہو۔ اور ستر دار ہو کیونکہ خاص جمعہ کا خطبہ نماز اور طواف کے شمار مین ہے بغیر وضو وغیرہ کے خطبہ پڑہنا درست نہین اما قبلہ کو بیٹہہ دئے یا باتین کرین یا چند حرکات کرین تو اسکا مضائقہ نہین (۲) ظہر کے وقت مین شروع کرین وقت کے آگے درست نہین (۳) جمعہ کے عدد والونکو خطبہ کے پانچون ارکان سنائے۔ اگر عدد پورے نہو۔ یا درمیان خطبہ کے چند اسم چلے گئے تو خطبہ باطل ہوا پہر دوبارہ پورے عدد کو سنانا واجب ہے (۴) کہڑے رہکر خطبہ پڑہے۔ بیٹہکر پڑہنا درست نہین۔ اگر کہڑے رہ نہین سکتا جیسا نماز کے قیام مین عذر پیش ہے تو بیٹہکر پڑہنا جائز ہے (۵) درمیان دو خطبون کے بیٹہین اور مقدار بیٹہنے کی صرف سورۂ اخلاص پڑہنے کی ہے اتنا عرصہ ہوا اور اس بیٹہنے مین بہی سورہ پڑہنا سنت ہے یا اس کے بدل اور کوئی ضروری دعا مانگے۔ اگر بہت دیر تک بیٹہین تو خطبہ باطل ہوا پہر دوبارہ پہلا خطبہ پڑہین اگر بغیر بیٹہنے کے دونو خطبہ ایک ہی قیام مین پڑہے تو دونونکا ایک ہی خطبہ محسوب ہوگا بیٹہکر پہر دوسرا خطبہ لانا واجب ہے۔ اگر عذر سے بیٹہکر خطبہ پڑہے تو درمیان کی بیٹہک کے بدل خاموش رہین (۶) دونون خطبہ عربی زبان سے ہو یعنے پانچون ارکان عربی زبان سے لانا شرط ہے اگر عربی معلوم نہو تو سیکہنا واجب ہے اما وعظ اور نصیحت وغیرہ اور کسی زبان سے لائے تو جائز مگر مکروہ ہے۔ اور غرض زبان عربی سے متابعت پیغمبر

اور خلفاء الراشدین کے ہے اور خطبہ بنا بینکی یہہ مراد ہے کہ جماعت والے خطیب کے نزدیک حاضر رہے کہ کان لگا کر سنے تو سن سکتے تھے اگر عدد والوں سے کوئی بہرہ ہے یا اونگتا ہے یا اور کسی خیال مین ہے یا عربی کا معنی نہین سمجھتا ہے یا ہوا و دیگر آوازون سے نہین سنا جاتا ہے تو ان سب صورتون مین مضایقہ نہین - صرف چالیس اسم وطنداں خطیب کے قریب ہے تو کافی ہے کل لوگون کا نزدیک رہنا یا سننا شرط نہین (۷) دونون خطبہ اور تکبیر کے درمیان وہی سورۂ اخلاص سے زیادہ عرصہ ہوا اسیطرح تکبیر اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بھی اسی مقدار سے زیادہ عرصہ ہوا اگر اسی مقدار سے زیادہ دونون خطبون کے درمیان یا خطبہ و تکبیر کے درمیان یا تکبیر اور تکبیر تحریمہ کے درمیان عرصہ کرے تو خطبہ اور تکبیر باطل ہوگئی - پھر دوبارہ لانا واجب ہوا **ساتوین شرط** جمعہ کے صرف دو ہی رکعت فرض پڑہین اگر کم و بیش رکعت پڑہے تو درست نہین **آٹھوین شرط** جمعہ کے کہ ایک رکعت جماعت سے پڑہے مثلاً امام مع چالیس اسم جمعہ کی ایک رکعت جماعت سے پڑہا پھر ہر ایک امام سے علیحدہ ہوکر دوسری رکعت کو منفرد پڑہے یا امام چالیس اسم کے سوا ایک رکعت پڑہا کر وضو وغیرہ کے سبب سے اسکی نماز باطل ہوگئی تو مقتدیان دوسری رکعت کو علیحدہ علیحدہ پڑہین تو دو نو صورتون مین سبکا جمعہ درست ہے کہ ایک ہی رکعت جماعت سے پڑہنا کافی ہے - اسیطرح کوئی نئے وارد آکر امام کے دوسری رکعت مین ملگیا تو اسکو بھی جمعہ پورا ملا یعنے بعد سلام امام کے دوسری رکعت کو جہر سے پڑہین - وعلیہذا اور کوئی اس ایک رکعت والے سے آکر ملے و بعد سلام اسکے اٹھکر اپنی دوسری رکعت کو جہر سے پڑہ لین - اسیطرح جماعت پر جماعت آخر وقت تک جمعہ پڑہ سکتے ہین - اگر امام چالیس اسم سے زیادہ ہے اور کسی سبب سے اسکی نماز توٹھہگئی اور مقتدیون سے ایک کو اپنا خلیفہ مقرر کردے تو سب مقتدیون کو اس خلیفہ کے متابعت کرنا واجب ہے بشرطیکہ خلیفہ خطبہ کے شروع سے موجود رہے اور اگر یہہ خلیفہ طنداز نہو تو چالیس اسم سے زاید ہو اگر امام اول کی بعد ایک رکعت کے اوسکی نماز توٹھہگئی اور اوسنے ان شروط کا ایک خلیفہ مقرر کیا تو مقتدیون کو اختیار ہے کہ اسکی متابعت کرے یا اور دوسرے کو امام بنالے یا ہر ایک منفرد اپنی دوسری رکعت پڑہلین **تنبیہ** اگر آنیوالا امام کو دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ملا یا - یا سلام کے آگے ملا یا تو اسکو جمعہ نہین ملتا - مگر اوسپر واجب ہے کہ نیت جمعہ کی کرین - اور بعد سلام امام کے اٹھکر چار رکعت ظہر کے پڑہنا واجب ہے کہ جمعہ کی نیت ظہر بخاتی ہے اور فائدہ جمعہ کی نیت کرنے سے یہہ ہے کہ شاید امام ایک رکن بہولکر چھوڑے - اور یاد کرنے سے ضرور ایک رکعت لائیگا - تو اس رکعت سے جمعہ ملتا تھا - اور جمعہ فوت نہین ہوتے تک ظہر کی نیت لانا درست نہین اور جمعہ سلام کرنے سے فوت ہوجاتا ہے

اس لئے احتیاطاً جمعہ کی نیت کرنا واجب ہے خطبہ کے سنتان بہت ہین انمین سے۔ ممبر یا اونچی چیز پر خطبہ پڑھے تا دور تک آواز جائے اور خطیب سفید بہاری کپڑے پہنے اور پگڑی پر سے ایک سفید چادر یا رومال سمونسہ کر کے پیشانی پر سے داہن چھوڑ کر بائیں کو گردن پر سے لپیٹے کہ خطیب ایک شان و بزرگ حالت سے رہین کیونکہ خطیب اور امام لوگ کی محل نگاہ ہے۔ اور جب خطیب آجائے تو سب لوگ خاموش رہین۔ پھر خطیب ممبر کے نزدیک والون کو آہستہ سلام کرین پھر پہلے سیدہے پاؤن سے ممبر پر چڑھے اور سیدے ہاتھہ مین تلوار یا کمان یا عصا کہین کہ یہہ اشارہ ہے کہ اسلام تلوار سے مستحکم ہوا پھر لوگ کے طرف منہ پھر اکر السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ بلند آواز سے کہکر بیٹھین اور لوگ پر بھی اسکا جواب دینا واجب ہے پھر مؤذن آکر ممبر و خطیب کے روبرو اذان دے اور خطیب خطبہ کے حالت مین منہ پھرا نا سیدے یا بائین طرف یا ہاتھہ سے اشارہ کرنا یا ممبر پر چڑھتے یا اترتے وقت تلوار یا عصا سے کھٹ پٹ آواز کرنا یہہ سب مکروہ ہے۔ بعد تمام خطبہ کے جھٹ اتر کر محراب مین کھڑے رہین تا مؤذن کی تکبیر کے بعد زیادہ عرصہ نہو اگر خطیب نے نماز پڑہانیکو ایک خلیفہ مقرر کرنا چاہے تو خلیفہ شروع خطبہ سے موجود ہے تو درست ہے **مسئلہ** جمعہ کے سنتان بہت ہین انمین سے۔ غسل کرنا۔ اور اسکا وقت فجر صادق سے شروع ہوتا ہے۔ مگر نماز کے قریب غسل کرنا افضل ہے تا بدن نماز تک صاف رہے اور نمازیون کو پسینہ کی بو سے اذیت نہ پونچے بلکہ ہر نماز و ہر مجلس مین بدن کو صاف رکہین۔ سر و بغل و زیر ناف کے بال کاٹنا۔ مونچہہ و داڑہی کے کم و بیش کو ترانشنا۔ اور ہاتھہ و پاؤن کے ناخن کاٹنا۔ اور سفید بہاری لباس پہننا۔ اگر جمعہ عید کے روز مین ہو تو عید کی رعایت کر کے سفید کے بدل رنگا رنگ کے بہاری کپڑے پہنے اور بے رنگ کی خوشبو لگانا مثل عود و اگر کا دہوان و عطر وغیرہ لگائین۔ اگر خوشبو گاڑی نگدار ہے اور کپڑے بدن پر دہبہ پڑتا ہے تو مکروہ ہے۔ یہہ نہان کیلئے سنت ہے اور نماز کیلئے دور کے راستہ سے جانا۔ کہ جتنے قدم چلینگے اتنے نیکیان اور درجہ لکہے جائینگے۔ اور گہر کو آتے وقت نزدیک راستہ سے آوین۔ اور جمعہ کی شب و روز مین سورۂ کہف پڑہنا۔ اور درود شریف جتنا ہو سکے اتنا پڑہنا اور بغیر تکلیف کے ہو سکے تو خیرات کرنا۔ خیرات لوگ سے پوشیدہ کر کے دینا افضل ہے۔ اگر لوگ سے ظاہر کر کے دے تو بہی برا نہین۔ باقی سنتان بڑے کتابون مین درج ہین **مسئلہ** جمعہ کے مکروہات بہت ہین انمین سے کسی ایک سنت کو چہوڑنے یا خطبہ کے وقت باہر سے آکر لوگ کو سلام کرین۔ اگر کرے تو حاضرین مین سے ایک یا دو شخص پر سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ جب امام ممبر پر چڑہے تو بیٹہنے والے پر نماز و تلاوت قرآن و ذکر و باتین کرنا نزدیک تین امامون کے حرام ہے اور امام شافعی کے نزدیک

مکروہ ہے۔ بلکہ لفظ خاموش رہو بھی کہنا بات کے شمار میں ہے، صرف ضرورت ہو تو ہاتھ یا انگلیوں سے اشارہ کریں۔ اگر سنت نہ پڑھا ہو تو بعد نماز جمعہ کے پڑھ سکتے ہیں اما جو شخص خطبہ کیوقت باہر سے آیا ہے تو نہیں بیٹھتے تحیۃ دو رکعت خفیف سنت الجمعہ کے پڑھے تو مضایقہ نہیں اگر یہ شخص سنت کے آگے بیٹھے پھر اٹھکر پڑھنا چاہے تو وہی سنیت کا حکم عاید ہوتا ہے یا باہر سے آکر یا مجلس سے اٹھکر لوگ اور صفوف کو لانگتے ہوئے چلیں تو یہ مکروہ تحریمی ہے اما خطیب اور بیچ وقتی امام خطبہ و نماز کیلئے یا کوئی بزرگ و معتبر شخص کی ایک جائے مقرر ہے۔ یا آگے کی صف میں خالی جائے نظر پڑی۔ تو ان صورتوں میں انگلنا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان اشخاص سے لوگ کو اذیت و بار نہیں ہوتا اور خالی جائے چھوڑنے سے نمازیوں کا قصور ہے۔ اگر کسی نے مسجد میں پانی و مال بچھا کر چلا گیا۔ تو اس رومال پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن مسجد خانۂ خدا ہے رومال کے بچھانے سے جائیگا مستحق ہو نہیں سکتا رومال کو پاؤں سے سرکا کر پڑھنا جائز ہے پاؤں سے سرکانے کے بعد رومال گم ہو جائے تو سرکانیوالا اسکا ذمہ دار نہیں۔ ہاں اگر ہاتھ سے اٹھا کر سرکانے کے بعد گم ہو جائے تو اسکا ذمہ دار ہوگا۔ یا امام کے نزدیک سے یا صف اول سے دور ہٹکر دوسرے کو جائے دینا مکروہ ہے۔ ہاں اگر عالم یا بزرگ کیلئے ہو تو مضایقہ نہیں۔ اور آگے کے بیانات سے معلوم ہو چکا ہے کہ مکروہ کے کرنے سے صرف فضل دا ہوتا ہے مگر ثواب نہیں ملتا۔

فصل تیرویں خوف کی نماز کے بیان میں

شرع نے اس نماز کو ضرورت کیلئے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ پیغمبر ہمیں اسکو عمل میں لائے ہیں۔ جب مسلمین اور کفار کا مقابلہ ہوا تو ابتدا اسلام میں دو چند سے فرار ہونا حرام تھا۔ جب اسلام پھیلا تو یہ حکم منسوخ ہوا اور تخفیف ہو کر صرف دو چند سے فرار ہونا حرام رکھا گیا۔ پس جب مقابلہ ہوا اور کفار مسلمین کے دو چند سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور قبلہ ہی کیطرف اترے ہیں تو امام مسلمین کو اپنے پیچھے دو صف کریں اور سب سے تکبیر تحریمہ کرا کے نماز میں داخل ہو جاویں۔ جب امام رکوع کرے تو پہلے صف والے اس کے ساتھ رکوع کریں اور دوسری صف والے ویسا ہی قیام میں دشمن کیطرف نگاہ رکھے جب امام اور صف اول والے اعتدال کریں تو دوسری صف والے رکوع میں جائے اور امام و غیرہ نگاہ رکھے پھر دوسری صف والے رکوع سے اعتدال میں آئے۔ تو امام اور صف اول سجدہ کریں۔ بعد دونوں سجدوں کے

دوسری رکعت کے قیام یا تشہد مین ٹھہرے - تو دوسری صف والے سجدہ کرکے ملا لیوین - سیطرح نماز کے آخر تک
سفر کی نماز ہو یا حضر کی اور آخر مین بکو لیکر سلام پھیرین - اور اگر دشمن قبلہ طرف نہین ہے سیدھے یا ڈاہنے
یا پیچھے کیطرف ہو تو امام مسلمین کے دو ٹکڑیان کرے اور ہر ایک ٹکڑی دشمن کے آدھے سے کم نہو تو ایک ٹکڑی کو
دشمن کے مقابلہ مین کھڑے کرین اور دوسری ٹکڑی سے مسافر ہو تو ایک رکعت پڑھائے اور مقیم ہو تو دو رکعت
پڑھے - پہر امام ویسا ہی ٹھہرے اور نمازیان باقی نماز کو منفردان پوری کرکے دشمن کے مقابل مین جاکر کھڑے رہین
اور اول کے لوگ آکر امام کے ساتھہ ملجائے تو امام اپنی باقی نماز کو پڑہا کر تشہد آخر مین نمازیونکا انتظار کرے اور
نمازیان اٹھکر اپنی باقی نماز کو پڑہکر تشہد آخر مین امام سے ملے پہر امام ان سے سلام پھیرے - کہ اسمین دونو فریق کو
جماعت کی فضیلت برابر ملے - علاوہ اسکے اور چند کیفیتان بڑے کتابونمین درج ہین اور یہہ دشمن کے تیر و گولا نہین
پوہنچنے کی صورت مین ایسا ہی نماز پڑہین - اور جب تیر و گولا پوہنچتا ہے یا دونون فریق کے صفان ملکر تہیار چلے تو
اس حالت مین جیسا موقع ملا ویسا ہی پڑہین منفرد - یا جماعت سے سوار ہو یا پیدل - زیادہ حرکات اور
ہاتہہ چلانا اور قبلہ و غیر قبلہ طرف منہ کرنا - اور رکوع و سجود کو اشارہ سے کرنا ان سب صورتون مین درست جائز ہے
مگر کلام اور خون بدن یا کپڑے پر لگنے سے نماز باطل ہوتی ہے - پہر دوبارہ قضا کرین کیونکہ کلام سے فائدہ نہین بلکہ
خاموشی سے زیادہ رعب ہیبت ہوتی ہے - سیطرح اگر کوئی نماز کی حالت مین ظالم فاحق قید سے فرار ہوا یا کسی
ظالم زبردست کے خوف سے یا دشمن و شیر و درندہ و غیرہ جانور یا ندی یا گاربرسنے کے ڈر سے جان بچانیکے لئے فرار
ہوا یا کوئی چور اپنا مال لیکر فرار ہوا اور اوس کے پیچھے دوڑے تو ان صورتون مین نماز باطل نہین ہوتی - جیسا موقع
ملا ویسا ہی پڑہے جیسا کہ ہتیار کی حالت مین بیان ہوا - اور یہی فرض کافی ہے اسکے قضا کرنیکی ضرورت
نہین - ہان اگر اندرون نماز مین امن ملا اور شروط سے پڑہنے کا موقع بہی ملا تو پورے طور سے عمل کرنا واجب ہے - بشرطیکہ
یہہ نمازین خمس الاوقات کے فروض ہون اور اسکے وقت نکلجانیکا ڈر ہے تو اسکا اس کیفیتون سے پڑہنا جائز ہے
اگر نماز سنت ہو تو اس کیفیت سے پڑہنا درست نہین صرف وہ سنت جو سفر قصیر مین پڑہے جاتی ہے یعنے سفر کا
پلا دو منزل سے کم ہو تو سفر قصیر کہا جاتا ہے اسمین فرض کے روایت یعنے صبح و ظہر وغیرہ کے سنتان اور وتر و دگر
سنتان و نوافل کو سفر قصیر مین چلتے چلتے پڑہنا چاہے تو جائز ہے سوار ہو - یا پیدل صرف نیت اور تکبیر تحریمہ کے

وقت قبلہ طرف منہ کرے اما اگر پیدل ہو تو رکوع و سجود کو بھی قبلہ طرف منہ کرکے ادا کرین باقی قیام و اعتدال و تشہد و سلام جدہر جانا ہے اُدہر ہی چلتے چلتے ادا کرے اور اگر سوار ہو تو رکوع کیلئے جھکنے اور سجود کا جھکنا زیادہ کرنے زین پر پیشانی لگانیکی ضرورت نہین۔ و نہ قبلہ طرف منہ کرنا واجب ہے بلکہ اپنے مقصد کے راستہ طرف منہ کرکے چلتے ہوے ادا کرین تو درست و کافی ہے۔ اگر مقصد بستی سے ایک دو کوس کیون نہو تو بھی سفر قصیر کے حکم مین داخل ہے اس نماز مین قبلہ اور حرکات پیدرپے اور جلوس کی رعایت نہین۔ باقی شروط و ارکان لانا ضرور ہے۔

فصل چودوین عیدین کی نماز کے بیان مین

عیدین سے مراد عید الفطر جو بعد تمام ماہ رمضان شریف کے شوال کی پہلی تاریخ مین ہوتی ہے۔ اور دوسری عید الاضحیٰ جو ماہ ذیحجہ کے دسوین تاریخ مین ہوتی ہے اور یہہ ہر دو عید کی نماز سنت موکدہ ہے۔ اور ایک روایت مین فرض کفایہ ہے یعنے تھوڑے لوگ کے پڑہنے سے کافی ہے نہین تو سب گنہگار ہوتے ہین اور ہر عید کی نماز کا وقت آفتاب کے طلوع سے آفتاب ڈہلے تک رہتا ہے مگر آفتاب ایک بہالا چڑہے بعد پڑہنا افضل ہے اسیطرح عیدگاہ مین پڑہنا افضل ہے ہان اگر ضعیف اور کم طاقت والے بستی مین پڑہے تو مضایقہ نہین اور ہر یک عید کے صرف دو ہی رکعت ہوتے ہین جیسا سنت نماز صبح و ظہر وغیرہ کے ہین مقیم ہو یا مسافر حر ہو یا غلام مرد ہو یا زن بالغ ہو یا نابالغ جماعت سے ہو یا منفرد ان سب لوگون مین سنت ادا ہوتی ہے۔ مگر جماعت سے پڑہنا افضل ہے۔ اور نماز کی اکمل کیفیت یہہ ہے اُصلّی رکعتین سنّۃ عید الفطر یا عید الاضحی للہ تعالٰی امام ہو تو ۲ اماماً اور مقتدی ہو تو ۲ مأموماً یا منفرداً ۲ اللہ اکبر۔ بعد تکبیر تحریمہ کے ثنا ۲ اللہ اکبر ۲ کبیرا الخ اور وجہت وجہی الخ دعا افتتاح پڑہے پہر بلند آواز سے (۲ اللہ اکبر) سات بار کہین اور ہر ایک تکبیر مین ہاتو لوکو کان تک اٹہا کر چہاتی و ناف کے درمیان رکہین اور ہر ایک تکبیر کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ۲ اللہ اکبر ۲ آہستہ پڑہین پہر دوسری تکبیر کہین پہر ویسا ہی ہاتان رکہکر سبحان اللہ الخ پڑہین اسیطرح تیسری ساتوین تکبیر تک کرین پہر تعوذ یعنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم آہستہ کہکر بسم اللہ سے سورہ فاتحہ کے آخر تک بلند آواز سے پڑہین پہر اور ایک سورہ مثل ق والقرآن المجید یا سورہ سبح اسم ربک الاعلا یا اور کوئی سورہ جو یاد ہو سو بلند آواز سے پڑہین۔ پہر رکوع و سجود کرکے دوسری رکعت کے قیام مین کہڑے رہین۔ اسمین بہی تکبیر بلند آواز سے

(اَللّٰہُ اَکْبَرُ) پانچ بار کریں پہلے رکعت کے مانند سر تکبیر میں ہاتھ اٹھا کر چھاتی و ناف کے درمیان کہیے اور سبحان اللہ الخ پڑھیں پھر تعوذ و سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ مثل اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ یا سورہ اَھْلٰکُمُ التَّکَاثُرُ یا اور کوئی جو یاد ہو سو پڑھیں۔ پھر رکوع میں جا کر رکعت کو پوری کر کے سلام پھیریں۔ اگر امام پہلی رکعت میں سات تکبیر سے زیادہ تکبیر کریں یا دوسری رکعت میں پانچ تکبیر سے زیادہ تکبیر کریں تو اسکی متابعت نہ کریں ویسا ہی خاموش کھڑے رہیں۔ یا سات و پانچ تکبیروں سے کم کریں تو اتنا ہی کریں اس کے خلاف میں اپنے طرف سے پورے تکبیر کریں۔ کیونکہ تکبیر سنت ہے کم و بیش سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسیطرح اگر امام تکبیر کو بے محل لائے یعنے بعد تعوذ یا بعد قرأت سورہ کے کرے جیسا حنفی دوسری رکعت میں بعد قرأت سورہ اور آگے رکوع کے تکبیر کرتے ہیں ان صورتوں میں متابعت نہ کریں ویسا ہی خاموش کھڑے رہیں۔ پھر بعد سلام کے امام فوراً اٹھکر دو خطبہ پڑھیں جیسا جمعہ کے خطبوں کی کیفیت ہے، مگر یہاں اتنا زیادہ ہو کہ پہلے خطبہ کے آگے (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) نو بار کہیں پھر خطبہ شروع کریں۔ اور دوسرے خطبہ کے آگے ساتھ بار تکبیر کریں اسیطرح خطبوں کے درمیان کبھو کبھو تکبیر کرتے رہیں۔ عید الفطر کے خطبہ میں زکوٰۃ الفطر کا بیان کریں عید الضحیٰ کے خطبہ میں اضحیہ یعنے قربانی کا بیان کریں اور عید الفطر کو دیر سے یعنے زیادہ دن چڑھے بعد پڑھنا افضل ہے کیونکہ فطرہ کی زکات کو نماز کے آگے تقسیم کرنا واجب ہے تو زیادہ عرصہ کا ہونا ضرور ہے۔ اور بعد نماز کے تقسیم کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور عید الفطر میں نماز کے آگے افطار کرنا افضل ہے یعنے ایک یا تین کھجور یا اور کوئی چیز کھا کر نماز پڑھیں اور عید الضحیٰ کو جلد یعنے آفتاب ایک نیزہ کا چڑھے بعد پڑھنا افضل ہے کیونکہ اضحیہ و قربانی کا وقت بعد نماز سے شروع ہوتا ہے۔ اور نماز تک امساک کرنا افضل ہے۔ یعنے کچھ نہ کھائے نہار منہ نماز پڑھے اور قربانی کے گوشت سے افطار کرے **مسائل** عیدین کے بہت ہیں انمیں سے تو چند لکھے گئے اور باقی یہ ہیں کہ عیدین کی شب کو احیا کرنا یعنے تمام شب قرآن مجید کی تلاوت یا اور کوئی ذکر یا نماز میں مشغول ہو کر جاگنا۔ تمام شب نہو سکے تو بڑا حصہ شب کا جاگے اور غسل کرنا مرد و زن خرد و کلان حاضر و مسافر نماز کا پوشنے والا ہو یا نہو۔ اور وقت غسل کا آدھی رات سے عید کی نماز تک ہے۔ اور زینت کرنا۔ موچھ و داڑھی ترشنا بغل و زیر ناف کے بال کاٹنا۔ اور ناخن ترشنا پسینہ و میل سے بدن کو صاف کرنا اور اپنے سب میں بہاری کپڑے پہننا۔ اور رنگین ہو تو افضل ہے۔ اور خوشبو لگانا۔ اور عمدہ طعام پکوانا۔ معمول سے زیادہ لذیذ طرح طرح کے پکوانا۔ کہ اہل و عیال و اطفال و متعلقان کا جی بہرے و نیز محلہ داران و قرابتداران و غریبوں کو بھی حصہ دینا۔ اور خیرات مقدور موافق دینا اور نماز سے آکر تمام گھر والوں سے خرد و کلان سلام و مصافحہ

کرنا۔ ونیز قرابت و محلہ داروں سے جاکر ملنا اور عید کی تہنیت اور مبارکباد دینا۔ **مسئلہ** تکبیر عیدین کی دو قسم پر ہے ایک تکبیر مطلق دوسری تکبیر مقید (۱) تکبیر مطلق وہ ہے کہ جسکا کوئی وقت مقرر نہیں اور زمانہ معینہ اسکا یہ ہے کہ عیدین کے مغرب سے عید کی نماز تک کہ اس زمانہ میں نماز کے آگے پیچھے اور تلاوت کے آگے یا بعد۔ یا ہر سورہ یا سپارہ کے بعد یا نماز کے انتظار میں یا خالی وقت بیٹھے ہوئے یا چلتے ہوئے۔ جس موقع ملے تکبیر کریں۔ اسیطرح غدو یحے سے دسویں تک راستہ و بازار میں یا قربانی کے مندہ پر نظر پڑے شبانہ روز میں تکبیر کہتے رہیں کہ زمانہ مذکور الصدر کا وظیفہ تکبیر ہے (۲) تکبیر مقید وہ ہے کہ صرف نمازوں سے مقید ہے یعنے ہر نماز کے بعد فوراً تکبیر کریں۔ نماز فرض ہو یا سنت۔ حاضر ہو یا قضا جماعت سے ہو یا منفرد۔ یا جنازہ ہو۔ اور زمانہ اسکا عرفہ کی صبح سے یعنے نویں ذیحجہ کی صبح سے تا عصر آخر تشریق یعنے تیرہویں تاریخ کے آخر عصر تک اس زمانہ مذکور میں جو کچھ نماز پڑھے جاتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد تکبیر کریں کہ اس زمانہ کے نمازوں کا وظیفہ تکبیر ہے اور صیغہ یعنے کیفیت تکبیر مطلق اور مقید کی اسطرح ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ تین بار اور یہہ زیادہ لانا افضل ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ایک بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ایک بار امام شافعی رح نے صحیح روایتوں سے انتخاب کرکے یہہ ترتیب کو مقرر فرمائے۔

فصل نہ دہم کسوف اور خسوف کی نماز کے بیان میں

کسوف الشمس سورج گرہن کو کہتے ہیں اور خسوف القمر چاند گرہن کو کہتے ہیں۔ جب سورج یا چاند گرہن ہو تو دو رکعت پڑھنا سنت موکدہ ہے جماعت سے یا منفرد پڑھے تو جائز ہے کمتر صبح یا ظہر کے سنت کے برابر ہے مگر جماعت سے پڑھنا افضل ہے اور اکمل کیفیت اسکی یہ ہے کہ ہر رکعت میں دو قیام اور دو قرات اور دو رکوع اور دو اعتدال ہوتے ہیں باقی معمول موافق ہے یعنے بعد تکبیر تحریمہ اور دعائے افتتاح اور تعوذ کے سورۂ فاتحہ پڑھے اور ایک دراز سورہ پڑھے پھر رکوع اور اعتدال کرکے دوبارہ قیام میں آئے پھر سورۂ فاتحہ اور ایک سورہ پڑھکر دوبارہ رکوع و اعتدال کرکے سجدہ میں جائے دوسری رکعت کو بھی ایسا ہی پڑھے اور رکوع و سجود کی تسبیح کو بھی زیادہ کرے کہ گیارہ بار یا ایک سو تک پڑھیں لوگ اور زمانہ کا موقع دیکھکر پڑھے سورج گرہن کی نماز میں آہستہ پڑھے اور چاند گرہن کی نماز میں جہر سے پڑھے۔ بعد نماز کے دو خطبہ

مثل عیدین کے پڑھے مگر تکبیر کے بدل میں استغفار پڑھے کمتر اَستغفرُ اللہ اور اکمل اَستغفرُ اللہ العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ پہلے خطبہ کے آگے نو بار دوسرے کے آگے سات بار پڑھیں اور درمیان خطبوں کے کبھو کبھو پڑھتے رہیں اور خطبہ میں توبہ و استغفار و گناہ و ظلم سے باز رہنے اور دشمنوں سے صلح کرنے اور صدقہ و خیرات کرنیکا بیان کریں۔ کہ ایسے بڑے نورانی احرام کا نور لٹانیوالے کی قدرت و شان عظمت کسطرح ہے۔ ہم انسان ضعیف البنیان کی کدھر مجال ہے۔ سورج گرہن کی نماز کا وقت شروع گرہن سے ہوتا ہے اور انجلا یعنے صاف ہونے یا گرہن رکنے غروب ہونے سے فوت ہو جاتا ہے اور انجلا غروب نہیں ہونے تک پڑھنا جائز ہے۔ اور چاند گرہن کی نماز کا وقت شب میں ہوتا ہے انجلا اور آفتاب نکلنے سے فوت ہو جاتا ہے۔ انجلا اور آفتاب نہیں نکلے تک پڑھنا جائز ہے اسیطرح اگر چاند گرہن ہو کر شب ہی میں غروب ہوا تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ بعد فوت ہونے وقت کے ہرگز نماز کی قضا کرنا درست نہیں۔

فصل سولہویں استسقا کی نماز کے بیان میں

استسقا پانیکی خواہش اور محتاجی کو کہتے ہیں۔ جب مسلمین پر عام شدت پڑ گئی خود ایک بستی والو پر یا دو کے ملک والوں پر ہو کیونکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ یعنے سب مومنین برادران ہیں کہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ مثلاً برسات نہ پڑے۔ یا ندی و چشمے و تالاب و باولیاں ہمیشہ بھرپور رہتے تھے سوکھ گئے یا میٹھا پانی تھا کھارا بنگیا۔ تو استسقا کرنا جائز ہے۔ اور یہ تین قسم پر ہے (۱) لوگ علیحدہ علیحدہ یا ایک جائے جمع ہو کر دعا کریں (۲) ہر نماز فرض کے آخر اعتدال میں معمولی قنوت اور پانی کی دعا کریں اسیطرح جمعہ کے خطبہ میں اور بعد نمازوں کے بھی دعا کرتے رہیں (۳) امام یعنے بادشاہ تمام لوگ کو تین دن روزہ رکھنے کا حکم کریں اور یہ روزہ حکم حاکم سے واجب ہوتا ہے رات سے اسکی نیت کرنا واجب ہے اور چوتھے روز میں خود حاکم یا نائب اسکا تمام لوگ صحرا یا عیدگاہ میں لیجائے۔ جو چلنے والے جیسے بوڑھے و شیر خوار جانوران معہ بچے ان کے ساتھ عجز و انکسار میلے معمولی کپڑوں سے چلیں اور شیر خوار ماؤں سے جدا کریں تاکہ ان کی پکار اور چلانے سے خدا تعالےٰ رحم کرے۔ اور اگر ہندو لوگ بھی آئے تو انکا مجمع مسلمین سے علیحدہ رکھیں۔ پھر امام دو رکعت مثل عید کے پڑھاویں اور بعد نماز کے دو خطبہ مثل خطبہ عید کے پڑھیں لیکن تکبیر کے بدل استغفار مثل کسوف کے پڑھیں اور دوسرے خطبے کے آدھے میں خطبے قبلے طرف منہ کر کے دعا کرے جب امام چہرے سے دعا کرے تو لوگ آمین آمین کہتے رہیں۔ جب آہستہ دعا کرے تو لوگ بھی دعا کریں اور خطیب اپنے آنگھیہ پر کی چادر کو اٹھا کے برعکس کریں یعنے سیدھے کو ڈانویں طرف و زیریں کو بالا کریں تا نیک فال ہو جائے کہ شدت و مشکل سے راحت و آسان میں

آگئے۔ لوگ بھی خطیب کے برابر کریں۔ پھر خطیب لوگ کی طرف منہ کرکے خطبہ پورا کریں۔ بعد خطبہ کے بھی بیٹھکر ہاتان اٹھاکر دعا مانگیں۔ اگر خدا کے فضل وکرم سے پانی برسے تو اسمین غسل کرنا یا وضو کرنا سنت ہے کمتر ایک چلو لیکر کلی کریں۔ اگر ایک یا دین مطلوبت ملے تو پھر بیاہی دوبارہ سہ بارہ مشکل آسان ہوے تک کریں۔ اگر نماز کے آگے مطلب حاصل ہوے تو صرف دو ہی رکعت شکر یہ کے نیت سے پڑہین اور اگر جماعت سے موقع نہ ملے تو دیگر جماعت مسجد مین یا منفرد اپنے اپنے گہرون مین پڑہنا جائز ہے اگر عام لوگون پر سوائے پانیکے اور کسی نوع کا خوف پیش ہوا تو اسکے لئے نماز درست نہین مثل بے درپے بجلیان گرے یا گارے سے یا سخت ہوا چلے یا وبا وغیرہ مرض پھیلے یا دشمن غنیم اگر گہیرے تو ان صورتون مین سب جمع ہوکر ایک جائے مسجد وغیرہ مین دعا کریں۔ یا سب ملکر اذان دین اور ہر فرض کے آخر اعتدال مین معمولی قنوت پڑہ کر جو بلا کی شکایت ہے اسکے دفع کی دعا مانگے چنانچہ یہہ سب باتون کے دعایان خطبون کے مجموعہ و دیگر اوراد کے کتابون مین لکہے ہوے ہین اُسکو تحصیل کرکے عمل کریں۔

فصل سترہوین جنازہ کی نماز کے بیان مین

جب کوئی آدمی مرجائے تو زندہ پر اسکے چار حق واجب ہوتے ہین (۱) غسل کرنا۔ (۲) تکفین کرنا (۳) اسپر نماز پڑہنا (۴) دفن کرنا۔ اور یہہ چار حق میت کے واجبات اور فرائض پر ہے۔ اگر یہہ نہو تو دیکہے سو والون پر واجب ہے۔ اگر کوئی خبر نہ رکہے تو کل امت ذمہ دار و گنہگار ہو جاتی ہے **فائدہ** عقلمند کو تین بات ہمیشہ یاد رکہنا چاہئے۔ اللہ تعالی ہمیشہ موجود ہے (۲) ہر ذیروح کو مرنا لابد ہے (۳) قیامت ہونیوالی ہے۔ اور تین بات کو بہولنا (۱) کسی پر احسان کئے تو اسکا ذکر نہ کریں (۲) اپنے کو کوئی اذیت دئے تو ہر بار اسکا خیال نہ کریں (۳) ماتہہ سے گئی ہوئی چیز کو پچتاوہ سے دلکو رنج نہ دین۔ اسیطرح عقلمند ہمیشہ موت کے مستعد رہے جس حالت مین مرنا چاہتے مین وہی حالت پر رہنا چاہئے کیونکہ موت کا سبب اور کوئی وقت مقرر نہین اگر گنہگار یا بد چلن ہو تو باز رکہ نیک رویہ پر چلے۔ اور دین ولین ہو تو ہمیشہ اپنی وصیت لکہکر رکہین۔ تاکوئی مرا اپنے قرابت سے پوشیدہ نرہے۔ اور جب شخص نزع اور سکرات کے حالت مین ہو تو حاضرین مجلس سے ایک شخص بزرگ نیک رو یہ کلمہ طیبہ پڑہے۔ تا مریض سنکر کلمہ پڑہے کہ صحیح روایت مین آیا ہے کہ جس شخص کا آخر کلام لا الہ الا اللہ ہے تو وہ بلا شک جنتی ہے اور اوسکو خاتمہ بخیر کہتے ہین اگر کلمہ کے بعد پھر مریض ٹہہاؤ یا پانی پلاؤ وغیرہ تلفظ کرے تو وہ بزرگ پھر بطریق تفہیم یاد داشت کلمہ پڑہے۔ مگر مریض کلمہ

پڑھو کہنا حرام ہے کہ اسمین رنج و نا امیدی زندگی کی پائی جاتی ہے یا مریض ضد مین آکر نہین پڑھتا ہون کہا تو اسمین کفر کا خوف ہے۔ کہ اس دقیقہ سے بہت لوگ غافل رہتے ہین۔ اسیطرح مریض کے دارث یا دشمن کلمہ پڑھنا مریض کے روبرو حرام ہے۔ اور جب مر جائے تو قبل تحقیق پوری موت کے جلد تجہیز و تکفین نہ کرین کہ شاید بیہوش یا موت سکات ہے کیونکہ ایک مرض ہوتا ہے کہ مریض کی سانس و نبض موقوف ہو جاتی ہے۔ بعد چند گھنٹے یا چند روز کے بیہوش مین آجاتا ہے نشانی موت سکات کی مریض کی ناک کے پتلی مین اپنی صوت نظر آتی ہے۔ اور نشانی موت حقیقی کی ناک مڑ جاتی ہے اور کنپٹیون مین گڑھے پڑ جاتے ہین۔ ہاتھہ و پاؤن کے جوڑ جدا ہو جاتے ہین جب موت کسی نشان سے تحقیق و ثابت ہوئی تو گرما گرم اوس کے آنکھہ کے پلک کو ڈماکے اور منہ کو ڈماٹے سے بند کرے نہیں تو بدشکل ہوتا ہے اور تمام بدن کے کپڑے اتارے اور ہاتھہ و پاؤن کے جوڑون کو موڑ موڑ کر یا تیل سے نرم کرین تا غسل و تکفین مین آسان رہے اور پلنگ وغیرہ اونچی چیز پر لٹائے اور پیٹ پر چھٹاک یا آدہ پاؤ کے وزن دار چیز رکہے تا پیٹ نہ پہولجائے۔ اور جائے کا موقع ہو تو سرانا قطب طرف کرے اور عود یا لبان وغیرہ کا دھوان دیتے رہین۔ اور بیکار لوگ قرآن مجید یا اور کوئی ذکر مین مشغول رہے اور نزع کیوقت سورہ یٰسین پڑھے اجل پوری ہو تو آسانی سے وفات ہوگی اگر زندگانی باقی ہے تو اوسی وقت ہوشیار ہو کر صحت پائینگے

پہلا واجب غسل کرنا کمتر واجب یہہ کہ بہت پانی ہو تو ایک طرف دینا اور لوٹے وغیرہ سے غسل کرین تو میت کا تمام پوست و بال کو تر کرین جیسا زندہ جنابت کا غسل کرتے ہین۔ اور افضل و اکمل اسطرح ہے کہ میت کو آسنے سامنے مین غسل کرین اگر ہو سکے تو آسمان طرف سے بھی آڑ کر کہین اور زمین سے اونچا کسی تختہ یا چٹان پر کہے تا نجس چھینٹے نہ اڑے سر اونچا اور پائنتی قبلہ طرف کرین تا الٹانے پلٹانے مین قبلہ طرف پیٹھہ نہ دین۔ اگر ایسی جائے نہ ملے تو جیسا موقع ملاوے ویسا ہی کہین۔ اور سوا غسل کرنیوالا اور اوسکے مددگارون کے اور کوئی بیکار شخص رہین کہ بغرض میت کو دیکہنا حرام ہے اور غسل کرنیوالے پرہیزگاران اور امانتداران ہو۔ مرد کو مردان اور زن کو زنان کرنا واجب ہے۔ اما شیر خوار بے تمیز کو مرد ہو یا زن غسل کرین تو جائز ہے۔ اسیطرح مرد اپنی زوجہ کا غسل کرنا اور زن اپنے شوہر کا غسل کرنا یا مرد اپنے محارم زنان کا غسل کرنا یا زن اپنے محارم مردون کا غسل کرنا ان سب صورتون مین بھی جائز ہے۔ مگر مرد کو مرد زن کو زن کرنا افضل ہے۔ اگر زن کی صورتین سوا اجنبی مردان اور کوئی محرم زن یا محرم موجود نہیں ہے۔ اور مرد کی حالت مین سوا اجنبی زنان کے اور کوئی مرد یا زن محرم موجود نہیں ہے تو بغیر چھینے اور دیکہنے بدن کے غسل ہو سکتا ہے مثل غوطہ دین یا کپڑے مین غسل کرین تو اجنبی کا غسل کرنا جائز ہے۔ اگر چھینے یا دیکہنے سے ہو سکتا ہے تو حرام ہے۔ صرف کپڑے سے تیمم کرنا واجب ہے

اور یہہ غسل کے بدلے کافی ہے اسیطرح بے جنہ میت کی شوہر یا زن کا غسل نہو سکا تو جنہ کرنا حرام ہی اسکے بدل بھی تیمم کرنا کافی ہے
اور جب میت کو تختہ وغیرہ پر لٹائے تو سر سے پاؤں تک باریک کپڑا اڑھائے کیونکہ ناف و گھٹنہ کے درمیان کا دیکھنا حرام
ہے اور باقی بدن کا دیکھنا مکروہ ہے۔ کسی ناگ یا میل وغیرہ دیکھنے کی ضرورت پڑ جائے تو صرف ضرورت کی جائے دیکھنا جائز ہے
اور نہلانیوالا میت کو بٹھا کر لیا سیدھا گھٹنہ سے میت کے پیٹھ پر ٹیکا دیں اور سید ہے ہاتھ سے گردن و سر کاٹیکا دیں اور ڈانوین
ہاتھ سے میت کے ناف سے نیچے تک چند بار پہراوین۔ تاکوئی غلاظت ہو تو نکل جائے۔ پہر میت کو چتا لٹا کر اپنے ڈانوین ہاتھ پر
تہیلی یا کپڑا باندہ کر میت کے دونو شرمگاہ کی آبدشت کرکے اور دیگر بدن پر کی نجاست کو دہو کر یہہ تہیلی کو نکالین پہر
دوسری تہیلی باندہ کر دانتو کو مانک کو دہو کر وضو کراوین اور یہہ وضو کی نیت کرنا واجب ہے نویت الوضو لھذا المیت
مگر وضو کرانا سنت ہے پہر یہہ تہیلی کو نکالکر تیسری تہیلی باندہین پہلے سر کے بال کو بیر کے پتے یا سکے کائی کی پہلی یا صابون
وغیرہ میل نکالنے والی چیز سے دہوین اسیطرح ڈاہنی کو بہی دہوین اور بالونکو آہستہ کنگھی کرین اکہڑے سو
بالون کو جمع کرکے کفن مین ساتہہ رکہین پہر سیدہے مونڈے اور سینہ سے پاؤن تک صابون وغیرہ لگا کر دہوین اسیطرح
ڈانوین مونڈے اور سینہ سے پاؤن تک دہوین۔ پہر ڈاوین بازو پر لٹا کر پیچہے کے مونڈے و گردن سے پاؤن تک
صابون وغیرہ لگا کر دہوین اسیطرح سیدہے بازو پر لٹا کر پیچہے کے مونڈے و گردن سے پاؤن تک دہوین۔
پہر ایک خالص پانی سے سر کی ناگ سے پاؤن تک تمام بدن پر بہائے۔ یہہ ایک غسل ہوا۔ کیونکہ خالص پانی کا غسل محبوب
ہے اور صابون کے ساتہہ کا پانی۔ اور صابون کو دور کرنیکا پانی یہہ ہر دو پانی متغیر محسوب نہین یہہ ایک خالص پانی سے
غسل کا فرض ادا ہوا۔ مگر تین بار غسل کرنا سنت و افضل ہے اور دو بار خالص پانی سے بانگ سے پاؤن تک بہائے تو تین
خالص پانی ہوے۔ اگر ہر ایک خالص پانی کے پیشتر صابون لگا کر دہوئے تو افضل ہے کہ جسمین نو پانی ہوتے ہین
چہہ متغیر اور تین خالص جو محسوب ہوتے ہین اور ہر خالص یعنے صاف پانی مین کافور کے ٹکڑے بغیر کوٹنے کے ڈالے کہ
ناپاکی متغیر نہو اسکی بو سے کیڑے و زمین کے حیوان بہاگتے ہین۔ اور غسل کے شروع سے آخر تک عود یا لبان وغیرہ کا دہوان
کرتے رہین تا بدبو ہو تو چہپ جائے اور بعد تمام غسل کے صاف پاک کپڑے بال و بدن کو خشک کرے۔ تاکفن تر نہو جائے
اور میت زن ہو تو اسکے بال کو تین چوٹیان گوندے ایک پیچہے دو سامنے چہوڑے اور غسل اگرچہ واجب ہے مگر نیت کرنا
سنت ہے اور وضو کرانا اگرچہ سنت ہے مگر نیت اوسکی واجب ہے۔ اور غسل کی نیت اسطرح کرین شروع غسل مین یا خالص

پانی کیوقت نَوَیْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ لِهٰذَا الْمَیِّتِ اور یہہ غسل میت کا زندہ آدمی کرنا شرط ہے اگر میت پانی مین گرکر مری یا کرامت سے خود اپنا غسل کرلیا تو انکا بھی دوبارہ غسل کرنا واجب ہے اگر پانی مین گری ہوی میت کو نکالتے وقت غسل کی نیت سے اور ایک غوطہ دے تو کافی ہے **تنبیہ** میت زندون کی امانت ہے۔ اگر میت کا منہ یا بدن پر سیاہ یا بدنما داغ وغیرہ پر نظر پڑی تو پوشیدہ رکھین اور کسی پر ظاہر کرنا حرام ہے اور اگر میت کے منہ یا بدن پر نور یا مسکرانا وغیرہ نیک حال دیکھے تو ظاہر کرنا جائز ہے اما اگر میت بدرویہ مثل بیاز خورد و شراب خوری یا حرام جانور وغیرہ ہے تو اوس کے برائیان نظر پڑے تو ظاہر کرنا جائز ہے۔ تا دوسرے لوگ عبرت ہوا ور ان افعال سے باز رہین **دوسرا واجب تکفین کرنا** تکفین کپڑے پہنانیکو کہتے ہین جو کپڑے زندگی مین پہنا جائز ہے اوس سے تکفین کرنا بھی درست ہے مرد کو صرف زرین و ریشمی کپڑے سے تکفین کرنا حرام ہے باقی سفید یا رنگین سے تکفین کرنا جائز ہے اور زن کو تمام کپڑے زرین و ریشم وغیرہ سفید یا رنگین سے تکفین کرنا درست ہے مگر مردون کو سوتی سفید دھوئے ہوے کپڑے سے تکفین کرنا افضل ہے۔ اور صرف تین لفافہ یعنے تین چادر سے تکفین کرنا افضل ہے کہ پیغمبر کو تین لفافہ سفید دھوئے ہوے مین تکفین کیے۔ اور کمتر کفن جو واجب ہے۔ اللہ کے حق مین مرد کو ناف سے گھٹنہ تک جس سے نماز درست ہوتی ہے مگر میت کے حق مین کل بدن کا ایک لفافہ سے ڈھانپنا واجب ہے اور تین لفافہ سے کرنا سنت و افضل ہے اور دو عدد بڑا نا قمیص یعنے کرتا آستین دار گلے سے تلوے تک اور ایک عمامہ اور ان پانچ عدد سے کرنا اکمل ہے۔ اور زن کو اللہ کے حق مین کل بدن سوائے منہ اور ہاتھون کے پنجہ جس سے نماز درست ہے مگر میت کے حق مین تمام بدن کو ایک لفافہ سے ڈھانپنا واجب ہے اور پانچ عدد سے تکفین کرنا افضل ہے ایک لنگی جسکو ازار کہتے ہین چھاتی سے پاؤن تک اور ایک قمیص یعنے کرتا آستین دار گلے سے پاؤن تک اور ایک خمار یعنے اوڑنی سر کے تمام بالون کو ڈھانپے اور دو لفافہ۔ ہر ایک لفافہ مذکور الصدر کا پنہ یعنے عرض تمام بدن کو ڈھانکے موافق شرط ہے اگر چھوٹے کپڑے ہون تو اور دو تین پنہ بغیر سینے کے لاش پر ایک ایک کہکر تکفین کرین تو ایک ہی لفافہ سمجھا جائیگا اسیطرح قمیص اب جو ایک لفافہ پہاڑ کر سر سے اتار کر چھوڑتے ہین۔ تو یہہ قمیص و لفافہ کی شمار مین ہے خلاف افضل ہے اور کیفیت تکفین کی اول سب مین بڑے عمدہ لفافہ کو بچھائے اور اسپر عبیر و کافور چھڑکا ہوا اور عطر لون سبکو حنوط کہتے ہین۔ چھڑکین پھر اسپر دوسرا لفافہ رکھے اور ویسا ہی حنوط کرین پھر تیسرا بچھا کر حنوط چھڑکین۔ پھر میت کو لاکر اسپر چتا لٹائے اور دونو ہاتھہ بیچ ہاتھہ داہنے پنجہ پر رکھکر شرم گاہ پر رکھے یا زانون پر چھوڑے اور آنکھون مین سرمہ لگائے و رمنہ و ناک و کان و تمام بدن کے سوراخون مین روئی بھرے اور اعضا سجود کو بھی روئی لگائے یعنے پیشانی پر اور ہاتھہ کے انگلیون کے درمیان اور گھٹنہ و پاؤن کے انگلیون کے

درمیان روئی رکھے اور چوتڑوں کے درمیان شرمگاہ پر بھی روئی رکھے۔ اور زن کو چولی کے بدل ایک کپڑا چھاتی پر باندھے۔ اسیطرح ایک کپڑا سر سے باندھے اور مرد کو صرف ایک لنگوٹی چوتڑوں پر سے باندھے اور میت کو کفن پہنانے کی ترتیب مرد کو اول قمیص پہر عمامہ پہر تینوں لفافہ اور زن کو پہلے لنگی پہر قمیص پہر خمار پہر دو لفافہ۔ لفافہ کی ترتیب یہ ہے کہ بائیں طرف کا لفافہ بدن پر سے لپیٹے پہر داہنے طرف کا اسپر سے لپیٹے۔ اسیطرح دوسرا و تیسرا لفافہ اور کپڑے کی کورنکالکر تین جگہ باندھے۔ ایک سر کے اوپر سے پلوؤں کو باندھے۔ اور ایک کمر پر اور ایک پاؤں کے نیچے کے پلوؤں کو باندھے۔ مگر قبر میں رکھ کر بعد یہہ تینوں گرہوں کو کھولڈالے اور اگر کوئی احرام یعنے حج کی حالت میں مرے تو مرد کا سر کھلا رکھنا اور زن کا منہ اور پنجہ کھلے رکھنا واجب ہے۔ اور حنوط و دیگر خوشبو لگانا حرام ہے۔ کیونکہ صرف حاجی لوگ کو حاجت حج میں لگانا حرام ہے **تنبیہ** تکفین کے تین یا پانچ عدد و حنوط وغیرہ مذکور الصدر میت کے متروکہ ہونیکے صورتمیں کرین یا وارث یا دوست اپنے اختیار سے کرین اگر متروکہ نہو تو صرف ایک لفافہ سے مرد یا زن کا واجب ادا ہوتا ہے۔ اگر ایک بھی لفافہ میسر نہو تو پتہ و گھاس یا مٹی کا لیپ سے بدن ڈھانپنا واجب ہے۔ بہرصورت زندہ کو نماز میں جس چیز سے ستر کرنا درست ہے تو میت کو بھی اوس چیز سے تکفین کرنا بھی جائز ہے **تیسرا واجب** اسپر نماز پڑھنا جنازہ کی نماز مثل یگر فرض نمازوں کے حکم میں ہے۔ یعنے شروط و ارکان کی رعایت ضرور ولابد ہے مثل طہارت و ستر عورہ اور قبلہ طرف منہ کرنا اور وقت داخل ہونا وغیرہ اور وقت نماز جنازہ کا بعد غسل کے شروع ہوتا ہے اور بعد دفن کے بھی تین روز تک باقی رہتا ہے بعد غسل کے تکفین کے پیشتر نماز پڑھے تو جائز ہے مگر مکروہ لیکن بعد تکفین کے پڑھنا سنت و افضل ہے اور بعد نماز کے پیشتر میت کو دفنانا مکروہ تحریمی ہے اور بوقت ثبانہ روز میں نماز پڑھنا جائز ہے جب موقع ملاحب ہی پڑھیں کہ میت کی تجہیز میں جہانتک تعجیل ہوسکے افضل ہے بلکہ اگر میت کی لاش تغیر ہونیکا خوف ہے اور کسی فرض نماز کا وقت داخل ہوا ہو تو فرض ادا نہیں کئے یا وقت تحریمی داخل ہوا یا بہت لوگ جمع نہیں ہوئے تو بلا رعایت ان صورتوں کے پہلے جنازہ کی نماز پڑھا کر روانہ کرنا واجب ہے اور شہر کے باہر پاک میدان میں یا جنازہ کی نماز کیلئے کوئی جائے مقرر کیگئی ہو تو وہیں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اگر لوگ کو اس سے تکلیف و دقت و دشواری ہوتی ہے۔ اور نماز کی فضیلت سے محروم ہوتے ہیں۔ تو شہر یا بستی کی ہر مسجد میں پڑھنا جائز ہے بلکہ امام شافعی رح باتفاق حنفی رح کے نزدیک اندرون مسجد میں نماز جنازہ کا پڑھنا جائز ہے چنانچہ خلیفہ اول و دوم کے جنازہ کو اندرون مسجد نبوی میں لاکر نماز پڑھائے اور تمام ممالک اسلام میں یہی عمل جاری ہے اور حنفی رح اور مالکی رح کے نزدیک اندرون مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور وجہ کراہت کی یہہ ہے کہ میت سے نجاست گرکر مسجد کو

بخس کیے کا گمان ہے۔ اگر کوئی قرینہ یعنے نشانی گمان کی موجود ہے مثل میت جراحت سے مرگیا یا سلسل البول یا بواسیر یا اسہال وغیرہ کا مبتلا ہو کر مرگیا اور نجاست پھیلنے کا احتمال ہے تو ان صورتوں میں چاروں مذہبوں کا اتفاق ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ زندہ شخص ان امراض یا حیض و نفاس سے مبتلا ہے تو مسجد میں کھڑے رہنا یا ٹہلنا اسکا بھی چاروں مذہب میں مکروہ تحریمی ہے۔ اور غسل کرنے اور نماز پڑھانیکا مستحق پہلے وارث ہی اگر ایک درجہ کے چند وارث ہیں تو عمر رسیدہ اولاد ہے نزاع ہوا تو قرعہ کریں پھر جسکو وارث نے مقرر کیا۔ پھر عالم پھر قاری ترتیب پیش امامی سابق کے موافق عمل کریں اگر خود حاکم حاضر ہوا تو یہ سب سے مقدم ہے **مسئلہ** اگر نماز کی جائے میں چند میت جمع ہوے اور سب کے وارثوں کے اتفاق سے سب پر ایک ہی نماز پڑھنا چاہے تو کافی و درست ہے۔ اگر ناراض ہو تو ہر ایک پر علیحدہ نماز پڑھے اور جو سب سے پہلے آیا اوس سے شروع کریں پھر دوسرا و تیسرا وغیرہ اسیطرح اگر سب کو جمع کر کے ایک ہی نماز پڑھنا چاہے تو سب سے جو پہلے آیا اوسکو امام کے نزدیک رکھیں اوس کے پیچھے دوسرا پھر تیسرا وغیرہ قبلہ طرف کتے جائیں اگر زن کی میت سب سے اول آئے تو اسکا حق نہوگا بلکہ مرد کو امام کے طرف کریں اور علیحدہ نماز کی صورت میں بھی پہلے مرد پر پڑھے۔ مرد نابالغ بڑوں کے شمار میں سمجھا جائیگا یعنے زن کے آگے بالغ کے پیچھے رکھا جائے اگر کسی کو پہلی جماعت نہ ملی تو دوسری تیسری وغیرہ جماعتان پڑھتے جائیں یا منفرد پڑھیں ہر جائے مسجد وغیرہ میں جب جمع قع ملے پڑھنا جائز ہے اگر بعد تکبیر تحریمہ کے جنازہ کو لیگئے تو مضائقہ نہیں ویسا ہی نماز پورا کریں اگر دفنائے بعد اور چند لوگ آجائے تو قبر پر بھی پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ تین روز نہ گذرے اور میت کی لاش نہ بگڑی ہو **مسئلہ** جنازہ کی نماز کے سات رکن ہی (۱) نیت کرنا (۲) چار بار تکبیر تحریمہ کرنا (۳) قیام کھڑے رکر پڑھنا۔ عذر ہو تو جیسا ہو سکے پڑھیں (۴) پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے اگر سورۂ فاتحہ کو دوسری یا تیسری یا چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے تو اب بھی جائز ہے (۵) دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ (۶) تیسری تکبیر کے بعد میت کو دعا کریں کمترین دعا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ (۷) چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیریں۔ یہ سات رکن اس ترتیب کے ساتھ لانا واجب ہے اگر ایک رکن بھی کم کریں تو نماز درست نہیں اما رکوع و سجود و تشہد جنازہ کی نماز میں لانا درست نہیں کمترین جنازہ کی نماز کے واجبات یہی تھے جو بیان ہوے اور **کیفیت نماز جنازہ کی اسطرح ہے** میت مرد ہو تو امام اوس کے سر جہاں کے روبرو کھڑے رہے اور زن ہو تو کمر کے روبرو کھڑے رہے پھر نیت باندھے۔ اُصَلِّیْ عَلٰی ھٰذَا الْمَیِّتِ الْحَاضِرِ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ فَرْضَ کِفَایَۃٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی اِمَامًا مَاْمُوْمًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تا آخر سورۂ فاتحہ آہستہ پڑھے دن ہو یا رات پھر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یہ درود شریف کو خاص دوسرے تکبیر کے بعد لانا واجب ہے، پھر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ خَرَجَ مِنْ رَوْحِ الدُّنْیَا وَسَعَتِھَا وَمَحْبُوْبِہٖ وَاَحِبَّائِہٖ فِیْھَا اِلٰی ظُلْمَۃِ الْقَبْرِ وَمَا ھُوَ لَاقِیْہِ وَقَدْ جِئْنَاکَ رَاغِبِیْنَ اِلَیْکَ شُفَعَاءَ لَہٗ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِیْ اِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ رِضَاکَ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابِہٖ وَلَقِّہٖ بِرَحْمَتِکَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِکَ حَتّٰی تَبْعَثَہٗ اٰمِنًا اِلٰی جَنَّتِکَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اور یہ دعا خاص تیسری تکبیر کے بعد لانا واجب ہے پھر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ وَلِوَالِدَیْنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کا اور یہ سلام کو خاص چوتھی تکبیر کے بعد لانا واجب ہے یہ چار تکبیریں جو گذریں مانند تکبیر تحریمہ کے ہیں ہر تکبیر کے وقت نظیر دیگر نمازوں کے دونوں ہاتھ کان تک اٹھا کر ناف و چھاتی کے درمیان رکھنا سنت ہے۔ اسیطرح دو سلام ہے ایک فرض اور ایک سنت پہلے میں سیدھے طرف منہ پھیریں دوسرے میں ڈاہنی طرف پھیریں۔ اگر میت زن ہے تو دعا میں اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وغیرہ ہر ہائے ضمیر کر کو ایک نقطہ بڑھاویں مثل لَہٗ کے بدل لَھَا اَرْحَمْھَا کے بدل اَرْحَمْھَا وغیرہ لائیں اگر جمع پر پڑھے تو ہر ہ کے بعد میم بڑھاویں مثل اَغْفِرْ لَھُمْ اگر جمع زنان ہیں تو بعدہ کے نون کو بڑھاویں مثل اَغْفِرْ لَھُنَّ اگر میت نیز خوار یا نابالغ ہو اور اسکے ماں باپ مسلمان زندہ ہیں تو بعد اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ جو فرض ہے ادا کر کے اور یہ دعا بھی زیادہ لانا لائق حال و افضل ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا الطِّفْلَ الَّذِیْ لَمْ یَبْلُغِ الْاَحْلَامَ وَلَمْ تَجْرِ عَلَیْہِ الْاَقْلَامُ وَلَمْ تَکْسِبِ الْخَطَایَا وَالْاٰثَامَ اَللّٰھُمَّ فَمَا حَکَمْتَ عَلَیْہِ لِاَبَوَیْہِ بِاِیْمَانٍ بَعْدَ فَنَائِہٖ اَجْعَلْہُ فَرَطًا لِّاَبَوَیْہِ وَذُخْرًا وَّعِظَۃً وَّاعْتِبَارًا وَّشَفِیْعًا وَّثَقِّلْ بِہٖ مَوَازِیْنَھُمَا وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰی قُلُوْبِھِمَا وَلَا تَفْتِنْھُمَا بَعْدَہٗ وَلَا تَحْرِمْھُمَا اَجْرَہٗ

مسئلہ غائبانہ میت پر نماز پڑھنا جائز ہے اگر کوئی قرابت دار یا دوست یا بزرگ شہر یا بستی کے بیرون رہتے اور کوئی گاؤں یا ملک میں وفات پائے اور غسل و تکفین و نماز کے بعد دفنائے تو جب خبر پہونچے تو بعد نماز جمعہ یا اور کوئی جمع کا موقع

دیکھکر نماز پڑھنا جائز ہے چنانچہ پیغمبر کو جب نجاشی یعنے بادشاہ حبش کی موت کی خبر وحی سے معلوم ہوئی تو آپ اصحاب مدینہ منورہ کے بیعون جاکر اسپر نماز پڑہے اور اسکی کوئی مدت کی میعاد نہیں ہے جب تک قبر ملے پڑہین اور میت کی بستی قبلہ طرف رہنا شرط نہین بلکہ بازو یا پیچھے ہو تو بھی جائز ہے بشرطیکہ موت کی تاریخ کیوقت نماز پڑہنے والے حاضر ہوے تو نماز پڑہ سکتے تھے اگر اوس تاریخ مین نماز پڑہنے والے کافر یا دیوانہ یا بیہوش یا حایض تہے تو ان اشخاص کی نماز درست نہین اور نیت غائب کی نماز کی اسطرح ہے اُصَلِّیْ عَلٰی فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ الْمَیِّتِ الْغَائِبِ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ فَرْضَ کِفَایَۃٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی اِمَامًا یا مَاْمُوْمًا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اگر مقتدی غائب کے نام سے واقف نہین تو ایسی نیت کرین اُصَلِّیْ عَلٰی مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ الْاِمَامُ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ کافی ہے اور باقی نماز غائب کی مثل نماز حاضر کے پڑہین۔ اگر کوئی شہر یا بستی بڑی ہے اور اسکے اندرون سینے غیبت مین مرا تو اسپر غائب کی نماز پڑہنا درست نہین **تنبیہ** اگر جنازہ کا امام حنفی ہو اور نماز مین سورہ فاتحہ نہین پڑہتا ہو تو اوس کے پیچھے شافعی پڑہنا درست نہین کیونکہ شافعی کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑہنا فرض ہے۔ اور حنفی کے نزدیک سورہ فاتحہ و دیگر آیات قرآن پڑہنا منع ہے صرف سبحانک اللھم بحمدک الخ دعا، افتتاح پڑہتے ہین شافعیان علیحدہ جماعت سے پڑہین اگر فساد و جھگڑیکا خوف ہے تو صف مین کھڑے رہکر منفرد پڑہین میت کو لاش بھی کہتے ہین اور نعش کو چارپایہ بھی کہتے ہین اور جب میت کو نعش مین کہین تو اسکو جنازہ کہین گے اور جنازہ کو تین یا پانچ شخص اٹہانا افضل ہے پیچھے دو اور آگے ایک یا تین مگر چار شخص اٹہانا اکمل اور پہری عمل ہے اور جنازہ کو اٹہانے و ساتہہ چلنے مین کہانا دینا بہت ثواب ہے اسکو عیب یا ہلکا پیشہ سمجھنا نادانی ہے۔ اور جنازہ کے آگے ہمراہیون سے ملے چلنا افضل ہے۔ اگر آگے موقع نہین ملا تو بازو مین رہین۔ اور پیچھے ہے تو بھی مضائقہ نہین مگر خلاف افضل ہے اور جنازہ کو جلد لیچلنا افضل ہے مگر بہت دوڑنا کہ جس سے میت کو ہرج پہنچا ہے یا میت کو بورہا وکمل وغیرہ مین ڈالکر بدوضع سے لیجانا حرام ہے اور دفن کیوقت جنازہ کو قبر کے پائینتی مین کہنا افضل ہے اور جنازہ کو لیچلتے وقت کلمہ و پکار کرنا مکروہ تحریمی ہے تلاوت سے کرین یا اور کسی کرسے صرف خاموش رہین اور موت و قہر اور اسکے مابعد کے حالات کی فکر مین رہین اور یہی سنت و افضل ہے اور کلمہ و پکار کرنا میت کے ساتہہ اسلام مین یہ نہین اور یہ جاہلیت کی عادت تہی کہ میت کے ساتہہ کلمہ پکار کرتے ہوے چلتے تہے اور اب اسلام مین یہہ ایک بدعت قبیحہ ہے **تنبیہ** واجب دفن کرنا کہتر واجب ایک گڑہا جس سے بو جیسے جائے اور پہاڑنے والے حیوان سے بچائے تو کافی ہے اگر زمین سخت ہے اور کھودنیکے آلات نزدیک نہین۔ یا پہاڑی جگہ ہے تو اس صورتین بغیر گڑہے کے زمین پر رکہکر چوطرف سے

دیوار یا پتھر یا مٹی سے مضبوط دہانہ چاہئے کہ پوچھے اور جانوروں سے بچاؤ اور اگر دریا میں کوئی مرے اور خشکی کو لیجائے تاکہ لاش بگڑ جائیگی تو بعد غسل و تکفین و نماز کے میت کو ایک فرسخ بہر باندھ کر دریا میں بہلائے تا وزن سے تہ کو پہونچے۔ اگر کنارہ نزدیک ہے اور وہاں مسلمین کے باشندے ہیں تو دونوں کے درمیان باندھ کر دریا میں بہلائے تا موج کے ذریعہ سے کنارہ پر پہونچکر وہاں کے باشندے زمین میں دفنائے اور اکمل و افضل قبر اسطرح ہے۔ کہ ایک آدمی کا قد معہ ایک ہاتھ بلند کیا ہوئے کے برابر گڑھا کھودے جسکے ساڑھے چار ہاتھ ہوتے ہیں۔ زمین سخت ہو تو لحد افضل ہے اور نرم ہو تو شق افضل ہے لحد وہ ہے کہ قبر کی زمین میں قبلہ طرف ایک غار محراب وضع قبر کی لمبان برابر کھودے میت کو اسمیں کہکر پیچھے سے کچی اینٹ یا پتھر وغیرہ جما کر مٹی سے دفن کریں اور شق وہ ہے کہ قبر کے تہ سے دو طرف ڈیڑھ ہاتھ کا کنچا اٹھائے اور کنچوں کے درمیان میت اور اتارنیوالے سمائے اتنا کشادہ رہے جسکا ڈیڑھ ہاتھ تحمینا ہوتا ہے پھر کنچوں پر کڑیاں وغیرہ جما کر مٹی سے دفن کریں۔ اگر قبر کھودتے وقت دیگر میت کے ہڈیاں نکلے تو اس قبر کو ویسا ہی ڈیپا واجب ہے ہڈیوں پر دفنانا حرام ہے۔ اگر بعد تمام کھودنیکے ہڈیاں ملے تو ان ہڈیوں کو ایک گوشہ میں رکھکر میت اسمیں دفنانا جائز ہے اسیطرح اگر خدانخواستہ کسی سبب سے بہت لوگ مرین اور ایک کو علیحدہ دفنانا نہو سکا تو دو یا چند کو ایک ہی گڑھے میں رکھنا جائز ہے مردان کو ایک جائے و زنانکو ایک جائے رکھیں اگر مردوں کو ایک ہی جائے رکھنے کا موقع ہو تو درمیان دونوں کے کچھ چیز مثل لوہا یا پتہ یا گھاس حائل رکھنا واجب ہے اور جو افضل ہے اوسکو نیچے رکھے۔ اور کیفیت اتارنیکی اسطرح ہے قبر میں اتارنیوالے ایک یا تین حسب ضرورت اترے اور آسمان طرف سے ایک چادر کا آسرا کیے اور اوپر کے لوگ میت نعش میں سے اٹھا کر قبر کے نیچے سے ایک لانبا کپڑا بیکا ٹیکا رکھیں اوپر والے اوسکے پلو پکڑ کر میت کے سر کو قبر کے سرہانے طرف لیچلے پھر نیچے والے پکڑ کر میت کے پاؤں کیطرف سے قبر میں جھکائے اور بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ کہتے ہوئے قبر میں سیدھے بازو پر لٹائے اور قبر کے پیٹی سے میت کا سر نیچے کر کے جھکانا حرام ہے اور پھر کفن کے گریبان کھولیں اور منہ کے سید ہا رخسار کا کپڑا اور کر کے زمین پر رکھیں کہ اسمیں زیادہ عجز و انکساری ہے اور کپڑے پیچھے مٹی کے ڈھیلے یا پتھر جمائے تا چت نہو جائے اور سر و پاؤں کو قبلہ طرف کے دیوار کو لگائے اوپیٹھ کو ذرا پیچھے ہٹائے تا رکوع کے مانند جھکے ہوئے ہیں اگرچہ اس حالت میں اذان دینا سنت نہیں ہے مگر بعضے بزرگان اسکو مستحب فرمائے ہیں اسپر عمل کرنے تو مضایقہ نہیں۔ پھر اینٹ یا کڑیاں جما کر مٹی سے دفنائے سب حاضرین دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی اٹھا کر ڈالے پہلے بار میں۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ پڑھے اور دوسرے بار میں وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ پڑھے اور تیسرے بار میں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ پڑھیں پھر آلات سے پورا بھر کر قبر کو ایک بالشت زمین سے اونچا رکھے اور تربت و نوکدار تعویذ سے سپاٹ جوتوے کے مانند رکھنا افضل ہے

صرف پتہر یا لکڑی سرہانے و پائنتی طرف کہے اور زنان ہو تو اور ایک اینٹ قبر کے بیچمین رکہنا سنت ہے و نیز قبر کے سرہانے پر کھجور کا ایک تازہ پٹہرلہ یا اور کوئی جہاڑ کی تازی ڈالی رکہنا سنت ہے کہ تازہ رہنے تک تسبیح کا ثواب پونچتا ہے اسطرح پہول تازہ رہنے تک اسکا بہی ثواب پونچتا ہے۔ ڈالی و پہول تازہ رہنے تک اسمین سے کچہہ لینا حرام ہے۔ پہر صاف پانی قبر کے طول پر چہڑکنا سنت ہے کہ نیک فال اللہ تعالی میت کے جانے کو تہنڈا رکہے۔ اور پانی کیوقت یہہ عاپڑہے اَللّٰھُمَّ بَرِّدْ مَضْجَعَہٗ وَاَنِّسْ وَحْشَتَہٗ وَاَفْسِحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِہٖ ۞ فائدہ اگر میت بالغ ہو تو تلقین پڑہنا سنت ہے اور تلقین تعلیم و سکہلانیکو کہتے ہین۔ روایت ہے کہ جب میت کو پورا دفنائے تو اسوقت دو فرشتے آتے ہین انکے نام منکر و نکیر ہین منکر نکیر مومن کیلئے اور منکر و نکیر منافق و کافر کیلئے اور اکثر روایت مین سب کیلئے صرف منکر و نکیر ہی آتے ہین اور میت کو مکرتگ بٹہا کر تین سوال کرتے ہین اول تیرا خدا کون ہے، اور دوسرا تیرا رسول کون ہے اور تیسرا تیرا دین کیا ہے۔ اسکے جواب مین نیک لوگ اسطرح جواب دین گے میرا خدا اللہ ہے اور میرا رسول محمد رسول اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یہی خاتمہ بخیر کا کملہ ہے اور منافق و کافر ہا ہا کہکر جواب دے نہ سکین گے مگر سنت ہے کہ ایک شخص زبانی کہا ہین دیکہکر تلقین کرین۔ اور قبر کے سرہانیکے نزدیک منہ قبر کیطرف اور پیٹہہ قبلہ کیطرف کرکے بیٹہین اور حاضرین مجلس کہڑے رہکر سنین اور تلقین کے کوئی الفاظ مقرر نہین ہے کسی طور سے اُن سوالونکا جواب سکہاوین کہ میت سوال و جواب سمجہتی ہے اور راحت و دکہ پاتی ہے مگر عادتی و عقل کے بیرون ہے، کہ جیسا ہر شخص کو خواب مین خوشی و رنج دیکہتا ہے اور دیکہنے والونکو کچہہ معلوم نہین ہوتا تو اسکی یہی نظیر ہے اور اکثر بزرگان کی تلقین اسطرح ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی خَلْقًا جَدِیْدًا کَمَا بَدَاْنَاکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ بُوْجُوْہٍ مِّنْ اَنْوَارِ الثَّرٰی مُعَبَّرَۃٍ بِالتُّرَابِ ۞ یَا عَبْدَ اللّٰہِ یَا عَبْدَ اللّٰہِ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَبْدِیِ اللّٰہِ ۞ اگر زن ہو تو یا اَمَۃَ اللّٰہِ یَا اَمَۃَ اللّٰہِ یَا اَمَۃَ اللّٰہِ ابْنَتَ عَبْدِیِ اللّٰہِ ۞ اُذْکُرِ الْعَھْدَ الَّذِیْ خَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنْ دَارِ الدُّنْیَا اِلٰی دَارِ الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَاَنَّ الْقَبْرَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ

حَقٌّ وَّاَنَّ الْحِسَابَ حَقٌّ وَّاَنَّ الْمِيْزَانَ حَقٌّ وَّاَنَّ الصِّرَاطَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ الْجَنَّةَ
حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ فَاِذَا اَتَاكَ
الْمَلَكَانِ الْمُوَكَّلَانِ وَهُمَا مُنْكَرٌ وَّنَكِيْرٌ فَلَا يَفْزَعَاكَ وَلَا يَرُوْعَاكَ وَلَا يَرْهَبَاكَ
فَاِنَّهُمَا خَلْقٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا سَاَلَاكَ عَنْ رَّبِّكَ وَعَنْ نَبِيِّكَ
وَعَنْ دِيْنِكَ فَقُلْ لَّهُمَا اللّٰهُ رَبِّيْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّيْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِيْ وَالْكَعْبَةُ
قِبْلَتِيْ وَالْقُرْاٰنُ اِمَامِيْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَانِيْ عَلٰى ذٰلِكَ حَيِيْتُ وَعَلَيْهِ مُتُّ وَعَلَيْهِ
اُبْعَثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثَبَّتَكَ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ثَبَّتَكَ
اَللّٰهُمَّ وَاِيَّانَا وَجَمِيْعَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۞ اَلْفَاتِحَةُ وَاٰيَةُ
الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثٌ مِّنْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ اَجَرَكُمُ اللّٰهُ ۞ بہر بیت کے نام سے اسطرح بخشیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ وَاَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَاْنَاهُ مِنَ
الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ اِلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِلٰى
اَرْوَاحِ اٰبَائِهٖ وَاُمَّهَاتِهٖ وَاِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِيْنَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالشُّهَدَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَ
الصَّالِحِيْنَ فِيْ جَمِيْعِ اَقْطَارِ الْاَرْضِ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ الْمَرْحُوْمِ (فُلَانٍ) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَ ذٰلِكَ
عِتْقًا لَّهٗ مِنَ النَّارِ وَنَجَاةً وَّبَرَاءَةً لَّهٗ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَفْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَاءِ لِرُوْحِهٖ
وَاٰنِسْ وَحْشَتَهٗ وَنَفِّسْ كُرْبَتَهٗ وَنَوِّرْ تُرْبَتَهٗ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ وَكُنْ لَّنَا وَلَهٗ وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَدْخِلِ اللّٰهُمَّ فِيْ قَبْرِ الرَّوْحَ
وَالرَّيْحَانَ وَالْفُسْحَةَ وَالرِّضْوَانَ وَالْبِشَارَةَ وَالْاَمَانَ بِجِوَارِكَ فِيْ رَفِيْعِ الْجِنَانِ اِنَّكَ كَرِيْمٌ مَّنَّانٌ وَاجْعَلِ اللّٰهُمَّ
مِثْلَ ثَوَابِ ذٰلِكَ اِلٰى اَرْوَاحِ وَالِدَيَّ وَاُمَّوَاتِنَا وَمَشَايِخِنَا وَمَنْ لَّهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا وَاَهْلِ هٰذِهِ الْمَقْبَرَةِ وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ
الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاَخْلُفْهُ اِلٰى اَهْلِهٖ وَعَلَيْنَا وَعَلٰى جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَلَفٍ صَالِحٍ وَاجْعَلْنَا مِنْ
سُعَدَاءِ الدَّارَيْنِ فِيْ خَيْرٍ وَّعَافِيَةٍ وَّسَلَامَةٍ وَاخْتِمْ لَنَا بِالْحُسْنٰى وَاِلٰى حَضْرَةِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَاتِحَةُ

مسئلہ اگر زن حاملہ مرجائے اور حمل کے دن پورے ہو چکے اور دائیان کہین کہ حمل نکلا تو جئے گا تو پیٹ چیر کر حمل کو نکالنا واجب ہے غسل کے پیشتر یا بعد غسل کے نکالنا جائز ہے صرف زن کے ظاہر بدن پر کچھ نجاست ہو تو دھوین اور بغیر نکالنے حمل کے دفنانا یا پیٹ پر بوجھ ڈالکر بچہ مرے بعد دفنانا سخت حرام ہے۔ اسیطرح بچہ پیٹ مین پھرتا ہے اور دائیان کہین کہ حمل ناقص ہے بچہ نکلے تو نہین جئے گا تو خود بخود بچہ نہین مرے تک دفنانا حرام ہے اور اگر بچہ زن کے حیاتی مین مرگیا یا بعد مرنیکے خود بخود مرا تو بے حمل والی کے حکم مین ہے **مسئلہ** اسقاط حمل یعنے ماں کے شکم سے بچہ ناتمام نکلنے کو کہتے ہین حمل چار مہینہ کے بعد اسمین روح آکر دم پھر جاتا ہے اگر بعد دم پھرنیکے اسقاط ہو کر آواز کیا یا ہاتھ پاؤن ہلا یا یعنے زندہ ہی کی ایک نشانی نظر آئی تو بڑے کے حکم مین داخل ہو گیا۔ کہ غسل و تکفین و نماز و دفن کرنا واجب ہے اور اگر پیٹ مین ہی مر کر نکلا ہو تو صرف نماز پڑھنا حرام ہے باقی تین فرض غسل و تکفین و دفن کرنا واجب ہے اور اگر حمل چار مہینے کے اندر ساقط ہوا اور شکل آدمی کی نکلی ہو تو صرف کپڑے مین لپیٹ کر دفنانا واجب ہے اور اگر نہو شکل آدمی کی نہین بنی ہو تو کچھ واجب ہی نہین۔ مگر مستحب ہے کہ اوسکو دفنائے اسیطرح سنت ہی کہ حمل کو بعد دم پھرنیکے نام کہین تا قیامت مین شفاعت کرین **مسئلہ** شہید دو قسم پر ہے اول شہید الدنیا والاخرہ یعنے شہید دو جہان اور دوسرا شہید الاخرہ یعنے صرف آخرت کا شہید (۱) شہید الدنیا والاخرہ وہ شخص ہے کہ جو کفار کے مقابلہ حالت جنگ مین مارا گیا۔ کفار کے ہاتھ سے مارا گیا ہو بسبب خطا مسلمین کے ہی ہاتھ سے یا اپنے ہتیار سے یا کوئی جنور کے مارنے یا گرنے سے بہر صورت جنگ کے سبب سے کسی حیلے سے اوسی وقت مرجائے تو اسکو شہید الدنیا والاخرہ کہینگے اسکو غسل کرنا اور نماز پڑھنا حرام ہے صرف وہی کہوکے کپڑون مین تکفین کرین اگر کافی نہو تو دوسرے کپڑے سے پور تکفین کر کے دفنا واجب ہے اور لہو کو دھونا حرام ہے کیونکہ یہہ بلاشبہ سنتی ہے اللہ اور رسول کا فرمان اور شہید کے بدن سے تابہ ہے اگر جنگ مین زخم کھا کر اور بعد انفصال جنگ یا بعد چند روز کے مرجائے یا مسلمین کے جنگ و مقابلہ مین مرجائے تو ان صورتون مین شہید الاخرہ کی شمار مین ہے اسپر چار امور واجب کرنا لابد ہے (۲) شہید الاخرہ یہہ بہت قسم کے ہین انمین سے طالب علم مرے یا غریب الوطن یا بیچین سے یا دستون سے یا وبا یا طاعون یا زچگی سے مرجائے یا شب یا روز جمعہ مین مرے یا پانی مین ڈوبکر یا پہاڑ و چھاڑ سے گر کر یا آگ سے جلکر یا دیوار یا دیگر بوجھ سے گر کر مرے یا اپنی جان و مال و زنانہ و آبرو کے بچانیکے لئے مارا گیا یا کوئی زبردست کے ہاتھ سے ناحق مارے گئے۔ یا حج و زیارت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ مین مرے یا مرض مین سو بار قل ہو اللہ احد پڑھے یا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین چالیس بار پڑھے تو ان سب صورتون مین

شہید الاخرہ ہے یعنے دنیا مین دوسرون کے برابر معاملہ کرین کہ غسل و تکفین و نماز و دفن کرنا واجب ہے مگر آخرت مین شہیدی کا مرتبہ ملیگا کہ اپنے قبر مین وما بعد اسکے بازپرس نہوگی بلکہ یہہ بغیر حساب کے جنت مین جائین گے **مکمل** قبرون کی زیارت کرنا سنت ہے ابتداء اسلام مین قبور کی زیارت کرنا ممنوع تہا تاکہ یہود اور نصاریٰ کے مانند قبور کی پوجا نہ کرین پہر پیغمبر نے بعد استحکام اسلام کے زیارت قبور کی اجازت دی اور فرمایا کہ زیارت سے موت و آخرت کی یاد ہی ہوتی ہے اور دنیا کا بے پروا یقین ہوتا ہے اور اس سے قناعت پیدا ہوتی ہے۔ پس مردون پر قبور کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے خصوصاً والدین و استادان و تمام قربا و دوستان و اولیاء کبار و تمام مسلمین کی زیارت کرین اور یہہ بصورت نزدیک قرب و جوار مین ہے تو زیارت کرین۔ اور اگر دور کے ملک مین ہین اور سفر و خرچہ زاد و راحلہ کی نوبت ہوتی ہے تو صرف مکہ مشرفہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے مسجدون کی زیارت کرنا سنت ہے باقی جائیون کی زیارت کیلئے سفر کرنا مکروہ ہے اور زنان کو صرف پیغمبر صلعم کی قبر کی زیارت کرنا اور اپنے والدین و دیگر محارم کی زیارت کرنا سنت ہے اور بیگانے مرد کی زیارت کرنا مکروہ ہے ہان اگر بزرگ اولیا ہو تو مضایقہ نہین اور قبرون کی زیارت جمعہ کے روز افضل ہے نہو سکا تو پنجشنبہ کے آخر روز یا شنبہ کے اول روز کرین اور قبر کے اسقدر نزدیک با ادب کہڑے رہین جیسا حیات مین فاصلہ سے رہتے تہے اور اسطرح زیارت کرین اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ صَلَوَاتُ رَبِّنَا عَلَيْكُمْ وَمَغْفِرَتُ رَبِّنَا عَلَيْكُمْ وَرِضْوَانُ رَبِّنَا عَلَيْكُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ خَلَفٌ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمْ وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ کہہ کر السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَالِدِيَّ يَا وَالِدَتِيَ يَا شَيْخِيْ يَا اَخِيْ يَا فُلَانُ وغیرہ جیسا شخص ہے ویسا نام لیکر سلام کرین اور جو کچہہ قرآن و تہلیل و تسبیح و دعا و پڑہے ہین بخشدین جیسا تلقین مین بیان ہوا یا اور کسی طرح سے عربی اردو وغیرہ زبان سے بخشین اور قبر بزرگ کا تابوت و چوکہٹ کو بطریق محبت و تبرک منہہ سے بوسہ لینا یا ہاتہہ پہر کر ہاتہہ کا بوسہ لینا جائز ہے۔ مگر خلاف ولا ہے ماہیتانی لگانا اور اس پاس پہرنا حرام ہے اگر بطریق تعظیم و عبادت کے طور سے کئے کہ یہہ اس امر کا لایق و مستحق ہے تو شرک و کفر کا اندیشہ ہے اللہ تعالی ان حرکات ناشایستہ سے بچاوے آمین اور قبرستان مین جوتا پہنکر چلنا جائز ہے اسیطرح کوئی قرابتدار کی قبر کی زیارت مین بغیر کہوندنے یا انگلنے دیگر قبرون کے اور رستہ نہین ہے تو کہوندنا جائز ہے اور بے ضرورت کہوندنا یا اسپر بیٹہنا مکروہ ہے ماہیتاب یا برازقبر پر کرنا حرام ہے اور رات کو قبرستان مین سونا مکروہ ہے اسیطرح اسپر آگ لگانا یا پکوان کرنا مکروہ ہے اگر دیگر جائے سے

پکوا کر لائے اور یہان کہائے یا کہلائے تو مضایقہ نہین اسیطرح آگ بطریق خوشبو مثل عود یا عود بتی یا روشنائی کیلئے بہی مضایقہ نہین اگر کوئی وہان حاضر ہو کر فایدہ اٹہائے ہون ورنہ مکروہ اور اگر قبرستان کی جائے وقف ہے تو قبر کو پختہ پہروچونے سے بنوانا حرام ہے اگر ملکی یا زرخریدی جائے ہو تو پختہ بنانا جائز ہے اور بعد مضمحل یعنے نابود ہو جانے لاش کے پہر دوبارہ کہود کر دوسرے میت کو اسمین دفنانا جائز ہے اور عرصہ مضمحل ہونیکا وہان کے باشندون کے پیمانہ پر منحصر ہے اکثر زمین چالیس سال مین مضمحل کر دیتی ہے اور نہین گلتے تک بے عذر قبر کو کہولنا حرام ہے صرف چار سبب سے کہولنا جائز ہے (۱) بے غسل دفنائے (۲) قبلہ طرف منہ نہین کئے (۳) کسی قسم کا مال بہت یا تہوڑا اوس کے ساتہہ دفنایا گیا مثل انگشتری و مال وغیرہ (۴) بیگانے جائے مین دفنائے اور مالک ناراض ہے۔ تو ان صورتون مین غسل و قبلہ طرف منہ کرنا اور حق خفدار کو پہنچانا واجب ہے اگر میت کافر غیر جنگی ہے تو اس کے حق مین صرف تکفین و دفن کرنا واجب ہے اگر اسکا کوئی قرابتدار مسلمان ہے تو غسل کرائے تو مضایقہ نہین ورنہ نجاست پر پٹرنا حرام نادرست ہے اور جنگی کافر کا کوئی حق نہین کتے و دیگر جانور کیلئے چہوڑے تو جائز ہے مگر تعفن کیلئے دفنانا اولا ہے اور میت والونکو تعزیت یعنے پرسا دینا سنت ہے یعنے میت کے قرابتدارونکو صبر نیکی تسلی اور وعظ اور نصیحت کرین اور ایک تین روز تک طعام جسکو حاضری کہتے ہین بہجوائین اور سمجہا کر کہلائے اور خود میت والے پکوا کر لوگ کو کہلانا مکروہ ہے اور تعزیت کی مدت تین روز تک ہے بعد تین روز کے تعزیہ بیٹہنا مکروہ ہے کہ غم کو تازہ کرنا ہے اگر کوئی غیر حاضر تہا یا دور کے ملک سے آئے تو پونچہنے تک تعزیہ کی مدت رہتی ہے اور تعزیت اسطرح دین اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکُمْ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکُمْ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکُمْ اگر میت اور اسکے قرابتداران بہی کافر ہین تو تب بہی تعزیہ کرنا جائز ہے۔ اور اسطرح کہین اَحْسَنَ اللّٰہُ عَزَاءَکُمْ وَصَبَّرَکُمْ عَلَی الْمُصِیْبَۃِ بِمَیِّتِکُمْ عربی یا اردو وغیرہ زبان جسمین تسلی دین اگر میت کافر ہے اور قرابتدار یا دوست مسلمان ہین تو یہہ مسلمان کو اسکے جنازہ کے ساتہہ چلنا جائز ہے۔

باب چوتھا زکوات کے بیان مین

زکوٰۃ کا معنے لغت مین ستہرے پٹرہنے اور صاف و پاک ہونیکو کہتے ہین۔ اور شرع مین چند قسم کے مال سے ایک حصہ مقرر کو کہتے ہین بدین وجہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑہ جاتا ہے اور تلف و نقصان سے صاف و پاک ہو کر سلامت رہتا ہے اور مال مین جو کچہہ نقصان و تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ کے نہ دینے کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہہ باب مشتمل اوپر تین فصلون کے ہے۔

فصل اول مال زکوٰۃ کے بیان مین

اب معلوم ہونا چاہیئے کہ مال بہت قسم کا ہوتا ہے۔ مگر اُنمین سے صرف آٹھ قسم کے مال مین زکواۃ دینا فرض ہے (۱) اونٹان (۲) گائیان (۳) بکریان (۴) سونا (۵) چاندی (۶) اناج (۷) کھجور (۸) انگور۔ باقی حیوانات مثل ماتی و گھوڑہ وغیرہ وغیرہ اور دیگر مال مکانات و زمین و جواہرات و اسلحہ و کپڑا و تانبا وغیرہ مین زکواۃ دینا واجب نہین **قسم اول** اونٹان و نیز گائیان و بکریون کے زکواۃ دینے کے لیئے پانچ شرطون سے واجب ہوتے ہین (۱) چرنے سے پرورش ہوتے ہون اگر چارہ خرید کر کے کھلائے یا چراگاہ کو خرید لئے تو اسمین زکواۃ نہین (۲) چراگاہ کسی کی ملک نہو۔ اگر اپنی ملک ہے یا دوسرے کو قیمت دیکر چرائے تو اسمین بھی زکواۃ نہین (۳) صرف نسل یعنے اولاد لینے اور بڑھانیکے لئے رکھے ہو۔ اگر کسی بوجھ اٹھانے یا اور کوئی کام کیلئے رکھے ہو تو اسمین زکواۃ نہین (۴) نصاب ہو یعنے شرعی تقرر کو کہتے ہین۔ کمتر نصاب اونٹ مین پانچ راس اور گائیون مین تیس ۳۰ راس اور بکریون مین چالیس راس کے نصاب ہوتے ہین اگر نصاب سے کم ہو تو زکواۃ نہین (۵) پورا نصاب یا زیادہ شروع سال سے آخر سال تک رہے اگر چھ ماہ تک رکھکر بیچے پھر دوسرا خرید سے تو خریدنیکی تاریخ سے سال شروع ہوگا۔ اور جو تمام سال کے رہے تو اسمین زکواۃ نہین۔ پس معلوم ہو کہ پانچ اونٹ مین ایک بکرا زکواۃ دینا واجب ہے چھوٹا بڑا یا مینڈھا ہو تو ایک سال کا معمر ہو۔ اور چھیلا ہو تو دو سال کا معمر ہو۔ اس عمر سے کم جائز نہین اور زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ شروع کے ہر پانچ مین بکرون کا ذکر آتا ہے تو اسی عمر کے ہونا چاہیے۔ نر و مادہ برابر ہے پھر پانچ سے دس تک ہے تو دو بکرے اور دس سے پندرہ تک ہے تو تین بکرے اور پندرہ سے بیس تک ہو تو چار بکری اور بیس سے پچیس تک ہو بنت مخاض یعنے ایک سال کی اونٹنی دینا واجب ہے۔ اور پچیس سے چھتیس تک ہو تو بنت لبون یعنے دو سال کی اونٹنی دینا اور چھتیس سے چھیالیس تک ہو تو حقہ یعنے تین سال کی اونٹنی اور چالیس سے اکسٹھ ہو تو جذعہ یعنے چار سال کی اونٹنی دینا اور اکسٹھ سے چھتر تک ہو تو دو بنت لبون دینا اور چھتر سے اکیانوے ہو تو دو حقہ دینا اور اکیانوے سے ایک سو اکیس تک ہو تو تین بنت لبون دینا اور ایک سو اکیس سے ایک سو تیس ہو تو ایک حقہ اور دو بنت لبون پھر یہان سے نصاب بدل جاتا ہے یعنے ہر چالیس مین بنت لبون اور ہر پچاس مین حقہ دینا واجب ہے اور ایک نصاب سے دوسرے نصاب کو نہین پہونچے تک اول کا ہی نصاب کی زکواۃ دینا واجب ہے درمیانی عدد محسوب نہین پانچ اونٹ سے تو نو تک صرف ایک ہی بکرا دینا واجب ہے اور دس سے چودا تک دو ہی بکرے اور پندرہ سے انیس تک تین ہی بکرے اور بیس سے چوبیس تک چار ہی بکرے دینا واجب ہے اسیطرح پچیس سے پینتیس تک بنت مخاض دینا و علی ہذا ہر نصاب کا حکم دین ہر دو نصاب کے درمیان کے عدد مین زکواۃ نہین ہے **قسم دوسری** گائیان اور بھینس بھی گائی کے شمار مین داخل ہے کہ گائی بمنزلت

چھیلی اور بھینس مانند منیڑھکے ہے اور نصاب اسکا تیس راس ہے اسمین ایک تبیع یعنے ایک سال کا بچھڑا دینا اور چالیس مین ایک مسنہ یعنے دو سال کا بچھڑا دینا اور ساٹھ مین دو تبیع یہ یہان سے ہر تیس مین ایک تبیع اور ہر چالیس مین ایک مسنہ دینا واجب ہے اور دوسرے نصاب کے نہین پہونچے تک درمیان کے اعداد محسوب نہین شرع نے معاف کہا ہے جیسا قسم اول مین بیان ہوا **قسم تیسری** بکریان چھیلے پہوٹلے ومینڈھے دونے ایک ہی قسم کے ہین جس جنس مین زیادہ ہے تو اوسی جنس مین سے زکوٰۃ دینا چاہیے یا اگر دونہ کم ہے اور لاغر زیادہ ہین تو طرفین کی قیمت کا لحاظ دیکھکر بکری نکالے تا مالک اور مستحقونکو نقصان نہو۔ اور بکریونکا نصاب چالیس راس ہین تو اسمین سے ایک بکرا دینا اور چالیس سے ایکسو اکیس تک ہے تو دو بکری اور ایکسو اکیس سے دوسو ایک تک ہو تو تین بکری اور دوسو ایک سے چار سو تک ہے تو چار بکری۔ پہر یہان سے ہر سو مین ایک بکرا دینا واجب ہے اور ہر دو نصاب کے درمیان کے اعداد معاف ہے جیسا اونٹ و گائی مین محسوب نہین **تنبیہ** اگر شروع سال مین پانچ اونٹ یا تیس گائی یا چالیس بکری موجود ہے اور اخیر سال تک بچے دیکر بڑھ گئے اور دوسرے تیسرے درجہ وغیرہ نصاب کو پہونچے تو ان بچونکو بھی بڑھونکی شمار مین شروع سال سے محسوب ہین مثلاً شروع سال مین پانچ اونٹ تھے چھ ماہ کے بعد بچے دیکر آخر سال تک بچے ملاکر دس ہوے تو اسمین دو بکرے دینا واجب ہے۔ اسیطرح گائی و بکری اماخیر سے بڑھ جاوے تو پہلے سال والون کے شمار مین نہ آئیگا بلکہ خریدنیکے تاریخ سے شروع سال ہوگا اور بیچنے سے نصاب کم ہوتا ہے جو باقی رہتے ہین اوسیکا زکوٰۃ دین مگر زکوٰۃ بچانیکے لیے بیچے تو حرام ہے **قسم چوتھی** سونا۔ سونیکی زکوٰۃ واجب ہونیکے دو شرط ہین (۱) خالص ہونیکا ایک نصاب یا زیادہ ہو نصاب سے کم ہو تو اسمین زکوٰۃ نہین (۲) اس نصاب یا زیادہ پر پورا ایک سال گذرا ہو۔ اگر سال کے اندر خرچنے یا ہبہ کردینے یا اور کوئی چیز خریدنے یا دیگر سونیکے مبادلہ سے نصاب سے کم ہوا یا بدلائے تو اسکی زکوٰۃ نہوگی اور دوسرا سونا جو بدلائے تو اسی تاریخ سے شروع سال ہوگا شرع شریف کی یہہ غرض ہے کہ سونا و چاندی سے ہمیشہ معاملہ کرتے رہین تا اپنے کو فائدہ ملے اور دوسرے کا بھی فائدہ ہو جب ایک سال تمام ویسا ہی بیکار سونا و چاندی کو رکھہ چھوڑے تو بطور جرمانہ زکوٰۃ دینا واجب ہوا اور مقدار نصاب سونیکی بیس مثقال جسکو دینار بھی کہتے ہین اور ہر مثقال یا دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ چدر آبادی ہوتے ہین تو بیس مثقال کے نو ماشہ ہوے اور بارہ ماشہ کا تولہ ہو تو نصاب کے ساڑھے سات تولہ سونا ہوتا ہے اگر اس سے ایک رتی بھی کم ہو تو زکوٰۃ نہین اما ایک رتی بھی نصاب سے زیادہ ہو تو اسکی بھی زکوٰۃ نکالنا واجب ہے، اور مقدار واجب ربع العشر یعنے دسوین حصہ کا پاؤ اس صورت مین نو ماشہ کا دسوان حصہ نو ماشہ ہے اور نو ماشہ کا پاؤ سوا دو ماشہ۔ پس ایک نصاب مین سوا دو ماشہ سونا دینا واجب ہے۔ اگر نصاب سے ایک رتی یا ہزار ماشہ تولہ زیادہ ہو تو اسی حساب سے

نکالین اور خالص سونا سے یہ مراد کہ کھیٹ وٹا کر سے صاف رہے اگر کھیٹ یا ٹاکہ ملا ہوا ہو اور اوسکا خالص سونا نصاب کو
پونچتا ہے تو زکاۃ دینا واجب ہے اور کھیٹ کا وزن محسوب نہوگا اور سونا مضروب ہو یعنے سکہ اشرفی و دینار یا غیر مضروب مثل
اینٹ یا کٹڈیان یا برتن و دیگر آلات وغیرہ ان سبکی زکاۃ دینا واجب ہے اما زیورات زنان جو موافق رواج و دستور کے بنائے
گئے ہین تو اسمین زکوٰۃ نہین ہے اگر خلاف عادت اسراف سے بنائے گئے مثل دو چند سہ چند وزن زیادہ کئے ہو تو اسمین زکواۃ دینا
واجب ہے اما مروارید و زمرد و یاقوت و الماس و دیگر جواہرات وغیرہ اگرچہ مہر سونے سے قیمت مین گران ہین مگر ان سب جواہرات
مین زکواۃ نہین **قسم پانچوین** چاندی۔ جو شرطان سونے مین گذرے چاندی مین بھی شرط ہین یعنے خالص
چاندی نصاب کو پونچے ہو دوسرا اسپر پورا ایک سال گذرے اگر نصاب کو نہین پونچے یا سال کے اندر کسی طور سے اپنے ملکیت کے
باہر ہوے تو اسمین زکواۃ نہین اور چاندی کی نصاب دو سو درہم ہین اور درہم کے تین ماشہ ایک رتی ہوتی ہے دو سو درہم کے
چھ سو پچیس ماسہ ہوتے ہین گیارہ ماشہ کا تولہ ہو تو ہین تو لہ نو ماسہ ہوتے ہین جب اسقدر خالص چاندی اپنے ملکیت مین آئی
اور اسپر پورا ایک سال گذرے تو اسکی زکوۃ دینا واجب ہے اگر روپیہ کہتے ہون تو روپیہ کی چاندی خالص نہین اسمین ماسہ
دو ماسہ ملا ملاتے ہین تو روپیہ کی خالص چاندی نرخ سے معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً ایک تولہ خالص چاندی کا سوا روپیہ قیمت
ہوتی ہے اس حساب سے نصاب یعنے چھین تولہ نو ماسہ کے ستر روپیہ پندرہ آنہ پانچ پائی ہوتے ہین۔ پس جب اسقدر روپیہ ہو تو
اسمین زکواۃ دینا واجب ہوگا۔ اور واجب زکواۃ دینے کا وہی ربع العشر یعنے دسوین حصہ کا یا دینا واجب ہے یعنے نصاب یا زیادہ
خالص چاندی یا روپیہ جسقدر ہو تو اسکو دس حصہ کرین ایک حصہ کا یا حصہ نکالین مثلاً سو روپیہ کا دسوان حصہ دس روپیہ ہوتے
ہین اور دس کی چوتہائی اڑائی روپیہ ہوتے ہین پس سو روپیہ مین اڑہی روپیہ زکواۃ دینا واجب ہے اس حساب سے ہر رہا لا کہا روپیہ
کی نکالین اور دینار و درہم کے تحقیق اور وزن اسطرح ہے کہ دینار بیستہ جو کے وزن برابر ہے اور درہم پچاس جو اور ایک جو کا
دو پانچوان حصہ کے وزن برابر ہے اس حساب سے سات دینار دس درہم کے وزن برابر ہے اور جو بلدہ طائف کے زراعت کے ہو
مکہ شریف کے قرب مین واقع ہے اور سو لا جو کا ایک ماسہ ہوتا ہے اور چاندی مضروب یعنے سکہ نقد یا غیر مضروب مثل برتن وغیرہ
سب مین زکواۃ دینا واجب ہے صرف زنان کے زیورات جو بغیر اسراف کے بنایا گیا اور مرد کے جنگی ہتیار کا حلیہ مین زکواۃ نہین
جو شرع کے رو سے پہنا یا برتاوہ مین لانا جائز ہے اسمین زکواۃ نہین۔ اما قرضہ جو کسی پر واجب الادا ہے تو اسکی بھی زکواۃ دینا
واجب ہے، مگر فوراً دینا واجب نہین بلکہ جب وصول ہوتے گئے زمانہ گذشتہ کا حساب کے زکواۃ نکالین اگر قرضہ کسی معتبر شخص پر

جب طلب کرے بلا عذر و حیلہ دے سکتا ہے تو اسکی زکواۃ ہر سال فوراً دینا واجب ہے **دقیقہ نوٹ** یعنے کاغذ کا پرچہ فی زمانا صدہا و ہزارہا روپیہ کا مروج چلن ہے چاروں مذہب اور قدیم معتبر کتابوں میں اسکا ذکر نہیں ہے کیونکہ یہہ نوایجاد ہے اور اسمیں تین احتمالات ہیں (۱) جواہرات کے قسم میں ہے کہ گران قیمت کا مروج ہے تو جواہرات کے حکم میں داخل ہے کہ اسمیں زکواۃ نہیں (۲) قوضہ کے قسم میں ہے کہ جب اسکو نقد کرے تو فوراً زمانہ گذشتہ سے تا حال کی زکواۃ نکالیں (۳) مال تجارت کے قسم میں ہے کہ ہر سال جب مال تجارت کا برآورد کریں تو اسکو بھی محسوب کرکے اسکی زکواۃ نکالیں اور یہی تیسرے احتمال پر فتوی ہونا چاہئے جبکہ زکواۃ صرف سونا و چاندی میں ہے اور فلوس یعنے خردہ اگرچہ اسکی بھی چلن مروج ہے مگر اسمیں کسی طرح کی زکواۃ نہیں۔ کیونکہ یہہ غیر زکوائی مال کے شمار میں ہے اگر مال تجارت میں داخل ہے زکواۃ معدن یعنے کہن اگر کسی نے سونا یا چاندی کا کہن نکالے اور نصاب یا زیادہ حاصل کئے تو اسپر ایک سال گذرنیکی ضرورت نہیں بلکہ فوراً دسویں حصہ کا چوتھائی زکواۃ دینا واجب ہے زکواۃ رکاز یعنے خزانہ اگر سونا یا چاندی کا خزانہ دستیاب ہوا اور اوسپر کفار کا سکہ یا نشانی یا اسلام کے آثیکار کہا ہوا ہے تو اسکا پانچوان حصہ زکواۃ نکالنا واجب ہے اگر اسپر اسلامی سکہ ہے یا مسلمین کی کچھہ نشانی ہے تو گم شدہ مال ہے اسکو حاکم عادل کے سپرد کریں اگر نہو تو خود اٹھانیوالا اپنے تحت تصرف میں لاکر اور مالک کے ذمہ داری کا اقرار کریں کہ جب اسکا کوئی مالک نکلیگا تو دیدونگا تو بعد اقرار کے تصرف میں لانا جائز ہے زکواۃ تجارت جب مال تجارت کی قیمت آخر سال نصاب کو پونچے تو اسکی زکواۃ دینا واجب ہے اگر کسی نے مال منقولہ و غیر منقولہ جواہرات و حیوانات و ہر قسم کا مال جو غیر زکواتی ہے اسکی تجارت یعنے سوداگری کرنا چاہئے۔ تو جس تاریخ سے اختیار کئے بعد گذرنے ایک سال کے تمام مال تجارت کی برآورد کریں اسی سکہ سے جس سے خریدے تھے اگر روانتا پایا یا تغیر سکہ سے خریدے گئے تو شہر کے مروج سکہ سے برآورد کریں نصاب یا زیادہ کو پونچے تو اسکے بیسویں حصہ کی چوتھائی زکواۃ دینا واجب ہے۔ شروع سال اور اندرون سال میں پورا نصاب موجود ہونا یا نہونا شرط نہیں ہے بلکہ آخر سال میں نصاب کو پونچنا شرط ہے اگر یہہ ہر قسم کا مال خانگی کے نام سے خریدے۔ یا بیوپار کے نام سے خرید کر بعد چند ماہ کے بہر خانگی تصرف میں لانا چاہئے یا تجارت کو چھوڑ دے تو اسمیں زکواۃ دینا واجب نہیں ہے اسیطرح اندرون سال مال بیچکر نقد رکھکر چھوڑے تو یہہ نقد تجارت کے برآورد میں محسوب نہوگا بلکہ چاندی کی زکواۃ میں آئیگا **تنبیہ** سونا و چاندی کی جو زکواۃ واجب ہوتی ہے تو خاص اوسے سونا یا چاندی کے ذات سے نکالکر دینا واجب ہے اگر اسکے بدل میں خردہ یا کپڑے یا اناج نکالے تو درست نہیں **تنبیہ ثانی** حیلہ

وقت سے زکوٰۃ کے حق کو تلف کرنا حرام ہے مثلاً نقدی سے زیورات زنان خرید لیے یا اسلحہ یا سال کے آخری مین مال تجارت کو بیچکر نقد کر لیے تا نقد کا آج سے سال شروع ہووے یا نقد سے آخر سال نوٹ یا جواہرات وغیرہ خرید لیے بہتر بیع کر کے نقد کر لیے اس نیت سے زکوٰۃ واجب ہونے پائے اگرچہ یہ معاملہ ظاہر مین صحیح و درست ہے مگر باطن مین زکوٰۃ سے روپوشی ہونے سے حرام ہے حالانکہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھ جاتا اور زکوٰۃ کو تلف کرنے سے مال مین نقصان اور رائیگان و نابود ہو جاتا ہے خدا محفوظ رکھے اور نیک توفیق دے **قسم چھٹی** اناج - یعنے غلہ جو شبانہ روز کی خوراک مین آتا ہے اور سالہا تک رہ سکتا ہے مثل گیہون - جو - چانول - جاری - باجری - لوبیا - سانوان - مونگ - تور وغیرہ یہہ سب زکوٰتی اناج ہین اما جو مصالحے مین لاتے ہین مثل زیرا - دھنیا - تل - خشخاش وغیرہ اور جو دوا مین لاتے ہین مثل سونٹھ کالی مرچ و سونف و اجوائن وغیرہ ان چیزون مین زکوٰۃ نہین - اور اناج کی زکوٰۃ دو شرط سے واجب ہوتی ہے (۱) نصاب سے - نصاب سے کم ہو تو زکوٰۃ نہین (۲) ایک سال کی زراعت سے تحصیل ہوا ہو - ایک سال کا اناج دوسرے سال کے شمار مین نہین آسکتا اور یہہ سب اناج ناکور الصدر وغیرہ ہر ایک جنس نصاب کو پونچے یعنے ایک جنس سے دوسری جنس کی تکمیل کرنا واجب نہین - مثلاً آدھا نصاب گیہون اور آدھا جاری ہو تو اسمین زکوٰۃ نہین کیونکہ ہر ایک جنس کا پورا نصاب یا زیادہ ہونا شرط ہے ہان اگر ہر جنس کے چند قسم مین مثل لال گیہون و سفید گیہون و نسبی و داؤدخانی وغیرہ یہہ سب ایک ہی جنس اور ایک سے ایک تکمیل کر سکتے ہین اسیطرح چانول و جاری وغیرہ کے بھی چند اقسام ہوتے ہین تو ایک سے ایک تکمیل کر سکتے ہین و علیٰہذا ایک سال کا اناج ہر ایک موسم کا دوسرے موسم کو تکمیل کر سکتا ہے مثلاً برسات کے موسم مین گیہون کا آدھا نصاب ملا اور ربیع کے موسم مین پاؤ نصاب ملا اور دھوپکالے کے موسم مین پاؤ نصاب ملا تو یہہ تینو موسم کا پورا نصاب ہوا تو اسمین زکوٰۃ دینا واجب ہے اور مقدار نصاب اناج کا پانچ وسق ہے اور ہر وسق سوا پانچ من تخمیناً حیدرآبادی ہوتے ہین تو نصاب کے سوا چھبیس من تخمیناً ہوے اور تحقیق سے ایک وسق کے ساٹھ صاع اور ہر صاع کے چار مد اور ہر مد ایک رطل و ثلث اور ہر رطل کے ایکسو تیس درہم اور ہر درہم کے تین ماسہ ایک رتی تخمیناً اور ہر تولہ کے گیارہ ماسہ ہو تو ایک رطل کے چھتیس تولہ سوا دس ماسہ ہوے اور ثلث رطل کے بارہ تولہ ساڑھے تین ماسہ جملہ رطل و ثلث کے سوا اونچاس تولہ یعنے اڑہی پاؤ تخمیناً حیدرآبادی پس ہر ایک مد کے اڑہی پاؤ حیدرآبادی ہوتے ہین جب کسی جائے مین مد یا رطل کا ذکر ہو تو یہی وزن سمجھنا چاہیے اور مقدار واجب کواۃ کی کہ اگر زراعت کا پانی بغیر محنت و مشقت کے آتا ہے مثلاً برسا دوندی و تالاب و چشمہ سے تو اناج کا دسواں حصہ دینا واجب ہے اور اگر پانی مشقت سے آتا ہے مثل موٹہا رکریا دیگر آلات سے تو دسوین حصہ کا آدھا دینا واجب ہے اور اگر

آدھا موسم آسانی سے پانی ملا اور آدھا موسم محنت سے ملے تو دسویں حصہ کا تین پاؤ دینا واجب ہے جیسا واقع ہوا اسی حساب موافق دینا واجب ہوگا جو کچھ اناج دست یاب ہو محصول کر کے تصرف مین لاوین اخیر سال مین نصاب یا زیادہ کو پہنچے تو سبکی زکواۃ کا لین اور بغیر حساب کے تصرف مین لانا جائز نہین اگر زراعت بہت ہے اور نصاب یا زیادہ ملنے کا بھروسہ ہے تو بعد پہٹہ وٹرائی بننے کے قابل ہوے تو دو واقف کارون کے ہاتھ سے کل زراعت کی برآورد کراوین تو اس مقدار کی زکواۃ اپنے ذمہ لیکر پھر جیسا چاہے ویسا تصرف کرنا جائز ہے اور نصاب کا تقرر بعد سوکھنے اناج اور دھان و کچرے کے تصفیہ کے کرین صرف برآورد کی صورت مین قبل کاٹنے کے سوکھے اناج کا تخمینا کر سکتے ہین **قسم ساتوین** کھجور۔ کھجور صدہا قسم کے ہوتے ہین۔ مگر سب ایک ہی جنس ہین یعنے ایک دوسرے سے نصاب کی تکمیل کر سکتے ہین اسیطرح ایک سال مین دو موسم ہوے تو ایک دوسرے سے نصاب کی تکمیل کرین اور مقدار نصاب کھجور کی جیسا نصاب اناج کا ہے یعنے پانچ وسق جسکے سواچھ پلہ تخمینا ہوتے ہین اور نخلستان سے پونے اونتیس من تخمینا حیدرآبادی ہوے اور وزن بعد سوکھنے و کاڑی و کچرا دور کرنیکے معتبر ہے تازہ پنے مین وزن کا اعتبار نہین کہ سوکھکر کم ہو جاتا ہے ہان اگر کھجور نصاب یا زیادہ ہونیکا بھروسہ ہے تو تازہ پن مین قبل کاٹنے کے اوسکی سرخی و زردی و مٹھاس ظاہر ہوے بعد دو واقف کارون سے برآورد کرنا جائز ہے اور جقدر زکواۃ مقرر ہوی اوسکا ذمہ لیکر پھر تصرف و فروخت کر سکتے ہین نہین تو جب کچھ نکلے اوسکو محصول کرتے رہین۔ بغیر حساب کے تصرف کرنا درست نہین اور مقدار واجب زکاۃ آسان و بے مشقت پانی سے پرورش ہوے تو پورا دسوان حصہ دینا واجب ہے اور اگر پانی محنت و مشقت الات سے آتا ہے تو دسویں حصہ کا آدھا دینا واجب ہے **قسم آٹھوین** انگور۔ انگور کے چند قسم ہوتے ہین مگر سبکا ایک ہی جنس ہے یعنے ایک دوسرے سے نصاب کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور مقدار نصاب و حکم اسکا مثل نصاب و حکم کھجور کے ہے۔ یعنے سو اچھ پلہ کا نصاب ہے اور پانی کے موجب العشر یا نصف العشر یعنے دسوان حصہ یا اسکا آدھا دینا واجب ہے جیسا کھجور مین بیان ہوا یہان بھی ویسا ہی ہے یعنے کھجور و انگور پک کر خشک ہو جائے مثل پنیڈ کھجور و منقہ بنجاکے رسالہا رکھے تو نہ بگڑین نہین تو وزن کا اعتبار نہوگا **تنبیہ** کھجور و انگور کے سوائے باقی تمام میوہ جات مثل آم و انجیر و سیب و بہی و انار و کونلا و خربوزہ و تربوز وغیرہ مین زکواۃ نہین ہے کیونکہ یہہ مثل اناج و کھجور و انگور سال بھا تک نہین رہ سکتے ہین۔ اس لئے شرع نے اسکی زکواۃ کو معاف کی ہے

فصل دوسری فطرہ کی زکواۃ کے بیانمین

فطرہ کے دو معنے ہین۔ ایک تو افطار رمضان کے روزہ رکھکر کھولنے کو کہتے ہین یعنے شوال مین داخل ہوے اور دوسرا انسان کے

قدوقامت کو فطرہ کہتے ہین۔ اگر اول کا معنے لیے کہ روزہ مین بھول چکہ سے خلل و نقصان واقع ہوا تو زکواۃ دینا بمنزلت سجود السہو کہ نماز کے خلل کو دور کرتا ہے ویسا ہی فطرہ روزہ کی خلل کو دور کرتا ہے اور اگر دوسرا معنے لیے کہ آدمی سے کچھ خطا یا خلل و تقصیر واقع ہوی تو یہہ بدنکی زکواۃ ہوتی ہے اور دینی سے آدمی پاک ہو جاتا ہے اور زکواۃ الفطر تین امر سے واجب ہوتی ہی (۱) جسکے نام سے نکالتا ہے وہ مسلمان ہو۔ کیونکہ یہہ عبادت ہے اور بدن کو پاک کرنیوالی ہے اور کافر عبادت کے لایق نہین ونہ اسکا بدن پاک ہو سکتا ہے (۲) جسکے نام سے نکالتا ہے تو وہ شخص شوال کے چاند رات کے غروب کے وقت موجود ہو اگر کوئی غروب کے آگے مرجائے یا غروب کے بعد پیدا ہوے تو ان کے نام سے زکواۃ دینا واجب نہین مثلاً زوجہ یا بچہ یا غلام غروب کے آگے مرجائے یا غروب کے بعد نکاح کرے یا بچہ پیدا ہوا یا غلام خریدے تو ان کے نام سے زکواۃ دینا واجب نہین (۳) نکالنے والا عید کے شبانہ روز کے کہانے کے سوا اور جائداد رکہتا ہو۔ کہ جس سے فطرہ کی زکواۃ دے سکتا ہے۔ تو اسپر فطرہ دینا واجب ہے بہت مال کا رکہنا اور موال کے نصاب کا مالک ہونا شرط نہین اما ضروری و مالا بد جائداد مثل ہتیار و کتاب و مکان شرعی و آلات کاری گری و مکان و پہننے کے کپڑے اور مقروض ہو تو قرضہ پہٹانیکے جائداد محسوب نہوگا انمین سے کسی چیز کو بیچنا یا قرضہ ذمہ مین رکہکر زکواۃ دینا واجب نہین بلکہ ان اشیاء مذکور الصدر اور عید کے دن و رات کا کہانیکے سوا اور کچہہ دیگر بچت ہو تو فطرہ کا نکالنا واجب ہے نہین تو واجب نہوگا اور مقدار نصاب زکواۃ فطرہ کی ایک صاع ہر ایک شخص کے طرف سے دینا واجب ہے اور صاع کے چار مد اور ہر مد کے اڑہی پاؤ تو صاع کے اڑہی سیر حیدرآبادی ہوے اور بعض علماء کے نزدیک معتدل آدمی کے دونون ہاتہہ بہر چار بار کرکے ایک صاع ہوتا ہے اور صاع نکالنا شہر یا بستی کے جو اکثر سال مین زیادہ اناج خرچ ہوتا ہے تو اوس اناج سے نکالنا واجب ہے اور اس کے کم درجہ سے نکالنا درست نہین اور اگر اس کے اعلا درجہ سے نکالے تو جائز و افضل ہے اور مراتب اناج کے اسطرح مین ترتیب اعلی درجہ کا گیہون پہر جو پہر جواری پہر چانول پہر چنے پہر مونگ پہر سورپہر باجرا پہر کچوری پہر مٹر پہر دودہ پہر لوبیا وغیرہ مثلاً اکثر لوگ کا کہانا جاری ہے تو چانول اس کے کم درجہ کا کا درست نہین جو یا گیہون نکالے تو جائز و افضل ہے اور معتبر خرچہ اکثر شہر والونکا دیکہنا چاہئے کہ زکواۃ نکالنے والیکا ہوتا ہے مثلاً نکالنے والا گیہون کہایا کرتا ہے اور اکثر شہر والے جاری کہاتے ہین تو جاری کا نکالنا واجب ہے اور اناج کے کچرا و مٹی چنے بعد صاع کا وزن معتبر ہوگا۔ نہین تو کچرا و مٹی کا حق رکہین اور جس شخص پر فطرہ کی زکواۃ دینا واجب ہو ہی تو خود اپنے طرف سے اور تمام متعلقان کے طرف سے جنکی کہلائی پلائی واجب ہے سب کے طرف سے دینا واجب ہے۔ مثل مان و باپ و دادا و دادی و نانا و نانی و زوجہ و نابالغ لڑکے

اور بالغان جو بے جائداد اور غلام و باندی مسلمانان ان سبکا نان و نفقہ واجب ہے تو ان ہر ایک کے طرف سے ایک ایک صاع فطرہ بھی نکالنا واجب ہے اگر کسی بستی مین چند قسم کے اناج کا خرچہ برابر ہوتا ہے تو ہر ایک کے نام سے ایک ایک قسم کا اناج نکالنا جائز ہے مگر ایک صاع دو یا چند قسم کے اناج سے نکالنا درست نہین اگر نکالنے والے کو صرف ایک صاع یا چند صاع کی مقدور ہے تو پہلے اپنے نام سے دینا واجب ہے اور ہو سکے تو بہر و جہ کے نام سے۔ بہر نابالغ لڑکے بہر مال بہر مان و غیرہ حسب تفصیل بالا جسقدر ہو سکے اتنا ہی نکالنا واجب ہے اور یہہ فطرہ کی زکواۃ شوال کے چاند رات کے مغرب سے واجب ہوتی ہے مگر رمضان کے اندر پیشگی دینا جائز ہے بشرطیکہ لینے والا اور دینے والا شوال کے چاند رات کے غروب کے وقت زندہ و حاضر ہین اگر فقیر قبل غروب کے مرجائے یا فرار ہو جائے تو پیشگی محسوب ہوگی دوبارہ دینا واجب ہے۔ اسیطرح زکواۃ اور لینے والے یعنے فقیران موجود ہے تو عید کے نماز تک تقسیم کرنا واجب ہے اگر نماز کے بعد یا شام تک کیہ چھوڑے تو مکروہ تحریمی ہے اگر عید کے دوسرے روز تک رکھین تو حرام ہے ہان اگر لینے والے موجود نہین یا قرابتدار محتاج غائب ہین تو اسکا انتظار کرنا جائز بلکہ افضل ہے **تنبیہ** جس جائے مین زکواۃ واجب ہوئی تو اوسی جائے کے فقیرونکو دینا واجب ہے دوسری بستی مین لیجا کر وہان کے فقیرونکو دینا درست نہین وہ محسوب ہوگا اگر بعد واجب ہونیکے دوسری بستی کے فقیران خود بخود حاضر ہو کر لئے تو جائز ہے **فائدہ** اگر زکواۃ دینے والے نے صرف ایک صاع یا چند صاع فطرہ کے دینے کا مقدور رکھتا ہے باقی سال تمام اپنے و متعلقان کے نان و نفقہ کا پوری طور سے مقدور نہین رکھتا ہے تو اسپر فطرہ دینا واجب ہے اور دوسرون سے فطرہ لینا بھی جائز ہے **تنبیہ** زکواۃ کی نیت کرنا واجب ہے کیونکہ زکواۃ عبادات و اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ بغیر نیت کے دینا درست نہین و نامحسوب ہے اور سنت کے شمار مین ہوگا اور نیت کا وقت زکواۃ کو مال سے جدا کرتے وقت یا فقیرون کو دیتے وقت لیکن کہنا کہ میرے مال کی زکواۃ واجبہ ہے یا میری ذات کا فطرہ یا متعلقان کا فطرہ ہے اگر بالغ یا مال دار کے طرف سے نکالے تو اوس سے اجازت لینا شرط ہے اور اکمل نیت اسطرح ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ ھٰذَا زَکَاۃَ الْفِطْرِ زَکَاۃَ صَوْمِیْ وَعَنْ نَفْسِیْ اَوْ لِوَجْبَۃٍ عَلَیَّ وَعَنْ مَنْ تَلْزَمُنِیْ نَفَقَتُہٗ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا اللہ مین نے اس اناج کو زکواۃ الفطر نکالا ہون میرے روزہ و بدن کی زکواۃ جو مجھپر واجب ہے و نیز طرف سے جنکا نفقہ مجھپر واجب ہے یا اللہ اسکو قبول کر مجھسے جیسا اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کیا اور اس اناج یا چیز پر ماتھہ یا اشارہ کرتے ہوے کہے وعلی ہذا ہر ایک قسم کے مال کی زکواۃ کا نام لیکر نیت کیا کرین۔

فصل تیسری مستحقان زکواۃ کے بیان مین

جب آٹھہ قسم کے مال مین زکواۃ واجب ہوی - اور تجارت وکہن وخزانہ وفطرہ کی زکواۃ اس کے ضمن مین ہے تو اسکے مستحقان بہی آٹھہ قسم کے اشخاص ہین - چنانچہ ایک ہی آیتہ کریمہ مین درج ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (۱) فقیر وہ شخص ہے کہ جسکو نہ جائداد ونہ ہنر لایق سے خرچ کے موافق ملسکتا ہے مثلاً روز کے دس فلوس کا خرچ ہے اور چار فلوس میسر ہوتے ہین آدہے خرچ سے کم ملتا ہے تو اسکو فقیر کہینگے (۲) مسکین - یہہ فقیر سے بہتر ہے کہ جسکو جائداد ہنر سے آدہے خرچ سے زیادہ ملتا ہے مثلاً روز کے دس فلوس کا خرچ ہے اور اسکو چہہ یا سات فلوس میسر ہوتے ہین تو اسکو مسکین کہینگے (۳) عامل یہہ وہ شخص ہے کہ زکواۃ کا پرواز کو کہتے ہین کہ زکواۃ والون سے زکواۃ فراہم کرنیکے لئے حاکم سے ایک عملہ مقرر ہوتا ہے اس عملہ والون کو حسب عہدہ کے ایک ماہوار مقرر ہوتی ہے یہہ حاکم سے متعلق ہے (۴) المؤلفہ قلوبہم یعنے جنکے لونکو دلاسا وملنساری کرنا - اور یہہ تین قسم پر ہے ۱ جو مسلمان ہوا اور اسلام سے اسکے نیت مین پختا وہ ہے ۲ جو مسلمان ہوا اور اسکی نیت پکی ہے مگر اپنی قوم مین حاکم یا معزز تہا اسکو دینے سے دوسرے بہی اسلام سے راغب ہونگے ۳ وہ شخص جس سے مسلمین کو فائدہ پونچتا ہے مثل کفار کے آمدورفت کی راہ کو روکتا ہے یا زکواۃ کی سوانح رسانی کرکے جہڑ سے لاکر جمع کرتا ہے (۵) فی الرقاب یعنے وہ غلام جو اپنے مالک سے اپنے کو بطریق اقساط خرید لئے اور ادا کرنے سے یہہ تر آزاد ہو جاتا ہے اور ہنوز ادا نہین کیا ہے (۶) الغارمین یعنے ذمہ داران اور یہہ دو قسم پر ہین ۱ وہ شخص کہ دو گروہ مین بابت قتل یا مال وغیرہ کے جہگڑا و نزاع واقع ہوا تو اوس نے خونی کا پیسہ و رمال کا بدلہ اپنے ذمہ کرلیکر صلاح کیا اپنی ذات سے نہین ہٹائے تنگ کواۃ سے دینا واجب ہے ساہوکیون نہو ۲ وہ شخص جو اپنے ذات متعلقان کے اخراجات ضروریہ و مالابد کیلئے قرضدار ہوے تو زکواۃ سے یہہ قرض ادا کرنیکا مستحق ہے اما حرام بازی ولہو لعب کے مصارف مین قرضدار ہوے تو یہہ مستحق نہوگا - اگر یہہ شخص توبہ کیا اور ایک سال آزمودہ کئے اور لوگ کو یقین ہوا کہ اسکا توبہ سچا ہے تب زکواۃ سے اسکا قرضہ ادا کرنا جائز ہے - بصورت جائداد نہونے کے اور دیگر جائے سے پہٹا نہین سکتے ہو ورنہ زکواۃ سے ادا کرنیکی ضرورت نہین (۷) فی سبیل اللہ یعنے غازیان جو غیر ملازم جنہون کا مثل چہرہ بادشاہ کے فقرمین ثبت نہین کہ جب کفار سے مقابلہ ہوا اور یہہ غیر ملازم غازی ہونیکے لئے مستعد ہوے تو اسکی سواری و ہتیار و تمام خرچہ خود ومعہ متعلقان کے جانے آنے کا زکواۃ سے دینا واجب ہے اگر کفار مسلمین پر چہڑائی کئے اور مسلمین کی بستی مین

داخل ہوے تو اس صورت مین بلا لحاظ خرچہ کے اون جاے کے مسلمین اور نزدیک کے بستیان والے بلکہ کل مسلمین پر جہاد کرنا واجب ہے
(۸) ابن السبیل یعنے مسافر۔ اگر کوئی مسافر بے خرچ یا خرچہ اسکا صرف یا تلف ہو گیا اور ہنوز اسکا مقصد دور ہے مالدار سا کیون نہو
تو زکواۃ سے اسکے مقصد تک پہنچنے کا خرچہ دینا واجب ہے پس توضیح ان آٹھون اقسام کی یہہ ہے کہ اگر زکواۃ کثیر ہے تو فقیر اور
مسکین کو معہ متعلقان کے تمام عمر کا خرچہ دین ہنر والا ہو تو ہنر کے آلات خرید کر دین جس سے روزانہ کا خرچہ نکلے اور عمر کی مدت
اوس جائے کے باشندون کے برابر قرار دین سو برس یا کم و بیش اور عالمون کو صرف ماہوار بقدر حاجت دین اور مولفۃ قلوبہم جسقدر سے
خوش ہوتے ہین دین اور غلام کو جو قیمت مقرر ہو دی دین اور ذمہ داران کو موافق ذمہ کے دیون اور غازی کو خرچ موافق دین۔ اور
مسافر کو مقصد کو پونچانیکا خرچہ دین یعنے ہر قسم والے زکواۃ سے آٹھون حصہ کے مستحق ہوتے ہین۔ اگر حاکم تقسیم کرے تو سبکو دینا واجب ہے
اگر خود مالک زکوۃ تقسیم کرے تو سوائے عامل کے ہر قسم والون سے کمترین شخص کو دینا واجب ہے یعنے تین فقیر و تین مسکین وغیرہ
اگر چند قسم والے موجود ہے اور باقی مذارد تو جو موجود ہین انہین کو دین۔ یا کسی قسم والون کے حصہ سے بچ ہوا تو دوسرے قسم کے محتاجونکو
دینا جائز ہے **تنبیہ** پانچ اشخاص کو زکواۃ دینا حرام و نادرست ہے **پہلا** بنی ہاشم **دوسرا** بنی المطلب۔ ہاشم پیغمبر کے
پڑدادا ہے اور مطلب ہاشم کے بھائی ہے یہہ ہر دو کی اولاد پیغمبر صلعم کی قرابت و آل رسول کہلاتے ہین۔ شرافت و فضیلت
مین سب خاندانون سے اعلا درجہ کے ہین۔ ان کے مراتب کو کوئی پونچہ نہین سکتا علی الخصوص اولاد الحسن و الحسین ابنان امیر المومنین
حضرت علی المرتضیٰ و بطنی فاطمہ الزہرا البتول بنت حضرت محمد الرسول اللہ صلعم فی زماننا شریف و سید و حبیب کا لقب
خاص انہی پر منحصر ہے اور انکی نادرستگی زکواۃ یعنے زکواۃ نہین دینے کے دو وجہ ہے اول دنیا کے تمام محاصل بیت المال سے خمس
الخمس یعنے پانچوان حصہ کا پانچوان حصہ انہونکو ملتا تہا اسی مین انکی معاش کافی و مرفع الحال رہتے تہے اور زکواۃ کے محتاج نہتے
دوسرے زکواۃ لوگ کے مال و بدن کا میل ہے تو یہہ ایسے بزرگ خاندان والونکو دینا لایق نہین۔ اب حکام انکے خمس الخمس یعنے پانچوین
حصہ کو مسدود کئے اور یہہ سادات تمام دنیا مین پھیلکر منتشر ہوے اور انکی مردم شماری متعذر ہے۔ اور عوام کے برابر محتاجان ہوے
بدین وجہ بعضے علماء متاخرین صادق المحبتہ نے فتوی دئے کہ جب انکی خمس الخمس مسدود ہی اور وہ محتاجان ہے تو زکواۃ سے
انہونکو دینا جائز ہے سوائے مولفۃ اور حاملان کے باقی جس قسم والون کے شمار مین داخل کرین تو جائز ہے اما عبد شمس و نوفل کا دادا
اور نوفل بنو نوفل کا دادا اگرچہ یہہ دونو بہی ہاشم و مطلب کے برادران مین مگر آل رسول سے خارج کئے گئے اور عوام الناس کے
شمار مین ہین کیونکہ بنی امیہ و بنی نوفل نے بنو ہاشم اور بنو المطلب والون سے جاہلیت مین اور بعد اسلام کے بہی عداوت اور

خصومت و جنگ کرتے رہے **تیسرا** بنو ہاشم و بنو المطلب کا غلام آزاد کیا ہوا کیونکہ یہ بھی ہر دو شماری میں ان بزرگ خاندانوں کے شمار میں ہے اور وہی فتوی کے حکم میں داخل ہے **چوتھا** غنی یعنے تونگر مالدار شخص جسکی جائداد یا ہنر سے خرچ کے برابر یا زیادہ میسر ہوتا ہے تو ایسے غیر محتاج کو زکواۃ دینا درست نہیں **پانچوان** کافر ہے کیونکہ زکواۃ کمک اور احسان و اعانت کیلئے شرع نے مقرر کی ہے اور کافر مخالف دین ہے اسپر احسان و اعانت کرنا جائز نہیں اسلئے انکو زکواۃ دینا حرام و نادرست ہے **فائدہ** صدقہ غیر واجبہ یعنے خیرات و ہبہ و ہدیہ و تحفہ و تمغہ وغیرہ بجز سوائے کافر جنگی و دیگر نامحرم کے باقی ہر کسی کو دینا جائز و درست ہے بلکہ دینا افضل و سنت موکدہ ہے اور پوشیدہ دینا افضل ہے اور زکواۃ واجبہ کو ظاہر دینا افضل ہے اور غیر واجبہ کو بھی ظاہر دینا خلاف افضل مگر ثواب سے خالی نہیں اور سب سے اول قرابتدار محتاج کو دینا افضل ہے پھر پڑوسی محتاج کو دینا پھر دوست کے قرابتدار کو دینا پھر دود کے قرابتدار پھر سسرال کے قرابتدار پھر آزاد کئے ہوئے کو پھر محلہ دار کو پھر غریب الوطن کو پھر دشمن کو پھر نیک رو یہ مگر قرابتدار محتاج کو چھوڑ کر یگانہ کو دینا ثواب نہیں اور حاجت و ضرورت کیوقت دینا زیادہ تر افضل ہے اسیطرح نیک و بہتر و متقی کو دینا زیادہ تر ثواب و افضل ہے مثل روز جمعہ اور رمضان شریف و رعیدین و عشر محرم وغیرہ اور بزرگ جایونمیں مثل مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس و کربلائے معلا و بغداد شریف و دیگر نزرگون و اولیاؤنکی مزار و درگاہونمیں دینا اور نیز مشکل مرض و رکسوفین اور استسقا کیوقت خوشی و ملایمی بغیر دھمکی کے دینا افضل ہے مگر خود یا متعلقان محتاجان میں یا قرضہ واجب الادا کو چھوڑ کر خیرات کرنا چاہے تو حرام ہے کیونکہ واجب کو چھوڑ کر سنت کو ادا کرنا درست نہیں اور اپنے مقدور سے زیادہ تکلف کر کے دینا مکروہ تحریمی ہے اگر کسی شخص کا توکل سچا ہے اور تکلیف و فاقہ کشی کا بار اٹھانیکو مضبوط ہے تو اپنا آدھا مال یا تمام مال کا بٹوارا کرنا چاہے تو جائز ہے۔ اگر کسیکو زکواۃ واجبہ دیئے دیہر قرضہ میں یا اور کسی چیز کے معاوضہ میں وہی زکواۃ کو واپس لئے تو مکروہ ہے۔ اور اگر کسی اپنی جائداد یا ہنر سے اپنا خرچ پیدا کرنا یا کر سکتا ہے تو پھر جائداد کو بیکار اور ہنر چھوڑ کر سوال کرنا یعنے بھیک مانگنا حرام ہے اگر بلکے پیشہ کا ہنر ملا اور یہ اپنے لائق نہیں تو اس صورت میں ضرورت کے بقدر حاجت سوال کرنا جائز ہے بلکہ ایسے حالت کے شخص کو اگر گھوڑا یا دیگر سواری پر بیٹھکر آیا کیون نہو ایسے محتاج کو دینا درست ہے۔

باب پانچوان رمضان کے روزہ کے بیانمیں

یہہ باب مشتمل اوپر چار فصلون کے ہے

فصل اول رمضان کا روزہ واجب ہونیکے بیانمیں

رمضان شریف کا روزہ پانچ شرطسے واجب ہوتا ہے (۱) ماہ شعبان کے پورے تیس روز گذرنے سے واجب ہوتا ہے رمضان کا چاند دیکھے یا نہ دیکھے (۲) ایک مرد معتبر کے گواہی سے بشرطیکہ قاضی منظور کرلے اور جب گواہ کے معتبری مین کوئی خلل و شبہ نہین ہے تو قاضی پر اوسکی گواہی منظور کرنا واجب ہے اور یہہ ایک گواہ احتیاطاً صرف رمضان کے چاند کیلئے جائز رکھا گیا۔ باقی شوال و دیگر ماہونکے چاند بغیر دو گواہ کے ثابت نہین ہوسکتے (۳) عام نشانیان واقع ہونے سے۔ مثل توپ کا چلنا اور مسجد و منار و نیز روشنی کا دیکھنا اور اس شہر مین دستور ہے کہ رمضان کے چاند رات یا ماہ کے چاندرات کو یہہ عمل مین لاتے ہین تو دور کے بسنے والے یہہ نشانیونکو سنتے ہی یا دیکھتے ہی عام طور سے سب پر روزہ رکھنا واجب ہوا (۴) شخص چاند کو دیکھے اور قاضی منظور کرے تو خاص اوسے دیکھنے والے پر روزہ رکھنا واجب ہے اور عام لوگ پر بغیر منظور قاضی کے رکھنا واجب نہین۔ ہان اگر کسی نے اسکے دیکھنے کو سچا جانا اور کرے تو روزہ رکھنا جائز ہے اسیطرح اگر دیکھنے والا فاسق یا نابالغ یا زن یا غلام یا کافر ہے جنکی گواہی منظور ہوتی ہے اور اونکے دیکھنے پر بھروسہ و سچا ہی سمجھے تو خاص سچا سمجھنے والے پر روزہ رکھنا جائز ہے اما عام طور سے ان اشخاص کے دیکھنے سے سب لوگ پر واجب نہوگا (۵) دریافت و کوشش سے چاند معلوم ہوا مثل قیدی یا تاریخ سے فراموش ہوئے تو روزہ رکھنا واجب ہے بعد تمام روزونکے واضح ہوا کہ روزہ کا رکھنا برابر رمضان مین ہوا تھا تو ان روزونسے فرض ادا ہوگیا۔ اور اگر بعد رمضان کے روزہ رکھنے کا تحقیق ہوا تو یہہ روزہ رمضان کی قضا مین سمجھا جائیگا اور اگر رمضان کے آگے رکھنے کا ثابت ہوا تو اسکو نفل بنا کر پھر دوبارہ رمضان کے روزہ قضا مین رکھنا واجب ہے اگر معلوم نہین ہوا کہ یہہ روزہ رمضان مین آگے یا پیچھے رکھے گئے تو یہی کافی ہے قضا کی ضرورت نہین اسیطرح فرض نمازونکا بھی یہی حکم ہے **چند مسئلہ ضروریہ** (۱) جب کسی شہر یا بستی مین چاند ثابت ہوا تو اسکے چوطرف کے بسیان والونپر بھی واجب ہے جنکے سورج و چاند و تارہ کا مطلع و غروب ایک ہی وقت مین ہوتا ہے اسکا فاصلہ چھتیس کوس تخمینا یعنے تین منزل ہوتے ہین جو بستیان اس پلے سے دور ہے تو اسکا مطلع بھی مختلف ہیگا اسپر واجب نہین (۲) مشرق کے بستی مین چاند ثابت ہوا تو مغرب کے بسیان والے کتنے ہی دور ہو اُنپر بھی واجب ہے کہ نہین دیکھنا اُنکی تقصیر ہے کہ چاند انہی کیطرف رہتا ہے اگر مغرب کی بستی مین چاند ثابت ہوا تو مشرق والونپر صرف چھتیس کوس کے فاصلہ تک واجب ہے دور والونپر واجب نہین (۳) ظلکی اور نجومی جو جنتریان تحریر کرتے ہین اُنکا بیان شرع مین نا معتبر ہے کہ ایک تخمینی حساب ہے اسپر عمل کرنا واجب نہین ہان خود نجومی اپنے حساب کا بھروسہ کہتے ہو تو خاص اسی پر روزہ رکھنا واجب ہے (۴) اگر تیسوین ۳۰ رمضان کو دن کے وقت چاند نظر آیا تو آیندہ کے تہکا شمار کرین اور روزہ کو شب تک پورا کرین اور یہہ دن رمضان کے شمار مین ہے اسمین روزہ کھولنا حرام ہے

(۵) اگر ایک گواہ سے رمضان کا چاند ثابت ہو کر روزہ رکھے اور تیس روزہ رکھکر باوجود مطلع صاف شوال کا چاند نظر نہیں آتا تو اکتیسویں دن عید کرنا واجب ہے کیونکہ شرع کے قاعدہ سے چاند ثابت ہوا اور ماہ کے زیادہ تیس روز نہیں ہو سکتے (۶) اگر کسی نے اپنے بستی میں ایک یا چند روزہ رکھکر سفر کیا اور اخیر چاند میں مقصد کو پونچا اور وہاں چاند ثابت ہو کر عید کا روز ہے تو اسپر بھی عید کرنا واجب ہے۔ کیونکہ یہاں بستی والوں کے تمار میں داخل ہوا ہے اگر مسافر مذکور کے اٹھائیس روزہ رکھے گئے ہو تو بعد عید کے اور ایک روزہ کی قضا کرنا واجب ہے اور اگر بعد و تیسویں روز کے عید ہوئی تو کافی ہے اور قضا کی ضرورت نہیں اگر تیسوان روزہ رکھکر اور ہنوز اوس بستی میں چاند ثابت نہیں ہوا کہ ایک یا چند روز چاند کے باقی ہے تو اس شخص پر بھی اکتیس بتیس روزہ وغیرہ بستی والوں کے برابر رکھنا واجب ہے اسیطرح نماز کا بھی حکم ہے مثلاً اپنی بستی میں مغرب کی نماز پڑھکر ریل وغیرہ میں سوار ہو کر دور کے بستی میں داخل ہوے اور اس بستی میں ہنوز مغرب داخل نہیں ہوی تو بعد غروب کے دوبارہ مغرب پڑھنا واجب ہے۔

فصل دوسری روزہ کے ارکان کے بیانمیں

رمضان کے روزہ کے چھہ رکن ہیں **پہلا رکن** روزہ دار ہو۔ اسکے چار شرط ہیں (۱) مسلمان ہو کہ روزہ عبادت ہے کافر لایق عبادت کے نہیں (۲) عقلمند ہو دیوانہ کا روزہ درست نہیں (۳) حیض و نفاس کا روزہ درست نہیں اگر خدانخواستہ روزہ کے حالت میں کافر ہوا یا دیوانہ ہوا یا حایض و نفاس ہوے تو یہہ روزہ ٹوٹگیا۔ اور اگر دن کے وقت کافر مسلمان ہوا اور دیوانہ ہوشمیں آیا اور حیض و نفاس سے پاک ہوے تو اس دن کی قضا کرنا واجب نہیں مگر شام تک روزہ داروں کے مانند رہنا واجب ہے اور دیوانہ پن کی بیہوشی ایک گھنٹہ یا کم و بیش کا یہی حکم۔ اما مرض کی بیہوشی اگر تمام دن رہی تو روزہ تو ٹوٹجاتا ہے اگر ایک گھنٹہ بھی ہوشمیں آئے تو روزہ صحیح و محسوب ہے اور نیند کی بیہوشی کا کوئی حکم نہیں چند گھنٹے سوئے یا تمام دن سوئے تو بھی روزہ صحیح و محسوب ہے اسیطرح حیض یا احتلام وغیرہ کے بے غسل والے کا روزہ صحیح ہے مگر بے غسل رہکر نماز ان چھوڑنا حرام ہے (۴) روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔ اگر کوئی پیر ضعیف یا مریض ناتوان لاعلاج ہے تو ان دونوں کو روزہ چھوڑنا جائز ہے مگر ہر روز ایک ساع فطرہ کا بطور فدیہ دینا واجب ہے۔ اسیطرح حاملہ یا دودھ پلانیوالی اپنے جان بچانیکے لئے روزہ چھوڑے تو جائز ہے مگر پھر بعد طاقت کے قضا کرنا واجب ہے اگر بچہ یا دودھ کم ہو جانیکے لئے روزہ چھوڑے تو جائز ہے مگر قضا کرنا

اور ہر روز کا ایک مد فدیہ دینا واجب ہے اما مسافر سفر طویل یعنے دو منزل یا زیادہ والے کو روزہ رکھنا یا چھوڑے تو بہی بلا گناہ کے جائز ہے۔ اگر روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو روزہ چھوڑنا افضل ہے اگر بغیر تکلیف کے رکھہ سکتے ہین تو روزہ رکھنا ہی افضل ہے اور اگر کچھہ روزہ سفر مین چھٹے تو بعد سفر کے قضا کرنا واجب ہے و علیہذا اگر کوئی شخص مرض سے یا زیادہ تر بھوک و پیاس سے یا کسی حیوان کی جان بچانیکے لئے یا کشت کاری و زراعت کے کام ضروری پڑے اور ان صورتون مین روزہ بڑی تکلیف و مشقت سے گذر یگا تو شب مین حسب معمول نیت کرکے روزہ رکھے اور دن کو خاص تکلیف و مشقت کیوقت روزہ چھوڑے تو جائز ہے مگر جب موقع ملے تو قضا کرنا واجب ہے اگر با وجود موقع ہوتے ہوے دوسرے رمضان آئے تک ان سبکی قضا نہ کرین تو بعد رکھنے روزہ دوسرے رمضان کے ان سبکی قضا کرنا واجب ہے مگر اس صورت مین ہر ایک روزہ کا ایک مد فدیہ بہی دینا واجب ہے اسیطرح موقع ہوتے ہوے چند سال تک قضا نہ کرین تو ہر سال مین ایک روزہ کا ایک ایک مد بڑہایا کرین اگر اس حالت مین مر جاے تو اوسکے متروکہ سے فدیہ نکالے۔ یا کوئی قرابتدار اوسکی طرف سے روزہ رکھین اور جب نابالغ لڑکا و لڑکی سات برس کی عمر ہووے تو روزہ رکھنے کی تاکید کرتے رہین۔ اور جب دس برس کے معمر ہوے اور روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو روزہ رکھنے کیلئے دھمکی کرین اور بعضے اوقات مین خفیف چیز سے مارنا جائز ہے تا بالغ ہوے تک روزہ کی عادت و محاورہ پڑے

دوسرا رکن دن رکھنے کا قابل روزہ کے ہو کہ سال مین پانچ دن لایق روزہ رکھنے کے نہین ہے بلکہ ان مین روزہ رکھنا حرام و نادرست ہے روزہ فرض ہو یا نفل یا قضا بہر وجہ درست نہین (۱) عید الفطر کا دن یعنے غرۂ شوال (۲) عید الاضحی کا دن یعنے دسویں ذیحجہ کا دسوان روز (۳ و ۴ و ۵) ایام التشریق یعنے ذیحجہ کے گیارہوین و بارہوین و تیرہوین دن یہہ پانچ روز اللہ کیطرف سے ضیافت و مہمانداری کے ہین ان مین کہانا و پینا و ہنسی و خوشی سے رہنے کا حکم ہے جو کوئی ان مین روزہ رکھا گویا اللہ کی ضیافت سے انکار کیا اور تیسوین شعبان یوم الشک ہے ان مین بہی روزہ رکھنا حرام ہے اور شک سے مراد کہ تیسوین شب مین چاند دیکھنے کا پکارا ہوا مگر قاضی کے نزدیک ثابت نہین ہوا تو یہ یوم الشک کہا جائیگا ان مین کوئی روزہ رکھا تو لوگ شرع کے قاعدہ سے دوسرے دن روزہ رکھین گے لوگ کی تیسوین تاریخ کو اسکی اکتیسوین ہوگی اگر ان مین عید کیا تو رمضان کی حرمت کو ہتک کیا اور رمضان کا ایکدن چھوڑنا حرام ہے اور اگر لوگ کے برابر اپنا اکتیسوین دن کا بہی روزہ رکھنا۔ گویا اپنے عید کے دن روزہ رکھا یہہ بہی حرام ہے ہان اگر کسی پر قضا باقی ہے یا پیر و جمعرات کا روزہ رکھنے کی عادت ہے اور یوم الشک مین رکھنے کا موقع ملا تو روزہ رکھنا جائز ہے کہ یہہ رمضان کے شمار مین نہین ہے اسیطرح شعبان کے سولوین سے آخر چاند تک سوے قضا

اور معمولی وظیفہ کے دیگر نفل روزہ رکھنا حرام ہے اگر شعبان کے نصف اول سے روزہ شروع کیے مثل چودہویں پندرہویں کو سولہویں سے ملائے تو جائز ہے **تیسرا رکن** فرض کی نیت شب میں کیا ہو جب روزہ رمضان شریف کے رکھنا ہو حاضر الوقت ہو یا قضا یا دیگر واجب کے روزہ مثل نذر و کفارہ کے تو ان سبکی نیت شب میں رکھنا فرض ہے یعنے غروب آفتاب و طلوع فجر صادق کے درمیان ہو۔ اس زمانہ میں ہر قسم کی نیت باندھنا جائز ہے اور نیت کے بعد کھانا جائز ہے دوبارہ نیت باندھنا واجب نہیں مگر بعد کھانے پینے کے نیت باندھنا افضل ہے اگر شب میں نیت باندھنا فراموش ہوا اور رمضان کے حاضر الوقت کا روزہ ہے تو روزہ باطل و ناممکن ہے مگر کھانا پینا حرام ہے ویسا ہی روزہ داروں کے مانند رہنا واجب ہے تا رمضان شریف کی حرمت و تعظیم رہے اور اگر رمضان کی قضا یا کفارہ و دیگر واجب کے نیت شب میں بھول گئے تو روزہ باطل و ناممکن ہے، مگر نہیں روزہ داروں کے جیسا رہنا واجب نہیں کھائے پیئے تو جائز ہے۔ اما روزہ سنت و نفل مثل ست شوال و عرفہ و عاشورا وغیرہ کی نیت رات کو بھول گئے تو دن میں آفتاب نہیں ڈھلے تک نیت باندھنا جائز ہے بشرطیکہ فجر صادق سے کوئی چیز روزہ کو توڑنے والی عمل میں نہ لائے ہو۔ اور رمضان کے حاضر الوقت کی نیت اسطرح ہے نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ اَدَاءِ فَرْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی اگر قضا ہو تو اسطرح نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ قَضَاءِ فَرْضِ شَهْرِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ یا السَّنَةِ الْمَاضِیَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی اگر روزہ کفارہ یا نذر ہو تو عَنْ اَدَاءِ الْکَفَّارَةِ الْوَاجِبَةِ عَلَیَّ یا عَنْ اَدَاءِ النَّذْرِ الْوَاجِبِ عَلَیَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی پس ہر روزہ حاضر الوقت ہو تو عَنْ اَدَاءِ اور قضا ہو تو عَنْ قَضَاءِ کے لفظ لانا چاہئے اور سنت و نفل روزہ کی نیت اسطرح ہے نَوَیْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ اَدَاءِ سُنَّةِ شَوَّالٍ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰی یا عَنْ اَدَاءِ سُنَّةِ یَوْمِ عَرَفَةَ یا سُنَّةِ یَوْمِ عَاشُوْرَا یا سُنَّةِ شَهْرِ رَجَبٍ یا سُنَّةِ شَهْرِ شَعْبَانَ یا سُنَّةِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ یا سُنَّةِ یَوْمِ الْخَمِیْسِ اگر انہیں بھی حاضر الوقت نوت ہو جائے تو سکی قضا میں عَنْ قَضَاءِ کا لفظ لائیں بہر صورت جیسا روزہ ہو فرض یا سنت اور سکا نام اور تمیز لانا واجب ہے کیسے ہی زبان سے کہنا جائز ہے مثلاً رمضان شریف حاضر الوقت کا کل کا روزہ کی فرض کی نیت کرتا ہوں اللہ کیواسطے کہے تو کافی ہے و علیہذا ہر روز کی نیت کریں **چوتھا رکن** استفراغ یعنے قے کرنے سے بچا ہو اگر کسی سمجھ بوجھکر اپنا اختیار سے استفراغ کرے تو روزہ ٹوٹجاتا ہے اور استفراغ ہر چیز جو معدہ یا چھاتی سے نکلے گندلا ہو یا صاف پانی بہت ہو یا تھوڑا اپنے اختیار سے نکالے تو روزہ جاتا ہے اگر خود بخود بغیر اختیار کے نکلے تو روزہ نہیں جاتا

اسیطرح دماغ یا چھاتی سے بلغم نکلا یا بیچینی سے کھکار کر نکالے تو مضایقہ نہین۔ ہان اگر قے یا بلغم منہ تک آکے بعد پھر نگلے تو روزہ جائیگا۔ اور قی سے منہ بھر ہو جاتا ہے بغیر کلی کرنیکے نماز پڑھنا درست نہین اور کچھہ چیز کھانا پینا بھی جائز نہین اور قے سے روزہ تو ٹوٹنے کی صورت مین اسکی قضا کرنا واجب ہے اور رمضان کا حاضر الوقت ہو تو روزہ دار کے مانند امساک کرنا یعنے تمام دن ویسا ہی رہنا واجب ہے **پانچوان رکن** جماع یعنے ہمبستر کرنے سے بچا ہوا اگر کوئی شخص اپنے آلت تناسل کے حشفہ یعنے شوپیاری کو زن یا مرد یا کسی حیوان کے آگے یا پیچھے کی شرمگاہ مین دن کے وقت داخل کیے تو فاعل اور مفعول آدمیان کا روزہ تو ٹوٹجاتا ہے۔ اور حرام ہے اور روزہ فرض ہو تو قضا بھی فوراً واجب ہے اگر رمضان مین یہہ حرکت ہو تو فاعل پر (سوائے قضا کے) اور **کفارہ عظمیٰ** بھی دینا واجب ہے) اور یہہ بڑا کفارہ تین مرتب پر ہے (۱) ایک غلام یا باندی مسلمان کو آزاد کرین۔ اگر مقدور نہین یا غلام و باندی موجود نہین تو (۲) دو ماہ کے روزے پیدرپے رکھنا واجب ہے اگر درمیان ایک یا دو روزہ ناغہ کرے تو از سر نو دوبارہ پورے دو ماہ کے روزہ رکھین اگر اندرون ماہ کے شروع کرے تو اس ماہ کے جو دن ہوا سکو محسوب کرے اور پورے ایک ماہ رکھے پھر تیسرے ماہ سے ان ایام محسوبہ کو پورے تیس روز کرین اگر روزہ رکھنا ہو نہین سکتا یا ہو سکتا مگر پیے درپے رکھنے کی طاقت نہین اور زیادہ ہرج ہو گا تو (۳) ساٹھہ فقیر یا مسکینون کو ایک ایک اناج دیوین اور اناج وہ ہو جس سے فطرہ دینا جائز ہے اگر اناج بھی دینا نہو سکا تو اسکے ذمہ مین باقی رہیگا جب ان تین مرتب سے ایک مرتبہ ہو سکے تو ادا کرنا واجب ہے اور سوائے جماع کے اور کسی چیز سے روزہ توڑے ہے تو کفارہ نہین صرف قضا واجب ہے اسیطرح سوائے ماہ رمضان کے اور کسی ماہ مین جماع سے روزہ توڑے رمضان کی قضا ہو یا دیگر روزہ ہو تو صرف قضا ہی واجب ہے جب کفارہ عظما کا بیان ہوا تو باقی کفارہ کا بیان بھی کرنا مناسب معلوم ہوا **کفارہ ظہار** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو کہا کہ تو میری ماں کے جیسی ہے یا میری بیٹی یا ہمشیرہ یا پھپھو۔ یا خالہ وغیرہ زنان جن سے نکاح کرنا حرام کے برابر ہے تو یہہ طلاق نہین اگر کہنے کے بعد فوراً ہی طلاق کیا تو یہہ زوجہ نکاح کے باہر ہو گئی اگر فوراً طلاق نہین دیا تو زوجہ مذکور نکاح مین باقی ہے اور اس پر کفارہ عظمیٰ واجب ہوا جب تک کفارہ کا ایک مرتبہ ادا نہ کرے تنگ وہ زوجہ سے ہمبستر اٹھنا مذاق وغیرہ کرنا حرام ہے **کفارہ قتل** اگر کوئی شخص کسی کو ناحق ہتیار وغیرہ سے قتل کیا تو اسکو قتل عمد کہتے ہین اور اس سے قصاص یعنے بدلا نہین لیا گیا کہ وارث اسکو معاف کیے یا قتل موجب قصاص کے نہین تھا اگر اسکو

قتل خطا کہتے ہین کہ بے اختیاری سے بندوق و دیگر ہتیار سے مارا گیا یا کسی خفیف چیز کے مارنے سے مارا گیا کہ اسکو قتل شبہ عمد کہتے ہین مثل تسمہ و چھری وغیرہ سے تو یہہ دونون قتل موجب قصاص کے نہین صرف وارث کو دیہ یعنے سو اونٹ یا اسکی قیمت دینا اور کفارہ عظما بھی دینا واجب ہے اور قتل عمد مذکور مین بھی بعد معافی کے کفارہ عظمی دینا واجب ہے

کفارہ یمین اگر کوئی شخص قسم کھایا کہ فلانہ کام کو کرونگا یا نکرونگا پھر قسم کے خلاف کرنیکی ضرورت پڑی مثلاً قسم کھایا کہ زید سے کبھی بات نکرونگا یا اسکے گھر مین کبھی نہ جاؤنگا یا اوسکو ماروںگا یا اوسکا مال چھین لونگا وغیرہ اور کرنے یا نکرنیکی ضرورت ہوئی تو قسم کے خلاف کیا جائز ہے مگر کفارہ صغرا یعنے چھوٹا کفارہ دینا واجب ہے اور کفارہ چار قسم پر ہے اوس شخص کو اختیار ہے کہ اسمین کونسا ہی ایک امر کو عمل مین لاوین (۱) یا تو ایک غلام یا ایک باندی مسلمان بڑی ہو خواہ چھوٹی کو آزاد کرین مگر غلام یا باندی تندرست ہو اور اپنی کمائی سے کھا سکنا شرط ہے۔ معذور کی آزادی درست نہین (۲) یا تو دس فقیر یا مسکینونکو ایک ایک اناج دینا جو فطرہ مین دینا جائز ہے (۳) یا تو دس فقیر یا مسکینونکو لباس یعنے کپڑے دین ہر ایک کو سالم جوڑا دینا واجب نہین بلکہ ایک شملہ یا ایک قمیص یا ایک گرگی یا ایک چادر یا ایک رومال وغیرہ دینا کافی ہے اسیطرح ایک فقیر کو شملہ دوسرے کو کرتا ہر ایک کو ایک طرح کا دینا جائز ہے بلکہ مرد کو زن کا کپڑا اور زن کو مرد کا کپڑا اور چھوٹے کو بڑیکا کپڑا اور بڑے کو چھوٹے کا کپڑا دیوین تو درست ہے مگر اسیکو اناج اور اسیکو کپڑا دینا درست نہین (۴) یا تو تین روزہ رکھنا واجب ہے اور جب تک ان چار امر سے ایک نکرے تو خدا کے ذمہ داروگنہگار ہین مگر ناحق نقصانیت سے قسم کھا کر توڑنا مکروہ تحریمی ہے اور قسم سوائے خدا کے نام سے اور کسی چیز کے قسم سے کفارہ نہین مثل واللہ وباللہ وتاللہ یا قسم خدا کی یا پروردگار وغیرہ کی کھا کر توڑے تو کفارہ دینا واجب ہے اور پیغمبر یا قرآن مجید یا فلان اولیا یا تمہارے یا ہمارے یا زید کے سر کی قسم کھا کر توڑے۔ اگرچہ یہہ مکروہ تحریمی ہے مگر اسکا کفارہ نہین **صوم النذر** اگر کوئی کہا کہ اللہ تعالی مجھکو دولت یا جاگیر یا عہدہ دیا میری شادی ہو جائے یا اولاد دیا۔ یا دشمن کو دفع کیا یا مسافر کو جلد لائے یا مریض کو تندرست کرے وغیرہ تو چار روز یا دس روز یا ایک ماہ کے روزہ اللہ کیواسطے رکھونگا تو اس شرط کو نذر کہتے ہین اور جب اسکی مراد یا مقصد پورے ہوئے تو یہہ نذر کا ادا کرنا واجب ہے اسیطرح نماز یا مال یا حج وغیرہ جو کچھہ نذر کرے اوس کا ادا کرنا واجب ہے پس روزہ کفارہ نذر کے بمنزلت فرض کے ہے کہ شب سے نیت باندھنا واجب ہے **چہار رکن**

کسی چیز کھانے یا پینے کی یا غیر کھانے کی اندرون بدن میں داخل نکلا ہو۔ اگر روزہ دار سمجھ بوجھ کر اپنے اختیار سے کسی چیز کھانے یا پینے کی بڑی مثل کھجور دستہ یا چھوٹی مثل رائی و تل یا ایک کھونٹ یا ایک قطرہ پانی وغیرہ کھائے یا پیئے یا بدن کے اور کوئی راہ سے داخل کرے مثل کان و ناک و چھاتی کے بونڈے یا ہر دو شرمگاہ سے پچکاری کرے تو روزہ توڑ دیتا ہے۔ اسیطرح غیر کھانے کی چیزیں بھی مثل کاڑی و کنکر و دھوان وغیرہ ان راہان بالا سے داخل کریں تو روزہ توڑ دیتا ہے اگر منہ سے قے یا مسوڑہ سے لہو نکلنے یا بچی چیز کھانے سے بچی ہوا تو قبل منہ ہو نیکے تھوکہ نگلے تو روزہ توڑ دیتا ہے اسیطرح غرغرہ کرنے یا چوتھے بار کلی کرنے یا لوٹا ہوتے ہوئے پانی میں غوطہ لینے سے اختیار یا بغیر اختیار کے پیٹ میں یا ناک و کان میں پانی گیا تو روزہ توڑ دیتا ہے وعلیہذا لہو لکر ہمبستر کرنے یا استفراغ کرنے سے بھی روزہ توڑ دیتا ہے مگر اسمیں نہ گناہ و نہ کفارہ ہے اما ہو لکر کھانے یا پینے سے روزہ نہیں توڑتا ہے۔ تھوڑا کھانے یا بہت اللہ کی عنایت ہے۔ اسیطرح کوئی چیز چکھے یا چبا کر تھوکے یا حجامت یا فصد کرے یا جوکان لگائے تو روزہ نہیں توڑتا مگر مکروہ ہے اگر کسی پتلی چیز بدن پر لگائے اور بغیر راہ سے بدن میں جذب ہوئے تو روزہ نہیں توڑتا مثلاً استر یا اوپر تیل وغیرہ ملے یا آنکھ میں سرمہ وغیرہ ڈالے اور جذب ہو کر حلق میں مزا یا رنگ ظاہر ہوئے تو بھی روزہ نہیں توڑتا۔ کیونکہ ہر چیز روزہ توڑنیوالی بدن کے کسی راہ سے داخل ہونا شرط ہے بالوں کے سوراخین اور آنکھ بدن کے راہوں کے شمار میں نہیں مگر ہر سب اشیاء کا دلکو استعمال میں لانا مکروہ ہے۔ اسیطرح سوئی یا نشتر وچھری وغیرہ ہر ان بدن میں چبھائی مثل نڈہ و ران و چوتڑ و پنڈلی و قدم میں تو روزہ نہیں توڑتا۔ اگر مجوف تک پہونچائے مثل دماغ و معدہ و انتڑی وشانہ تو روزہ توڑ دیگا۔ اور اگر کسی یا میچہ یا دھول بے اختیاری سے حلق میں گئے تو روزہ نہیں توڑتا ہے مگر کھکار کر تھی کرنے تک نکالنے سے روزہ توڑ دیگا۔ اگر منہ صاف و پاک ہو کر تیلا تھوک گلیں تو روزہ نہیں جائیگا اگر سحری کے کھانے سے کچھ دانتو نمیں باقی رہ گیا اور دن کے وقت بے اختیاری سے حلق میں گیا تو روزہ نہیں توڑتا۔ مگر فجر کے آگے خلال و کلی کرنا سنت و افضل ہے اگر بواسیر کی کوم یا مقعد باہر نکلے پھر خود بخود اندر ہو گیا۔ یا غسل واجب میں لوٹے سے غسل کرے یا لوٹا نہ ہونیکی وجہ غوطہ کر کے نہائے اور کان و ناک و پیٹ میں پانی گیا تو روزہ نہیں توڑتا۔ اسیطرح بغیر غرغرہ کے وضو کے تین بار کلی میں یا ناک میں پانی لینے میں بغیر اختیار سے پیٹ میں پانی گیا یا ناک میں چڑھا تو روزہ نہیں توڑتا

تنبیہ اندرون منہ و ناک و آنکھ ضو و غسل کی حالت میں باطن کے شمار میں ہے کہ انکا غسل کرنا واجب نہیں صرف غسل کرنا سنت ہے اور روزہ کی حالت میں ظاہر کے شمار میں ہے کہ انمیں کوئی چیز یا پانی ڈالنے سے روزہ نہیں توڑتا۔ اسیطرح نجاست

حالتمین بھی ظاہر کے شمار مین ہے کہ انکو نجاست سے غسل کرنا واجب ہے کیونکہ نجاست کی احتیاط زیادہ کیجاتی ہے **مسئلہ** روزہ کے ستون سے تعجیل افطار یعنے جلد روزہ کھولنے اور وقت روزہ کھولنے کا بعد غروب آفتاب ہے اور غروب آفتاب چند مرتبہ سے ثابت ہوسکتا ہے (۱) آفتاب کو عیان بیان غروب ہوا سو دیکھین (۲) عیان دیکھنا نہو سکا تو کسی نشان سے یقین سمجھین مثل آسمان کی سیاہی مشرق طرف دیکھے یا چاند کی روشنائی یا ابر کی سرخی دیکھین تو کافی ہے (۳) نشانی سے بھی معلوم نہوسکے تو کسی آزمودہ چیز یا عمل سے جیسا نین تو کافی ہے مثل گھڑیال صحیح یا مرغ کی بانگ آزمودہ یا عمل یعنے کا یگر کا کام کہ اس گھنٹون کے عرصہ مین ایک تہان بتاہے یا ایک قیما بتاہے یا ایک چھوری بناتا ہے وغیرہ صناعت پر عمل کرنا کافی ہے (۴) یہ تین مرتبہ سے معلوم نہوسکے تو وقت کے اندازہ و شمار کرکے اپنے خیال و گمان مین آئے سو عمل کرین مگر جب تک یکمرتبہ طی نہوا تو دوسرے مرتبہ پر عمل کرنا درست نہین اور غروب مین شک ہے تک روزہ کھولنا مکروہ تحریمی ہے بعد تحقیق غروب کے تازہ کھجور سے روزہ کھولنا افضل ہے تازہ میسر نہوا تو پورانے کھجور سے کھولین اور ایک کھجور یا تین سے کھولنا افضل ہے اگر کھجور میسر نہوا یا میسر ہے مگر اسکی قیمت حرام کا پیسہ یا حلال ہونے مین شک ہے تو پانی سے روزہ کھولنا افضل ہے پانی کے بعد آگ مین پکی چیز میٹھے پھل وغیرہ سے کھولین تا اپنے پیٹ مین اول ٹھنڈی چیز اترے اور روزہ کھولے بعد یہہ عبارت پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی اور سنت ہے کہ سحری کرین یعنے آخر شب کھانا کھائے اور سحری کا وقت دوپہر رات سے فجر صادق تک ہے مگر آخر وقت مین سحری کرنا افضل ہے اور کمتر ایک یا چند لقمہ کھانے یا ایک یا چند گھونٹہ پانی پینے سے سنت ادا ہوتی ہے فجر صادق ہونیکا شک ہو تو کھانا مکروہ ہے شک کے بیشتر کھائین مگر دوپہر رات کے بیشتر کھانا سحری کے شمار مین نہین اور بے سحری روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اور سنت ہے کہ غسل واجب ہوا تو فجر صادق کے بیشتر غسل کرین تا دن مین غسل کرنے سے روزہ نہ ٹوٹجائے اور ہر کسی سے ملامت سے بچتے آئین اگر کوئی برا بولے یا گستاخی کرے تو اسکے جواب مین کہنا کہ مین روزہ دار ہون اگر کہنے سے اپنے روزہ کی بزرگی و تعجب پیدا ہوتی ہے تو دلمین ہی کہکر خاموش رہین اور جھوٹ اور کسی کی غیبت و اذیت سے باز رہین اور زینت بدن و کپڑون کی چھوڑین اور سیر و تماشہ و ہوا خوری نکرین۔ تا روزہ کا بار اپنے بدن پر اثر کرے اور ثواب پورا ملے اور اپنے اہل و عیال و متعلقین کو معمول

زیادہ کہانا کہلائین اور دیگر روزہ دارونکا روزہ کہلوائین۔ کھجور سے یا پانی سے اور اگر طعام سے پیٹ بھرائے اور خود بھی ساتھہ کہائے تو سب سے افضل ہے۔ کیونکہ جو کوئی کسیکا روزہ کہلوائے تو اس کے روزہ کا ثواب کے جیسا ملتا ہے اور روزہ دار کا ثواب اوسیہ بحال رہتا ہے اسمین کچھہ خلل نہین اسیطرح قرابت و محبداران و دوستان و غیبان کو طعام وغیرہ سے احسان کرین اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہین تنہا یا ایک دوسرے کیساتھہ پڑہنا اور سننا افضل ہے۔ تراویح کی نماز مین ہی تمام قرآن کو پڑہنا افضل ہے اور شب قدر کی تلاش مین رہین کہ ہزار ماہ سے زیادہ افضل ہے یعنے جو کچھہ عبادت اسمین کیجاتی ہے گویا ہزار ماہ کی عبادت کئے۔ اور شب قدر اکثر ماہ رمضان مین ہوتی ہے خصوصاً آخر ماہ یعنے ۲۱ - یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۹ کے شبون مین پہرتی ہے ہر سال ایک ہی شب مین رہتی ہے اور بعضون کے نزدیک شب برات پندرہوین شعبان مین ہوتی ہے اور اکثر علما کا قول ہے کہ ہر سال مین ایک شب ہوتی ہے وقت اسکا مقرر نہین۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ اسکی تلاش مین رہے اور نظر پڑے تو کسی سے ظاہر نکرے تا ایک دوسرے کو بددعا نکرے اور شبانہ روز مین ہر طرح کی عبادت و نیکی مین مصروف رہین تا ہزار ماہ کا ثواب ملے اور یہہ دعا ہمیشہ پڑہتے رہین اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ۳ تین بار اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا يَا كَرِيْمُ ۳ تین بار پڑہین اور شب قدر کی یہ نشانی ہے کہ مطلع صاف یعنے ابر نہین رہتا و نہ زیادہ گرمی و نہ سردی ہوتی و نہ زیادہ ہوا چلتی۔ شب نور انی دکہتی ہے۔ اور صبح کو آفتاب تیز نہی نہین رہتی خدا اسمین نیک کام کی توفیق دے اور روزہ کے مکروہات سے تو چند مکروہات کا بیان ہو چکا۔ باقی کسی ایک سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے دوپہر کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ روزہ دار کے منہ کی باس نزد یک خدا کے مشک کی بو سے بہتر ہے تو اسکو مسواک سے دور کرنا منع ہے۔ اما کلی کرنا اور دانتون کو انگلی سے رگڑنا مکروہ نہین اور عورت کا بوسہ لینا یا مذاق کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ انزال یا ہمبستر گی نوبت ہو گی تو حرام ہے اور روزہ دار بغیر افطار و سحور کے یا چند روزہ پیدرکے رکہے تو حرام ہے

فصل تیسری نفل روزہ کے بیان مین

نفل کے روزہ چار قسم پر ہے (۱) سالانہ (۲) ماہانہ (۳) ہفتہ واری (۴) نفل مطلق پہلا سالانہ

کہ ہر سال مین ایک بار آتا ہے (یوم عرفہ) یعنے نویں ذیحجہ اور یہہ سب سے افضل روزونسے افضل ہے کہ سال گذشتہ وسال آیندہ کے گناہون کو بخشا دیتا ہے۔ حاجی لوگ یہہ روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اوس روز عرفات کے پہاڑ پر رہتے ہین روزہ رکھنے سے ضعف پیدا ہوکر کے وظایف مین خلل ہوگا (یوم عاشورا) یعنے دسوین محرم کہ یہہ سال گذشتہ کے گناہونکو مٹاتا ہے اور مستحب ہے تاسوعا وحادی عشر کا بہی روزہ رکھین یعنے نوین وگیارہوین محرم کہ پیغمبر فرماتی کہ اگر سال آیندہ تک مین زندہ رہونگا تو تاسوعا کا بہی روزہ رکھونگا مگر اوسی سال مین وفات ہوے پس مجان کو چاہیے کہ پیغمبر کے ارادہ پر عمل کرین اور گیارہوین کا روزہ تاریخ کے احتیاط کیلئے مستحب کہا گیا (ستہ شوال) یعنے بعد رمضان کے شوال سے چہہ روزہ رکھنا اس سے ایک سال کے روزہ کا ثواب ملتا ہے اور یہہ روزہ عید کے دوسرے روز سے شروع کرکے پیدرپے چہہ روز رکھنا افضل ہے اگر عید سے فاصلہ کرکے یا متفرق روزہ رکھے تب بہی سنت ادا ہوتی ہے اور ثواب بہی ملتا ہے مگر اول کی کیفیت افضل ہے اگر رمضان سے کوئی قضا رکھنے کی ہے تو تب تک قضا نہ کرے ستہ شوال کی سنت ادا نہوگی اگر ماہ شوال رمضان کے قضا مین گذر گیا یا ستہ شوال رکھنے کا موقع نہ ملا تو آیندہ کے ماہونمین ستہ شوال کی قضا کرنا جائز ہے۔ اسیطرح یوم عرفہ ویوم عاشورا کا حکم ہے اور سال بہر مین چار ماہ کو (اَشْهُرٌ حُرُمٌ) کہتے ہین یعنے یہہ چار ماہ بزرگ و حرمت ہے اور وہ یہہ ہین ذیقعدہ ۱ وذیحجہ ۲ ومحرم ۳ ورجب ۴ تین متصل وایک منفرد کہ ان چار ماہ کی اسلام کے پیشتر جاہلیت مین بڑی تعظیم وحرمت رکہتے تہے کہ باپ دہپائی کا قاتل ملتا ہے تو ان ماہونکی حرمت سے کچہہ کر نہین سکتے۔ اسلام مین بہی ان چار ماہ کی حرمت کو بحال رکہے ہین روزہ رکہنا اور خیرات دینا۔ اور نیک عمل کرنے سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان مین گناہ و بدرویگی کرنیکی سخت ممانعت ہے چنانچہ پیغمبر ماہ رجب و نیز ماہ شعبان کے سالم روزہ رکہتے تہے تو ان دو ماہ کے روزہ رکہنا بہی سنت ہے الا خاص شعبان کی سولوین سے آخر چاند تک بے سبب روزہ رکہنا منع ہے جیسا روزہ کے دوسرے رکن مین بیان ہوچکا دوسرا ماہانہ ہر ماہ مین (اَیَّامُ الْبِیض) کے تین روزہ رکہنا سنت ہے۔ کہ ایک ماہ کا ثواب ملتا ہے اور یہہ ہر ماہ کی تیرہوین وچودہوین پندرہوین ہے کہ ان روز و نمین دن مین سورج اور تمام شب مین چاند رہتا ہے اسلئے بیض یعنے سفید نام رکہا گیا اور اسیطرح ہر ماہ مین (اَیَّامُ السُّوْد) کے تین روزہ رکہنا سنت ہے کہ ایک ماہ کا ثواب ملتا ہے اور یہہ ہر ماہ کی اٹہائیسوین ۲۸ اور انتیسوین ۲۹ اور تیسوین ۳۰ یا دوسرے چاند کا غرہ ہے کہ ان روزونکے شبونمین چاند نظر نہین آتا اندہیری ہوتی ہے اسلئے

ایام السود نام رکھا گیا۔ اما رمضان شریف مین ان روز روزہ کا رکھنا فرض ہے اور ذی حجہ کے تیرہ تین روز رکھنا حرام ہے کہ یہہ ایام التشریق مین کے ہین جیسا بیان ہوچکا اگر ہڑہ مین تین روزہ متفرق رکھے تب بہی ایک ماہ کا ثواب ہوتا ہے کہ ایک روزہ کا دہ چند ثواب ملتا ہے **تیسرا ہفتہ واری** ہر ہفتہ مین دوشنبہ و پنجشنبہ کا روزہ رکھنا سنت ہے کہ پیغمبر اکثران دو روز روزہ رکھتے تہے اور فرمائے تہے کہ ہفتہ وار ی اعمال نامہ کو ان دو یوم مین آسمان پر فرشتہ چڑہاتے ہین اور مین چاہتا ہون کہ میرا اعمال نامہ روزہ داری کے حالت مین چڑہے اما خاص روز جمعہ کو علیحدہ روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ روز جمعہ عید المومنین ہے روزہ سے ناطاقتی ہوکر اسکے وظایف مین کوتاہی ہوگی اور یوم شنبہ عید یہودیونکی ہے اور اتوار یکشنبہ نصاریٰ کی عید ہے انکے عیدونکی تعظیم کرنا مکروہ ہے **تنبیہ** جب کسی فرض عبادت مین داخل ہوچکے تو بعذر توڑنا حرام ہے مثل نماز و روزہ وحج اور اگر ان عبادتون کے نفلون مین داخل ہوچکے تو بعذر توڑنا مکروہ ہے۔ مگر جب حج کے نفل مین داخل ہوچکے تو اسکا پورا کرنا واجب ہے اگر عذر یا بعذر سے توڑے تو پہر قضا کرنا واجب ہے اور نماز و روزہ کے نفلونکو توڑنے سے قضا کرنا واجب نہین مگر سنت ہے اگر وجہ بغیر اجازت شوہر کے فرض روزہ کی قضا کرے یا نفلونکا روزہ رکھے تو مکروہ ہے اور شوہر کو مجاز ہے کہ اسکا روزہ توڑہے۔ اگر فرض کی قضا کرنے مین دوسرے رمضان تک صرف اتنے ہی روز باقی ہے تو بلا اجازت شوہر کے رکھنا واجب ہے اور شوہر پر یہہ روزہ توڑہوانا حرام ہے۔ اور اگر نفل روزہ کی حالت مین کسیکو دعوت آئی اور نہین کہانے سے صاحب دعوت آزردہ ہوجائیگا تو بلا کراہت روزہ توڑکر کہانا جائز ہے اور اسکو خوش کرنا افضل ہے۔

فصل چوتہی اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف ایک طرح کی عبادت ہے کسی امر کے لئے جمکر بیٹہنے کو اعتکاف کہتے ہین خواہ وہ نیک ہو مثل تلاوت و تسبیح وغیرہ یا بد ہو مثل دنگا و مزاحمت بیجا وغیرہ مگر شرع مین خاص کار خیر کے لئے بیٹہنے کو اعتکاف کہتے ہین اور اعتکاف کا کمتر عرصہ ایک لحظہ اور زیادہ کا حد نہین اور اعتکاف کی جائے خاص مسجد ہو۔ سوائے مسجد کے مثل خانقاہ و مدرسہ و عیدگاہ و گنبد و مسافر خانہ و مکان مین اعتکاف کرنا درست نہین اس لئے اعتکاف کرنیوالیکا یہہ شرط ہے (۱) مسلمان ہو کافر لایق عبادت کے نہین (۲) عقلمند ہو (۳) حیض و نفاس سے پاک ہو (۴) جنابت سے غسل کیا ہوا ہو۔ کیونکہ ان اشخاص کو مسجد مین بیٹہنا حرام ہے اور اعتکاف کے

دو فرض ہین (۱) نیت (۲) بیٹھنا اور نیت اسطرح ہے اگر اعتکاف سنت ہے تو یہہ کہین نَوَیْتُ الْاِعْتِکَافَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ الْمُبَارَکِ لِلّٰہِ تَعَالٰی اور جتنا چاہے اتنا عرصہ بیٹھے کہ یہہ نیت کی بیٹھک عبادت کے شمار مین ہے اور تلاوت یا تسبیح یا تہلیل یا درود وغیرہ مین مصروف ہین تو افضل ہے اگر اعتکاف نذر کرنے سے واجب ہوا مثلاً کوئی کہا کہ میری مراد حاصل ہو جائے تو مین ایک گھنٹہ یا چند گھنٹہ یا ایک روز یا چند روز کا اعتکاف للہ تعالیٰ کیواسطے نذر کیا ہون۔ تو یہہ اعتکاف نذر کرنے سے واجب ہوا اور فرض کا ثواب ملتا ہے اور نیت مین نقط فرض کا لانا واجب ہے اسکی نیت اسطرح ہے نَوَیْتُ فَرْضَ الْاِعْتِکَافِ الْوَاجِبِ عَلَیَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی اور مراد حاصل ہونے سے اعتکاف واجب ہوا یا بغیر غرض خالصاً للہ نذر کرے تو اسکو بھی پورا کرنا واجب ہے اگر وقت مقررہ پر ادا نہو سکا تو پھر جب موقع ملے قضا کرنا واجب ہے اگر چند ساعت یا چند روز یا چند ماہ کا اعتکاف متفرق بیٹھنے کا نذر کئے تو متفرق ادا کرنا واجب ہے اور اگر پیدرپے رہنیکا نذر کئے تو پیدرپے ادا کرنا واجب ہے اگر بے غرض مسجد کے باہر نکلے تو پیدرپے ٹوٹ جاتا ہے پھر دوبارہ از سر نو بنا نذر اوتنا رکھنا واجب ہے اور اگر ضرورت سے کسی غرض کے لئے مسجد کے باہر نکلے تو پیدرپے بحال صرف باقی کو پورا کرنا واجب ہے اور غرض یہہ ہے کہانے یا پینے یا جائے ضرور کیلئے اپنے گھر کو گئے یا غسل واجب ہوا اور مسجد مین پانی نہین یا سخت مرض ہے کہ مسجد مین ٹہیر نہین سکتے یا قرابت و دوست کے علاج مین مصروف رہنا ضرور ہوا تو بعد انقضائے غرض کے فوراً مسجد مین واپس ہو کر باقی اعتکاف کو پورا کرین اور زوجہ بغیر اجازت شوہر کے اور غلام بغیر اجازت مالک کے اعتکاف کرنا حرام و نادرست ہے اگر کسی خاص ایک مسجد مین اعتکاف کرنیکا نذر کئے تو سب مسجدونکا مرتبہ برابر ہے خاص اوسی مسجد مین کرنا واجب نہین۔ اما مکہ شریف کی مسجد اور مدینہ منورہ کی مسجد اور بیت المقدس کی مسجد مین اعتکاف یا نماز نذر کئے تو اوسی مسجد مین ادا کرنا واجب ہے کیونکہ پہلے اعلیٰ درجہ مکہ شریف کی مسجد کا ہے کہ اسمین ایک عبادت یا خیرات کا ثواب لاکھہ یعنے سو ہزار عبادت کا ثواب ملتا ہے پھر مدینہ منورہ کی مسجد کہ اسمین ہزار عبادت کا ثواب ملتا ہے پھر بیت المقدس کی مسجد کہ اسمین پانچ سو عبادت کا ثواب ملتا ہے بدین ترتیب بیت المقدس کے بدل مدینہ کی مسجد ہو سکتی ہے اور مدینہ کے بدل مکہ کی مسجد ہو سکتی ہے اور مکہ کے بدل کوئی مسجد ہو نہین سکتی۔ دیگر مسجدونکا مرتبہ برابر ہے یعنے ایک عبادت کا دس ثواب ملتا ہے۔ ان کے بدل بیت المقدس و مدینہ و مکہ کے مسجدین ہو سکتے ہین۔ اور اعتکاف کو باطل کرنیوالے سات چیزین ہین (۱) عورت سے ہمبستر کرین (۲) عورت سے ٹہٹا مذاق کرین کہ جس سے انزال ہوا (۳) جنابت یعنے کسیطرح سے

غسل واجب ہوا (۴) دیوانگی (۵) بیہوشی (۶) نشہ کی بیہوشی (۷) ردہ یعنے کفر کا لفظ یا عمل یا نیت کرین اور پیدرپے
اعتکاف صرف چار چیزسے باطل ہوتا ہے (۱) سمجھ بوجھکر عورت سے ہمبستر کرین (۲) نشہ کی بیہوشی (۳) ردہ (۴)
بیغرض مسجد کے باہر نکلے اگر ایک سبب ان چار سبب سے واقع ہو اعتکاف باطل ہوا تو از سر نو دوبارہ اعتکاف کرنا واجب ہے۔

باب چھٹا حج اور عمرہ کے بیان مین

یہہ باب مشتمل اوپر پانچ فصلون کے ہے

فصل اول حج واجب ہونے کے بیان مین

کسی بزرگ جائے کے صرف جانیکو حج کہتے ہین اور بزرگ جائے کی خدمت کرنیکو عمرہ کہتے ہین اور شرع شریف مین
حج اور عمرہ کو صرف کعبہ مکہ مشرفہ کے جانیکو مخصر کیے ہین۔ دیگر بزرگ جائے کے جانیکو زیارت کہین گے مثل مدینہ منورہ
وبیت المقدس وغیرہ اور حج وعمرہ تمام عمر مین صرف ایک بار ادا کرنا فرض ہے اور حج کا وقت غرہ شوال سے دسوین ذیحجہ کے
فجر تک ہے اس زمانہ کے آگے یا بعد حج کی نیت کرنا درست نہین بلکہ اس زمانہ کے درمیان حج کی نیت کرنا شرط ہے اور نوین ذیحجہ
کی دوپہر سے دسوین شب کے فجر تک ایک منٹ بھی عرفات کے پہاڑ پر حاضر رہنا شرط ہے نہین تو حج فوت ہو جاتا ہے۔ پھر قضا
کرنا واجب ہوگا اور عمرہ کا وقت تمام سال ہے مگر وقت عمرہ کی نیت کرکے ادا کرنا درست ہے اور حج وعمرہ نو شرط سے واجب ہوتے
ہین (۱) آمدورفت کا خرچہ موجود رہے اگر ایک آنہ یا ایک پیسہ کم ہو تو حج واجب نہین (۲) اپنے تمام متعلقان کے نان ونفقہ کا
خرچ جا کر آنے تک کا بھی موجود رہے اگر ان کے خرچ مین کچھہ کم پڑیگا تو واجب نہین (۳) قرضدار ہو تو قرض کے ادائی کی جائداد
بھی موجود رہے اگر جانے آنے کا خرچ اور متعلقان کا مصارف کے سوا اور قرضہ کا بچت نہین رہتا تو حج واجب نہوگا (۴)
سواری اپنے لایق کی ملے اور سوار یکا کرایہ بھی موجود رہے اگر پیدل جا سکتے ہو تو تب بھی بغیر سواری کے جانا واجب نہین
اگر اپنے اختیار سے پیدل گئے تو جائز وافضل ہے ہان اگر مکہ اپنی بستی سے دو منزل کے اندر قریب ہے اور پیدل جا سکتے ہین تو
سواری وغیرہ کی شرط نہین (۵) راہ مین اپنے جان ومال کا امن ہے اگر رہزنونکا ڈر اور دریا کے طوفانکا پکا رہے تو واجب
نہین اگر صرف گمان ہے کہ شاید ہوگا تو یہہ عذر وجوب کا مانع نہین (۶) راستہ کے ہر جائے مین حسب معمول پانی وکھانا وچارا
جانورکا موجود رہے اور قیمت موافق نرخ کے ملے اگر یہہ شیا موجود نہین یا نرخ سے زیادہ قیمت لیتے ہین تو حج واجب نہین
(۷) راہ مین کوئی عزت وآبرو لینے یا مال کے نقصان کرنیکا ظالم نہ رہے اگر کوئی ظالم بے حرمتی کرتا ہے یا کچھہ مال چھینتا ہے

جس سے بار و رنج پونچتا ہے تو حج واجب نہین اما تھوڑا مال مثل چار آنہ آٹھ آنہ جسکا بار نہین تو یہ مانع نہوگا اسیطرح فی زمانہ جو قرنطینہ مشہور ہے ہر شخص سے دس بارہ روپیہ لیتے ہین اگر یہہ مصلحت اور فائدہ عام کیلئے لئے جاتے ہین تو حج کے مانع نہوگا اور یہہ خرچہ کے شمار مین داخل ہے اور اگر بقاعدہ ظلم سے لئے جاتے ہین تو حج کا مانع ہے (۸) حج کے ملنے کا زمانہ باقی رہے اگرچہ کرنیوالا اپنے وطن سے نکلکر اور راہ کے مقامات اور قرنطینہ کے ایام سے فرصت پاکر نوین ذیحجہ کو عرفات کے پہاڑ پر پونچہ سکتے ہین تو حج واجب ہے ورنہ واجب نہوگا (۹) حج کرنیوالا طاقتدار ہے کہ پیدل یا سواری سے جا سکتا ہے اگر کوئی خرچہ کا مقدور رکھتا ہے مگر بوڑہا ضعیف یا مریض لاعلاج کہ سواری سے بھی جا نہین سکتا تو اسکو معضوب کہتے ہین تو انپر ذات سے حج کرنا واجب نہین۔ بلکہ حین حیات مین اپنے طرف سے کسی نائب کرکے حج کرانا واجب ہے عبادات سے حج اور قربانی کا نیج اور زکوٰۃ کی تقسیم مین دوسرے کو نائب کے کروانا جائز ہے باقی عبادات مثل نماز روزہ نیابت سے ادا نہین ہوسکتا جب کوئی حج کا ارادہ کرکے گہر سے نکلا اور حج کے میقات راستہ یا مکہ شریف مین مرجائے تو اسکا حج قبول ہوا اور قیامت تک ہر حج کا ثواب ملتا رہیگا اور جو کوئی حج کرنیکی مقدور رکھتا ہے اور بیت و بعل مین ایام گذاری کرتے مرے تک حج نہین کیا تو یہہ فاسق و گنہگار مرا اور اسکے ترکہ سے حج کروانا واجب ہے حج کی وصیت کیا ہو یا نہ کیا ہو اگر ورثہ حج کرائے تو ذمہ دار و گنہگار رہینگے اگر کوئی نادار بے خرچ ہے اور بھیک مانگتے ہوے جاکر حج کرے تو درست اور فرض ادا ہوجاتا ہے مگر لوگ کو بھیک سے اذیت دینے سے مکروہ تحریمی ہے اما نابالغ اور غلام حج کئے تو نفل کے شمار مین ہے، ماں باپ اور مالک کو ثواب ملتا ہے اور بعد بلوغ و آزادی کے ہوسکا تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے ہر شخص جب اپنے دادا کا حج الاسلام کرے تب دوسرے کیطرف سے نائب یا اجرت لیکر حج کرنا درست نہین بعد حج الاسلام کے اختیار ہے کہ کسیکا نائب بنے یا اجرت لیکر کرے یا اپنے ماں باپ و قرابت و دوست کے طرف سے کرے تو جائز ہے اور اس حج سے اوس شخص کا فرض ادا ہوجاتا ہے خواہ اسکو وصیت کئے ہو یا نکئے بغیر اجازت کے دوسرے کا حج کرنا درست ہے اسیطرح بطریق نفل جتنے بار حج کرنا منظور ہو اور کرین تو درست اور بہت ہی افضل ہے۔ بلکہ بعضے علما کے نزدیک مقدور والے پر ہر پانچ سال مین ایک بار حج کرنا واجب ہے اور بعضے علما کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور یہہ قوی ہے **فائدہ** حج مبرور سے کل گناہان بخشے جاتے ہین یعنے نیک حج جس خرچہ کا پیسہ حلال اور راستہ و مکہ مین کسی کو اذیت و رنج نہین پونچائے تو اسکا ثواب یہ ہے کل گناہ بخشے جاتے ہین گویا آج ہی ماں کے شکم سے پیدا ہوا اما آدمی کے حقوق مثل قتل و جراحت و زدوکوب و اذیت و رنج و حق تلفی مال وغیرہ کے

بخشے جانے مین خلاف ہے بعضے کے نزدیک خدا کی رحمت کشادہ ہے کہ یہ بھی بخشے جاتے ہین اور حق دار کو اپنے فضل و کرم سے چند ان معاوضہ بخشتا ہے اور دیگروں کے نزدیک کہ حق دار کا یا حقدار سے معافی لینا شرط ہے کہ بغیر ادا یا معافی کے نہین بخشے جاتے ہین خدا تعالے اپنے پناہ مین رکھے اور گناہان کو بخشے آمین ۔

فصل دوسری حج کے ارکان کے بیان مین

حج کے چھہ رکن ہین (۱) نیت الاحرام کرنا (۲) عرفات کے پہاڑ پر ٹھیرنا (۳) کعبہ شریف کا طواف کرنا (۴) سعی دو پہاڑون کے درمیان آمد و رفت کرنا (۵) تمام سر کو مونڈوانا کم تر تین بال نکالنا (۶) ترتیب سے کرنا **پہلا رکن** نیت الاحرام کرنا یعنے حج مین داخل ہونیکی نیت کرنا اور وہ اسطرح ہے نَوَیْتُ فَرْضَ الْحَجِّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی اگر حج نفل ہے دوسرے یا تیسرے بار وغیرہ تو اسکی اسطرح نیت کرین نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی اور اگر دوسرے کے طرف سے اجرت یا اپنے طرف سے حج کرنا ہے تو اسطرح نیت کرین نَوَیْتُ الْحَجَّ عَنْ فَرْضِ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی اور یہہ نیت دو حالت مین کرنا شرط ہے ایک زمانی دوسرا مکانی زمانی سے مراد کہ حج کے مہینون مین کرین اور حج کے مہینے شوال و ذیقعدہ اور ذیحجہ کے دسوین شب کے فجر تک ہے جیسا فصل اول مین بیان ہو چکا اس زمانہ مین جب موقع ملے نیت کرلین اس زمانہ کے آگے یا پیچھے حج کی نیت کرنا درست نہین اور مکانی سے مراد مکہ شریف سے کمتر دو منزل کے فاصلہ پر نیت کرین اور میقات مکانی کے مکہ شریف کے چو طرف اُسکے نشانیان مقرر کئے گئے ہین ۔ مدینہ منورہ کیطرف سے (ذوالحلیفۃ) حالا آبیر علی کہتے ہین مکہ سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے اور شام و مصر و مغرب کے طرف سے (الجحفۃ) مکہ سے چار منزل کے فاصلہ پر ہے اور یمن و ہند و جاوہ وغیرہ کے طرف سے (یلملم) بندر جدہ کے بازو مین ایک پہاڑ ہے دریا سے نظر آتا ہے یہہ بندر جدہ آتا ہے اور یلملم سے برابر دو منزل کے فاصلہ پر ہے اور جدہ دو دو منزل سے کم ہے اسلئے بندر جدہ سے احرام کرنا اکثر علما کے نزدیک درست نہین اور نجد عرب کے بلند ملک کو کہتے ہین اس کے طرف سے (قرن) ایک پہاڑ مکہ سے دو منزل پر واقع ہے اور مشرق عرب کا ایک ملک ہے اور عراق یعنے بغداد و بصرہ و کوفہ وغیرہ کیطرف سے (ذات عرق) ایک پہاڑ یا ایک بستی کا نام ہے مکہ سے دو منزل پر ہے ۔ ہر حاجی کو کسی ایک میقات ان میقات مکانی مذکور الصدر کیطرف سے گذرنا ہوا اس ملک والا ہو خواہ دوسرے ملک والا تو یہی میقات اوسکا سمجھا جائیگا اگر دو میقات کے درمیان سے گذرنا ہوا تو جو میقات زیادہ تر نزدیک ہے وہی اپنا میقات مقرر کرین اگر کسی میقات کا

نشان معلوم نہین ہوا تو مکہ شریف سے کمتر دو منزل کے فاصلہ سے نیت کرین اور جو دو منزل کے اندر سکونت رکھتے ہین تو اونکا میقات وہی بستی ہے۔ اسیطرح مکہ کے باشندے و نیز مسافران حج کے زمانے وقت کے پیشتر مکہ مین داخل ہوے تو اون سبکا میقات خاص اندرون بستی مکہ شریف ہے اگر کوئی حج کے زمانہ مین ان مکانی میقاتون سے گذر کر بغیر نیت احرام کے مکہ مین داخل ہوا۔ تو حج صحیح و درست مگر حرام ہے اور ایک بکرا فدیہ آدینا واجب ہے اگر پھر واپس ہو کر کسی ایک میقات مقررہ سے احرام کیا تو نہ گنہگار رہا اور نہ فدیہ دینا واجب ہا۔ اور مکہ مشرفہ اور جو طرف کے مواقیت مذکور الصدر بطریق تخمینہ اس نقشہ سے بخوبی واضح ہوتے ہین۔

نقشہ مکہ مشرفہ و جو طرف کے میقات مکانی

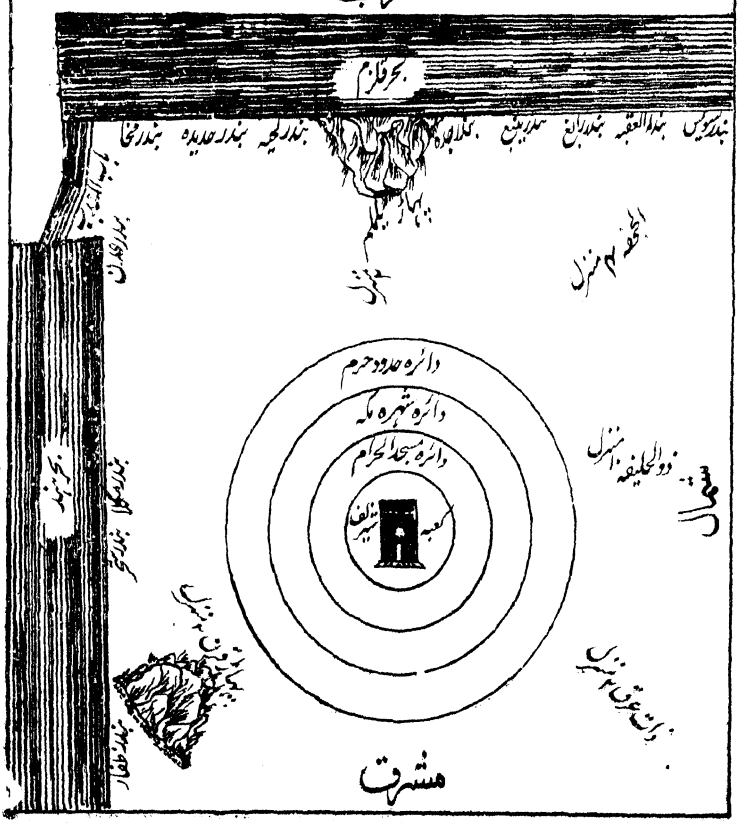

یہہ خط جو حدود حرم کا دائرہ لکھا گیا یعنے یہہ جائے جو دائرہ کے اندر عبادت گاہ محترم ہے اس جائے کی مٹی یا پتھر اٹھا کر لیجانا یا جنگلی درختونکو کاٹنا یا اکھاڑنا یا جنگلی حیوانات کو مارنا یا پکڑنا حرام ہے اگر حیوان موذی ہے مثل شیر وسانپ بچھو وغیرہ کو مارنا جائز ہے اور اس حدود کے بیرون کو حل کہتے ہین یعنے مثل دیگر زمین کے یہہ سب شیا حلال ہے اور اس دائرہ کا فاصلہ مکہ سے شمالاً ڈیڑھ کوس اور باقی طرف چار چار کوس تخمیناً ہے پس جب احرام کرنا چاہے تو سنت ہے کہ سر کو موندہوائے یا صرف دھو کر صاف کرین اور بغل و زیر ناف کے بال نکالین اور ناخن بھی نکالے اور غسل کرے و خوشبو لگائے اور معمولی سئے ہوے کپڑونکو تا کر ایک سفید لنگی باندہے اور ایک چادر سفید آنگہہ پر اوڑہے اور مرد کا سر اور عورت کا منہ کہلا رکہنا واجب ہے۔ اگر مرد سئے ہوے کپڑے پہنے یا سر کو ڈہانپے یا عورت منہ کو ڈہانپے تو حرام ہے اور ایک بکرا فدیہ دینا واجب ہے یعنے نقاب منہ کو لگا ہوا رکہنا حرام ہے اگر اس کے نیچے باریک دہ رکہکر نقاب کو منہ سے دور رکہے تو جائز ہے پہر یہین دو رکعت سنت الاحرام کے پڑہین۔ بعد نماز کے سوا رہو یا پیدل جب چلنے کو قدم بڑہائے تو اسیوقت نیت الاحرام باندہے پہر تلبیہ کا وظیفہ کہے تلبیہ بزرگ کے بلانیکے جواب کو کہتے ہین اور وہ اسطرح ہے

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

بلند آواز سے تین بار کہین اس کے بعد درود پڑہین پہر دعا کرین جنت کا سوال کرین اور دوزخ سے پناہ مانگین اور دین و دنیا کے مطالب کی دعا کرین اور یہہ تلبیہ وغیرہ بار بار راستہ مین کہتے ہوے چلین خصوصاً کسی پہاڑ یا زمین کے چڑہاؤ اور اوتار کیوقت کہین **مسئلہ** جب احرام نیت سے حج مین داخل ہووے تو دس چیز حرام ہوتے ہین کیونکہ حاجی اپنے کل گناہ بخشانیکو آتے ہین تو بال رکہے اور بدن بہو سر کہلا فقیر کی حالت اٹہا کر آنا واجب ہے اشیاء ذیل مین زینت و تجمل و آرامی و تکبر کی حالت ہے اس لئے شرع مین حرام قرار ہوے (۱) سئے ہوے معمولی کپڑے پہنا جو بدن کا گہیرا ہوتا۔ چنانچہ پیتابہ و موزہ و لباس کے شمار مین ہے عربی نعل جو چپل کے وضع پر ہوتے ہین اوسکا پہنا جائز ہے (۲) مرد کا سر کو ڈہانپے شملہ یا ٹوپی یا رومال وغیرہ سے اگر سر پر رومال تہہ رکہے یا بوجہہ سر پر اٹہائے یا چھتری وغیرہ کا سایہ لئے تو جائز ہے اور زن کو صرف منہ ڈہانپنا حرام ہے اگر برقعہ کا پردہ جسکو نقاب کہتے ہین منہ پر سے چھوڑے اور نیچے کسی چیز کے آسرے سے کپڑا منہ پر نہ لگنے دے تو جائز ہے جیسا اس مسئلہ کے آگے بیان ہوا (۳) مرد یا عورت اپنے بالونکو کنگھی کرے یا تیل و روغن لگائے اور بعضے کے نزدیک کنگھی کرنا مکروہ ہے (۴) مرد یا عورت اپنے بال کو نکالے مونڈہوائے خواہ کترائے

یا اکھاڑے (۵) مرد یا عورت اپنے ہاتھ پاؤن کے ناخن کو نکلوائے اگر کسی ایک ناخن تو ٹھکر لٹک گیا اور کہنے سے تکلیف ہوتی تو کاٹنا جائز ہے (۶) مرد یا عورت کسی نوع کی خوشبو لگائے کپڑے پر خواہ بدن پر مثل عطر و مشک یا عود و اگر و ہوا وغیرہ اگر احرام کے آگے کی خوشبو کا اثر یا بو باقی ہے تو مضایقہ نہیں۔ ہر ایک ان چھ محرمات مذکور الصدر سے عمل میں لائے تو حرام ہے اور تین قسم سے ایک فدیہ دینا واجب ہے اول ایک بکرا دینا یا تین صاع فطرہ کا اناج یعنے ساڑھے سات سیر ہوتے ہیں چھ فقیر کو دینا یا تین روزہ رکھنا واجب ہے اما ایک بال یا ایک ناخن کو نکالے تو ایک مٹھ اناج دینا اور دو بال یا دو ناخن کے دو مٹھ اناج دینا اور تین بال یا زیادہ اور تین ناخن یا زیادہ کو نکالے تو وہی ایک بکرا تین صاع یا تین روزہ رکھنا واجب ہے (۷) مرد یا عورت خشکی یعنے زمین کے کسی حلال حیوان کو مارے یا پکڑے اندرون حرم ہو یا بیرون کسی نوع سے شکار کرنا حرام ہے پکڑی تو چھوڑ دینا واجب ہے اگر مارے تو اسکا معاوضہ دینا واجب ہے بڑے جانور مثل گینڈا و سانبر و شترمرغ وغیرہ کے بدل اونٹ دینا اس سے کم جانور کے بدل بیل یا گائی دینا اس سے چھوٹے مثل ہرن وغیرہ کے بدل بکری دینا اور خرگوش وغیرہ کے بدل بکری کا بچہ دینا اور جو زیادہ تر چھوٹا چرندہ یا پرندہ ہے تو اسکی قیمت کا اناج نکالنا واجب ہے اگر اونٹ و بیل وغیرہ میسر نہو سے تو اوسکی قیمت کا اناج نکالے اور اگر اناج کا بھی دینا مقدور نہیں تو ہر ایک مد کے بدلی ایک ایک روزہ رکھنا واجب ہے اما تری یعنے دریا کے حیوان کا شکار کرنا جائز ہے۔ یہہ حرم کی حالت کا حکم ہے اما حلال یعنے بے حرام کے حالت میں ہمیشہ صرف حرم کے اندرون کے جنگلی حیوان حلال ہیں جو حرام کو مارنا یا پکڑنا یا چھکانا حرام ہے اور مارنیکی صورتمیں وہی معاوضہ کا فدیہ دینا واجب ہے ہاں بستی کے حیوان مثل اونٹ و بیل و بکری و گھوڑا یا اذیت دینے والے مثل سانپ و بچھو و چوہا و چیل و کوا وغیرہ ان سبکا ذبح کرنا جائز ہے اور موذیوں کو مارنا بھی جائز ہے اور کچھہ فدیہ دینا واجب نہیں اسیطرح حرم کے اندرون کے جنگلی جھاڑ و نکو کاٹنا یا اکھاڑنا حرام ہے اور حیوان کے جیسا بڑے جھاڑ کا معاوضہ ایک اونٹ اس سے کم کے بدل بیل و اس سے چھوٹے کے بدل بکرے یا بکری کا بچہ وغیرہ کا فدیہ دینا واجب ہے اما اناج و میوہ و ترکاری و دوا کے جھاڑ بغیر اکھاڑنیکے کاٹنا جائز ہے اسیطرح سوکھے جھاڑ و گھاس بغیر جڑ اکھاڑنیکے کام میں لانا جائز ہے۔ حرم شریف کے اندرون کی مٹی یا پتھر یا لکڑی وغیرہ کو حرم کے باہر کرنا یا دوسرے ملک میں لیجانا حرام ہے انکا واپس کرنا واجب ہے پس کوزہ و صراحی و کٹورہ و عود دان وغیرہ برتن و آلات اگر خاص حرم کے زمین وغیرہ سے بنے ہوے ہیں تو حرم کے بیرون لیجانا حرام ہے۔ اور اگر وہ

اشیا حرم کے بیرون و دیگر ملکون سے آئے ہوے ہین تو ایسے اشیا کو حرم سے لیجانا جائز ہے اما زمزم کا پانی کہ اسکو بطریق تبرک کے لیجاتے ہین اکثر علما اسکو جائز رکھے ہین و بعضے علمانے پانی کو بھی حرم کے بیرون لیجانا منع فرمائے ہین (۸) مرد یا عورت اپنا یا دوسرے کا نکاح کرے بذات خود یا بطریق وکالت کہ حالت احرام مین یہہ نکاح حرام و باطل و نادرست ہے (۹) زن سے بوسہ لئے تو حرام ہے اور فدیہ بکرا یا تین صاع یا تین روزہ رکھنا واجب ہے (۱۰) جماع یعنے ہمبستر کرے زن سے یا مرد سے حلال ہو یا حرام اس سے حج اور عمرہ باطل ہوتے ہین مگر ویسا ہی باطل حج کو پورا کرنا واجب ہے فرض ہو خواہ نفل اور پھر دوسرے سال فوراً اسکی قضا کرنا واجب ہے اگر یہہ جماع کرنیوالا عقلمند اور جانتا ہے کہ یہہ فعل حرام ہے تو اسپر بڑا فدیہ بھی واجب ہے یعنے ایک اونٹ نر یا مادہ معمرہ پانچ سال اور یہہ موجود نہو تو ایک بیل یا گائی معمر دو سال نکالین اگر یہہ بھی نہو سکے تو سات بکریان نکالین اگر یہہ بھی میسر نہو تو اونٹ کی برآورد کرکے اوسکی قیمت کا اناج نکالے اگر یہہ بھی نہو سکا تو ہر ایک مد کے بدل ایک روزہ رکھنا واجب ہے **تنبیہ** جتنے فدیہ مذکور الصدر کے بیان ہوے یا اور آیندہ بھی بیان ہون گے تو گوشت اور اناج خاص مکہ شریف کے فقیر فکو دینا واجب ہے اپنے وطن مین یا دیگر ملک مین نکالنا درست نہین و نامحسوب ہے۔ اما روزہ رکھنے کا ہو تو کہین بھی رکھنا جائز و درست ہے

دوسرا رکن عرفات کے پہاڑ پر ٹہیرنا۔ عرفات ایک کشادہ جائے دو کوس تخمیناً کا پلہ چند چھوٹے پہاڑون کے درمیان واقع ہے مکہ شریف کے مشرق طرف دس کوس تخمیناً کے فاصلہ پر ہے۔ اسکے حدود معروف و مشہور ہے کہ سے نکلے تو تین کوس فاصلہ پر منا آتا ہے ایک جائے پہاڑون کے درمیان ہے۔ پھر مزدلفہ آتا ہے مکہ سے چھ کوس پر ہے جسمین ایک مسجد مشعر الحرام کے نام سے مشہور ہے۔ پھر مزدلفہ سے نکلے تو عرفات آتا ہے عرفات کا وقت نویں ذیحجہ کے دوپہر سے دسویں شب کے فجر صادق تک اٹہارہ ساعت یعنے اٹہارہ گہنٹہ کی مدت ہے اس عرصہ مین عرفات کے اندر حدود مین ایک لحظہ بہر ٹہیرنا رکن یعنے فرض ہے اگر دسویں شب کا فجر صادق یعنے عید الاضحی کا روز نمود ہوا اور ہنوز عرفات کے حدود مین قدم نہین رکہے تو حج فوت ہوا اور ایک بکری فدیہ دینا واجب ہے باقی تمام پورا کرکے دوسرے سال مین قضا کرنا واجب ہے حج فرض ہو یا نفل۔ اور سنت و افضل یون ہے کہ حاکم یا نائب اوسکا یا امیر حاج ساتوین ذیحجہ ظہر کیوقت مکہ شریف کی مسجد مین خطبہ پڑہے اور عرفات کو جانیکا حکم دین اور راستہ کے مقام اور اعمال اور وظایف کا بیان کرین اور آٹہوین ذیحجہ سب حاجیونکو لیکر نکلے منا پر سے گذر کر تمام شب مزدلفہ مین مقام کرین پہر نوین تاریخ کے

علی الصباح سکو لیکر عرفات مین داخل ہوویں اور تمام روز عرفات مین رہکر بعد غروب کے پھر مزدلفہ مین آئین کیونکہ دسویں شبکا ایک جز عرفات مین رہنا سنت ہے و بعضے کے نزدیک واجب ہے عرفات کے وظایف تلاوت قرآن و تہلیل و تسبیح و تلبیہ و درود شریف وغیرہ نیک اعمال مین مصروف رہین اور مرد لوگ بڑے بنڈون کے نزدیک مقام کرین کہ پیغمبر وہین تشریف فرمائے تھے اور زنان و بچہ عرفات کے کنارہ پر رہنا افضل ہے اور جو دور دور کے مسافران کو حج فوت ہونیکا ڈر ہے تو مکہ شریف مین داخل نہین ہوتے بلکہ بالا بالا عرفات مین آنا واجب ہے اور جب عرفات سے نکلکر مزدلفہ کو پہونچے تو مغرب و عشا کو جمعا پڑہے اور آدہی رات تک مزدلفہ مین مقام کرنا واجب ہے پھر آدہی رات کے بعد ضعیفان و زنان و بچہ وغیرہ مزدلفہ سے منا مین آجاوین اور مرد طاقت والے صبح کی نماز مزدلفہ کے مشعر الحرام مین پڑکر پھر منا مین آوین اور ہر ایک شخص مزدلفہ سے ستر کنکر پیسکر اپنے ساتھ لے آئین منا مین جمرۃ العقبہ ایک بنڈہ پہاڑکے دامن مین مکہ کو جانیکے وقت سیدہے طرف واقع ہوتا ہے تو ہر ایک شخص اوسکو ایک ایک کنکر پھینککر مارین بعد کنکر مارنیکے تلبیہ کو الی الصدر موقوف کرین کہ حج ختم ہونیکا شروع ہوا۔ کہ آج عید الاضحی کا روز ہے بوجہ وظایف حج کے عید کی نماز جماعت سے نہین پڑہائی جاتی ہر ایک منفرد پڑہ لیتے ہین جہان بنے ہان اور آج کے ہی روز باقی ارکان کا وقت داخل ہوا اور اسکے وقت کی انتہا مقرر نہین جب تک وانکرین تب تک وہ دس چیز جو حرام ہے اوسکی بہی حرمت باقی رہیگی **تیسرا رکن** کعبہ شریف کا طواف کرنا یعنے کعبہ شریف کے گرد سات بار پھرنیکو طواف کہتے ہین اور طواف تین قسم پر ہے۔ فرض واجب سنت (۱) طواف الفرض یا الرکن اوس طواف کو کہین گے جو حج یا عمرہ کا ایک رکن ہوتا ہے جسکا بیان ہوا ہے (۲) طواف الواجب یہہ تین سبب سے واجب ہوتا ہے (۱) ہر شخص مکہ والے یا غیر ملک کے حرم کے بیرون سے کہ مشرف مین داخل ہوے تو سب کا مونکو اول طواف کرنا انپر واجب ہے اسکو طواف القدوم کہتے ہین یعنے کعبہ کی تحیۃ و سلامی ہے اگر یہ طواف نکرے تو حرام ہے اور ایک بکری کا فدیہ یا بدل اوسکا دینا واجب ہے (۲) ہر شخص مکہ سے اپنے ملک یا حرم کے بیرون جانیکا ارادہ کیا تو آخر کار طواف کرکے سیدہا جانا واجب ہے۔ اگر بعد طواف کے اور کسی کام کیلئے ٹہیرے تو پھر دوبارہ طواف کرنا واجب ہے اسکو طواف الوداع کہتے ہین اگر اس طواف کو چہوڑے تو حرام اور وہی فدیہ بکرا یا اناج یا روزہ رکہنا واجب ہے (۳) ہر شخص کسی مراد یا سبب کے لئے طواف کرنیکا نذر کرے تو بعد حصول مراد و سبب کے طواف کرنا واجب ہے جب تک زندہ ہے اسکا ذمہ دار رہیگا۔ اگر بعد موقع ملنے کے مرجائے تو اس کے متروکہ سے طواف کروانا واجب ہے اسکو

طواف النذر کہتے ہیں (۳) طواف السنۃ یا نفل یہ طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں شبانہ روز میں جب موقع ملے طواف کرنا سنت ہے بلکہ پانچ وقت جس میں سب نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یہاں طواف کرنا وہ مسجد الحرام میں نفل کی نماز پڑھنا ممنوع ہے بلکہ بے کراہت ہر وقت طواف و نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہاں طواف کی کیفیت کیلئے کعبہ شریف اور مسجد الحرام کا نقشہ لکھنا مناسب معلوم ہوا تا وہاں کے حالات کو مبتدی اپنے ذہن میں تصور کر کے خیال میں نقش کریں۔

نقشہ آئندہ کے صفحہ (۱۵۵) میں ملاحظہ کر لیجئے

(۱) کعبہ شریف (۲) حجر اسود اسکو رکن الاسعد بھی کہتے ہیں (۳) باب الکعبہ (۴) الرکن العراقی (۵) حجر اسمٰعیلؑ (۶) پرنالہ طلائی (۷) الرکن الغربی اور شامی بھی کہتے ہیں (۸) الرکن الیمانی (۹) مطاف یعنے دایرۂ طواف معہ نشان قدم (۱۰) کمان ہائے چوبینہ مطاف کے گرد (۱۱) پیش امام شافعی رح (۱۲) پیش امام حنفی رح (۱۳) پیش امام مالکی رح (۱۴) پیش امام حنبلی رح (۱۵) مقام ابراہیمؑ (۱۶) چاہ زمزم (۱۷) صحن مسجد (۱۸) باب السلام (۱۹) باب النبی ص (۲۰) باب العباس رض (۲۱) باب علی ع (۲۲) باب العجلہ (۲۳) باب الزیادہ (۲۴) باب بنی شیبہ (۲۵) باب العمرہ (۲۶) باب ابراہیم ع (۲۷) باب حزورہ (۲۸) باب الرحمہ (۲۹) باب الصفا (۳۰) باب البغلہ۔ باقی اشیاء کے نام و حسن وضع اکثر تبرکہ وغیرہ خاص وہاں کے معاینہ پر منحصر ہے یہ مبتدی کے لئے بطور تخمینہ لکھا گیا۔

نقشہ
کعبہ شریف و مسجد الحرام

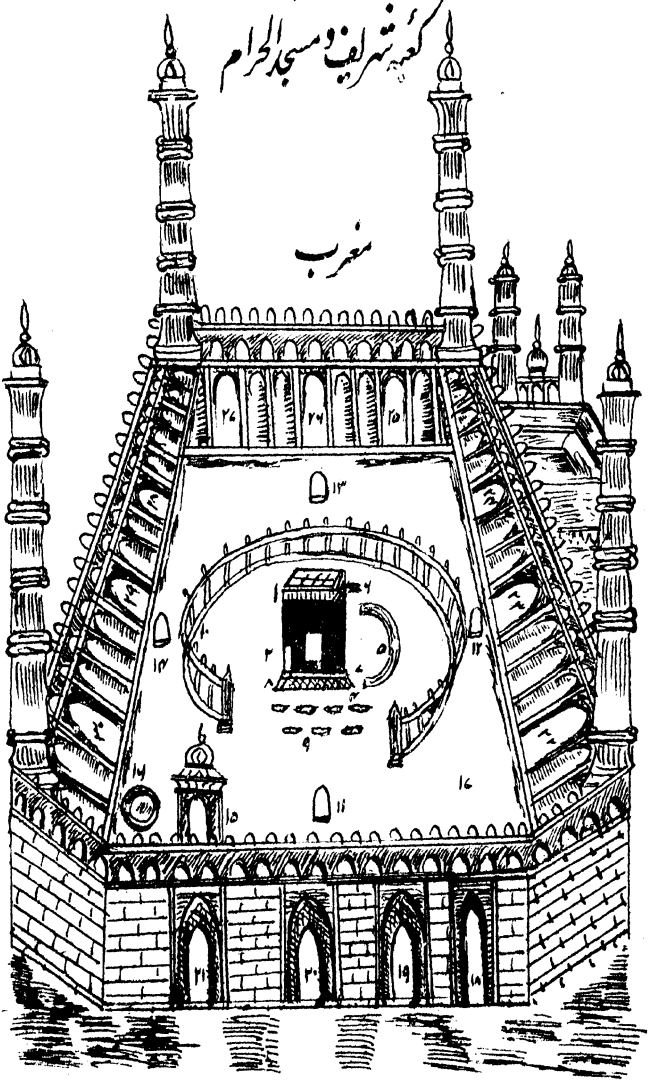

بیانات ونقشجات گذشتہ سے واضح ہوا کہ حرم کے اندرون مکہ شریف کا شہر ہے اور مکہ کے درمیان مسجد الحرام ہے اور مسجد الحرام کے بیچ صحن مین کعبہ شریف ہے اسیطرح مقام ابراہیمؑ و چاہ زمزم بھی صحن مین ہے اور مسجد کے چوطرف کے کنارے صحن کے طرف سنگ مرمر کے ستون پر دو درجہ یعنے دالان و پیش دالان کے وضع کے کمان بانہائے گئے ہین کہ نمازیون کو دھوپ و بارش کا آسرا ہوتا ہے اور مسجد کے کل دروازے انیس ۱۹ ہین بعضے تین تین کمان کا ایک دروازہ اور بعضے دو دو کمان کا اور بعضے ایک ایک کمان کا ایک دروازہ ہے جملہ ان دو در وازون کے کمانین جنمین سے آمد و رفت ہوتی ہے اڑتیس ۳۸ کمان ہین مشرق طرف چار دروازہ ہین اور شمال طرف پانچ دروازہ ہین اور مغرب طرف تین دروازہ ہین اور جنوب طرف سات دروازہ ہین اور طول اندرونی مسجد باب السلام سے باب العمرہ تک چار سو چار ۴۰۴ ہاتھ ہے اور عرض باب الصفا سے باب الزیادہ تک تین سو ۳۰۰ چار ہاتھ ہین۔ اب معلوم ہونا چاہئے کہ ہر طواف فرض ہو یا واجب یا سنت بمنزلت نماز کے ہے جو شرط نماز مین لکھے گئے وہ طواف کے بھی شروط ہے یعنے باوضو ہو اور بدن و کپڑا و جائے پاک ہو۔ اور باستر و اوزیت کرکے طواف کرین صرف بات نکرنا اور نچلنا اور کعبہ کو بازو نر کہنا اور تین حرکت پیدرپے نکرنا جو نماز کے شرطان ہے طواف مین یہہ شرطان نہین ہے اور طواف مین سوائے شروطا بالا کے اور شرطان ہین (۱) کعبہ و حجر اسمعیل کا پورے سات پھیرے کرین اگر شک ہوا کہ یہہ چھٹا یا ساتوان پھیرا ہے تو چھٹا قرار دیکر ساتوان پھیرا کرنا واجب ہے (۲) ہر پھیرے کو حجر الاسود سے شروع کرین اگر کعبہ کے دروازہ کے طرف سے یعنے حجر الاسود کو بیٹھہ یا بازو دیکر شروع کرین تو یہہ پھیرا محسوب نہوگا (۳) کعبہ اور حجر اسمعیل کو اپنے بائوے بازو رکھکر چلین اگر سیدہ بازو رکھکر پھیرے کرین یا پیچھے پیچھے چلے یا کعبہ کو چھاتا یا بیٹھہ دیکر چلے تو انصورت مین درست نہین (۴) کعبہ کے ساتھہ حجر اسمعیل کا بھی پھیرا کرین کہ صحیح روایتون مین ہے کہ حجر اسمعیل بھی کعبہ مین داخل ہے اگر حجر کے اندر سے صرف کعبہ کا طواف کرے تو درست نہین (۵) طواف کے ارادہ سے پھیرا کرین اگر کسی شخص کے پیچھے دوڑتے یا کسی سے بھاگتے تو یہہ دوڑنا و بھاگنا طواف مین محسوب نہین ہان طواف کے ارادہ سے دوڑے تو مضایقہ نہین۔ اور طواف کے شتان یہہ ہے طواف کرنیوالا پہلے باب السلام سے مسجد مین داخل ہوے اور سیدہا حجر الاسود کو بوسہ دیکر اپنے بیتائی لگائے اور طواف کی نیت کرین لو نیت طواف الفرض یا لو واجب علی یا لو سنۃ للہ تعالیٰ اگر طواف فرض ہے تو احرام کی چادر یا لنگی کو سیدہے بغل کے نیچے سے لیکر دونو پلوڈالرین

کہانہ دے پر سے چھوڑے جیسا دوشالہ اور رومال و حمائل کو رکھتے ہین اور پہلے کے تین پھیرے مین قدم اٹھا کر معتدل دوڑے باقی چار پھیرے نہین اپنے عادت موافق چلین اور ہر پھیرے کے شروع مین ویسا ہی حجر الاسود کو بوسہ دیکر پیشانی لگائے اگر پھیرے سے نہو سکے تو ہاتھہ یا لکڑی لگا کر اوسکا بوسہ لین اگر یہہ بھی نہو سکے تو ہاتھہ سے اشارہ کر کے ہاتھہ کا بوسہ لین۔ اسیطرح الرکن الیمانی کا بوسہ لین مگر پیشانی نہ لگائے المارکن العراقی والغربی و دیگر دیوار و کا بوسہ لینا سنت نہین اور ہر جائے کی دعا معروف و مشہور ہین اوس کے خاص حاجیون کے کتابین مل سکتے ہین اس کتاب مین لکھنے کی گنجایش نہین علاوہ وہان کے مطوفان پڑھاتے ہین اور بعد طواف کے دو رکعت سنت الطواف مقام ابراہیم مین پڑھنا افضل ہے نہو سکے تو ہر جائے مین پڑھنا درست ہے کیونکہ مسجد الحرام کا تحیت المسجد طواف ہے۔ پھر چاہ زمزم سے پیٹ بھر پانی پینا سنت ہے جس مراد کے نام سے پیے وہ مراد حاصل ہوتی ہے دینی ہو یا دنیاوی آزمودہ ہے **چوتھا رکن** سعی دو پہاڑون کے درمیان آمد و رفت کرنا یعنے بعد طواف الفرض یا بعد طواف القدوم کے فوراً باب الصفا سے نکلکر سعی کرین مسجد الحرام کے مغرب جنوبی مین پہاڑ ابی قبیس واقع ہے اسکے دامن کی چٹانکو صفا کہتے ہین۔ اسکے جواب مین مسجد الحرام کے مشرق جنوبی مین مروہ کا پہاڑ ہے جسکے درمیان کا فاصلہ سات سو ستر ہاتھہ ہے صفا سے مروہ تک سات بار آمد و رفت کرنیکو سعی کہتے ہین صفا سے مروہ تک جانیکا ایک پھیرا اور مروہ سے صفا تک آنیکا دوسرا اسیطرح کر کے ساتوان پھیرا مروہ پر ختم ہوتا ہے صفا سے مروہ طرف گئے تو مسجد الحرام ڈاہنی طرف رہتی ہے جب صفا اور مروہ کے درمیان پہنچے تو جتنی طاقت ہو اُتنا دوڑنا سنت ہے پیدل ہو خواہ سوار چنانچہ دوڑنیکی جائے وہان معروف مشہور ہے کہ مسجد الحرام کے بیرون دو ستون سبز استادہ کئے ہین اس ستون سے اوس ستون تک تیز دوڑین اور صفا و مروہ کے نزدیک اپنے عادت موافق چلین اور سعی کے صرف دو شرط ہین (۱) پیدل کی یا بڑی اور سواری جنور کا سم چلنے کے شروع مین برابر صفا اور مروہ کے پہاڑ کو لگے اور انتہا مین ہی قدم کے انگلیان اور جنور کے ہاتھہ کا سم پہاڑ کو لگے اگر پہاڑ کے فاصلہ سے چلے یا فاصلہ پر ختم کئے تو محسوب نہوگا (۲) چلتے اور دوڑتے وقت سعی کے ارادہ سے کرین اگر کسی شخص کے پیچھے دوڑے یا کسی سے بھاگے یا سب کے آگے یا فلان کے آگے بڑھ جانیکے ارادہ سے دوڑے تو یہہ دوڑنا محسوب نہوگا اور باقی شروط جو طواف مین گذرے مثل طہارت وغیرہ یہہ سعی مین شرط نہین بلکہ بے وضو یا نجاست سے سعی کرنا جایز ہے

مگر طہارت وستر وغیرہ کی رعایت کرنا سنت وافضل ہے اسیطرح اضطباع یعنے چادر کو سیدھے بغل کے نیچے اور بائیں کہانڈے پر حمائل جیسا لپیٹنا سنت ہے جیسا طواف مین ہی سنت تہا اور سعی کی دعا وہی حج کے خاص کتابون مین درج ہے **پانچوان رکن** تمام سر کو مونڈوانا اسکو حلق کہتے ہین یا کمتر تین بال مونڈوانا یا کترانا یا الکہاڑنا مگر مرد سالم سر کو مونڈوانا اور زن بالون کے نوکونکو کترانا افضل ہے **چہٹا رکن** ترتیب سے کرنا اور ترتیب اسطرح ہے کہ سب کے پہلے نیت الاحرام کرین پہر طواف الافرض اور حلق کے آگے عرفات کو جائین۔ اب ہاسی عرفات کے بیشتر طواف القدوم کے بعد کر سکتے ہین یا بعد عرفات کے طواف الفرض کے بعد کرے ہر دو صورت مین درست ہے کیونکہ سعی کی جائے یہہ ہر دو طواف کے بعد مقرر ہے اور طواف الفرض اور حلق مین ترتیب نہین یہہ آگے کرے یا وہ آگے کرے تو درست ہے مگر سب ارکان کو اوس ترتیب بالا کے موافق ادا کرنا افضل ہے **تنبیہ** نیت الاحرام اور عرفات مین ٹہیرنیکی تاریخ اور وقت مقرر ہے اور طواف الفرض اور سعی اور حلق کا بعد آنے جمرۃ العقبہ کے دسوین ذیحجہ سے وقت داخل ہوتا ہے اور اسکی انتہا مقرر نہین جیسا آگے بیان ہوا مگر جمرۃ العقبہ کے فوراً ان تینون ارکان کو ادا کرنا افضل ہے کیونکہ ترصد دراز تک کہنے سے محرمات کی پابندی سے بڑی تکلیف و ہرجہ عاید ہوگا اسکا بار اٹہانا دشوار ہے **فائدہ** دو تحلل یعنے دو امر سے حج ختم ہوتا ہے جمرۃ العقبہ کا مارنا اور طواف الفرض اور حلق یعنے بال کا لنا ان تینون سے جب دو کو عمل مین لائے تو تحلل اول ہوا کہ جمرۃ العقبہ اور طواف الفرض کئے یا جمرۃ العقبہ اور حلق کئے تو سوائے نکاح و جماع کے باقی کل محرمات مثل سلا ہوا کپڑے پہننا وغیرہ جو محرمات مین بیان ہوے یہہ سب کو عمل مین لانا حلال ہے اور جب تیسری چیز بہی ادا کئے تو تحلل ثانی ہوا اسسے نکاح و جماع کرنا بہی حلال ہوا اور حاجی حسب دستور قدیم اپنے اصلی حالت پر حلال ہوا جب تک یہ دو تحلل نکرے سالہا سال تک کیون نہ ہو تب تک حج کا حکم باقی رہیگا اما سعی کرنا یہہ طواف القدوم یا طواف الفرض کے بعد فوراً لانا ایک امر لازمی ہے اسکی یہی دو جائے مقرر ہے **مسئلہ** ایام التشریق کے دو یا تین روز منا مین مقام کرنا واجب ہے یعنے ذیحجہ کے گیارہوین و بارہوین و تیرہوین ہر دو تحلل ہو یا نہو مقام کرنا واجب ہے کہ منا مین تین جمرہ یعنے تین ٹہلے سے ایک کبیر مزدلفہ کے طرف دوسرا وسطی یعنے درمیان مین تیسرا جمرۃ العقبہ جسکا بیان ہو چکا مکہ شریف کے طرف واقع ہے اور یہہ جمرہ ظاہر ہے اکبری اور وسطی ظاہر نہین ہے ہر ایک کے گرد مونڈیر بنائے ہین وہ ستر کنکر سے سات کنکر یوم النحر یعنے دسوین ذیحجہ مین جمرۃ العقبہ کو

مارے مین جیسا آگے بیان ہوا باقی برستہ کنکر ہے اگر وہ گم شدہ ہوے یا کنکر لینے کا موقع نملا سوائے جمرہ کی جائے کے کنکرون کے اور کسی جائے سے لینا جائز ہے ہر روز بعد ڈھلنے آفتاب کے ہر ایک جمرہ کو سات کنکر مارین اول جمرہ کبری کو پھر وسطی پھر جمرۃ العقبہ کو مارین اگر وہی روز مین ہر خواست کرنا منظور ہے تو جائز ہے بشرطیکہ تیسری شب کے پیشتر دن دوالے منی سے نکل جاوین اگر منا مین رہنے کو آفتاب غروب ہوا تو تیسرا روز بھی رہنا اور بعد ڈھلنے آفتاب کے تینون جمرہ کو مارنا واجب ہے اگر ہر جمرہ مین تین کنکر تک کم کرے تو بکرے کا فدیہ دینا واجب ہوا اگر ایک کنکر یا دو کم کرین تو ہر ایک کنکر کو ایک اناج کا فدیہ دینا واجب ہے **مسئلہ** حج کے واجبات سات ہیں (۱) میقات مکانی سے احرام کی نیت کرین (۲) طواف القدوم کرین (۳) ذبیحہ کی دسوین شب کا بڑا آدھا مزدلفہ مین رہین (۴) دسوین یعنے عید کے روز جمرۃ العقبہ کو سات کنکر مارین (۵) ایام التشریق کی دو یا تین روز منا مین مقام کرین (۶) ہر روز تینون جمرہ کو سات سات کنکر مارین (۷) طواف الوداع کرین اگر ایک واجب ان واجبات مذکورہ سے چھوڑے تو حج صحیح و درست ہے مگر حرام اور فدیہ دینا واجب ہے کہ ایک بکرا نکالے نہو سکا تو دس روزہ رکھنا واجب تین روزہ عرفات کے پیشتر اور سات روزہ اپنے وطن کو پونچھے بعد رکھے اگر تین روزہ مکہ مین رہنے کا موقع نملا تو اپنے وطن مین پہلے تین روزہ رکھے اور عید اور ایام التشریق کے پھر چار روز کا معاوضہ دینر مکہ سے وطن تک راستہ کے ایام کا معاوضہ چھوڑ کر پھر سات روزہ رکھنا واجب ہے **تنبیہ** حج تین طرح سے ادا ہوتا ہے (۱) افراد یعنے صرف حج کی نیت کا احرام کرین جیسا بیان ہوا (۲) قران اور پھر حج اور عمرہ ان دونونکو ایک ہی نیت اور ایک ہی عمل سے ادا کرین (۳) تمتع یعنے حج کے مہینون کے پیشتر عمرہ کی نیت کرین اور بغیر عمل عمرہ کے حج کے زمانہ تک وہیں رہکر پھر حج کی بھی نیت کو اضافہ کرکے دونونکو ادا کرین تو یہ تینون طرح کی کیفیت سے ادا کرنا صحیح و درست ہے مگر قران اور تمتع کی حالت مین وہی سات واجبات کا فدیہ دینا واجب ہے رہکر یا دس روزہ حسب تفصیل بالا رکھے اور اور افضل تو افراد یعنے اول صرف حج کو علیحدہ ادا کرین پھر عمرہ کو ادا کرین یا پہلے عمرہ کو ادا کرکے پھر حج کرین تو یہ بھی درست ہے **تکملہ** احصار یعنے حج سے روکنے کو کہتے ہین اگر مان باپ اپنے فرزند کو روکے یا شوہر اپنی زوجہ کو یا مالک اپنے غلام کو قرض خواہ یا اپنے آسامی یا دشمن یا ظالم حاجی کو روکے تو وہان تحلل کی نیت سے بال نکالنا اور ایک بکرا فدیہ دینا واجب ہے اگر اوس جائے مین میسر نہوا تو جو بستی زیادہ تر نزدیک ہے وہان نکالین یا بکری کا معاوضہ اناج

یا ہرمد کا ایک ذرہ رکھین **فائدہ** جو کچھہ فدیہ کا ذکر ہوا ہے ہر بکرے کو کمتر حرم کے تین فقیر یا مسکین کو دینا واجب ہے اسیطرح نذر کے بھی بکرے کا یہی حکم ہے اور جو کچھہ اناج دینے کا ہے تو یہی حرم کے فقیران و مسکینان کو دینا واجب ہے اپنی بستی مین آکر بکرے یا اناج نکالے تو درست نہین ہان احصار کا فدیہ جہان احصار ہوا وسی جا کے فقیرونکو دینا واجب ہے اور حج کا فدیہ و نذر و قربانی کے ذبح کرنیکی جائے منا مین ہے اور عمرہ کا فدیہ و نذر کے ذبح کی جائے مروہ ہے ان جایون مین ذبح کرنا سنت و افضل ہے کیونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اسمعیل فرزند کو ذبح کرنیکا ارادہ کیے اور اسکے معاوضہ مین جنت کے بکرے کو ذبح کیے وغیرہ واقعہ منا مین ہی ہوا تھا بلکہ تمام حج کے اعمال حضرت ابراہیم کا ملت لینے دین ہے اور ہمارے پیغمبر کو ارشاد ہوا اَنِ اتَّبِعْ مِلَّتَ اِبْرٰهِيْمَ یعنے تابعدار ہو ملت پر ابراہیم کے ۔ معلوم ہونا چاہیے کہ حج و روزہ و نماز کے اعمال اس کی نیتون سے محض اطاعت گذاری ہے شروع کی تابعداری سے غرض رکھین اگرچہ ظاہر مین عقل سے دور پائے جاتے مین مگر ان کے باطن مین بہید و فائدہ عظیم ہے کہ پیغمبرون عاقلون و بزرگان کو روشن ہوا ہے چنانچہ حج مین سات کنکر مارنیکا بہید کہ زمین کے ساتھہ طبقہ مین اور شیطان اون جایون سے سر نکالکر حضرت ابراہیم وغیرہ کو گمراہ کرنیکی تدبیر کیا اور ہر ایک کنکر کے مارنے زمین کا ایک طبقہ دبتا ہے سات کنکر سے سات طبقہ زمین کے تلے ہو جاتا ہے اسیطرح ہر ایک طبقہ کا بہید نرالا ہے اوسکی کیفیت کی گنجایش نہین **مسئلہ** **عمرہ** یہہ ایک چھوٹا حج ہے اسکے معنی وغیرہ کا بیان فصل اول مین ہو چکا یہہ بھی حج کے برابر عمر مین ایک ہی بار کرنا فرض ہے ۔ عمرہ کا میقات مانی ہمیشہ ہے مگر وقت تنازہ رونہ مین جا سکتے ہے صرف ایام التشریق حاجی کو منا مین مقام کرنا واجب ہے اسلیے حاجی کو عمرہ کا کرنا متعذر ہے اور اسکا میقات مکانی آفاقی یعنے دور ملک والے کو وہی حج کے میقاتین ہین اور مکہ والے اور دور والے مکہ سے دوبارہ سہ بارہ وغیرہ عمرہ کرنا منظور ہے تو حرم کے بیرون جا کر نیت کرنا واجب ہے نیز تو بکرے کا فدیہ دینا واجب ہے اور مکہ سے حرم کا حد جو زیادہ تر نزدیک التنعیم ہے جو دیڑھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور جو کچھہ حج مین حرام ہے عمرہ مین بھی ہے صرف عرفات و مزدلفہ و منا کا جو حج مین مقام کرنا واجب ہے ۔ عمرہ مین واجب نہین ہے اور عمرہ کے پانچ رکن ہین (۱) نیت الاحرام کرین وہ اسطرح ہے نَوَيْتُ فَرْضَ الْعُمْرَةِ وَاَحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی اگر عمرہ نفل ہے تو فرض کا لفظ نکہین (۲) کعبہ شریف کا طواف کرے جیسا حج مین بیان ہوا (۳) سعی کرے صفا سے مروہ تک جیسا حج مین تشریح ہوی (۴) حلق یعنے بال نکالے جیسا حج مین تفصیل ہوی (۵) ترتیب کے ساتھہ

کرے جیسا اب بیان ہوا ہے بعد ادائی ارکان مذکورہ کے تحلل ہو جاتا ہے جو شیا حرام تھے تو حلال ہوے باقی حج اور عمرہ کے وظائف اور وہاں کے بزرگ جایونکی زیارت وغیرہ کیساہی تفصیل وتوضیح سے لکھے مگر بجز وہان کے موقعات کے بتلانے کے پورے طور سے ہو نہین سکتا صرف رکن اور واجب اور حرام معلوم کرنیکی غرض سے لکھا گیا **فائدہ عظیم**

جب حج اور عمرہ سے فارغ ہوے تو پیغمبر کی زیارت کرین یعنے مدینہ منورہ کو جاکر خاتم الانبیا والمرسلین وسید الاولین والآخرین وشفیع المذنبین وحبیب رب العالمین سیدنا محمد ابن عبداللہ المکی المدنی العربی القرشی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرین کہ یہہ زیارت سنت موکدہ ہے اور بعضے علما کے نزدیک واجب ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی حج کرکے میری زیارت نکرے کہ تحقیق وہ مجھہ سے برائی کیا ونیز روایت ہے جو کوئی میرے مرنیکے بعد زیارت کیا گویا وہ میری زندگی مین زیارت کیا ہے پس ایسے فضیلت کو چھوڑنا جس سے راہ نجات ہے گویا دین کے تو بون سے لاپروائی متصور ہے جب موقع زیارت شریف کا ملے تو کوتاہی نکرے حج کے آگے ہو یا بعد زیارت کرین اور ہمیشہ زیارت کا ارادہ دلمین رکھین اور مدینہ منورہ کے راستہ مین درود شریف کا وظیفہ رکھین علی الخصوص جب مدینہ کے جھاڑ وبستی پر نظر پڑے تو بلند آواز سے درود پڑھین اور غسل کرکے عجز وانکسار سے مدینہ منورہ مین داخل ہوے اور سب سے پہلے سیدھا مسجد نبوی مین جاکر روضہ شریف مین دو رکعت تحیۃ المسجد کے پڑھین اگر روضہ مین زحمت سے نہو سکے تو مسجد کے اور کسی جائے مین پڑھے بعد نماز کے وسیلہ دنیا ودین کے پیشگاہ مین آکر کمال ادب سے کھڑے رہین اور پیغمبر کو زندہ ملاحظہ فرماتے ہین تصور کرین اس نقشہ سے سمجھہ سکتے ہین ۔

نقشہ مسجد نبوی معہ روضہ مبارک وقبر شریف بصفحہ آیندہ (۱۶۲) ملاحظہ کریجیے

(۱) قبر شریف حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام زمین وآسمان کے جائے سے افضل ہے (۲) قبر جناب ابوبکر صدیق رض (۳) قبر جناب عمر فاروق رض (۴) ایک روایت مین قبر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رض بنت رسول ۲ (۵) ممبر مسجد قدیم (۶) محراب مسجد قدیم نبوی ۲ (۷) ممبر مسجد قدیم نبوی ۲ (۸) یہہ مسجد قدیم جو زمانہ پیغمبر صلعم کی تھی (۹) مسجد جدید جسکو خلفا راشدین وبادشاہان اسلام نے کشادہ اور مسجد قدیم سے پیوستہ کرکے ایک ہی مسجد کردیا (۱۰) محراب مسجد جدید (۱۱) ممبر مسجد جدید (۱۲) باب السلام (۱۳) باب الرحمۃ (۱۴) باب جدید (۱۵) باب جبرئیل (۱۶) باب النساء باقی وضع مسجد نبوی گنبد شریف دیگر جائے ہائے متبرک خاص وہان کے معاینہ پر موقوف ہے جب پیش امام مسجد قدیم کی محراب مین کھڑا رہے تو تمام صف اول سے روضہ شریف یا مسجد قدیم مین پڑھنا افضل ہی یہہ نقشہ مبتدی کے لئے بطریق تخمینہ لکھا گیا

نقشہ
مسجد نبوی معہ روضہ مبارک و قبر شریف

جنوب

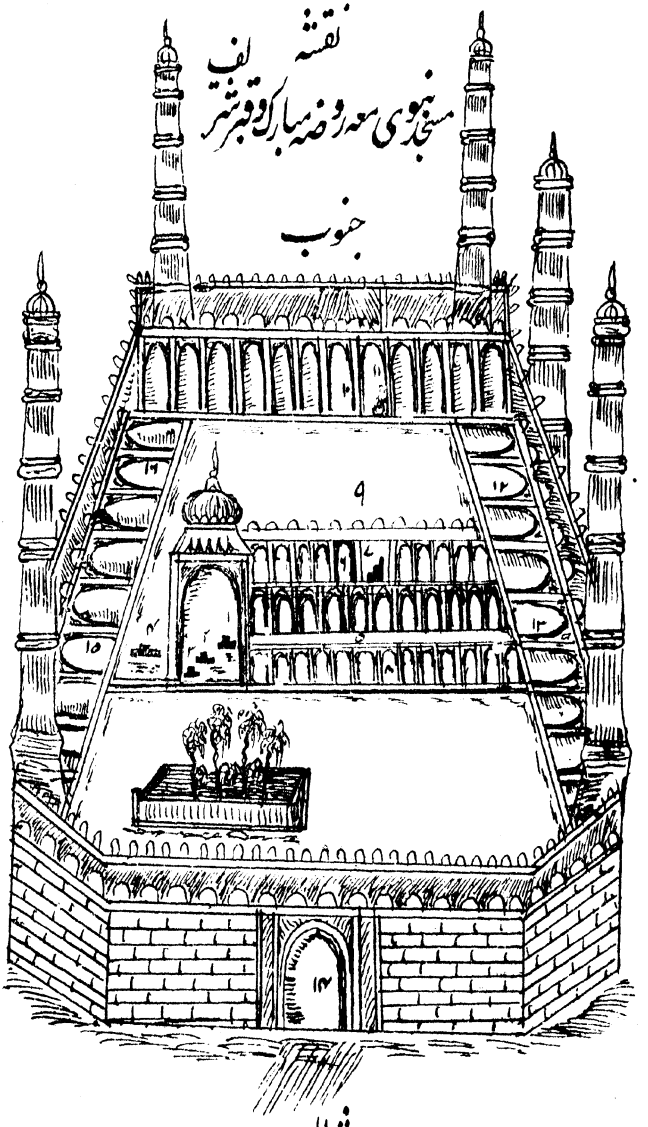

مشرق

مغرب

شمال

قبلہ کو پیٹھ دیکر قبر شریف کے روبرو تین ہاتھ کے فاصلہ با ادب کھڑے رہیں اور یہاں صرف سلام کہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۲ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ۲ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ۲ وغیرہ سلام اور درود اسکے کتابین علیحدہ ہین۔ پھر سیدھے ہاتھ کو ایک ہاتھ ہٹکر حضرت ابوبکر رض کو ترضی کرین پھر ویسا ہی اور ایک ہاتھ سیدھے طرف ہٹکر حضرت عمر رض کو ترضی کرین پھر پیغمبر کے روبرو واپس آکر دین و دنیا کے مطالب کی دعا کرین پھر قبر شریف کے پیچھے مشرق طرف گنبد کے میرون حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول کو ترضی کرین پھر مدینہ کے بیرون جاکر جنت البقیع وہان کے مقبرہ کا نام ہے۔ اہل بیت کے گنبد جسمین حضرت امام حسن ابن علی رض اور فاطمۃ الزہرا آپکی والدہ ایک روایت مین اور حضرت عباس رض پیغمبر کے چچا وغیرہ اہل بیت و اہلبیت پیغمبر و دیگر اصحاب کبار کے زیارت کرین چنانچہ حضرت عثمان رض کا گنبد مقبرہ سے علیحدہ ہے پہر احد کے پہاڑ کو جاکر شہدائے احد کی زیارت کرین چنانچہ حضرت حمزہ رض پیغمبر کے چچا کی قبر وہان معروف و مشہور ہے پھر قبا ایک بستی مدینہ سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے وہان کی مسجد کی زیارت کرین کہ اسلام مین سب سے پہلے یہی مسجد بنی گئی پھر حضرت امام علی العریضی رض بن امام جعفر الصادق کی گنبد وغیرہ وغیرہ جائے ہائے متبرکہ کی زیارت کرین وہان کے باشندون کے ذریعہ سے نشان دیتہ صاف معلوم ہو جائیگا اگر طاقت اور مقدور ہے تو بیت المقدس کی بھی زیارت کرین کہ اکثر پیغمبرون کی قبرین وہین ہین اور قیامت کا محشر اولین و آخرین وہین جمع ہونگے اسیطرح مال سے ہو سکے تو ان بزرگ جائے کے محتاجون کو دنیا بہت ثواب ہے خدا ہر مسلمان کو نیک توفیق دے اور حج و زیارت نصیب کرے **تنبیہ** مدینہ منورہ کے بستی و پہاڑون کے درمیان حرم ہے یعنے اوسکے جنگلی حیوان کو مارنا اور جنگلی پہاڑون کو کاٹنا یا اکہاڑنا حرام ہے مگر اسکا فدیہ نہین ہے جیسا مکہ کے حرم کا فدیہ ہے صرف اوس چیز کی قیمت کے موافق پیسہ فقیرونکو دینا واجب ہے اسیطرح پہاڑ وج جو طائف کے متصل ہے اوسکا بھی مدینہ کے حرم جیسا حکم ہے

فصل تیسری حیوانات حلال و حرام کے بیانمین

حیوانات دو قسم پر ہے حلال یا حرام جو کچھہ حیوان شرع شریف کے نص یعنے بیان سے حلال یا حرام قرار دیے ہین تو اسیکے پابند رہنا واجب ہے اور جس حیوان کا حلال یا حرام ہونا شرع سے حکم نہین ہوا تو یہہ قوم عروب کے پسندیدہ پر موقوف ہے جس کو بہتر قرار دے تو حلال ہے اور جسکو برا قرار دے تو حرام ہے اور مراد قوم عروب سے

بستیان والے جو شریف الطبع مرفہ الحال زمانہ ازان مین پسند کئے ہین۔ اما بدو یعنے پہاڑیان خشت مزاج تنگدست زمانہ قحط کے پسند کا اعتبار نہین۔ اگر بستیان والے کسی حیوان مین مختلف ہوے تو قوم قریش جو پیغمبرؐ کا قبیلہ اور عرب کے سرگروہ اور شرع کے مخاطب تھے ان کے پسندیدہ پر عمل کرین۔ اگر کوئی حیوان عرب کے ملک مین موجود نہین اور اسکے حلال اور حرام مین شک ہو تو جس حیوان کے شکل و گوشت وطبیعت مین ملتا ہے اوسیکا حکم دین حلال ہو تو حلال اور حرام ہو تو حرام **قسم اول حرام حیوانات** یہ پانچ قسم پر ہین **اول** چرندون سے۔ شیر۔ ببر۔ لوبچہ جیتا۔ بہیڑیا۔ گیدڑ۔ ریچ۔ بندر۔ سور۔ کتا۔ بلی۔ منگوس۔ گھونس۔ چوہا وغیرہ ہر حیوان جو دانت اور ناخنون سے دیگر حیوانات کو پھاڑ کے کہاتے ہین۔ اور سوائے پہاڑنیوالون کے۔ ہاتی۔ وخچر۔ گدہا۔ حرام ہین **دوسرا** پرندون سے۔ باز۔ شکرا۔ شاہین۔ بہیڑی۔ چیل۔ کوا۔ طوطا۔ ہر پرند جو چونچ اور پنجہ سے دیگر حیوان کو پھاڑ کے کہاتے ہین اور سوائے پہاڑنیوالیکے۔ مور۔ ہما۔ الو۔ حرام ہے **تیسرا** مردار۔ جو حلال حیوان بغیر ذبح کے مرے۔ خود بخود یا دوسرے کے ٹکر سے یا پہانسی سے یا پہتر و دیگر وزن چیز کے بوجھ سے یا گر کر مرے یا پانی مین ڈوبنے سے یا درندون کے پھاڑنے سے یا دبول یا اور کسی مخلوق کے نام لیکر ذبح کرنے سے یا سوائے اہل کتاب یہود اور نصاریٰ کے دیگر کفار مثل بت پرست و آگ پرست وغیرہ کے ذبح کرنے سے یہہ سب حرام ہین۔ اسیطرح زندہ حیوان کا ایک ٹکڑا جدا ہونے سے اور تمام حیوان کا لہو حرام ہے **چوتھا** زہر دار حیوان۔ سانپ۔ بچھو۔ گرگٹ۔ سیلک وغیرہ حرام ہین **پانچوان** وہ حیوان جسکا مارنا شروع مین منع ہے۔ مثل چیونٹی۔ مکھوڑا۔ شہد کی مکھی ہدہد۔ جمکادر۔ ابابیل وغیرہ جس سے اذیت نہین حرام ہین۔ اما اذیت دینے والے مثل شیر۔ لوبچہ وغیرہ درندہ اور سانپ بچھو گھونس چوہا چیل کوا۔ سور۔ اور دیوانہ کتا و نیز وہ کہ سے کاٹنے والا کتا۔ وغیرہ کو ہر جائے بیرون و اندرون حرم انکو مارنیکا حکم ہے بلکہ نماز مین بھی مارنا جائز ہے اور حیوانات کے سوا اور دو قسم کے اشیا حرام ہین (۱) بدن کو نقصان پونچانیوالی چیز مثل۔ کانچ۔ بلور۔ پتھر۔ مٹی۔ سنبل کہار وغیرہ جو زمین و جہاڑ سے بدن کو مضرت دیتے ہین یہہ سبکا کہانا حرام ہے بلکہ شہد و انجیر وغیرہ مثلاً اگرچہ حلال ہین مگر کسی شخص کی مزاج کو موافقت نہو کر مضرت پونچاتا ہے تو یہہ بھی خاص اسی کے حق مین حرام ہے کیونکہ اپنی جان بچانا واجب ہے (۲) وہ مال جو ناجائز طور سے تحصیل کئے۔ مثل سود یا چوری۔ یا رہزنی۔ یا رشوت۔ یا جھوٹ گواہی۔ یا ظلم و زبردستی۔ یا حق تلفی۔

یا خیانت - یا دغابازی - یا اور کسی ناجائز حیلہ سے مثل ہین سید ہون - یا مشایخ - یا حاجی - یا قرضدار یا مسافر - یا تنگدست وغیرہ اور فی الحقیقت وہ ایسا نہین ہے - تو ان سبھے رتو نہین مال تحصیل شدہ حرام ہے اسکا کہانا یا تصرف مین لانا شرع مین درست نہین - اسیطرح اگر کسی شخص کو شرم و حیا مین لاکر کچھہ دینے لگائے یا خود لئے اور وہ ناخوش ہے اور صرف شرم کے مارے دیا تو یہہ بھی حرام کے شمار مین ہے اگر زہر دار اشیا یا نشان و نجاست کے چیز دوا کے طور سے کہانیکی حاجت پڑی تو جائز ہے بشرطیکہ کہلانیوالا حکیم مسلمان - اور کامل - اور پرہیزگار ہو - اور اس شیا کے بدل اور کوئی چیز کار نہین کرتی ہے تو ان شروط سے کہانا درست ہے اسیطرح اگر قحط و کال و محبس وغیرہ مین بغیر کہانیکے جان ہلاک ہوتی ہے - اور سوائے حرام حیوانات و مال حرام کے اور کوئی حلال چیز نہین ہے تو اس صورتمین بقدر جان بچانیکے کہانا جائز ہے - بلکہ غیر کا مال اوس کے حاجت سے زیادہ ہو تو چھینکر کہانا جائز ہے - مگر اسکی قیمت دینا واجب ہے اور حلال کا لقمہ کہانا واجب ہے بلکہ دعا قبول ہونیکے لئے حلال کہانا اور توبہ کرنا شرط ہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو گوشت حرام کہانے سے پیدا ہوا تو وہ آگ مین ڈالنے کے قابل ہے اسلئے حرام حلال طعام کو پہچاننا واجب ہے **قسم دوسری حلال حیوانات** - یہہ چار قسم پر ہین **اول** چرندے اونٹ گائی - بھینس - بکرا - چھیلا ہو یا میڈا جنگلی بکرا - ہرن - بارہسنگا چیتل - سانبر - گینڈا - سہ یا گائی - زرافہ نیل گائی گھوڑا - تڑس - کولا - خرگوش - گوڑ پوڑ وغیرہ حلال ہین - **دوسرے** پرندے - مرغ - مرغی - شتر مرغ - خاز - بطخ بگلا - بنکڑی - کبوتر جنگلی کبوتر - قمری - فاختہ - تیتر - بٹیر - خانچڑی - لہوا - بلبل - لال - پدڑی - تڈا - وغیرہ حلال ہین اسکی کلی تعریف یہہ ہے کہ جو پرندہ اناج کے دانے دانے کو چنکر کہاتے ہین اور کبوتر و خانچڑی سے ملتے ہین تو حلال ہے اور جو پرندہ گوشت اور غلیظ چیزو کو کہاتا ہے مثل کوا و چیل وغیرہ حرام ہین **تیسرے** دریا کے حیوان مچھلی کے وضع پر ہو یا زمین کے کسی حیوان کے شکل پر ہو اسکی کلی تعریف یہہ ہے زمین پر لانے سے زندہ نہین رہتا ہو تو سے عرصہ مین تڑپکر مرجاتا ہے تو یہہ رقسم کے حیوانات دریائی حلال ہین اما جو پانی اور خشکی مین زندہ رہسکتے ہین مثل مگر - خارپشت - کیکڑا - مینڈک - سانپ وغیرہ تو یہہ حرام ہین **چوتھا** سوائے حیوانات کے ہر چیز پاک اور اس کے کہانے سے نقصان نہین ہے مثل اناج و میوہ و شہد و ہر جھاڑ کے جڑ و پھل و پھول و پتے جو کہانے مین آتے ہین یہہ سب حلال ہین - اسیطرح مال جو تجارت یا زراعت یا کاریگری یا مزدوری یا کرایہ یا ہدیہ یا سرفرازی و عنایت و بخشش سے تحصیل ہوا تو

یہہ بہی مال حلال ہے۔

فصل چوتھی اضحیہ یعنے قربانی کے بیان مین

جو حیوان خدا کے لئے نذر کرتے ہین اسکو قربانی کہتے ہین اور بوجہ عید الاضحی مین ذبح کرنے سے اضحیہ بہی کہتے ہین۔ اور اضحیہ کرنا سنۃ الکفایہ ہے یعنے ہر گہر سے ایک شخص اضحیہ کیا تو کافی ہے۔ اور سب گہر والونکے طرف سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر ہر ایک کے طرف سے اضحیہ کرے تو افضل ہے اور سب کے طرف سے صرف یا بغان سے اجازت لیکر ایک ہی شخص ہر ایک کا اضحیہ کالے تو درست ہے اور حلال حیوانات سے صرف اونٹان اور گایان اور بہینسان اور بکریان کی قربانی ہوتی ہے دیگر حیوانات سے قربانی کرنا درست نہین اور سن یعنے عمر قربانی کے اونٹان پانچ برس سے کم نہو اور گایان و بہینسان دو برس سے کم نہو۔ اور بکریان چیلے دو برس سے کم نہو اور مینڈے و پوٹے ایک برس سے کم نہو اگر ان سبکا عمر کم ہو تو اسکی قربانی درست نہین اور ہر ایک اونٹ مین سات قربانیان ادا ہوتے ہین اسیطرح ہر ایک گائی مین بہی سات قربانیان ہین یعنے سات شخص کے سات یا گہر کے طرف سے ایک اونٹ یا ایک گائی نکالے تو سات قربانیان درست ہین بلکہ ایک اونٹ یا بیل کا ساتوان حصہ اسی حساب سے قربانی کئے تو درست ہے باقی چہہ حصہ معمولی گوشت کے شمار مین ہے۔ اور ہر ایک بکرے مین ایک ہی قربانی ہوتی ہے اور عیبدار سے قربانی کرنا درست نہین اور عیبان یہہ ہین۔ اندہے۔ کانڑین۔ کان کٹے یا کان کا ٹکڑا کٹا۔ اگر کان چیرا ہوا ہو تو درست ہے۔ دم کٹے۔ لنگڑے۔ دیوانے۔ مریض۔ نہایت لاغر۔ بدن کے کسی جانے کا ٹکڑا نکلا ہو۔ یا اعضا مین ایک عضو یا جوڑ کم ہے اگر ایک یا چند عیب مذکورہ بالا سے موجود ہے تو اسکی قربانی درست نہین اما نر یا مادہ یا خصی یا بے سینگ یعنے پیدایش سے بوڑکا ہے تو ان سبکی قربانی درست ہے اگر سنگ توڑہائے اور سر کی ہڈی اور گوشت اسکے ساتہہ نہ نکلے تو تب بہی درست ہے اسیطرح گابن کی قربانی درست مگر مکروہ تنزیہی ہے اور بکرون مین سب سے افضل مینڈا نر۔ سنگدار۔ فربہ۔ اور رنگ مین اعلی سفید۔ پہر سبزہ پہر ابلق پہر کالا پہر پورا پہر لال رنگ کا ہو۔ اور قربانی سنت ہو تو اسمین سے تہوڑا خیرات کرنا واجب ہے اور اسمین سے کچہہ چنایا قصاب کے اجرت مین دینا حرام ہے بلکہ چمڑا بہی بیچنا یا اجرت مین دینا حرام ہے۔ اسکو خیرات کرنا یا گہر کے کام مین لانا درست ہے اور افضل تو یون ہے کہ ایک ثلث مسلمان فقیرونکو تقسیم کرین اور ایک ثلث بطریق ہدیہ قرابتدارونکو یون اور ایک ثلث خود کہالیون۔ اور اگر قربانی فرض ہوی تو جیسا یہہ حیوان کو قربانی نذر کیا ہون یا قربانی فرض کیا ہون

یا فلانی مراد حاصل ہو تو قربانی کرونگا اور مراد حاصل ہوی تو ان سب صورتونمین یہہ قربانیان فرض ہوگئے اور اس شخص کو فرض کا ثواب حاصل ہوتا ہے اسمین سے بھی کسیقدر بیچنا یا اجرت مین دینا یا خود معہ متعلقان اسمین سے کچھہ کھانا یا مالدارونکو دینا حرام ہے کیونکہ نذر کرنے سے اور فرض کرنے سے اپنے ملکیت سے باہر ہوگئے سالم قربانی معہ چمڑا مسلمان فقیر اور مسکینونکو دینا واجب ہے اور قربانی سنت ہو یا فرض اسکا وقت عید الاضحی کے نماز سے شروع ہوتا ہے یعنے دسوین ذیحجہ کے روز آفتاب ایک نیزا چڑہنے سے آخر ایام التشریق تیرہوین ذیحجہ کے غروب تک انتہا ہوتا ہے اور اس زمانہ کے شبانہ روز مین جو قربانی کے نیت سے ذبح کئے جاتے ہین وہ قربانی اور عبادت مین داخل ہین اور جو اس زمانہ کے پیشتر یا بعد ذبح کئے قربانی کی نیت سے کیون نہو یہہ قربانی درست نہین بلکہ معمولی گوشت کے شمار مین ہے اور نیت قربانی کی اسطرح ہے بعد خریدنیکے یا پالا ہوا ہو تو بعد نشان لگانیکے یا وقت ذبح کرنیکے یہہ نیت کہین سنت ہو تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ ھٰذِہٖ اَلْبَدَنَۃَ یا اَلْبَقَرَۃَ یا اَلشَّاۃَ سُنَّۃً لِلْاُضْحِیَۃِ عَنِّیْ فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَمُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ اگر قربانی فرض ہو تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ ھٰذِہٖ فَرْضَ اَلْاُضْحِیَۃِ یا نَذَرْتُ بِھٰذِہٖ اَلْاُضْحِیَۃَ عَنِّیْ فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ الخ عربی سے نہو سکے تو اور کسی زبان سے کہنا درست ہے مثلاً یا اللہ مین نے اس اونٹ یا گائی یا بکرے کو سنت قربانی کیا قبول کر مجھسے جیسا اپنے ابراہیم خلیل اور محمد حبیب سے قبول فرمائے تہے یا اللہ یہہ تیرا پکا دیا ہوا اور آپکے راہ مین جاتا ہے۔ اور ذبح کیوقت وہ تکبیر پڑہین جو عیدین مین بیان ہوی پہر درود پڑہین اور یکین کو حیوان کے آسرے مین تیز کرین پہر قربانی کو آہستہ سے لٹا کر گلا قبلہ طرف کرکے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوے ذبح کرین خود اپنے ہاتہہ سے ذبح کرنا افضل ہے یا اور کسی کے ہاتہہ سے ذبح کرائین اور اپنا ہاتہہ اوس کے ہاتہہ پر رکہین یا روبرو کہڑے رہین یا دور بیٹہکر نگاہ رکہین تو درست ہے **مسئلہ** ہر حلال حیوان کی ذکواۃ یعنے ذبح کرنے تا حلال ہونیکے چند شروط ہین۔ حلال حیوان تین قسم پر ہین (۱) وہ حیوان جو اپنے قبضہ مین بندے ہوے ہین اور پورے طور سے ذبح کر سکتے ہین مثل اونٹ و گائے و بکرے وغیرہ انکا ذبح کرنا شرط ہے بغیر ذبح کے حرام ہین (۲) وہ حیوان جو اپنے قبضہ مین نہین مثل یہی حیوانات چہٹکر بہاگے یا جنگلی حیوان کہ پورے طور سے ذبح کر نہین سکتے تو ایسے حیوان کو

کسی تہیار مثل تیر۔ نیزہ۔ تلوار۔ چھری۔ وغیرہ سے اوسکے بدن پر کسی جائے مین زخم کرکے لہو بہائے تو کافی ہے یعنے اس زخم سے بغیر ذبح کے مرجائے تو حلال ہے۔ ہان بعد زخم کہانیکے زندہ رہا اور ذبح کرنیکا موقع ملا تو ذبح کرنیکی شرط عاید ہون گے بغیر ذبح کے درست نہین (۳) زمین کے حیوان سے وہ حیوان جو شکاری حیوان کے زخم سے مرگیا اور گابن کا بچہ مان کے ذبح کے بعد پیٹ مین مرگیا اور ٹڈا اور دریا کے تمام حیوان یہ سب حیوان مذکور الصدر بغیر ذبح کرنیکے حلال ہین ہان اگر ذبح کرنیکا موقع ملے تو شکاری کا مارا اور گابن کا بچہ کو ذبح کرنیکی شرط عاید ہوتے ہین۔ اما ٹڈا اور دریائی حیوان کے ذبح کرنیکے شرط نہین یہہ بغیر ذبح کے زندہ و مردہ حلال ہین ہان دریا کے بڑے حیوان کو ذبح کرنا سنت ہے قسم اول کے حیوان کو ذبح کرنیکے چند شروط ہین (۱) شرط حیوان کے نڑلہ جو سانس کی راہ اور لال انتڑی جو کھانے پانی کی راہ یہہ دونون کو ایک ہی ماتہہ مین کاٹے یعنے حیوان نہین مرے تک کٹجائے اگر ایک تہائی رہا برابر باقی رہا تو حرام ہے اور گلے کے دونون طرف مین دو بڑے رگان ہین۔ نڑلہ کے بازو مین ان دونو رگون کو کاٹنا سنت ہے کہ اکثر لہو اسی سے نکلتا ہے (۲) شرط نڑلہ و لال انتڑی مذکور کے درمیان سے کاٹین یعنے نڑلہ کے پنگوریان سے کم تر ایک پنگوری منڈی کیطرف رہے اور احتیاط تو چند پنگوریان منڈی کیطرف چھوڑین بعضے جاہل چند پنگوریون کو قلم کے جیسا تراش کر منڈی کیطرف ایک پنگوری بہی ثابت نہین چہوڑتے تو یہہ ذبح درست نہین اور حیوان مردار ہوجاتا ہے کیونکہ نڑلہ سے ایک حلقہ سالم منڈی کے طرف چہوڑنا شرط ہے اگر کوئی گردن کیطرف سے کاٹے اور نڑلہ لال انتڑی مذکور حیوان نہین مرے تک کٹ گئے یا تلوار سے حیوان کی ایک ہی ماتہہ مین منڈی اڑائے تو ذبح درست و حلال ہے مگر ایسی تکلیف و سختی سے حیوان کو ذبح کرنا حرام ہے ہان پرندہ کا نڑلہ کاٹے تک مرجانیکا گمان ہے تو ایک ہی ماتہہ مین منڈی کاٹنا جائز ہے اسیطرح اونٹ کا نحر کرنا جائز ہے یعنے گردن کی جڑ جو سینہ سے لگا ہوا جسکو گدگی کہتے ہین چھری یا نیزہ سے آہستہ مار کر لہو بہانیکو نحر کہتے ہین یہہ فورا نہین مرے تک نڑلہ و لال انتڑی کو ذبح کرنا واجب ہے اور نحر کرنا سنت ہے اور بعضون کے نزدیک نحر بہی واجب ہے اور کیفیت نحر کی اونٹ کو بٹہا کر یا تان باندہین اور منڈی کو نیچے پہر کر نحر کرین پہر ذبح کرین اور گائی و بکرے وغیرہ کو لٹا کر ذبح کرنا سنت ہے جیسا قربانی کا بیان ہوا۔ اگر حیوان گر کر کچہہ چیر کہا کر تڑپنے لگا اور مرنیکی نشانی ظاہر ہوئی اور فورا اوسکو ذبح کرین اور بعد ذبح کے لہو بہا اور حرکت کیا تو حلال ہے ورنہ حرام ہوگا اور شکاری حیوان مثل چیتا و کتا و باز۔

وشکرا۔ وغیرہ کے مارے ہوے حیوان کے حلال ہونیکے چار شرط ہین (۱) جب چھوڑے تو تب ہی چھٹے بغیر چھوڑنے کے شکار کیطرف حملہ نکرے (۲) جب شکار سے روکے تو رک جائے کہ آواز کے ساتھہ کھڑے رہنا یا واپس آنا (۳) یکرکے سے حیوان سے کچھہ نکہا یا ہو (۴) یہہ تعلیم یافتہ کو کمتر سہ بار کا آزمودہ ہو۔ اس شروط کے موافق اسکے مرے ہوے حیوان بغیر ذبح کے حلال ہے اگر ایک شرط انمین سے ناقص ہے تو بغیر ذبح کے درست نہین کتا کے لعاب کی نجاست مغلظہ ہے سات بار دہونا اور ایک بار مین مٹی لگانا واجب ہے اما بندوق کا مارا ہوا بغیر ذبح کے درست نہین اور حیوان کو بندوق یا آگ سے مارنا مکروہ تحریمی ہے اور ہر حیوان کے ذبح کیوقت یا تیر تہیار سے مارنے کیوقت یا شکاری حیوان کو چھوڑتے وقت بسم اللہ و اللہ اکبر کہنا سنت موکدہ ہے اگر بھول کر یا سمجھہ بوجھکر نکہے تو حیوان حلال و درست ہے مگر مکروہ ہے اور امام ابا حنیفہ رح کے نزدیک بسم اللہ کہنا واجب ہے اگر سمجھہ بوجھکر نہ کہے تو حرام ہے اور بھولکر چھوڑے تو حلال ہے (۳) شرط ذبح کرنیکے آلات تیز ہین کسی قسم کے ہون مثل لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ کانچ۔ بلور۔ پتہر۔ لکڑی۔ وغیرہ سے ذبح کرنا درست ہے بشرطیکہ اوس چیز کے تیزی سے ذبح ہووے اگر چیز کے بوجھہ سے یا منڈھ چیز کو زور سے دبانے سے ذبح کئے تو درست نہین اور اوس آلہ کی لنبائی و کوتائی کی حد نہین صرف حیوان کے گلے پر پہر سکے چاقو ہو یا نلوار۔ اما ہر حیوان کے دانت و ناخن و ہڈی بہتیر کیون نہو تینو سے ذبح کرنا درست نہین (۴) شرط ذبح کرنیوالا مسلمان اور عقلمند ہو۔ مرد ہو یا زن بالغ ہو یا نابالغ اگر دیوانہ یا بچہ بے تمیز ذبح کئے یا ذبح کرنیکی سے تیار حیوان کے گلے پر گر کر ذبح ہوا تو ان صورتونمین ذبح درست نہین اور مسلمان کے سوائے صرف اہل کتاب یہود و نصاری جو اسلام کے پیشتر سے انپنے دین پر قایم ہین تو شروط بالا سے ذبح کئے تو درست اور حلال ہے اسیطرح بہاگے ہوے حیوان کو زخم کئے یا شکاری حیوان کو چھوڑے تو درست و حلال ہے۔ اما بعد ظہور اسلام کے جو یہود و نصاری کے دین مین داخل ہوے و نیز دیگر کفار جنکا کوئی پیغمبر و کتاب ہے مثل آگ پرست و بت پرست و آفتاب پرست و بے دین ان سبکا ذبح کیا ہوا نادرست و حرام ہے۔ کیونکہ ذبح کرنے سے حیوان حلال ہوتا ہے اور بسم اللہ پڑہنا بہی ہوتا ہے یہہ سب عبادت کے شمار مین داخل ہے اور یہہ کفار عبادت کے لایق نہین۔

فصل پانچوین عقیقہ و دیگر امور کے بیان مین

عقیقہ حمال بال نکالنے کو کہتے ہین اور شرع مین پیدایش کے ساتوین روز بکرا ذبح کرنیکو عقیقہ کہتے ہین

بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے غسل کرائے پھر کوئی بزرگ بچہ کے سیدھے کان مین اذان دین اور ڈانوین کان مین تکبیر
کرین تا پہلے کلمہ شہادت کا سنے علاوہ جس لڑکیکو اذان و تکبیر سنائی جاتی ہے بدلی کے مرض سے محفوظ رہتا ہے
اذان و تکبیر کے بعد یہہ آیت پڑھے اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ اَللّٰھُمَّ
اَنْبِتْھَا نَبَاتًا حَسَنًا ۔ لڑکا ہو یا لڑکی پھر تحنیک کرین یعنے کوئی بزرگ مرد یا زن کھجور چبا کر چٹائین کھجور
نہو تو دیگر میٹھی چیز مثل شہد وغیرہ چٹائین ماں اپنی پیوسی یعنے چیچکا دودھ بچہ کو پلانا واجب ہے کیونکہ یہہ
دودھ مادۂ زندگانی و عمر درازی کا ہے جو بچہ اپنے ماں کے پیوسی کا دودھ نہین پیا تو اکثر بچتا نہین یہہ دودھ
ماں کو جبر سے پلوانے لگانا جائز ہے باقی دودھ پلانا انکی مرضی پر منحصر ہے چاہے پلائے یا اتار رکھے اور ساتوین
روز بچہ کے جمال بال کو منڈوا کر اوس کے وزن برابر سونا یا چاندی کا کر خیرات کرین اور بال کو زمین مین گاڑین
اور اسی روز مین لڑکا ہو تو دو بکرے اور لڑکی ہو تو ایک بکرا عقیقہ کا ذبح کرین اگر مرد بچہ کو ایک ہی بکرے سے
عقیقہ کئے تو تب بھی سنت ادا ہوتی ہے چنانچہ پیغمبر حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے عقیقہ مین صرف
ایک ایک ہی بکرے سے عقیقہ ادا فرمائے تھے اور جو شروط و افضلیت قربانی کے بکرونمین آئے ہین ویسا ہی عقیقہ
مین ہے یعنے سنت ہو تو کھانا جائز اور فرض ہو تو کھانا حرام ہے اور حکم نکالنے والے باپ ہو یا ماں یا دادا وغیرہ
پر ہے اور دائی کو ایک ران دینا سنت ہے ۔ اور سنت ہو کہ ثابت ہڈی نہ توڑین مثل نلی وپہسلی وغیرہ صرف جوڑ
جوڑ مین سے کاٹین ۔ کہ یہہ نیک فال ہے کہ بچہ کے اعضا باصحت و سلامت رہین ۔ اسیطرح گوشت مین تھوڑا میٹھا ڈالکر
پکائین یہہ بھی نیک فال ہے کہ بچہ شیرین زبان و شیرین طبع کا رہے اور گوشت و شوربا گھر مین کھانے سے فراوانی محتاجگی
گھر و نیز بچوانا افضل ہے اور بعد کاٹنیکے ہڈیونکو گوشت سے جدا کر کے زمین گاڑدین تا کوئی ہڈی نہ ٹوٹنے پائے
سوائے ہڈی اور لہو و گوبر و جڑی و انتڑیون کے اور کسی چیز کو گاڑنا درست نہین ۔ اور پیدائش کے ساتوین روز
سے عقیقہ کا وقت شروع ہوتا ہے اگر ساتوین روز موقع نملا یا میسر نہوا تو دوسرے ساتوین مین کرین اسیطرح تیسرے
چوتھے ساتوین تک کرین بلکہ بچہ بالغ ہوے تک کا لنا جائز ہے ۔ بعد بلوغ کے خود لڑکے کے مرضی پر موقوف ہے
اگر اپنا عقیقہ آپ ہی کئے تو جائز ہے اور نیت عقیقہ کی اسطرح ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جَعَلْتُ ھٰذِہٖ سُنَّۃَ الْعَقِیْقَۃِ
عَنِ ابْنِیْ فُلَانٍ یا عَنْ بِنْتِیْ فُلَانَۃَ دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ

وشعرها بشعرة واعضائها باعضائه اللهم اجعلها فداء لولدہ من النار ط (اور اوسی ساتوین روز مذکور میں بچہ کا ایک عمدہ نام رکھیں) اگر ساتوین روز کے پیشتر بھی نام رکھے تو جائز ہے۔ اور سب نام میں افضل جسمیں عبد یعنے غلام کا نام آتا ہے مثل عبد اللہ وعبد الرحمن وعبد الرحیم وغیرہ اللہ کے اسماء الحسنا سے علاقہ رکھیں یا پیغمبر و دیگر پیغمبرانؑ کے نام سے رکھیں مثل محمد و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ تو بہتر و افضل ہے اسیطرح دیگر بزرگون کے نام مثل حسنؓ و حسینؓ و محسنؓ وغیرہ رکھیں اور عمدہ و بہتر یہہ ہے کہ ہر قوم اپنے خاندان کے لایق نام رکھے شریف کو شریفون کا و علما و تجارد کاریگران و کشتکاریان وغیرہ اپنے اپنے بزرگونکے لایق نام رکھیں اگر شریف بلکہ پیشہ کا نام اور بلکہ پیشہ شریف کا نام رکھے تو ہر دو نام معیوب و ہجو سمجھا جائیگا۔ اما بعضے علما رح کے نزدیک جو نام دعویدار اور خود تعریفی رکھے مثل حبیب اللہ یعنے یہہ شخص خدا کا پیارا ہے یا خلیل اللہ یہہ شخص خدا کا نہایت دوست یا عزیز اللہ یعنے یہہ شخص خدا کا عزیز ہے وغیرہ اس قسم کے نام ہا بغیر وحی کے معلوم ہو نہیں سکتے اسیطرح محی الدین یعنے یہہ شخص مرے ہوے دین کو زندہ کیا یا رکن الدین یعنے یہہ شخص پڑے ہوے دین کا ستون بنایا شمس الدین یعنے یہ شخص دین کو آفتاب کیطرح روشن کیا وغیرہ اس قسم کے نام ہا بغیر دلیل قطعی کے کہنا جائز نہیں بلکہ یہہ اسما شریفہ و القاب جلیلہ خاص انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سزاوار ہے اور قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور دیگر اشخاص کو بغیر قابلیت و اتفاق سے رکھنا لغو و کذب پائے جاتا ہے اور جھوٹ کہنا حرام ہے وعلیہذا شمس النسا یعنے یہہ زن تمام نسوان کو آفتاب کی روشنی کی و بدر النسا و نور النسا وغیرہ محظ فوقیت وغیرہ واقع ہے اور جب کوئی ناقابل کو اس قسم کے نام رکھیں تو عقل سلیم و طبع مستقیم کو نہایت کراہت و نفرت پیدا ہوتی ہے بدیوجہ اس قسم کے نام رکھنا بے محل و ناجائز ہے۔ لیکن اکثر علما رح نے اس دلیل و حجت کو غیر مسلم فرمائے بلکہ غلط فہمی قرار دے ہین کیونکہ ایسے نام ہر شخص اپنے کو آپ نہین رکھتا بلکہ اونکے مان باپ یا دیگر بزرگان بطریق تبرک نیک فال کے کہتے ہین کہ اللہ تعالی اس لڑکے کو پیغمبرون کے برکت اور یہہ عمدہ صفات بھی عطا فرماوے تسمیہ ہر شخص لڑکین سے اس نام سے معروف و مشہور ہو جاتا ہے اور بغیر لینے اس نام کے اوسکا پتہ و نشان متعذر ہے اور جب بطریق تبرک و نیک نیت و بغرض نشان و پتہ کیلئے نام کہا جائے تو بغیر حرمت و کراہت کے جائز ہے اگر ایسا نہو تو محمد یعنے بہت محامد والا اور احمد زیادتر محامد والا اور صالح یعنے نیک بخت اور سعید یعنے سعادت مند اپنے مونکو

بھی ممنوع قرار دینا تھا اور جب اسکو جھوٹ قرار دین تو بعضے اشخاص کا نام یاقوت، وشیر وگلاب وغیرہ جمادات وحیوانات ونباتات کے قسم سے رکھے جاتے ہین تو اسکو بھی جھوٹ وحرام قرار دینا تھا۔ حالانکہ آج تک ایسے نامونکو کوئی طعنہ زنی نہین کی۔ وعلیہذا زنان اپنے خاندان کے زنان مین یا اپنے دل پسندی مین یہہ نام کل زنان پر آفتاب جیسی نظر آتی ہے تو اس نیت سے رکھے تو کیا ضایقہ ہے مگر جن نام مین عبودیت مثل عبداللہ وعبدالوہاب وغیرہ یا اسماء پیمبران ہو تو یہہ باتفاق فریقین افضل ہے جیسا آگے بیان ہوا اور ابتداء القاب کا ہونا اسلام مین زمانہ حکومت بنی العباس سے شروع ہوا کہ اون کے سلاطین ووزراء وامراء قوم ترک کو عماد الدولہ نظام الدولہ رکن الدولہ سیف الدولہ وغیرہ کے خطابون سے ممتاز ہوے تو علماء وتجار وعوام الناس اس نامون سے مشتاق وآرزومند ہوے اور جب بغیر لیاقت واجازت حاکم مطلق کے ان نامون تک پونہچہ نہین سکین تو دین کے وسیلہ سے علماء ومفتیان واستادان کے اتفاق سے حسب لیاقت ہر ایک کو نظام الدین رکن الدین شمس الدین وغیرہ القاب سے ممتاز فرماتے رہے آخر کار یہہ القاب شایع ہوتے گئے یہانتک کہ بغیر قابلیت ہر خاص وعام بلکہ رذیل وہلکہ پیشہ والے بھی اپنے بچونکو ان شریف نامون سے رکھنا شروع کر دئے اور اسقدر جہل پھیل گیا کہ بعضے اپنے بچونکو رحمان صاحب قادر صاحب نبی صاحب رسول صاحب وغیرہ نام کہتے ہین جو خود کو تمیز نہ رکھنے والے نصیحت فرماتے ہین تو خدا ہر مسلمان کو اقوال وافعال مین نیک راہ دکھاوے آمین۔ اور سقط یعنے پیٹ سے ناتمام گرے ہوے یا قبل نام رکھنے کے مرے تو انکا بھی نام کہنا مستحب ہے کیونکہ بے نام کا بچہ قیامت کے روز شفاعت نہین کرتا (اور مرد بچہ کی ختنہ کرنا واجب ہے) اور زن کی ختنہ کرنا سنت ہے اور بعضون کے نزدیک یہہ بھی واجب ہے اور وقت ختنہ کا پیدایش کے روز کے سوائے سات روز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر لڑکا کم طاقت ہو تو دوسرے سات مین یا تیسرے سات مین مثل عقیقہ یا بعد سات برس کے سن تمیز ہے بلکہ بلوغ تک کرنا سنت ہے اور بعد بلوغ کے ختنہ کرنا واجب ہے کیونکہ شرمگاہ کی شوپیاری بدن کے طاہر کے شمار مین ہے اور غسل مین اسکا بھی دھونا واجب ہے۔ اور بغیر ختنہ کے غسل ممکن نہین اور زن کی ختنہ شرمگاہ کے اوپر پوست مرغی کی خلقی کے وضع ہے اوس کے لونکو کاٹنا سنت یا واجب ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ختنہ سے ختنہ ملجائے تو غسل واجب ہوا مرد ہو یا عورت۔ اپنی ناک مین سوراخ کرنا مکروہ ہے اور کان کے سوراخ مرد کو مکروہ اور زن کو جائز ہے مگر غسل مین سوراخ مین پانی پونچانا واجب ہے (اور سنت ہے کہ مرد تمام سر کے بال چھوڑے) اور کان کی لو لکی تک رکھنا

افضل ہے کیونکہ بیغیر خدا ایسا ہی کہتے اور تالو پر مانگ بھی نکالتے تھے سر کے بال سے کچھ منڈوانا اور کچھ چھوڑنا
مکروہ ہے۔ اور عورت کو تمام سر کے بال چھوڑنا افضل ہے اوس سے کچھ کٹانا مکروہ اور سالم منڈوانا مکروہ تحریمی ہے
کہ اس سے زن کی زینت ہے جیسے مرد کو داڑھی سے زینت ہے۔ وعلیہذا مرد کی داڑھی سے کچھ کٹانا مکروہ ہے اور سالم
منڈوانا مکروہ تحریمی ہے۔ اما لنبان چھوڑانے سے کترانا سنت ہے کہ داڑھی ایک مٹھی یعنے چار انگل سے کم نہو۔ اگر اس سے
کم یا زیادہ رکھے اور بدشکل معلوم ہووے تو مکروہ ہے ورنہ مضایقہ نہیں نیچے کے لب کے زیرین پاؤلی کے گرد برابر بال یہہ بھی
داڑھی کے حکم میں ہے اور مونچھوں کو کترانا سنت ہے اسقدر کترے کہ لب کی لالی نظر پڑے اور بازوؤں کے نوکان زیب موافق
چھوڑیں اور سالم کو منڈوانا مکروہ بلکہ بدشکلی وسزاے تعزیر سمجھا جائیگا اور سنت ہے کہ ناک و بغل کے بال کو اکھاڑے
اگر ہرچہ ہو تو منڈوالے اور زیر ناف و شرمگاہ کے بال مرد منڈوانا اور زن اکھاڑنا افضل ہے اور ناخون کو بھی کاٹنا
سنت ہے اور یہہ سب امور کمتر ہفتہ میں ایکبار اور پنجشنبہ یا جمعہ کے روز عمل میں لانا افضل ہے اور چالیس روز سے زیادہ
چھوڑنا مکروہ ہے سر کے بال ہو تو ایک یا دو دن آڑ تیل لگا کر کنگوئی کیا کریں اور سنت ہے کہ آنکھوں میں سرمہ لگائیں اور
ہر آنکھ میں تین سلائی لگانا افضل ہے۔ اور داڑھی کو بھی تیل و کنگوئی کرنا سنت ہے (اور جب سر و داڑھی کے بال سفید
ہووے تو کسی رنگ کے خضاب سے سفیدی چھپانا سنت ہے) اور لال زرد رنگ سے افضل ہے۔ اما سیاہ خضاب میں
تفصیل ہے کہ اسمیں خاوفریب پائے جاتی ہے (۱) اگر کفار کے مقابلہ میں کئے تو جائز ہے بلکہ واجب۔ ناجوانی
وطاقت سے اپنیر رعب ہو (۲) اگر کسی مسلمان مرد یا زن کو سیاہ خضاب سے دھوکا و دغا کئے تو حرام ہے (۳) اگر
صرف زینت و خوبصورتی کیلئے کئے تو درست و سنت ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و علی مرتضیٰؓ و حسنؓ و حسینؓ و دیگر
اصحاب کبار سیاہ خضاب کرتے تھے اور عثمان رضہ زرد خضاب کیا کرتے تھے اسیطرح زن مرد کی اجازت سے سیاہ کئے تو جائز ہے
اور دغا و فریب کی راہ سے حرام ہے۔ وعلیہذا چوٹلہ شوہر کی اجازت سے لگانا درست ہے اور فریب سے حرام ہے اما آدمی
کے بالونکا چوٹلا باندھنا حرام مطلق ہے اور شوہر والی زن مرد کے حاضر الوقت میں ہاتھہ و پیر کو مہندی لگانا جائز ہے
اگر شوہر غائب یا بے شوہر ہے تو مہندی لگانا مکروہ ہے اسیطرح مرد ہاتھہ و پیر کو مہندی لگانا مکروہ ہے اگر بے
شوہر زن یا مرد گرمی یا کسی ضرورت کیلئے مہندی لگائے تو جائز ہے (اور لباس یعنے پوشاک ہر قوم اپنے خاندان
وزیب موافق پہنے) اور ہر ملک میں اوسی جائے کے رواج موافق پہنے اور لباس اسطرح ڈھیلا ڈھالا رہے کہ جسم کا

جسم یعنے فربہ و لاغری تمیز نہونے پائے اور لنبان آدھی پنڈلی تک کہنا سنت ہے اور ٹخنہ تک نیچا ناکروہ ہے اور ٹخنہ کے نیچے تک چھوڑنا حرام ہے۔ اور عورت کو سوائے منہ و ہاتھہ کے نیچے کے تمام بدن کو ڈھانپنا واجب ہے اسیطرح زن ہی اپنے بدن کو فربہ و لاغری بیگانون سے چھپانا واجب ہے اگر مرد یا عورت تنہائی مین بوجہہ گرمی یا غسل پاہینے لباس کے ننگے ہوے تو جائز ہے اور مرد کے حق مین سفید رنگ کا لباس افضل ہے خصوصاً روز جمعہ۔ اما عیدین و شادی و دیگر خوشی کے کا جو نہین رنگین لباس پہنا افضل ہے۔ جو بنت کے پیشتر رنگا ہوا ہو افضل ہے اور بعد بنت کے ہر قسم کے رنگے ہوے کو بھی پہنا جائز ہے مگر مکروہ۔ صرف کسم و زعفران سے رنگا ہوا پہنا مرد کیلئے مکروہ تحریمی ہے کہ یہہ دو رنگ کو پیغمبر منع فرمائے اور پکا رنگ کچے رنگ سے افضل ہے اور پیغمبر کے عمامہ اکثر سیاہ و زرد و سرخ تھے چنانچہ فتح مکہ کے روز آپکا عمامہ سیاہ تھا اور عیدین مین بھی سیاہ و زرد رنگ کا باندھتے تھے اور سفر مین سرخ رکھتے تھے اور پیچھے شملہ یعنے پلو چھوڑتے تھے۔ کمتر چار انگل زیادہ تر ایک ہاتھہ اور رسیدہ ہے جہانتے پر بھی چھوڑنا سنت ہے اور بزرگان صوفیہ کے نزدیک ڈانوین چھاتی پر چھوڑے کہ یہہ دل کی جانب ہے اور ایک ہاتھہ سے زیادہ دراز چھوڑنا مکروہ ہے اور یہہ علما و فضلا کا شیوہ ہے۔ اور عمامہ کا طول و عرض کا حد نہین ہر شخص کے حیثیت کے موافق حسب رواج زمان و مکان کے ہو اور زن کے حق مین رنگین لباس پہنا افضل ہے کسم و زعفران کے رنگ کا ہو یا اور کسی رنگ کا ہو پہنا جائز ہے اور وضع حسب رواج زمان و مکان کے رہے۔ باقی کیفیت ہاے دوسرے کی دوسری فصل مین ہو چکی **فائدہ** پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی لباس مقرر نہیں۔ جو میسر ہوا پہن لیتے تھے۔ عرب کا رواج ہو یا دیگر ملکون کا مروج ہو لنبا ہو یا کوتاہ ڈھیلا ہو یا تنگ اسکو سودا رتے نہین تھے پٹے تگ و یسا ہی پہنتے تھے۔ بلا تکلف جیسا موقع ملا ویسا ہی عمل فرماتے تھے۔ تا اپنے امت کو ایک ہی وضع کے لباس پہننے کا نہ ہو ہر جہ ہو **تنبیہ** نصاریٰ و دیگر ہنود و کفار کے وضع کے لباس پہنا مکروہ تحریمی ہے اما رومی ٹوپی و دیگر ٹوپیان اور بغیر چاک کے کوٹ و پتلون و پاؤن کی بوٹ اگرچہ تمام مسلمانان سا کنان روم و شام و عراق و مصر و مغرب وغیرہ جو جو سرد ملکون کے انکا یہی لباس ہے اور اُس ملکون کا یہی رواج پڑا صرف صرف علما کی ٹوپی پر ایک چھوٹا سفید رومال باندھتے ہین۔ تا کسیکو مسئلہ دریافت ہو تو علما کو تمیز کر سکین۔ اور بوجہ رواج کے اون ملکون والونکو سیح و زیبا ہے مگر اس ملک یعنے ہندوستان کے باشندے جو اپنے آبا و اجداد کا پیرو ہ اور اپنے ملک کا رواج چھوڑ کر اور دور ملک کے رواج کو اختیار کرنا زیبا پائے جاتا ہے صرف علاقہ داران فوج باقاعدہ

کو زیبا و درست ہے لیکن جب اس ملک کے بادشاہ خلد اللہ ملکہ و دیگر وزراء عظام و امراء کبار نے اس قسم کے لباس کو اختیار و مروج فرمائے تو اون کے پیرو کو کرنا درست ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھَا مثل مشہور ہے یعنے سب لوگ اپنے بادشاہ کے رواج پر چلتے ہین - بلکہ بادشاہ ظل اللہ کے طاعت گذاری و فرمان برداری مرد واجب ہے یعنے سوائے حرام کے باقی اور کسی امر کے عمل و برتاو کرنے یا نکرنیکا حکم فرمائے تو اس حکم کی تعمیل کرنا واجب ہے

باب ساتوان نکاح کے بیان مین

یہہ باب مشتمل اوپر آٹھہ فصلون کے ہے -

فصل اول نکاح کی تعریف کے بیان مین

لغت مین ایک چیز دوسرے سے پیوستہ یعنے ہم جفت ہونیکو نکاح کہتے ہین ڈالی کوڈالی پتہر کو پتہر اینٹ کو اینٹ مادہ کو نر ملائے - اور شرع مین نکاح کے دو معنے ہین (۱) عقد خوانی یعنے ایجاب و قبول (۲ مرد و زن کی جفت و ہمبستر ہونیکو - پس نام عقد خوانی اور معنے دوسرے ہمبستر ہے اور نکاح کرنیکے چار حکم ہین - سنت موکدہ - مکروہ - واجب - مباح **پہلا** سنت موکدہ اوس شخص کے حق مین ہے کہ جسکو نکاح کی شہوت ہو اور مہر و نان و نفقہ کی بہی مقدور رکہتا ہے تو اسپر نکاح کرنا سنت موکدہ ہے **دوسرا** مکروہ اوس شخص کے حق مین ہے کہ جسکو نکاح کی شہوت نہین اور مہر و نان و نفقہ کی مقدور ہے یا اوسکو شہوت ہو مگر مہر و نان نفقہ کی مقدور نہین تو اسپر نکاح کرنا مکروہ ہے کہ روزہ پر روزہ رکہکر اپنی شہوت کو تہنڈا کرے مگر دوا کہا کر شہوت کو تہنڈا کر حرام ہے **تیسرا** - واجب اوس شخص کے حق مین ہو کہ جسکو مہر و نان نفقہ کی مقدور نہین اور شہوت اسقدر غالب ہے کہ جس سے حرام کرنیکی نوبت ہوتی ہو تو حرام سے بچکر نکاح کرنا واجب ہے بلکہ حرہ یعنے بی بیان میسر ہووے یا ناراض ہووے تو کسیکی باندی سے نکاح کرنا جائز ہے مگر اولاد غلامان کے شمار مین ہے اور باندی کے مالک کی ملکیت مین داخل ہین - اور یہہ باندی کا نکاح صرف حرام سے بچنے کیلئے جائز کہا گیا **چوتہا** مباح اوس شخص کے حق مین ہو کہ نکاح کرے تو کر سکتا ہے اور نہین کرے تو صبر و برداشت رکہتا ہے تو چاہے کرے یا نکرے برابر ہے مگر نکاح کرنا اولا ہے کہ ہمارے پیغمبر کی سنت و نیز دیگر پیغمبرون کے سنتون سے نکاح کرنا ہے صرف حضرت یحیٰی بن زکریاء نکاح کئے مگر پرہیزگاری سے ہمبستر نہین فرمائے تیہودیان نے آپکو قتل کئے اور دوسرے حضرت عیسیٰ بن مریم نہونے نکاح نہین فرمائے کہ یہودیان آپکو بہی قتل کرنیکا ارادہ کئے مگر اللہ تعالی نے انکو قتل سے بچاکر

دوسرے آسمان پر چڑھا دئے۔ اور قیامت کے نزدیک اترین گے اور نکاح کرکے دو فرزند پیدا ہونگے رہا ہر مرد کو ایک وقت مین کتنے زنان سے نکاح رکھنا درست ہے حضرت موسیٰ کی امت بنو اسرائیل مین بہت لوگ قتل ہوے چنانچہ فرعون و بخت نصر و دیگر ظالم بادشاہان نے لاکھون مردم کو شہید کئے کہ زنان صد چندان ہوگئے۔ مردم کے رعایت کیلئے ہر شخص پر صدہا زنان کا نکاح مین لانا تورات مین جائز رکھا گیا چنانچہ حضرت داؤدؑ کے ننانوے ۹۹ زوجہ تہین اور اون کے فرزند حضرت سلیمانؑ کے تین سو زوجہ تہین کنیزون کے سوائے اسیطرح ہر کوئی اپنے اپنے مقدور موافق زوجات رکھتے تہے اور حضرت عیسیٰؑ کی امت مین کسیطرح کا قتل نقصان نہین ہوا اور انکی والدہ حضرت مریمؑ کی بزرگی سے زنان کی رعایت کئے گئی کہ ہر شخص ایک زوجہ سے زیادہ رکھنا انجیل مین جائز نہین رکھا گیا۔ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی امت درمیانی ہے اُمَّةً وَسَطًا کہ طرفین کی رعایت کیگئی یا موسیٰؑ کی امت کا افراط و نہ عیسیٰؑ کی امت کی تنگی کہ ہر شخص کو چار زوجہ تک رکھنا قرآن مجید مین جائز رکھا گیا اسمین نہ مرد کو تنگی و نہ زن کو تکلیف اور غلام کو دو زوجہ تک کہنا جائز ہے حرکا آدہا حق اما کنیز و نکاح رکھنا اور انسے ہمبستر کرنیکا شمار نہین اپنے زر خریدی کی اولاد حربا لب اور وارث ہین اب ہمارے پیغمبر جتقدر چاہے انکو مباح ہے مگر انہون نے صرف گیارہ زنان سے نکاح فرمائے اور ایک کنیز رکھے تہین چنانچہ جب آپنے انتقال فرمائے تو نو زوجہ و ایک کنیز موجود تہین ان کے خصوصیات بہت ہین جو خاص انہین کو مباح ہے دیگر بڑے کتابون مین درج ہین **مسئلہ** مرد زن کو دیکھنے کے سات حکم ہے (۱) مرد یگانہ جوان ہو یا بوڈہا نر ہو یا ہمبستر کا عاجز مثل خصی و طواشی و ہیجڑہ و زنانہ۔ بیگانی عورت کے تمام بدن کو بغرض دیکھنا حرام ہے۔ ہان بغیر شہوت نیک نیتی سے منہ و ہاتہہ کے پہنچو کو دیکھنا بعضے علمانے جائز رکھے ہین (۲) شوہر یا مالک اپنی زوجہ یا باندی کے تمام بدن کو دیکھنا جائز ہے صرف شرمگاہ کا دیکھنا مکروہ ہے اسیطرح زوجہ و باندی اپنے شوہر و مالک کے تمام بدن کو دیکھنے کا یہی حکم ہے (۳) مرد اپنے محرم یعنے جنسے نکاح کرنا حرام ہے قرابت دار مثل ماں۔ بیٹی۔ ہمشیرہ۔ یا ساس۔ یا انا۔ یا باندی جو دوسرے سے نکاح کی گئی ہو سوائے ناف و گہٹنون کے درمیان کے باقی بدن کو دیکھنا درست ہے اسیطرح غلام اپنے مالکنی کو دیکھنے کا یہی حکم ہے (۴) کسی زن سے پیغام کئے اور منظور ہونیکی امید قوی رکھتا ہے تو اس زن کا منہ و ہاتہہ کے پہنچے دیکھنا جائز ہے دیکھا نیکو وہ زن راضی ہو یا نہو ظاہر دیکھے یا خفیہ سے دیکھے تو درست ہے تا آئندہ پچھتاوہ نہ ہے (۵) بیگانہ حکیم علاج کیلئے زنکو دیکھنا جائز ہے لیکن چند شروط سے (۱) کوئی زن علاج کرنیوالی موجود نہین یا اوس سے ہو نہین سکتا

(۲) صرف علاج کے جائے کو دیکھے شرم گاہ کیون نہو باقی بدن کو دیکھنا درست نہین (۳) حکیم مرد ہو تو مریضہ کے نزدیک ایک مرد قرابتدار یا چند زنان معتبر رہے (۴) حکیم مسلمان پرہیزگار ہو اگر اوسوقت مسلمان میسر نہوا یا اُس سے ہو نہین سکتا تو تب کافر حکیم سے علاج کرانا درست ہے (۶) معاملہ دین لین یا وکالت کی گواہی کیلئے بیگانی زن کا صرف منہ دیکھنا درست ہے کیونکہ محظ آواز پر گواہی دینا معتبر و درست نہین (۷) باندی کے خریدنیکے وقت منہ و بال و ہاتھ پاؤن وہ بدن کا رنگ نرمی خشکی دیکھنا درست ہے لیکن شرمگاہ کو دیکھنا حرام ہے **فائدہ** جس زن سے نکاح کرنیکا ہو تو اسمین سات خصلت رہنا بہتر ہے (۱) دیانت دار ہو کہ اس سے خدا و رسول و شوہر کی اطاعت گذاری ہوتی ہے (۲) مال یعنے مالدار ہو کہ اس سے شوہر پر زیادہ بار نہین ہوتا (۳) جمال یعنے خوبصورت ہو کہ اس سے شوہر کی طبیعت خوش رہتی ہے (۴) ودود یعنے ملنسار ہو۔ کہ اس سے شوہر ہمیشہ آرام و بے رنج رہتا ہے (۵) ولود یعنے بچہ والی جانچ ہو کہ جمال و سکے مان و بہن و قرابت سے معلوم ہوتا ہے اور اولاد کی خوشی و فائدہ کسی پر مخفی نہین ہے (۶) نسب یعنے معتبر خاندان کی ہو۔ کہ اس سے اپنی خاندان و عزت و آبرو کا لحاظ رکھتی ہے (۷) بکر یعنے انبیہائی ہو۔ کہ اچھا بہتر دیکھی تو خوش و شاکر و ممنون رہتی ہے اگر خراب برا دیکھے تو سب لوگ کا حال ویسا ہی ہوگا تصور کرتی ہے اور زن مین پانچ خصلت بُرے ہین (۱) اُن سات خصال بالا کے خلاف ہو کہ اسمین قباحت ہے (۲) حنانہ یعنے ہر وقت سرد آہ بھرتی ہے۔ کہ سابق کا شوہر فوت ہوا اور شوہر حال کے روبرو ہزارہا وسکا نام لیکر آہ بھرتی ہے تو یہ رنج و ملال کا باعث ہے (۳) انانہ یعنے سر کو ہمیشہ کساوہ باندھکر کنارتی رہتی ہے کہ اس سے شوہر ہمیشہ ملول و بے آرامی سے رہتا ہے (۴) منانہ یعنے ہر بار رہنا ٹونہ دیتی ہے کہ میرے سے تجھکو اسقدر سلوک و فایدہ ہوا ہے کہ اس سے شوہر ہمیشہ آزردہ و رنجیدہ رہتا ہے (۵) مسلطہ یعنے کلہ دراز ہے کہ اس کے بکواس سے شوہر اور اس کے اقربا و محلہ داران تنگ آتے ہین۔ یہہ فائدہ بالا احیا علوم الدین کے کتاب مین درج ہے اور اسیطرح شوہر کی بہی حالت و طبیعت رہے کیونکہ جیسا شوہر کو اچھے کی خواہش و رغبت ہے ویسا ہی زوجہ کو بہی خواہش و رغبت ہوتی ہے

فصل دوسری زنان محرمات وغیر محرمات کے بیان مین

زنان دو قسم پر ہے (۱) جن سے نکاح کرنا حرام ہے (۲) جن سے نکاح کرنا حلال و درست ہے **پہلی قسم** جن سے نکاح کرنا حرام ہے یہہ دو طرح پر ہے (۱) جن سے نکاح کرنا ہمیشہ حرام ہے (۲) جن سے نکاح کرنا کسی

سبب سے حرام ہے بعد دور ہونے سبب کے پھر حلال ہو جاتے ہین **پہلا** جن سے نکاح کرنا ہمیشہ حرام ہے وہ یہہ ہین -
محرمات نسب یعنے قرابتکے زنان (۱) حقیقی یعنے جنی سو والدہ - اما جو آغوشی مین لی یا پرورش کی یہہ بیگانہ کی شمار مین ہے (۲) نانی ونیز والدہ کے تمام نانیان ودادیان جہانتک بالا ہو (۳) دادی ونیز باپکے کل دادیان ونانیان جہانتک بالا ہو (۴) صلبی یعنے پیٹ کی بیٹی اما جسکو آغوشی مین لئے یا پرورش کئے یا زنا یعنے داشتہ کے بطن سے پیدا ہوی تو یہہ تینون بیگانون کے شمار مین ہین (۵) پوتریان ونواسیان جہانتک زیرین ہو (۶) ہمشیرہ حقیقی و عینی جو اپنے وراوس کے باپ ورمان ایک ہی ہے (۷) ہمشیرہ علاتی جو اپنے اوراس کے باپ ایک ورمان دو (۸) ہمشیرہ اخیافی جو اپنے اور اسکے مان ایک ورباپ دو ہے (۹) عمہ یعنے پھوپھا باپ کی ہمشیرہ عینی یا علاتی یا اخیافی ونیز باپ دادا کی پھوپیان (۱۰) خالہ یعنے مان کی ہمشیرہ عینی یا علاتی یا اخیافی و ونیز مان ونانی کی خالات (۱۱) برادران وہمشیرگان عینی وعلاتی واخیافی کے بیٹیان وپوتریان ونواسیان جہانتک زیرین ہو اور **محرمات رضاع** یعنے دودھ پلائی کا رشتہ شروط ذیل سے ثابت ہوتا ہے (۱) دودھ پلانیوالی زن ہو (۲) نو یا زیادہ سالہا کی عمر والی ہو اور دودھ حمل ہونے سے پیدا ہوا ہو یا قدرت سے ہر دو برابر ہے (۳) دودھ پینے والا لڑکا یا لڑکی دو سال تک کی عمر ہو (۴) کمتر پانچ بار متفرق دودھ پلائی ہو ایک روز مین پلائے یا دو سال کے اندر تو برابر ہے اسیطرح چھاتی کو منہ لگا کر پلائے یا نچوڑ کر پلائے برابر ہے اگر ان شرط سے ایک شرط مین خلل ہو کہ پلانیوالا مرد یا حیوان یا عمر نو برس سے کم یا پینے والی کی عمر دو سال سے زیادہ ہے یا صرف چار بار تک پلائے یا دودھ تالو یا آنکھ و ناک و پچکاری سے باطن مین پونچائے تو ان صورتون مین رضاع کی حرمت ثابت نہو گی بلکہ دودھ پلانیوالی بیگانیوالے نون کے شمار مین ہے - پس جب شرط بالا سے رضاع کا رشتہ ثابت ہوا تو دودھ پلانیوالی اور اسکا شوہر ماں باپ کے حرمت مین داخل ہوے اور خاص پینے والا اور اسکی اولاد اور پوترے ونواسے پلانیوالونکے اولاد مین داخل ہوے کچھ نسب و قرابت سے حسب تفصیل بالا حرام ہین تو رضاع سے بھی اوسی تفصیل کے موافق حرام ہین اما دودھ پینے والیکا حقیقی نسب و قرابت کے خاندان دودھ پلانیوالون کے خاندان سے بیگانہ سمجھے جائین گے مثلاً حقیقی باپ یا بھائی دودھ کی مان یا ہمشیرہ سے نکاح کئے یا دودھ کا باپ یا بھائی حقیقی مان یا ہمشیرہ سے نکاح کئے تو ہر دو صورت مین درست و حلال ہے کیونکہ رضاعی رشتہ صرف پینے والے اور اسکے اولاد پر اثر ہوتا ہے نکہ

اسکے باقی قرابت دار و نیز تنبیہ اگر دودھ پلانیوالی کو اور دیگر شوہروں سے اولاد ہے یا اسکے شوہر کو دیگر زوجات سے اولاد ہے سابق سے تھے یا آئندہ پیدا ہوے تو یہہ بھی سب پینے والے اور اسکے اولاد کے رضاع کے رشتہ مین داخل ہین محرمات نکاح جب کسی سے نکاح صحیح و درست کی عقد خوانی ہوتے ہی زوجہ سے ہمبستر کرے یا نکرے نکاح کو بحال رکھے یا طلاق دئے تو زنان حسب تفصیل ذیل حرام ہین (۱) ساس حقیقی یعنے زوجہ کی حقیقی مان و نیز اسکے تمام نانیان و دادیان جہانتک پا لاہو۔ اما جو زوجہ کو آغوشی مین لے لی یا پرورش کی و نیز ساس حقیقی کے سوکنین یعنے سسر کے دیگر زوجات و خوشدامن و ربیبات علاتی یہ سب بیگانون کے شمار مین ہے (۲) ربیبہ یعنے زوجہ کی بیٹی جو سابق کے شوہر کے صلبی ہے اسکی حرمت مان کے ہمبستر ہونے مشروط ہے یعنے جب زوج اوسکی ماں سے ہمبستر کیا تو ربیبہ حرام ہوی اگر ہمبستر کے پیشتر طلاق دئے تو پھر یہہ ربیبہ سے نکاح کرنا درست ہے (۳) زوجہ کی رضاعی مان و نیز اوسکے نانیان و دادیان جیسا ساس حقیقی کا بیان ہوا (۴) فرزند صلبی کی زوجہ یعنے بہو۔ اما فرزند آغوشی و پرورده کی زوجات بیگانون کے شمار مین ہے (۵) باپ حقیقی کی زوجات یعنے مادران علاتی و نیز دادا و نانا کی منکوحات حرام ہین پس محرمات نسب و رضاع و نکاح حسب تفصیل بالا کی حرمت موبده یعنے ہمیشہ ہی دوسرا جن سے نکاح کرنا کسی سبب سے حرام ہے بعد دور ہونے سبب کے پھر حلال ہو جاتی ہین وہ یہ ہین (۱) سالی یعنے زوجہ کی ہمشیرہ اسکے بہن کا نکاح باقی رہے تک سالی حرام ہے۔ اسیطرح زوجہ کے محرمات نسب کو بالا سالی کے حکم مین داخل ہین کیونکہ دو زنان نسبی کے قرابتدارون کو ایک شخص کے نکاح مین جمع کرنا حرام ہے ہان بعد مرنے یا بعد طلاق زوجہ کے پھر سالی یا دیگر زنان مذکورین سے ایک کو نکاح مین لانا درست ہے و علیہذا ایک کے بعد ایک کرنا جائز ہے دو زنان کو جمع کرنیکا قاعدہ کلی یہہ ہے کہ زوجہ کو مرد فرض کرنے سے دوسری سے نکاح حرام ہے تو جمع بھی کرنا حرام ہے مثلاً بھانجا کو خالہ حرام ہے تو اگر بھانجے کو زوجہ فرض کئے تو اسکی خالہ کو جمع کرنا حرام ہے دقیقہ اگر زوجہ کو مرد فرض کئے تو اوس کے باپ کے منکوحات یعنے مادران علاتی حرام ہے لیکن ایک شخص زوجہ کو اور اسکے مادر علاتی کو نکاح مین جمع کرنا درست ہے کیونکہ جمع کرنیکی حرمت صرف دو زنان سے ہے جو دو یا ل یا ننہال سے رشتہ رکھتے ہین (۲) پانچوین زوجہ حرام ہے۔ جب چار زوجہ نکاح مین موجود ہے تو پانچوین سے درست نہین جب ایک مر جائے یا طلاق دئے تو اسکے معاوضہ مین چوتھی کرنا درست ہے اگر پانچ زوجہ کو ایک دم نکاح مین لائے تو پانچو کا نکاح باطل نا درست ہے اور اگر چار کو ایکدم نکاح مین لائے یا ایک کے بعد ایک کئے تو صحیح و درست ہے (۳) شوہر والی کا نکاح کرنا حرام ہے اگر اوسکا شوہر فوت ہو جائے

یا طلاق دیا تو بعد عدت کے نکاح کرنا درست ہے (۴) عدت والی کا نکاح حرام ہے جب تک عدت کی مدت پوری نہیں ہوئی تب تک عدت کے اندر نکاح کرنا درست نہیں اور عدت کی کیفیت انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگی (۵) مرد یا زن جب حج یا عمرہ میں داخل ہوے تو نکاح کرنا حرام و نادرست ہے بعد تحلل ثانی کے درست ہے جیسا حج کے محرمات میں بیان ہوا پس جب موانع یعنے سبابقہ لوٰہ بالا دور ہو جائے تو ان زنان سے نکاح کرنا صحیح و درست ہے **دوسری قسم** جن سے نکاح کرنا حلال و درست ہے یہ بہت طرح کے ہیں (۱) بطریق اجمالی ہر زن غیر بیگانی کا نام رکھا گیا بعضے کا ذکر پہلی قسم میں بیان ہو چکا ہے (۲) وہ زن جو کسی سبب عارضی سے نکاح کرنا منع تھا تو بعد دور ہونے سبب کے اوس سے نکاح کرنا درست ہے ایسی ان زنان کا بیان ہو چکا ہے (۳) حقیقی باپ کی ساس سالی و ربیبہ علاتیان کا نکاح درست ہے اما باپ کے حقیقی ساس سالی یہ نانی و خالہ حقیقیان محرمات میں سے ہیں - اور دادا و نانا کی ساس سالی و ربیبہ علاتیان کا نکاح درست ہے (۴) فرزند صلبی کی ساس سالی و ربیبہ کا نکاح درست ہے اما فرزند کی زوجہ بعد موے بعد طلاق یا فوت کے یہی حرمت باقی رہیگی - اور پوتا و نواسہ کی خوشدامن و سالی و ربیبہ کا نکاح درست ہے (۵) برادر حقیقی و علاتی و اخیافی کے خوشدامنا و ربیبات کا نکاح درست ہے و نیز اون کی زوجات سے بعد طلاق یا فوتی کے نکاح درست ہے اسیطرح برادر زادگان و خواہر زادگان کا یہی حکم ہے (۶) عم یعنے چچا حقیقی و علاتی و اخیافی کی بیٹی و پوتری و نواسی کا نکاح درست ہے و نیز اونکی ساس و سالی و ربیبہ و نیز زوجہ بعد طلاق یا فوتی کے ان سب کا نکاح درست ہے (۷) عمہ یعنے پھپھو کی بیٹی و پوتری و نواسی کا نکاح درست ہے و نیز انکی ساس و نند و ربیبہ سوکن کا نکاح درست ہے (۸) خال یعنے ماموں حقیقی یا علاتی یا اخیافی کی بیٹی و پوتری و نواسی کا نکاح درست ہے و نیز انکی ساس و سالی و ربیبہ و نیز زوجہ بعد طلاق یا فوتی کے ان سب کا نکاح درست ہے (۹) خالہ حقیقی یا علاتی یا اخیافی کی بیٹی و پوتری و نواسی کا نکاح درست ہے - و نیز انکی ساس و نند و ربیبہ و سوکن کا نکاح درست ہے (۱۰) سسر کی دیگر ساس و سالی و ربیبہ علاتیان کا نکاح درست ہے و نیز اسکے دیگر زوجات یعنے زوجہ کی مادران علاتی بعد طلاق یا فوتی کے نکاح درست ہے اما حقیقی ساس و زوجہ یعنے زوجہ کی نانی و نواسی محصنات یہ محرمات میں سے ہیں جیسا آگے بیان ہوا (۱۱) فرزند آغوشی یا پردہ کی مان و دادی و نانی و بیٹی و پوتری و نواسی و ہمشیرہ کا نکاح درست ہے و نیز اوسکی زوجہ بعد طلاق یا فوتی کے نکاح کرنا درست ہے (۱۲) اپنی کنیز یعنے باندی کو بغیر نکاح سے بہتر کرنا حلال و درست ہے اور باندیو کا شمار نہیں صد ہا نہ رکھے تو جائز ہے مگر تین شرط ضرور ہے (۱) جب باندی کو

خریدے یا ہبہ و متروکہ سے اپنے ملک مین آئے تو اسکا استبرا کرنا واجب ہے یعنے ایک حیض اور اوس سے پاک ہونے تک مہلت دین استبرا کے پیشتر ہمبستر کرنا حرام ہے اما بوسہ لینا یا ہاتھ لگانا اور تہٹانداق کرنا جائز ہے (۲) جب ایک کنیز سے ہمبستر کرین تو اوسکی ماں یا بیٹی یا ہمشیرہ دیگر محرمات سے ہمبستر کرنا حرام ہے کیونکہ دو کنیز محرمات نسب سے ہمبستر مین جمع کرنا درست نہین جیسا محرمات نکاح مین جمع کرنا درست نہین رکھے ہین ہان بعد ہمبستر کے روسرے سے نکاح کرائے یا اپنی ملک سے باہر کردے تو باقی دیگر محرمات سے ایک کو ہمبستر مین لانا جائز ہے اما دو یا چند باندیان آپسمین قرابت رکھتے ہوے کو ملکیت مین جمع رکھنا جائز ہے اگر سب ایک سے ایک بیگانہ ہین تو سب سے ہمبستر کرنا حلال و درست ہے (۳) کنیز اون کفار کے زنان سے ہو جو مسلمین بادشاہ کے خلاف مین ہے اسکی تشریح مقدمہ کی دوسری فصل اسلام بالتبعیہ کے بیان مین ہو چکی معاینہ طلب ہے (۱۳) (زنان اہل کتاب یعنے یہودی یا نصرانی) جنکے آبا و اجداد اسلام کے پیشتر سے بتگ اپنے دین پر قایم ہے تو ایسے زن سے نکاح کرنا درست ہے اور اولاد دین و نسب و وراثت مین صرف باپ سے تعلق رکھتے ہین نکہ مان سے اما جو بعد ظہور اسلام کے یہودی یا نصرانی کے دین مین داخل ہوے یا غیر اہل کتاب کے زنان مثل آگ پرست و بت پرست و آب پرست وغیرہ سے نکاح کرنا حرام و نادرست ہے ہان بعد بلوغ و مسلمان ہونیکے نکاح کرے تو جائز ہے باقی کیفیت مقدمہ کی دوسری فصل مین بتفصیل کیساتھ بیان ہو چکی نیز معاینہ طلب ہے۔

فصل تیسری ارکان نکاح کے بیان مین

ارکان نکاح کے پانچ ہین (۱) ولی یعنے ایک مرد زوجہ کا قایم مقام (۲) دو گواہ مرد مسلمان (۳) زوج یعنے شوہر (۴) زوجہ یعنے دلہن (۵) صیغہ یعنے ایجاب و قبول اور ہر ایک رکن کے چند شروط ہین اگر ایک رکن چھوڑے یا اسکے شروط سے ایک شرط خلل ہوی تو نکاح باطل و نادرست ہے **پہلا رکن ولی** - ولی ہونیکے ساتھ شرطین (۱) مرد ہو - زن کی ولایت درست نہین - نہ خاص اپنے ذات کے لئے و نہ کسی زنکا نکاح کرانا درست ہے کیونکہ نکاح ہمبستر کا معنے ہے اور روے شرع یہہ لفظ کو زن اپنے زبان پر لانا لایق و نہ زیبا ہے (۲) مسلمان ہو - زن مسلمان کے لئے کافر کی ولایت درست نہین ہان اپنی مسلمان باندی کا نکاح کرا سکتا ہے (۳) بالغ ہو - نابالغ کی ولایت درست نہین (۴) عقلمند ہو - دیوانہ کی ولایت درست نہین - اما سکر یعنے نشان کی حالت مین درست ہے اگر کوئی دغا و فریب سے نشا نین لائے تو اسکی ولایت درست نہو گی (۵) حر ہو - غلام کی ولایت درست نہین ہان

ہان مالک کی اجازت سے اپنے ذات کیلئے نکاح کی قبولیت کرسکتا ہے اسیطرح اپنے مالک کا وکیل ہکر قبول کرسکتا ہے
اما اپنی بیٹی یا دیگر قرابت یا اپنے مالک کے زنان کے ایجاب یعنے نکاح کروانا درست نہین مالک کی اجازت سے کیون نہو
کیونکہ یہہ ولایت کا عہدہ ہے اور وہ ولایت کے قابل نہین (۶) عدل یعنے پرہیزگار ہو۔ فاسق حرام باز کی ولایت درست
نہین۔ ہان اپنی باندی کا نکاح کرانا درست ہے (۷) سنے والا ہو۔ بہرے کی ولایت درست نہین۔ اما دیکھنے کی شرط نہین
نابینا کی ولایت و نکاح کرانا درست ہے۔ اسیطرح گونگا اوسکی آواز و اشارہ کو گواہان زوج سمجھ سکتے ہین تو اوسکی بھی ولایت
درست ہے ورنہ اشارہ سے سیکھو وکیل کرنا درست ہے۔ اگر باپ یا دادا ولی ہین تو اور ایک شرط اضافہ ہے یعنے انکے اور دلہن مین
کسی طرح کی عداوت ظاہر ہو اما باطنی عداوت کا حکم نہین **مسئلہ** اولیا کی تفصیل معہ ترتیب انکی اسطرح ہے **پہلا**
باپ پھر دادا جہانتک بالا ہو باپ و دادا ہر ایک کو مجبر کہتے ہین یعنے نابالغہ یا بالغہ بکر یعنے انبیاہی کو یہہ جبر سے بغیر
اجازت کے نکاح کرا سکتے ہین **پھر** برادر حقیقی **پھر** برادر علاتی **پھر** برادرزادہ حقیقی **پھر** برادرزادہ علاتی۔ اما برادر
اخیافی کا حق نہین **پھر** چچا حقیقی **پھر** چچا علاتی **پھر** چچازادہ حقیقی **پھر** چچازادہ علاتی اسیطرح باپ دادا کے چچایان
حقیقی و علاتی و نیز چچازادگان حقیقی و علاتی جہانتک بالا ہو۔ اما چچا اخیافی کا حق نہین **پھر** معتق یعنے مالک جو کسیکو
آزاد کئے مثلاً گسنے اپنی باندی کو آزاد کئے یا غلام کو آزاد کئے اور یہہ بیٹی یا پوتی چھوڑ کر فوت ہوا تو ان زنان کا ولی معتق
ہے اگر معتق فوت ہوا تو اوس کے قرابت حسب ترتیب بالا کے نکاح کرائے۔ اگر معتقہ زن ہے زندہ ہے یا فوت ہوی تو جو معتقہ کو نکاح
کرا سکتے ہین تو وہی اوس کے آزاد کئے ہوے زنان کا نکاح کراوین **پھر** بادشاہ یا قاضی یا نائبان قاضی زن کا ولی و قایم مقام ہونا
درست ہے مگر جب تک زیادہ نزدیک کا ولی با شروط بالا کے حاضر موجود ہے تو دوسرے پہر سے وغیرہ مرتبہ والون کے ولایت مین حق
نہین۔ اگر نزدیک کا ولی با کمال شروط بالا دو یا زیادہ منزل پر غائب ہے تو اوسکا قایم مقام قاضی یا نائب قاضی ہوگا نکہ دوسرے مرتبہ کا
ولی اسیطرح نزدیک کا ولی شروط کاملہ سے حاضر ہے اور زن ایک کفو سے نکاح کرنیکو راضی و آمادہ ہے اور ولی مذکور نے شرارت سے
روپوش ہوا۔ یا لیت و لعل مین ایام گزاری کرتا رہا یا رشوت طلب کیا تو اسکو عاضل کہینگے ان حرکات کے ولایت قاضی یا نائب
قاضی کو حاصل ہوتی ہے نکہ دوسرے مرتبہ کے ولی کو اما نزدیک ترکے ولی مین پورے شروط ولایت کے موجود نہین ہے تو دوسرے
مرتبہ والیکو ولایت حاصل ہوتی ہے نکہ قاضی نائب کو مثلاً زن کا برادر حقیقی با کمال شروط بالا دو منزل پر غائب ہے اور برادر
علاتی و برادرزادہ و چچا وغیرہ حاضر ہین تو غائب کامل شروط کا قایم مقام قاضی یا نائب ہوتا ہے نکہ برادر علاتی وغیرہ اور

اگر مثلاً برادر حقیقی مذکور نابالغ یا دیوانہ یا اور کسی شروط بالا سے ناقص ہے تو اسکی ولایت کالعدم و نابود سمجھا جائیگا۔ اور ولایت برادر علاتی کامل کو حاصل ہوتی ہے کہ قاضی نائب کو اسیطرح باقی مراتب کا حکم ہے **تنبیہ** بیٹا بحیثیت فرزندی اپنے ماں کے نکاح کا ولی بنا درست نہین کیونکہ ماں ننیالی خاندان دوسرے قبیلے کے ہین۔ جیسا کہ نانا و ماموں بحیثیت ننیالی خاندان کے اپنی نواسی و ہمشیرہ دی کے نکاح کا ولی بنا درست نہین۔ ہان اگر بیٹا یا نانا یا ماموں ددیالی خاندان کے ہین مثل چچازادہ کا بیٹا یا باپ یا دادا کا چچا۔ تو بحیثیت چچازادہ یا چچا کے نکاح کا ولی بنا درست ہے مثلاً زید اپنے چچا حقیقی کی بیٹی مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کو ایک برادر حقیقی مسمی خالد موجود ہے اور زید نے ہندہ سے ایک فرزند ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا تو یہہ فرزند اپنی ماں ہندہ کا نکاح بحیثیت چچازادہ کا بیٹا ہونیکے ولی ہوسکتا ہے اور خالد جو دختر کا ماموں بحیثیت چچازادگی کے دختر کے نکاح کا ولی ہوسکتا ہے اسیطرح زید کا چچا جو دختر کا نانا ہے بحیثیت باپ کے چچا ہونیکے دختر مذکور کے نکاح کا ولی ہوسکتا ہے **فائدہ** اگر ایک درجہ کے چند اولیان ایکدم حاضر ہے مثل چند برادران حقیقی یا علاتی یا چند چچایان حقیقی وغیرہ حاضر و موجود ہے تو ہر ایک ولایت کا قابل و مستحق ہے اور لازم ہے کہ سب متفق ہوکر ایک کو ولی مقرر کرین مگر افضل یون ہے کہ سب مین جو زیادہ تر عالم۔ پھر جو زیادہ تر پرہیزگار پھر جو زیادہ تر معمر کو مقرر کرین۔ اگر نزاع واقع ہوا تو قرعہ ڈالین جسکے نام کی چٹھی نکلے وہی نکاح کرادے اگر زن انمین سے ایک کو اجازت دی اور وہ بلا اجازت دیگر اولیا کے کفو سے نکاح کرادیا تو نکاح درست ہے۔ مکر مکروہ۔ اگر زن دو سے درجہ والون مین سے ایک کو اجازت دی تو اسکا نکاح کرانا درست نہین **دوسرا رکن** دو گواہ جسقدر شروط ولی مین بیان ہوے وہ وہ سب ہر ایک گواہ کے بھی شرط ہین۔ یعنے مرد مسلمان۔ بالغ۔ عقلمند۔ حر۔ پرہیزگار۔ سننیوالا ہو۔ علاوہ اوسکے اور بھی شروط ذیل اضافہ ہین (۱) ولی اور زوج کے زبان و لغت سے پورے طور واقف ہو۔ تا ایجاب و قبول کا معنی سمجھین (۲) ولی کے ایجاب و زوج کے قبول اور مہر کا مقدار اچھے طور سے سنے اگر ایک لفظ نہ سنے تو گواہی درست نہین (۳) دیکھنے والا ہو۔ کہ ولی اور زوج کے صورت و شکل کی شناخت کرسکین۔ نابینا و کم دیکھنے والے کی گواہی درست نہین (۴) بات کرنیوالا ہو۔ کہ ایجاب و قبول و مقدار مہر وغیرہ فصیح عبارت سے بیان کرسکین۔ گنگے کی گواہی درست نہین (۵) ہوشیار و سمجھدار ہو۔ مغفل و رہولے کی گواہی درست نہین **فائدہ** حقوق جو گواہی یا قسم کھانے سے ثابت ہوتے ہین تو یہہ بہت قسم کے ہین۔ ہر ایک قسم کی ثبوتی علحدہ ہے پہلا حق خونی یعنے کسی محلہ یا بستی یا قبیلہ مین کوئی

شخص مارا جائے اور گواہ ندارد تو اوس کے وارث پچاس بار قسم کہانے سے اون جائے والو نہیں خونی کا دیہ دینا ثابت ہوتا ہے
اور دیہ کی مقدار روزہ کی دوسری فصل مین بیان ہو چکی دوسرا حق زنا یعنے بغیر نکاح کے ہمبستر حرام کیا تو خاص چار مرد کے
بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمنے آنکہ سے دیکھے جیسا اسلامی سرحدانی مین اور یہان زنان کی گواہی کو داخل نہین ہے تیسرا حق وہ
حق کہ جسمین مال کا دعوی نہین مثل نکاح - طلاق عتق یعنے آزادی اقرار - وکالت - کفالت یعنے حاضر ضامن - قتل
یعنے قصاص - جراحت - دشنام کسی عیب کی بدنامی لگائے - سرقہ یعنے چوری - شراب یعنے نشان بازی وغیرہ حقوق یہہ خاص
دو مرد کی گواہی سے ثابت ہوتے ہین اسمین بھی زنان کی گواہی کو دخل نہین چوتھا حق وہ حق جسمین مال کا دعوی ہے مثل قرضہ
بیع - خریدی - کرایہ - مزدوری - ترکہ - مہر - نان و نفقہ - وغیرہ کے تو یہہ تین امر سے ثابت ہوتے ہین (۱) دو مرد کی
گواہی سے (۲) یا ایک مرد اور دو زن کی گواہی سے (۳) یا ایک مرد کی گواہی اور مدعی قسم کہانے سے کہ میرا گواہ سچا بیان
کیا ہے پانچوان حق وہ حق جو اکثر زنان کے دیکھنے مین آتا ہے مثل ولادت حیض - رضاع وغیرہ کے تو یہہ بھی تین امر سے ثابت
ہوتے ہین (۱) دو مرد کی گواہی سے (۲) یا ایک مرد و دو زنان کے گواہی سے (۳) یا چار زنان کی گواہی سے ثابت ہوتا
چھٹا حق وہ خاص رمضان شریف کا چاند ایک مرد کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے اسیطرح اناج و کپڑے و انگور کی زکواۃ کی برآورد
مین یا ایک دو سرے زبان کے ترجمہ مین ایک مرد کافی ہے - مگر مرد اور زن کے گواہی سے مرد دو مرد اور زن ہو کہ جسمین
گواہ کے پوسے شروط موجود رہی اما گھر کے اندر آنیکی اجازت اور ہدیہ اور حصہ پونچانیکے بارہ مین نابالغ عاقل کا بیان
کافی ہے **تیسرا رکن** زوج یعنے شوہر اسکے چند شروط ہین (۱) مسلمان ہو - کہ زن مسلمہ کو کافر سے نکاح کرانا
حرام و ناروست و نالایق ہے کیونکہ کافر کو زن کافر لایق ہے (۲) بالغ ہو - کہ اوسکا ایجاد ایوی و مہر و نان و نفقہ
کی ذمگی درست ہے اور نابالغ سے درست نہین ہان اگر صرف باپ یا دادا نابالغ کو ایک یا دو زنان سے نکاح کرائے تو
درست ہے کیونکہ اُنہون کی شفقت و محبت ظاہر ہے البتہ کچھ مصلحت یا فائدہ دیکھکر کرے ہین ورسوائے باپ دادا کے
دیگر باقی اولیا کو مجاز نہین کہ نابالغ کا نکاح کراوے - اما نابالغ کا مال خاص باپ نہو تو دادا اور یہہ نہو تو
باپ یا دادا کا وصی اگر یہہ بھی نہو تو قاضی کے حفاظت و نگرانی مین رہے دیگر اولیا کو نابالغ کے مال کی نگرانی کا حق نہین
(۳) خود مختار ہو - کہ جبکا پورے طور سے تصرف جائز ہے اما سفیہہ بیدرجو اپنا مال کو لاپروائی سے حرام بازی مین
اور بے محل خرچ کرتا ہے تو اسکی جائداد کو قاضی کے ذریعہ سے ضبط کرواکے پہر ولی کی اجازت سے نکاح و دیگر

تصرفات کرنا درست ہے بغیر ولی کے بذات خود نکاح وغیرہ تصرف کرنا درست نہین۔ اسیطرح غلام بغیر اجازت مالک کے نکاح کرنا یا مال کا تصرف کرنا درست نہین (۴) غفلند ہو۔ کہ مجنون یعنے دیوانہ کا نکاح و تصرف درست نہین نابالغ کے حکم مین ہے۔ اتنا فرق کہ نابالغ مجنون کا نکاح کرانا درست نہین اور بالغ مجنون کے نکاح مین کچھ فائدہ معلوم ہوا کہ حکیم کی رائے کہ نکاح سے فائدہ ہوگا یا خود دیوانہ زنان پر حملہ کرنے لگا تو باپ یا دادا یا قاضی وا نکا نکاح کرانا درست ہے دیگر اولیا کو مجاز نہین۔ اور مال مجنون کا باپ یا دادا یا قاضی کی حفاظت و نگرانی مین رہے دیگر اولیا کو حق نہین (۵) حج و عمرہ کے عمل مین نہو یعنے حج و عمرہ کے عمل مین رہتے تک بذات خود یا بذریعہ وکالت کے نکاح کرنا درست نہین (۶) زن کے نام و نسب سے واقف ہو اگر کسی زن کو برقعہ بنا کر سامنے کھڑے کرے اور اوس سے نکاح کرلے تو درست نہین تب تک اوس کے ماں باپ رنڈی یا منجلی یا چھوٹی سے ناواقف ہے تو اوس سے نکاح کرنا درست نہین (۷) ولی کی ذات یا اوس کے اور زن کے وکالت سے آگاہ ہو۔ اگر زوج کو معلوم نہین کہ یہہ نکاح کرانیوالا خود ولی ہی یا اوسکا وکیل ہے تو نکاح درست نہوگا (۸) مہر حال کی مقدار رکھتا ہو۔ اگر مہر حال یعنے معجل فوراً دینے کی شرط ہے تو زوج کو بھی مقدور دار ہونا شرط ہے ورنہ نکاح درست نہوگا۔ ہان اگر مہر موجل یعنے برآئندہ دینے کی شرط ہے تو زوج مقدور دار ہونا شرط نہین کیونکہ ہر شخص کو اپنے مقدور سے زیادہ قرضہ کا رلینا جائز ہے (۹) زوج کفو ہو) اور کفو کے معنے یہہ ہے ذات و نسب مین زن کے ہم جوڑ و برابری کہتا ہو اگر زوج زن سے اعلی درجہ کا ہے تو اور بہتر ہے اگر زوج ذات و نسب مین کم درجہ کا ہے مگر بہت مالدار اور بڑے عہدہ کا ہے تو یہہ کفو نہوگا۔ کیونکہ اہل نسب و مروت مال و عہدہ کو نگاہ مین نہین لاتے ہین پس واضح ہوا کہ کفو صرف ذات و نسب کے مال و عہدہ ہے اب ذات و نسب کے درجہ و مراتب حسب تفصیل ذیل ہین **اول** سب سے اعلی مرتبہ کے اشرف یعنے سادات عظام ہو الحسنؓ و ہو الحسینؓ ابنان امیر المومنین علی مرتضیٰؓ بطنی فاطمۃ الزہراء بنت الرسولؐ ہین کیونکہ یہہ ہر دو خاندان خاص پیغمبرؐ کے ذات مبارک کا ایک جزء ہے اور پیغمبرؐ کے ذات کی کوئی برابری نہین رکھتا ہے اور یہہ ہر دو خاندان برابر ایک دوسرے کے کفو ہین اور لفظ شریف و سید و نیز حبیب خاص ان دو خاندان کا لقب ہے جو سلاح یعنے ہتیار رکھتے ہین اونکو شریف کہتے ہین اور جو ہتیار نہین رکھتے اونکو سید کہتے ہین اور لفظ حبیب یہہ خاص حضرت والا کے محبان و معتقدان اس لقب کو اضافہ کئے اور یہہ تینون لقب کا ایسا ہی رواج پڑ گیا ہے **استفتی** درباره سید جاہل و عالم کامل کیا فرماتے ہین علماء دین کہ ایک سید جاہل

اور ایک عالم کامل ہر دو صاحبان ایک مجلس میں جمع ہوئے اور وہاں قہوہ یا عطر یا اور کوئی چیز تقسیم کرنا چاہے تو کسکو مقدم کرنا اور پہلے دینا چاہئے۔ جناب شیخ احمد ابن حجر مکی نے بدین مضمون فرمائے الجواب ہر ایک صاحب میں فضیلت و بزرگی ہے سید خواص پیغمبر کے ذات کا ایک جز ہے اور عالم خاص پیغمبر کے علمیت کا وارث و قایم مقام ہے سید کی فضیلت ذاتی کہ ہمیشہ ثابت رہتی ہے اور عالم کی فضیلت صفاتی کہ ہوش و حواس رہے تک رہتی ہے پس بلحاظ فضیلت ذاتی اشرف المخلوقات کے سید کو اول مقدم کریں اور قہوہ وغیرہ کی تقسیم میں بھی پہلے دینی یہی اولا اور مناسب ہے فقط لیکن سید کو اس فضیلت پر غرور نکرنا چاہئے کیونکہ پیغمبر کی شریعت اور طریقت پر فرمانبرداری کرنا شرط ہے اور نافرمانبرداری سے فضیلت منسوخ ہو جاتی ہے جیسا قرآن مجید سے بعضے آیت منسوخ ہوئے ہیں اور پیغمبر کا متروکہ صرف علم ہے اور جو بیدے علم ہو گویا متروک سے محروم ہے دوسرا بنو ہاشم و بنو المطلب یہ ہر دو خاندان برابر ایک دوسرے کا کفو ہے۔ اور ہاشم پیغمبر کے پڑدادا ہیں اور المطلب ہاشم کے برادر حقیقی ہے اگرچہ عبد شمس بنو امیہ کا دادا اور نوفل بنو نوفل کا دادا یہ بھی ہاشم کے برادران ہیں مگر پیغمبر نے اس مرتبہ سے انہو کو تنزل کئے پھر دیگر قریش پھر قوم عرب درعرب کے دو گروہ ہیں ایک عدنانی جو حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کے اولاد سے ہیں اسمیں قبائل بے شمار ہیں چنانچہ قریش ان میں کا ایک قبیلہ ہے دوسرا قحطانی جو قحطان بن ھود کے اولاد سے ہیں اور اسمیں بھی قبائل بے شمار ہیں چنانچہ انصار مدینہ منورہ کے عرب ان میں کا ایک قبیلہ ہے اور یہ ہر دو گروہ ھود میں ملتے ہیں پھر عجم جو غیر عرب ہے مثل روم فارس و ہند وغیرہ کے مسلمانان۔ یہ نسب کے وجوہ و مراتب ہیں یعنے مرد ہاشمی یا مطلبی سیدانی زن کے کفو نہیں اور مرد قریشی زن ہاشمیہ یا مطلبیہ کا کفو نہیں۔ اور مرد عربی زن قریشیہ کا کفو نہیں اور مرد عجمی زن عربیہ کا کفو نہیں۔ اور ہر ایک درجہ بلحاظ رویہ و پیشہ کے بہت درجہ پر ہیں (۱) پرہیزگاری۔ مرد فاسق زن پرہیزگار کا کفو نہیں (۲) نسب اطرمین یعنے مرد کم درجہ مادر کا۔ زن مادر اعلی کا کفو نہیں (۳) مذہبی مرد بدعتی و غیر مذہبی زن سنی کا کفو نہیں (۴) آزادی مرد غلام یا آزاد کیا ہوا۔ زن حرہ اصلی کا کفو نہیں (۵) قاضی و مفتی (۶) عالم (۷) تاجر بقال (۸) تاجر پارچہ (۹) خیاط یعنے درزی (۱۰) حراث یعنے کنبی (۱۱) چوکیدار (۱۲) لوہار (۱۳) نجار یعنے بڑائی (۱۴) اوڑ (۱۵) سنار و کسار (۱۶) جولاہا (۱۷) نداف (۱۸) رنگر (۱۹) اصلاح ساز (۲۰) حجامی (۲۱) غسال (۲۲) چنار و حجام یعنی سنگ لگا کر لہو نکالتا (۲۳) جہاڑو کش (۲۴) خاکروب یہ کفو کے درجہ مراتب ہیں نیچے کے درجہ کا مرد اوس کے بالا درجہ کی زن کا کفو نہیں اسیطرح

ایک سے ایک علاء قاضی و مفتی کے درجہ تک ہے غیر کفو کو دینے سے اولیا کو عار دینے بدنامی اور انکے خاندان میں عیب کا دھبہ پڑتا
اس لئے شرع میں اونکے ولایت کا حق مقرر فرما کیا - تا سمجھ بوجھکر اپنے اختیار و مرضی سے کریں - اگر اعلیٰ درجہ کا
ولی اپنے اختیار و مرضی سے و نیز زن کے اجازت سے غیر کفو سے نکاح کرائے اور اپنے درجہ سے تنزل اختیار کیے تو
نکاح درست ہے اور زیرین درجہ کے اولیا کو اعتراض و ممانعت کرنیکا حق نہیں **چوتھا رکن** زوجہ یعنے دلہن -
معلوم ہونا چاہیے جو زن ہنوز نکاح میں ہمبستر نہیں کی ہوی ہو تو اوسکو بکر یا باکرہ کہتے ہیں یعنے انبھائی اور جو نکاح
میں ہمبستر کی ہوی ہو تو اوسکو ثیب یا ثیبہ کہتے ہیں یعنے کنخدا - پس زن کے نکاح میں شروط ذیل کی رعایت ضرور ہے (۱)
زن مسلمہ ہو یا اہل کتاب میں کے ہو یعنے یہود یا نصاریٰ چنانچہ سابق میں چند بار اسکا بیان ہوا اور باقی زنان کفار جو غیر
اہل کتاب کے ہیں اونکا نکاح درست نہیں (۲) یگانی ہو - محرمات نسب و رضاع و نکاح و سبب عارضی سے نکاح کرنا حرام ہے
(۳) مرد کے نام و نسب اور مقدار مہر سے واقف ہو - اگر مرد کے نسب سے ناواقف ہے اور مہر کے مقدار سے آگاہ نہیں تو نکاح درست
نہوگا (۴) بکر بالغہ ہے تو صرف باپ یا دادا مہر مثل یعنے پورا مہر سے نکاح کرانا درست ہے دیگر باقی اولیا کو بکر بالغہ کا نکاح
کرانیکی مجاز نہیں (۵) ثیب نابالغہ یعنے نابالغہ کی حالتمیں شوہر طلاق دیا یا فوت ہوا تو یہہ بالغہ ہونے تک اسکا نکاح کرانا
درست نہیں باپ یا دادا اولی ہو یا دیگر اولیا ہو - کیونکہ ثیبہ کو بغیر اجازت کے نکاح کرانا درست نہیں اور یہہ نابالغہ کی
اجازت نا معتبر ہے (۶) بکر بالغہ ہے تو صرف باپ یا دادا بغیر اجازت مہر مثل سے نکاح کرانا درست ہے - دیگر اولیا کو اجازت
کے ساتھہ مہر مثل سے نکاح کرانا درست ہے اور بکر بالغہ کی اجازت صرف خاموشی ہے زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں جب
کوئی مرد یا زن اوس سے کہے کہ تمہارے ولی نے فلانے شخص سے اتنے مہر پر نکاح کرا دیا ہیں تو وہ یہہ سوال اچھے طور سے سنکر چپ ہی
یا دکہہ یا گھر کے جدا گی سے روئی تو یہہ خاموشی و رونا اجازت ہے اگر ناراضی کی نشانی معلوم ہوی کہ ہاتھہ کا اشارا کی باسر
پیٹکر اور چلا کر روئی تو اجازت نہ سمجھی جائیگی مگر باپ و دادا کو اجازت لینا سنت ہے تا جمع خاطر سے رہے (۷) ثیب
بالغہ ہے تو کل ولیا باپ سے قاضی تک اجازت سے نکاح کرانا درست ہے اور بغیر اجازت کے کسی ولی کو نکاح کرانیکی
مجاز نہیں اور ثیب بالغہ کی اجازت زبان سے تلفظ کرنا شرط ہے سوال کے جواب میں راضی ہوں یا اجازت
دی ہوں یا ایسا کرو وغیرہ الفاظ زبان سے کہنا ضرور و لابد ہے اما مہر کی مقدار زن ثیبہ کے مرضی پر منحصر ہے مہر مثل
خواہ اوس سے زیادہ یا کم درست ہے (۸) بالغہ اگر دیوانی ہے اور اسکے نکاح کرانے میں فائدہ یا مصلحت پائے جاتی ہے

تو صرف باپ یا دادا یا قاضی اسکا نکاح کرانا درست ہے۔ باقی دیگر اولیا کو مجاز نہین۔ اور اسکا مال بہی باپ یا دادا یا قاضی کے نگرانی مین رہے۔ اما نابالغہ دیوانی کا نکاح کرانا درست نہین **مسئلہ** وکالت کے بارہ مین (۱) زوج یعنے شوہر نے کسی مرد کامل یا اپنے غلام کو نکاح کی قبولیت مین وکیل مقرر کیا تو جائز ہے اور اوسکی حاضری مین یا غیبت مین وکیل یا غلام عقد خوانی کرے تو درست ہے (۲) باپ یا دادا بکرنابالغہ یا بالغہ کے نکاح مین بغیر اجازت بالغہ کے کسی مرد کامل یا غلام کو وکیل مقرر کرے تو درست ہے اما اگر باپ یا دادا دو منزل سے دور ہے تو نکاح کرانا درست نہین نہ بذات خود و نہ وکالت سے کیونکہ غائب کا قایم مقام قاضی ہوتا ہے (۳) سوائے باپ اور دادا کے دیگر اولیا زن کی اجازت سے کسی وکیل کو مقرر کرنا درست ہے اور بغیر اجازت کے درست نہو (۴) زن کی اجازت یعنے وکالت اگر ولی اسکا قاضی یا نائب ہے تو اس اجازت کیلئے دو گواہ ضرور ہے۔ اور اگر اوسکا ولی باپ یا دادا یا دیگر اولیا ہے تو گواہون کی شرط نہین خود ولی بذات خود یا بذریعہ ایک مرد یا زن کے اجازت لے تو کافی ہے مگر گواہ رکہنا مستحب ہے **مسئلہ** زن بالغ عاقل یعنے زن کا کوئی ولی باقی نہ رہا یا زن نومسلم ہے تو اسکو مجاز ہے کہ ایک مرد کامل کو اپنا ولی مقرر کرین بشرطیکہ وہ مرد علمیت مین قاضی کا مرتبہ رکہتا ہو تو اس زن کا نکاح کرانا درست ہے خواہ اُس بستی مین قاضی ہو یا نہو۔ اور اگر علمیت مین قاضی کے رتبہ کو نہین پونچتا۔ اور اوس بستی مین قاضی موجود ہے تو نکاح کرانا درست نہین۔ اور اگر اوس بستی مین کوئی قاضی نہین یا قاضی ہے مگر باوجود معاش کافی ہونے ہوے اور مقدور سے زیادہ اجرت لیتا ہے تو اس صورت مین کم علمیت والا نکاح کرانا جائز و درست ہے اور مقدور سے زیادہ کی مراد وہ خرچ جس سے دل پر بار ہوتا ہے مثل چار پانچ روپیہ اگر چار آنہ آٹھ آنہ یا سوا روپیہ تک کا بار نہین پائے جاتا تو مضائقہ نہین اگر زن مذکورہ کو ولی و نہ قاضی و نہ کم علمیت والا میسر ہوا۔ اور حرام زنا کاری کی نوبت کو پونچتی ہے تو ضرورت کے لئے امام حنفی رح کے مذہب کی تقلید کرکے صرف دو گواہ کے روبرو اپنا نکاح کرلینا جائز ہے اسیطرح بکر نابالغہ کا باپ نہ دادا ہے تو اسکو یتیمہ کہتے ہین اور نان و نفقہ سے محتاج و فاقہ کشی کی نوبت ہو تو حنفی مذہب کی تقلید کرکے کوئی ولی اوسکا یا قاضی نکاح کروانا جائز ہے **پانچوان رکن** صیغہ یعنے ایجاب و قبول ترکیب عقد خوانی کو صیغہ کہتے ہین۔ اور نکاح کردینے کو ایجاب کہتے ہین اور نکاح کے قبولیت کو قبول کہتے ہین اور ایجاب و قبول کے چند شروط ہین (۱) ایجاب مین لفظ زواج یا لفظ نکاح لائے یا ہر دو لفظ لانا واجب ہے

اگر اسکے بدل مین دیگر لفظ لائے مثل بیع یا ہبہ یا بخشش وغیرہ تو نکاح درست نہین ہان اگر خاص لفظ زواج یا نکاح کا ترجمہ کسی اور زبان مین کرین تو درست ہے مثل زَوَّجْتُكَ فُلَانَةَ یا اَنْكَحْتُكَ فُلَانَةَ یا زَوَّجْتُ وَاَنْكَحْتُكَ فلانة **ترجمہ** میسماۃ فلانی کو مین نے آپکے ساتھہ بیاہ کردیا۔ یا میسماۃ فلانی کو مین نے آپکے ساتھہ نکاح کردیا۔ یا میسماۃ فلانی کو مین نے آپکے ساتھہ بیاہ اور نکاح کردیا اردو زبان یا اور کسی زبان سے اسکا ترجمہ کرین تو جائز ہے (۲) قبول مطابق ایجاب کے ہو مثل قَبِلْتُ تَزْوِيجَهَا یا قَبِلْتُ نِكَاحَهَا یا قَبِلْتُ تَزْوِيجَهَا وَنِكَاحَهَا **ترجمہ** قبول کیا مین نے اوسکا بیاہ یا قبول کیا مین نے اوسکا نکاح یا قبول کیا مین نے اوسکا بیاہ اور نکاح۔ اگر تزویجہا کے بدل نکاحہا کہے یا نکاحہا کے بدل تزویجہا کہے۔ یا صرف قبلت کہے۔ یعنے صرف قبول کیا مین نے۔ تو ان سب صورتون مین قبولیت درست نہین۔ کیونکہ ہر ایک لفظ غیر مطابق دوسرے کے ہے اور صرف قبلت یعنے قبول کیا مین نے اس سے معلوم نہین ہوتا کہ کیا چیز کو قبول کئے۔ اگر زوج نے پہلے کہا کہ مسماۃ فلانی کو مین نے اپنے ساتھہ بیاہ کرلیا یا نکاح کرلیا اور ولی نے کہا کہ مین نے بہی آپکے ساتھہ بیاہ کردیا نکاح کردیا۔ تو نکاح درست ہے اما ایجاب و قبول مین مہر کا نام لینا شرط نہین ہے کیونکہ مہر کا نام لینے سے صرف یہہ فائدہ ہے کہ کم یا زیادہ کی مقدار وہی مقرر ہوتی ہے اور نام نہین لینے سے مہر مثل خود بخود واجب الادا ہو جاتا ہے مگر مہر کا نام لینا سنت ہے (۳) بعد تمام ایجاب کے قبول ہو۔ اگر ایجاب کے الفاظ پورے ختم نہین ہوے تک قبولیت کئے تو نکاح درست نہوگا (۴) بعد ختم ایجاب کے فوراً قبولیت ہو اگر ایجاب کے بعد بہت دیر تک خاموش رہے یا غیر علاقہ نکاح کے دیگر کلام کرین تو قبولیت کا وقت فوت ہوا۔ دوبارہ ایجاب و فوراً قبولیت کا ہونا ضرور ہے (۵) ایجاب و قبول کو ولی اور زوج اور ہر دو گواہ پورے طور سے سنین اور سمجھے ہو۔ اگر ایک نے بہی سے بہی نہین سنا۔ یا معنی نہین سمجہا تو نکاح درست نہین (۶) ایجاب و قبول کسی مرد یا زمان پر معلق نہو۔ مثلاً ولی کہا کہ جب میرا برادر آجاوے یا فلان ماہ کا غرہ ہووے تو تجہکو نکاح کردیا۔ تو ایسے معلق یعنے اوپر شرط پر موقوف رکہنا درست نہین یا زوج کہا کہ جب میرا باپ راضی ہو جائے یا فلانے ماہ کا غرہ ہووے تو اسکا نکاح قبول کیا۔ تو ہر دو صورتون مین نکاح درست نہین۔ (۷) نکاح خاص ایک زمانہ معینہ پر مشروط نہو۔ مثلاً ایک شب یا ایک ماہ یا ایک سال تک کا نکاح تجہکو کردیا تو بعد اس مدت کے خود بخود نکاح کے باہر ہو جاتی ہے تو یہہ نکاح درست نہین (اسکو نکاح المتعہ کہتے ہین) یعنے کارا جرائی کا نکاح اگرچہ بوجہ اشد ضرورت مردار چیز کا کہانا حلال ہے تو ابتداء اسلام مین ہی بوجہ اشد ضرورت نکاح المتعہ کا جنگ خیبر مین

جائز کہا گیا تھا۔ پھر منسوخ ہو کر حرام ہوا پھر فتح مکہ میں دوبارہ جائز کہا گیا پھر دوبارہ منسوخ ہو کر اور منسوخی ہی پر ختم ہوا ہے
اب نکاح المتعہ جو منسوخ شدہ ہے اسپر عمل کرنا حرام ہے **تنبیہ** مہر مثل اوس مقدار کو کہتے ہیں جو ہر ملک کے زنان میں ایک
مقدار کا رواج خاص و عام میں مشہور ہوا ہے اگر ہر ایک خاندان کے زنان کا مہر مثل علیحدہ ہے تو اوس خاندان کے زن
کا مہر مثل وہی سمجھا جائیگا یعنے زن کی دادی یا پھپی یا ہمشیرہ کا مہر مقرر ہوا تھا تو وہی مہر مثل ہے اگر کوئی قرابت
نہیں رکھتی ہو تو اس زن کے ہم جولی و خوبصورتی و رویہ گی میں جو مہر مقرر ہوتا ہے۔ تو اسکا بھی وہی مہر مثل
ہے۔ اگر ولی منکوحہ کی اجازت سے کم مہر مثل سے کم یا زیادہ مہر مقرر کئے تو وہی مقدار واجب الادا ہوگی نکہ مہر مثل اور کمتر
مہر کی مقدار جس سے کسی چیز کو خرید سکتے ہیں مثل ایک پیسہ یا ایک پسو اناج وغیرہ اور زیادہ تر کی حد نہیں ہے مگر سنت
موکدہ ہے کہ ایجاب قبول میں مہر کا ذکر کریں اور مقدار دس درہم یعنے اڑھی روپیہ تخمیناً سے بھی کم نکریں۔ ورنہ امام حنفی
کے نزدیک نکاح درست ہوگا اور نیز سنت ہے کہ مہر کی مقدار پانچ سو درہم ہو۔ کیونکہ مقدار اکثر پیغمبر کے بیٹیاں اور بی بیاں
کی تھی جس کے ایکسو پچیس روپیہ ہوتے ہیں صرف ام حبیبہ زوجہ پیغمبر بنت ابا سفیان رض کا مہر چار سو دینار تھا جس کے
ایکسو پچاس تولہ سونا ہوتا ہے کیونکہ نکاح حبش کے ملک میں ہوا اور خود نجاشی رض حبش کے بادشاہ نے اپنے طرف سے
مہر دیا تھا۔ اور درہم اور دینار کا بیان اور وزن کی توضیح زکواۃ کے باب میں ہو چکی اور زوج کے مقدور سے زیادہ
مہر باندھنا مکروہ ہے۔ اگر زوج نادار اور فوراً دینے کی شرط کئے تو نکاح درست نہوگا اگر آئندہ کہے تو جائز ہے
چنانچہ آگے بھی اسکا بیان ہو چکا ہے **فائدہ** عقد خوانی کی ترکیب اسطرح ہے۔ جب نکاح کے کامل مراتب طے
ہو چکے یعنے حسب تفصیل بالا پورے طور سے سمجھکر آگاہ ہوئے اور عقد خوانی کی مجلس منعقد ہوئی تو حسب ہدایات ذیل
عمل کریں **پہلے** قاضی یا نائب۔ یا حاضرین مجلس سے ایک شخص خطبہ پڑھے اور یہہ خطبہ کا پڑھنا سنت ہے
پھر بعد خطبہ کے خود خطیب یعنے قاری النکاح خاص ولی اور زوج اور ہر دو گواہ۔ اور عام تمام حاضرین مجلس کو
توبہ کراوین تا کوئی فاسق ہو تو توبہ سے معتبر ہو جاتا ہے۔ اور یہہ توبہ کرانا مستحب ہے **پھر** ولی اور زوج کو ایک
دوسرے کے روبرو بٹھائیں۔ اور بطور مصافحہ ہاتھہ میں ہاتھہ کہنیں اور دونوں کے ہاتھہ پر ایک رومال کا پلو ڈالیں
اور قاری النکاح رومال کے اوپر سے ان دونوں کے ہاتھہ پکڑے اور دونوں کو اور ایک چھوٹا خطبہ پڑھاوے
اور یہہ ہاتھہ میں ہاتھہ کہنا اور دوسرا خطبہ پڑھنا سنت ہے **پھر** بلند آواز سے ولی کو ایجاب پڑھاوے **پھر** فوراً

زوج کو قبولیت پڑھاوے۔ اور ایجاب و قبول کو تین بار پڑھانا مستحب ہے تا گواہان پورے طور سے سنکر سمجھ لیویں پھر بعد عقد خوانی کے دعا اور فاتحہ پڑھے۔ اور یہ بھی مستحب ہے پھر بعد دعا و فاتحہ کے کھجور یا مصری و بادام زوج کے سر پر سے نثار کرے اور حاضرین مجلس کے درمیان چوطرف پھیلاوین۔ اور یہ نثار کرنا سنت ہے اور اس سے کچھ لیکر کھانا جائز ہے لیکن بطور لوٹنے کے لینا اعتبار میں خلل اور مروت میں خفت پیدا ہوتی ہے اب توضیح عقد خوانی حسب ترتیب ہدایات بالا کے اسطرح ہے۔ پہلا خطبہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ہ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَحَلَّ النِّکَاحَ وَنَدَبَ اِلَیْہِ وَحَرَّمَ السِّفَاحَ وَاَوْعَدَ عَلَیْہِ (فَقَالَ تَعَالٰی) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَسَآءَ سَبِیْلًا ہ (وَقَالَ تَعَالٰی) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (وَقَالَ تَعَالٰی) یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ہ (وَقَالَ تَعَالٰی) فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا ہ (وَقَالَ تَعَالٰی) وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ہ (وَقَالَ تَعَالٰی) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ہ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ہ (وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مُوْضُوْعٌ وَاِنَّ مِبَاہَۃَ بِکُمُ الْاُمَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَمَا قَالَ اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِوَالِدَیْکُمْ وَجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاسْتَغْفِرُوْہُ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(پھر توبہ کرانا) کہنا کہ کہو یا صاحب لوگو کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ہر گناہ سے توبہ کیا ہوں اور ہر قول یا فعل یا اعتقاد شرع و اسلام کے خلاف میں اوسپر عمل کرتا تھا اب میں اوس سے بری و دست بردار ہوا ہوں

(پھر ولی و زوج کو چھوٹا خطبہ پڑھانا) بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا

رَسُوْلِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ وَّلَاہُ اُوْصِیْکُمْ وَنَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ۔
(پھر ولی کو ایجاب پڑھانا) اے سالم بن غانم القرشی میری دختر یا میری ہمشیرہ یا موکلہ مسماۃ سعاد بنت مراد کو بمقابلہ الکیس پچیس روپیہ سکہ حالی رائج الوقت مہر موجل برآیندہ کے بشہادت شافع بن نافع و ناصر بن ظافر و حاضرین مجلس کے میری ولایت یا وکالت سے آپ کے ساتھ بیاہ و نکاح کر دیا (پھر فوراً زوج کو قبولیت پڑھانا) مسماۃ مذکورہ کے بیاہ و نکاح کو میں نے قبول کیا اوس ہی مقدار مہر مذکور پر خاص میرے ذات کیلئے یا میرے موکل کے لئے اور راضی ہوا میں بیاہنے اوسکے
(پھر بعد ایجاب و قبول کے دعاء فاتحہ پڑھنا) اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ اٰدَمَ وَحَوَّا عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ اِبْرَاھِیْمَ وَسَارَۃَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ یُوْسُفَ وَزُلَیْخَا عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ مُوْسٰی وَصَفُوْرَا عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ سُلَیْمَانَ وَبِلْقِیْسَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ ۝ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَدِیْجَۃَ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ۝ اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَھُمَا کَمَا اَلَّفْتَ بَیْنَ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَفَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمَا وَبَارِکْ عَلَیْھِمَا وَاجْمَعْ بَیْنَھُمَا فِیْ خَیْرٍ وَّعَافِیَۃٍ وَّاَخْرِجْ مِنْھُمَا الذُّرِّیَّۃَ الصَّالِحَۃَ وَبَارِکْ لَنَا مَعْشَرَ الْحَاضِرِیْنَ کَذٰلِکَ ۝ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اَلْفَاتِحَۃَ
(پھر کھجور وغیرہ کو نثار کریں) اور نکاح میں شتاب بہت ہیں۔ ایمن سے عقد خوانی روز جمعہ ہو۔ اور مسجد میں پڑھا دے اور نکاح کی دعوت کرے زوجہ کا ولی بعد عقد خوانی کے کہلائے اور زوج عروس یعنی دلہن کو اپنے مکان میں لائے بعد دعوت کرے ان دو وقتوں کے بیتر دعوت کرنا خلاف سنت ہے صرف خوشی و مہمانداری کی دعوت کے شمار میں ہے اور مال دار ہو تو کمتر ایک بکرا ذبح کرے۔ اگر اس سے زیادہ چاہے تو بغیر تکلف و افراط کے جسقدر مقدور ہو کریں۔ اور کم مقدور والا ہو تو آدھا بکرا یا اس سے کم جسقدر ہو سکے کرے۔ اور تو بہ خویش و محلہ داران و دوستان و محتاجان کو دعوت کریں خاص مال داران کو دعوت دینا مکروہ ہے (اور نکاح کی دعوت میں جانا واجب ہے) اور طعام کھانا سنت ہے اگر نہیں کھانے سے صاحب دعوت آزردہ و ناخوش ہوتا۔ اور دعوتی نفل کا روزہ دار ہے تو روزہ توڑ کر کھانا افضل ہے اگر دعوت کی جائے میں حرام کاری ہوتی اور اپنے جانے سے موقوف نہیں ہوتی۔ یا وہاں دینی یا دنیاوی اپنا کوئی دشمن ہے۔ اور اسکے صحبت سے

رنج ہوتا۔ یا وہان رذیل و ہلکہ پیشہ کا کوئی ہے۔ اور اسکی ہم جلسہ سے اپنے منصب و حیثیت مین خفت پیدا ہوتی ہی
تو ان صورتون مین دعوت مین جانا واجب نہیگا اگر صاحب دعوت مہمانونکو تین روز مین تفریق کرے تو پہلے روز مین
دعوت دے تو جانا واجب ہے اور صرف دوسرے روز مین دے تو جانا سنت ہے۔ اور صرف تیسرے روز مین دے تو جانا مکروہ
ہے کہ ایسے دعوتون مین تمیز ولا پروائی پائی جاتی ہے۔ ہان اگر مہمان بہت اور مکان چھوٹا ہے اور ایک روز مین
سبکی دعوت ہو نہین سکتی تو سب روز برابر ہین۔ کسی روز مین دعوت دے تو جانا واجب ہے (اور جو باجہ نکاح و دیگر
خوشی کے دعوتون مین بجانیکا دستور ہے) تو اسی باجہ کو بجا کر نکاح کو خاص و عام مین ظاہر کرین۔ اور خفیہ و پوشیدگی
مین نکاح کرنا مکروہ ہے۔ کہ حلال و حرام بازی مین باجہ اور ظاہر کرنیکا فرق ہے اما باجہ وراگ جسکو عربی مین سماع کہتے
ہین جو خاص شان بازان یا رذیلان کی مجلس مین بجانیکا دستور ہے تو اس آلات کے بجانے مین خلاف ہے بعضون
کے نزدیک جائز ہے و دیگرون کے نزدیک حرام ہے (اب باجناب بزرگان صوفیہ قدس اسرارہم کا باجہ) جو ہر ایک نے ایک
وضع کے باجہ کو اختیار فرمائے اور اسکو سماع کہتے ہین۔ تو یہ حضرات نیک صفات علوم شریعت و طریقت و حقیقت سے
بہرے ہوے نہین تو انہونکے اقوال و افعال و حرکات و سکنات و بلند آوازی و آہستگی و خاموشی و وضع و رسم
و رواج وغیرہ مین کسیکو کلام نہین ہے کیونکہ وہ شرع کے پابند تھے اور ایک لمحہ بھی شرع کے بیرون نہین ہوتے ہر امر مین جبتک
کوئی امر حرام مطلق اتفاق سے ثابت نہو تبتک کسیکو اعتراض کرنیکا مجاز نہین کیونکہ معترض صاحب اپنے ظاہری آنکھہ
کی بصارت سے صرف ظاہری حال کو دیکھتے ہین اور وہ بزرگان اپنے باطنی دل کے بصیرت سے باطنی حال کو ملاحظہ فرماتے
ہین زمین سے آسمان دور ہے تیسرا اون کے زمانہ کے قاضیان و مفتیان و علما، کبار بطریق تبرک آپکے مجلسون مین
تشریف فرما ہوتے تھے اور ایسے فضلا کا تشریف لانا معترض کے مقابلہ مین بڑی حجت ہے۔ ہان اگر کوئی بے علم
جاہل ایک نیا اختراع کو ایجاد کرے یا بے علمیت سے صرف اُن بزرگون کی نقل کرتے رہے یا تہا لیان مزامیر آواز
و باجہ کے برابر بجائے وغیرہ تو معترض کا اعتراض بجا ہے یہ بحث نکاح سے متعلق نہین تہی مگر باجہ کے بیان مین اسکا
بہی ذکر لانا کچھ فائدہ سے خالی نہوگا۔ بعد عقد خوانی کے دولہا و دلہن تشکر کا سجدہ کرے اور سجدہ کے شروط کی رعایت
ضرور ہے اور بعد جلوہ کے ہر ایک دو رکعت سنت الزفاف کے پڑہے۔ اور زفاف دلہن کی ملاقات کو کہتے ہین
اور سوائے نکاح کے دعوت باقی دیگر دعوتون مین جانا سنت ہے۔ مثل ختان کی دعوت یا ہدیہ یا مرض سے صحت پانے

یا مسافر آئے یا بچہ پیدا ہوا یا نیا مکان بنائے یا خریدے یا پیغمبر کا مولد شریف یا درکسی بزرگ کے نام سے ختم قرآن مجید
دعوت کرے یا اور کسی نوع کی خوشی کی دعوت کرے تو جانا سنت ہے **مسئلہ** بعد عقد خوانی کے کل مہر
مقررہ یا کل مہر مثل وامر سے واجب ہوتا ہے (۱) دخول ہے یعنے ہمبستر کرنے سے کل مہر ثابت اور واجب الادا ہوتا ہے
اگر دخول کے پیشتر طلاق دے تو صرف نصف مہر ثابت اور واجب الادا ہوتا ہے اما محض خلوت یعنے دولہا دلہن
تنہائی مین بیٹھے یا ایک بستر پر سوئے یا حجرہ مین جاکر دروازہ بند کئے تو یہہ خلوت دخول کے حکم مین نہوگی
بلکہ بعد خلوت مذکور کے طلاق دے تو صرف وہی آدھا مہر واجب ہوگا (۲) زوج یا زوجہ فوت ہونے سے کل مہر ثابت
اور واجب الادا ہوتا ہے۔ دخول ہوا ہو یا نہو برابر ہے۔ زوج اور زوجہ بالغان ہون یا نابالغان یا ایک بالغ و ایک نابالغ
برابر ہے بعد فوتی کے کل مہر ثابت ہونیکا وہی حکم ہے **تتمہ** اگر شادی کا رسم تو ہگیا اور کچھ زیور وغیرہ دیا گیا تھا قبل عقد خوانی
کے جو کچھ زیور و پارچہ وغیرہ دولہا کے طرف سے دلہن کو دیا گیا تھا یا دلہن کے جانب سے دولہا کو دیا گیا تھا اور عقد خوانی
ہوجائے تو ہر ایک اپنے دئے ہوئے کا مالک و مستحق ہوتے ہین ورنہ ہر ایک دوسرے کے دئے ہوئے چیز کو واپس کرنا واجب ہے
مسئلہ زوج یا زوجہ مین ایک عیب قدیمی یا جدید ظاہر ہوا تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ نکاح کو فسخ کرین یعنے توڑین
زوج مین جو موجب فسخ کے چھ عیب ہے (۱) مجنونی یعنے دیوانہ اس سے جان کا خوف اور زوجہ و نیز اس کے اولیا کو
عار ہوتا ہے (۲) جذامی اللھم احفظنا کہ ایک مرض خون بگڑنے سے بدن سرخ پھر سیاہ ہوتا ہے بعد اس کے
ہاتھہ و پاؤن کے انگلیان جھڑتے ہین اسکی صحبت سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے (۳) ابرص یعنے یہہ ایک مرض ہے کہ بدن
پر سفیدی آجاتی ہے یا جابجا سفید ٹیکہ ہوتے ہین۔ اس سے بھی طبیعت کو کراہت ہوتی ہے (۴) عنین یعنے نامرد
کہ عضو مخصوص کے رگان ڈھیلے رہتے ہین اور ہمبستر کا عاجز ہوتا ہے اسکی صحبت سے بیفائدہ ہے (۵) مجبوب یعنے عضو
مخصوص کا جڑ سے کٹا ہوا۔ اس سے بھی زن کو ہرجہ و بیفائدہ ہے (۶) خلاف وعدہ یعنے زوج شریف الخاندان
یا حر یا عمدہ پیشہ کا وعدہ تھا۔ اور یہہ خست خاندان یا غلام یا ہلکہ پیشہ کا پایا گیا۔ کہ جس سے زن کا کفو ہو نہین سکتا
اور اس سے زوجہ و نیز اولیا کو عار ہوتا ہے۔ اور ایک یا پچھین عیب تک قدیم سے ہو یا عقد خوانی کے وقت
نمود ہوے یا بعد عقد خوانی کے پیدا ہوے تو برابر ہے بس جہہ عیوب بالا یا ایک نہین سے واقع ہوا۔ اور زوجہ
نکاح کو فسخ کرنیکا ارادہ کی فوراً دارالقضا مین رجوع کرین اور بعد ثبوتی کے فسخ کرالیوین اگر بعد دخول کے عنین ہوجائے تو فسخ نہوگا بیطرح خصی

جو موجب فسخ کے چھ عیب ہین (۱) جنون - جیسا بیان ہوا (۲) جذام جیسا تشریح ہوی (۳) برص جیسا ذکر ہوا (۴) رتق یعنے عضو مخصوص ملا ہوا صرف پیشاب کا سوراخ ہے جس سے ہمبستر ہو نہین سکتا - اور زوج کو فائدہ نہین (۵) قرن یعنے ایک ہڈی کے وضع یا گوشت عضو مخصوص مین ہوتا ہے اور ہمبستری کرنیکا مانع ہے یہہ بہی زوج کو بیفائدہ ہے (۶) خلاف وعدہ یعنے زوجہ سلمان یا شریف الخاندان یا عمدہ پیشہ وغیرہ کا وعدہ تہا - اور یہہ اہل کتاب یا سست خاندان یا ہلکہ پیشہ کی پائی گئی - جو بیچ چھ عیوب بالا سے ایک عیب بہی واقع ہوا - اور زوج نکاح کے فسخ کرنیکا ارادہ کیا - تو فوراً دار القضا مین رجوع کرین اور بعد ثبوتی کے فسخ کرا لیوین - اگر زوج یا زوجہ کے خلاف وعدہ مین بہتر حالت پیدا ہوی مثلاً سست کے وعدہ مین شریف پایا گیا اور اہل کتاب کے وعدہ مین سلمان زن یا بیگی وغیرہ تو سبکو نکاح کے فسخ کرنیکا حق نہوگا - اسیطرح بعد معلوم ہونے عیب کے ہمبستر کیے یا فوراً رجوع نہین کیے یا ہستی مین قاضی نہو تو عیب کی ناراضی کے گواہ نہ رہے یعنے ہر سہ صورتین تین روز سے زیادہ خاموش رہے تو یہہ ہمبستر کرنا اور اس عرصہ تک خاموش رہنا رضامندی کے حکم مین ہے اور اس سے نکاح مستحکم ہوا پہر کسیکو فسخ کروانیکا حق باقی نہین رہا اور جب شروط بالا سے فسخ ہو گیا تو دیکہنا چاہیے کہ اگر فسخ دخول کے پیشتر ہوا تو مہر باطل ہوا نہ کل نہ آدہا دینا واجب ہے اور اگر فسخ بعد دخول کے واقع ہوا تو مہر مقررہ یا مہر مثل دینا واجب ہے -

فصل چوتہی نان و نفقہ کے بیان مین

پہلا زوجہ کا نان و نفقہ زوج پر شروط ذیل سے واجب ہوتا ہے (۱) زوجہ سن بلوغ کو پہونچی ہو یعنے نو برس سے زیادہ معمر ہو - اگر عمر اسکی نو برس سے کم ہے اور اسکے ولی نے شوہر کے مکان مین رہنے یا ہمبستر کرنیکی اجازت دیا کیون نہو نفقہ واجب نہوگا (۲) زوجہ ہمبستر کرنیکے قابل اور طاقت رکہتی ہو - اگر بوجہ کم سنی کے ہنوز ہمبستر کے قابل نہین و نہ طاقت رکہتی ہو تو نفقہ واجب نہوگا - ہان اگر ہمبستر کرنیکے قابل ہے مگر کوئی دیگر مانع ہوا مثل مرض یا حیض یا نفاس یا روزہ یا حج یا شوہر غائب یا نابالغ ہے تو زوج پر نان و نفقہ کا دینا واجب ہے (۳) زوجہ شوہر کے مکان کے باہر نہ نکلی ہو - اور مکان شوہر کے ملکی یا کرایہ یا عاریتہ کا ہو تو برابر ہے بشرطیکہ مکان اور جائے اور محلہ زوجہ کے حیثیت کے لایق رہے - اگر بغیر اجازت شوہر کے مکان کے باہر نکلی ماں باپ کے خیریت کی خبر لینے کیون نہو شوہر حاضر ہو یا غائب تو نفقہ واجب نہوگا - ہان اگر شوہر غائب ہے اور مکان بستی کے کنارہ پر واقع ہے اور بدکاروں اور ڈاکوؤں کا

خوف ہے یا برسات وآگ سے مکان گرنیکا ڈر ہے تو شوہر کے قرابتداران یا دوستوں کے مکان مین جانا جائز ہے۔
اور نفقہ کی مستحق ہے (۴) زوجہ شبانہ روز شوہر کے فرمانبردار ہو اگر شوہر نے ہمبستر یا کوئی اور امر جائز کیلئے حکم کیا
اور وہ بغیر عذر موجودہ انکار کی اور ناقابل برداری کی تو نفقہ کی مستحق نہوگی۔ اور اس نافرمانبردار کو نشوز کہتے ہین۔
جسکی وجہ سے نشوز واقع ہوا۔ تو پہلے بات ودہکی سے فہمایش کرین۔ اگر نہ مانی تو اپنا بستر اوس سے علحدہ کرین۔ اگر اس سے
بھی لاپروائی کرے تو کسی ہلکی چیز مثل رومال کے پلو سے مارنا جائز ہے۔ اسیطرح عبادت کے فرض یا واجب کی تعمیل مین
لیت ولعل کرے تو مارنا جائز ہے۔ اما لکڑی وغیرہ بھاری چیز سے مارنا جس سے ہڈی توٹنے یا زخم ہونیکی نوبت ہوتی ہے تو
درست نہین اور ایسے مارکا زوج ذمہ دار ہوگا اسیطرح اوستاد کا حکم ہے اگر زوجہ بغیر اجازت شوہر کے مکان کے باہر کلی اور
بیگانہ یا دوستان یا مان باپ کے مکان مین جاکر رہی تو اسکا نفقہ ساقط دنابود ہوتا ہے۔ اگر خود بخود یا مان باپ وغیرہ کے
فہمایش سے پھر فرمانبرداری ہوی اور شوہر کے مکان مین آنیکو راضی ہے اور شوہر گھر مین آنیکو منع کیا کیون نہو تو اسصورت
مین آج سے اسکا نان ونفقہ ثابت ہوا اور شوہر کے ذمہ مین واجب الادا ہے اگر اس حالت مین زوج غائب ہے تو اس کے
وکیل کو اطلاع کرین اور اگر وکیل نہ رکھتا ہو تو بطریق مراسلہ کے آگاہ کرین اور آگاہی کے تاریخ سے اوسکا نان ونفقہ جاری
ہوگا۔ اور زوج کو اختیار ہے کہ خود آجائے یا بذریعہ وکیل زوجہ کو اپنے مرضی کے مکان مین رکھوائے۔ اور زوجہ کو اوسکے وطن مالوف
سے غیر بستی یا غیر ملک مین لیجانیکا زوج کو اختیار حاصل ہے ہان اگر شوہر لامتدار نہین کہ کنیز بنا لیگا یا خشکی ودریا کے راہ مین
جان یا مال یا آبرو کے جانیکا خوف وخطر ہے تو اس صورت مین زوجہ کو لیجانیکا اختیار نہوگا بلکہ زوجہ کے مرضی پر منحصر ہے اور سات
نہین جانے سے بھی نان ونفقہ کی مستحق ہے۔ اور نان ونفقہ کی مقدار شوہر کے حیثیت اور مقدور موافق ہے زیادہ تر مالدار ہو تو روز
دو مد اناج دینا واجب ہے اور دو مد کے سوا سیر تخمیناً حیدرآبادی ہوتے ہین اور اناج اوس بستی کے جو بڑی لوگ کہایا کرتے ہین دینا واجب ہے اسیطرح
سالن گوشت ترکاری گھی مصالحہ دویا چند طرح نیز ان یا قہوہ یا چاہ حسب رواج اوس بستی کے دینا واجب ہے وعلیہذا کپڑے
رشمی وغیرہ نظیر ہم جوڑے کے شش ماہی یا سالانہ دینا واجب ہے اور اناج کی کٹوتی وپسوائی وپکوائی برتن ودیگر آلات کہانا وپانی
وفرش وغیرہ کا شوہر ذمہ دار ہے اگر زوجہ کی حیثیت کسی اور سے خدمت لینے کے لائق ہو تو زوج کو چاہیئے کہ ایک باندی یا زر خرید اسکی خدمت
مین کہین اور نوکا بہی اوس کا نفقہ دینا واجب ہے اگر شوہر اناج وغیرہ کے بدل مین نقد دینا چاہا یا زوجہ اوسکے بدل مین نقد طلب کی تو ہر ایک
اسمین دوسرے کو جبر نہین کرسکتے اور یہ دونون کے مرضی پر موقوف ہے اگر زوجہ مانوعا قلا اپنی رضامندی سے شوہر کیساتھ کہاتی ہی جیسا اب شوہر ہے تو

اوسی مین اوسکا نان ونفقہ ادا ہو جاتا ہے اگر شوہر معتدل حال کا ہو تو ہر روز ڈیڑھ مد اناج دینا واجب ہے اور ڈیڑھ مد کے چھٹاک کم سیر تخمیناً حیدرآبادی ہوتے ہین اور اناج وسالن ومصالح ونیز کپڑے وبرتن وفرش وغیرہ اوس بستی کے معتدل حال والون کے جیسا دینا واجب ہے اور اسکے بدل مین نقد دینا یا اپنے مرضی سے ملکر کھانا ہر دو کی مرضی پر منحصر ہے جیسا ذکر ہوا۔ اگر شوہر کمتر مقدور کا ہو تو ہر روز ایک مد اناج دینا واجب ہے اور ایک مد کا اڑھی پاؤ تخمیناً حیدرآبادی ہوتا ہے اور اناج وسالن برتن ویسوائی وکپڑے وفرش وغیرہ اوس بستی کے کمتر مقدور والون کے موافق دینا واجب ہے اور اسکے بدل مین نقد یا ملکر کھانا یہہ ہر دو کی مرضی پر موقوف ہے جیسا بیان ہوا

دوسرا نفقہ اقربائی نسب قرابتون مین سے صرف ماں وباپ جہانتک بالا ہو۔ اور اولاد جہانتک زیرین ہو تو چند شروط سے انہونکا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ ماں وباپ کا نان ونفقہ شروط ذیل سے دینا واجب ہے (۱) نادار یعنے کچھ جائداد نہین رکھتے ہین (۲) لایق پیشہ سے کما نہین سکتے ہین تو نان ونفقہ وکپڑا ومکان وغیرہ حسب حیثیت اپنے دینا واجب ہے۔ اگر باپ کو نکاح کرنیکی اشد ضرورت پڑی تو ایک کنیز خرید کر خواصی مین دینا یا حرہ سے نکاح کرانا واجب ہے اور اولاد کا نان ونفقہ شروط ذیل سے دینا واجب ہے (۱) نابالغ (۲) نادار ہے اگر بالغ ہو تو اسکے یہی دو شرط ہے (۱) نادار ہے (۲) لایق پیشہ سے کما نہین سکتا ہے۔ یا نادار ہے تو بیٹا یا بیٹی پوتا یا پوتری وغیرہ انہونکو مان ونفقہ وکپڑا ومکان وغیرہ حسب حیثیت اپنے دینا واجب ہے۔ اما دیگر باقی اقربا مثل برادران وہمشیرون وعمویان وپھپیان وغیرہ کا نان ونفقہ دینا واجب نہین ہان اگر شروط بالا انمین موجود ہے تو انپر خیر واحسان کرنا موجب عظیم اور انسانیت سے بعید نہوگا

تیسرا نفقہ مملوک کا یعنے غلام یا باندی رکھتے ہو تو اسکا نان ونفقہ وکپڑا حسب دستور رواج بلدہ کے دینا واجب ہے اور اوسکے مقدور وطاقت سے زیادہ کام لینا حرام ہے۔ اگر دن مین کام لئے تو رات کو آرام دیوین۔ اگر رات مین کام لئے تو دن کو آرام دیوین حسب تفصیل بالا کے ہر مالک کو عمل کرنا واجب ہے۔ اسیطرح کسی قسم کے حیوان رکھتے ہو تو انکا خوراک ودانہ وچارہ حسب دستور بستی کے دینا واجب ہے اور اسکے مقدور وطاقت سے زیادہ کام لینا حرام ہے اسکے طاقت موافق کام لیکر پھر آرامی بھی دیوین جو کچھ نفقہ واجبہ کا ذکر ہوا تو حاکم جبر سے اوسکی تعمیل کرا سکتے ہین نفقہ آدمی کا ہو یا حیوان کا اگر حلال حیوان ہے تو اوسکو دانہ چارہ دیوین یا ذبح کرکے کھالیوے یا بیچے۔ کہ حاکم مالک کو انمین سے ایک امر پر جبر کرین اگر حرام حیوان ہین تو اوسکو دانہ چارہ دیوین یا بیچے حاکم مالک پر انمین سے ایک امر پر جبر کرے اگر کسی جائے مین حاکم نہین ہے

تو وہان جو لوگ مقدم وسرگروہ ہون تو اس تفصیل بالا کی تعمیل کرانیکے ذمہ دار ہین اگر نکرین تو گنہگار ہوتے ہین۔

مسئلہ شوہر کو دو یا تین یا چار زوجات ہو تو سب کے حقوق برابر ادا کرنا واجب ہے۔ اسکو قسم یعنے حصہ دہی کہتے ہین۔ ہر زوجہ کو ایک علیحدہ مکان مین رکھین بغیر رضامندی زوجات کے ایک دالان مین رکھنا حرام ہے نان ونفقہ وکپڑا ومکان وغیرہ سب کو برابر دینا واجب ہے اگر کوئی زوجہ مغرز ہے تو اسکی حیثیت موافق زیادہ کرے تو مضائقہ نہین اور جب زوجات کے مکانون مین رہنا چاہے تو قرعہ ڈالین جسکے نام کی پہلی چٹھی نکلے تو اسی سے شروع کرین ایک شبانہ وروز رہکر پھر دوسری وتیسری وچوتھی کے پاس ایسا ہی رہین۔ پہلی والی سے شروع کرین اور غیر باری والی کے مکان مین جانا حرام ہے اگر کسی ضرورت کیواسطے گئے اور زیادہ عرصہ ہوا تو اسکی باری کے روز اتنا عرصہ دوسری کی باری والی کو معاوضہ دین۔ اگر گھڑے کھڑے کوئی چیز لئے یا بات کہکر فوراً نکلے تو مضایقہ نہین نہ اسکا معاوضہ ہے اما ہمبستر اور دل کی محبت مین برابر کرنا واجب نہین کیونکہ یہ بطبیعت پر موقوف ہے بندہ کے اختیار مین نہین ہے۔ اگر زوج ایک یا دو زوجہ رکھکر پھر ایک بکر سے نکاح کرے تو بکر مذکورہ سات روز بلا معاوضہ کے مستحق ہے۔ کہ اس عرصہ مین شرم کا حجاب اٹھکر ملنسار ہو جاتی ہے اگر ثیبہ سے نکاح کیا تو ثیبہ مذکورہ سات روز یا معاوضہ یا تین روز بغیر معاوضہ کی مستحق ہے ثیبہ جو چاہے اختیار کرلے اگر زوج ایک علیحدہ مکان یا مردانہ مین رہتا ہے تو زوجات کے پاس ہمیشہ باری سے رہنا واجب نہین بلکہ چند ماہ یا چند سال تک علیحدہ رہا تو مضایقہ نہین مگر ہر ایک سے چار روز مین ایک بار بہی ملاقات نکرنا مکروہ ہے۔ اگر ایک زوجہ ہو تو بہی یہی حکم ہے اور جب قرعہ یا بغیر قرعہ سے ایک زوجہ کے پاس جاکر رہے تو دوسری زوجہ کا حق ثابت ورواجب ہوا۔ اسیطرح تیسری وچوتھی۔ پھر چاہے باری کو جاری رکھے یا موقوف رکھے زوج کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر زوج سفر کا ارادہ کیا اور زوجات مین نزاع واقع ہوا۔ تو قرعہ ڈالین اور جسکا نام نکلا اوسکو ہمراہ رکھے۔ اور راہ کی آمد ورفت کا معاوضہ نہوگا۔ اور وہان مقصد کو پہونچے بعد وہی حکم ہوگا یعنے زوج علیحدہ مکان مین رہے تو اسکا معاوضہ نہین۔ اور اگر زوجہ کے پاس ہے تو جسقدر رہے اتنا ہی معاوضہ ہر ایک زوجہ کو دینا واجب ہے۔

فصل پانچوین فسخ نکاح کے بیان مین

معلوم ہونا چاہیے کہ کسی چیز کے گرہ دینے کو عقد کہتے ہین اور شرع مین کسی معاملہ مثل نکاح وبیع ورہن وغیرہ کے ایجاب وقبول کو عقد کہتے ہین یعنے پابند ہوے اور گرہ کھولنے کو طلاق کہتے ہین اور شرع مین خاص عقد نکاح کے

کھولنے کو طلاق کہتے ہین نکاح کا عقد ہویا اور کسی معاملہ کا ہو۔ طلاق اور فسخ مین اتنا فرق ہے کہ طلاق بغیر اجازت قاضی کے دیسکتے ہین اور فسخ مین قاضی کی اجازت ضرور ہے بغیر اجازت قاضی کے نکاح کا فسخ کرنا درست نہین اور جو نکاح کے فسخ کرنیکے امور ہین وہ حسب ذیل ہین **اول** فسخ نکاح غیر کفو۔ یعنے بغیر رضامندی ولی اقرب زن غیر کفو سے نکاح کی تو ولی کو اختیار ہے کہ غیر کفوی کو ثابت کرکے نکاح کو فسخ کرین۔ اسیطرح باپ یا دادا اگر نابالغ کو غیر کفو سے نکاح کرائے تو بلوغ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ کے فوراً نالش کرکے نکاح کو فسخ کرالین **دوسرا** فسخ نکاح معیوب۔ یعنے زوج یا زوجہ مین چھ عیب سے ایک عیب ظاہر ہو تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ فوراً نالش کرکے بعد ثبوت عیب کے نکاح کو فسخ کرین۔ چنانچہ ان عیبون کی تفصیل مع حکم نان و نفقہ کی فصل کے پیشتر ایک مسئلہ مین درج ہے یعنے خبون و جذام و برص و عنین وغیرہ **تیسرا** فسخ نکاح نادار۔ یعنے جب زوج کمتر مقدور والون کے نان و نفقہ دینے سے عاجز و نا چار ہوا اور قرضہ یا ہبہ سے بھی کوئی حامی کار نہین ہوا۔ اور زوجہ نوکری یا مزدوری کرکے اپنا نفقہ آپ چلا لینے سے ناراض ہوی تو زوجہ کو اختیار ہے کہ نالش کرکے شوہر کے ناداری ثابت کرے۔ پھر زوج کو تین روز کی مہلت دیجائیگی اس عرصہ مین نفقہ کا بندوبست کیا تو بہتر ورنہ چوتھے روز قاضی اوسکو ایک طلاق دینے کا جبر کرین اگر چوتھے روز طلاق دینے سے ناراض ہوا یا روپوش ہوا تو قاضی کو مجاز ہے کہ اوس کے طرف سے نکاح کو فسخ کرین۔ یا زوجہ کو اجازت دین کہ تو اپنا فسخ آپ لے **چوتھا** فسخ نکاح فراری۔ یعنے جب زوج فرار ہوکر غیر بستی یا غیر ملک مین جا کر رہا اور چھ ماہ یا سالانہ مین اوسکے حیاتی کی کیفیت آتی ہے تو یہ دو حال سے خالی نہین۔ یا نادار ہے یا مالدار ہے۔ ناداری کی صورت مین بعد ثبوتی ناداری و مہلت تین روز کے چوتھے روز مین خود قاضی یا زوجہ کو اجازت دیکر نکاح کو فسخ کرین۔ زوج کی اصلی حالت ناداری بالیقین ہے اور غیر ملک مین جا کر شاید مالدار ہوا یہ شک و گمان ہے تو گواہون کو جائز ہے کہ اوسکی اصلی حالت کے بنا پر حلف کرین کہ اس وقت وہ نادار ہے اور مالداری کی صورت مین اگر مال قاضی کے حدود کے اندر ہے تو ضبط کرکے اوس مین سے فراری کی زوجہ کا نان و نفقہ دیا کرین۔ اگر مال خود فراری کے نزدیک ہے تو حکم لکھکر دو گواہ کے ساتھہ فراری کے ملک کے قاضی کے پاس روانہ کرین۔ اور وہ قاضی پر واجب ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرین یعنے فراری کے مال کو ضبط کرکے پہلے قاضی کے پاس روانہ کردین۔ و نیز قرضہ و دیگر حقوق مالی کا یہی حکم ہے۔ مگر چونکہ فراری غائب ہے تو قاضی اول اگر

واجب ہے کہ غائب کے طرف سے ایک مرد کامل کو قایم مقام کھڑے کرکے اوسکے مقابلہ مین فیصلہ کرین - ناداری کی صورتمین ہو یا مالداری کی بہرصورت ایک قایم مقام رہنا ضرور ہے ورنہ حکم درست نہوگا اور قایم مقام کو چاہیے کہ مدعی علیہ کے جیسا جواب و سوال پورے طور سے کرین **پانچوین** فسخ نکاح مفقود الخبر - یعنے زوج اپنے گھر یا بستی سے نکلکر گم ہوا - اور اوسکا ٹھکانا و حیات یا فوتی کا پتہ و نشان نہین ہے نہ زندونکی گنتی مین ہے کہ اوپر کچھہ حکم کرین - و نہ موتا کے شمار مین ہے کہ اسکی جائداد کو متروکہ قرار دیکر تقسیم کرین - اور اوسکی زوجہ کو دوسرے سے نکاح کرے وغیرہ یہہ مفقود الخبر کی حیاتی یا فوتی کے حکم تک کسی نوع کا حکم دینا درست نہین - اگر نادار ہو کر گم ہوا تو زوجہ کے حق مین وہی حکم ہوگا - جو فراری نادار کی صورت مین بیان ہوا - اور اگر جائداد چھوڑ کر بے خبر ہوا تو اسکی جائداد کو ضبط کرکے زوجہ کا نان و نفقہ دیا کرین - جیسا فراری مالدار کی صورت مین توضیح ہوی - اور جب تک کل جائداد صرف ہو جاے اور ہنوز زوج کی کچھہ خبر نہین آتی ہو تو زوجہ کا نکاح بحال رہیگا اور اسکے فسخ کرنیکی راہ نہین - اور بعد مدت بعید کے زوجہ یا دیگر ورثہ کو اختیار ہے کہ نالش کرین - اور قاضی زوج کے پیدایش کی تاریخ یا عمر و تاریخ اور وقت گم ہونیکا دریافت کرین کہ زوجہ کی نالش تک شوہر کسقدر معمر ہوا ہے - آیا کہ عمر غالب کو پونچا ہے یا نہین - اور عمر غالب شوہر کے بستی کے لوگ اور اوسکے ہم جولی زیادہ تر معمر ہوتے ہین - بعضون کے نزدیک عمر غالب ترسٹھ سال جو پیغمبرؐ کی عمر شریف تھی - و دیگرون کے نزدیک نود سال و کوئی اکیاسی و کوئی ایکسو بیس بہرحال قاضی کے اجتہاد یعنے رائی پر موقوف ہے جب قاضی ایک مقدار کو مقرر کرکے فوتی کا حکم فرمائے تو آج سے مفقود موتا کے شمار مین سمجھا جائیگا - بعد انقضاے عدت کے زوجہ دیگر سے نکاح کر سکتی ہے - اور مالدار ہو تو آج سے اوسکا مال متروکہ کے شمار مین ہے - جو کوئی وارث موجود ہین وہی مستحق ہونگے اور جو ورثہ حکم کے پیشتر فوت ہوے ہین اور اوسکے ورثا مین یہہ مفقود بھی ہے تو اسکا حصہ بدامانت فوتی یا زندگی کے حکم تک رہیگا **چھٹا** فسخ نکاح ایلی یعنے حلفی جب شوہر اپنے زوجہ کے روبرو یا غیب مین حلف کیا کہ چار ماہ یا اوس سے زیادہ تک ہمبستر نکرونگا - تو زوجہ کو اختیار ہے کہ اپیل پیش کرے اور بعد ثبوت حلفی کہ خود شوہر کا اقبال یا گواہون سے شوہر کو چار ماہ کی مہلت دیجائیگی - کہ اس مدت کے اندر ہمبستر کیے تو زوجہ کا دعوی خارج کیا جائیگا اور شوہر پر صرف حلفی کا کفارہ دینا واجب ہوگا - اور حلفی کا کفارہ روزہ کے کفارہ مین بیان ہو چکا ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے - یا دس مسکینون کو ایک ایک مد اناج دیوین - یا ایک ایک کپڑا دیوین - اگر یہہ نہو سکے تو تین روزہ رکھین - اگر پورے چار ماہ یا زیادہ گذرے

اور منوز ہمبستر کرین ویا ایک طلاق دیوے۔ اگر شوہر اس حکم کی تعمیل نکرے تو قاضی کو جازہے کہ اوسکے طرف سے نکاح کو فسخ کرین یا زوجہ کو اجازت دیکر اپنے نکاح کو آپ ہی فسخ کرلے اور بعد فسخ وانقضاے عدت کے دیگر سے نکاح کرنا درست ہے۔ یا اسی شوہر سے عقد جوانی جدید کرین تو جایز ہے۔ اگر بغیر حلفی سے سالہا سال ہمبستر نکرین تو زوجہ کو نکاح کے فسخ کرنیکا حق نہوگا۔ مگر شوہر کو چاہیے کہ کمتر چار روز اور زیادہ تر چار ماہ مین ہمبستر کرین۔ بالکل خالی چھوڑنا مکروہ ہے **ساتوان** حرام نکاح ظہار اور ظہر پیٹہ کو کہتے ہین۔ یہہ اسلام کے پیشتر طلاق تہا۔ یعنے جب شوہر اپنے زوجہ کو کہا کہ تو میری مان کی پیٹہ یا پشت یا پیٹ کے جیسی ہے یا تو میری مان یا بیٹی یا ہمشیرہ وغیرہ محرمات کے جیسی ہے اگر اس کلام کے بعد فوراً طلاق دیا تو زوجہ طالقہ ہوگئی اور شوہر پر کچھ نہین اور اگر طلاق کا موقع اور فرصت پاکر طلاق نہین دیا تو زوجہ حرام ہوگئی یعنے اس سے ہمبستر کرنا یا مذاق کرنا یا دیکھنا یا چھونا حرام ہے اور جب تک اسکا کفارہ ادا نکرین تب تک اوسکا حرام باقی رہیگا۔ اور کفارہ ظہار روزہ کے کفارہ مین بیان ہوچکا ہے کہ ایک غلام یا باندی کو آزاد کرین اگر غلام نملا یا قیمت بیسر نہوی یا معمولی قیمت سے گران ہے تو پورے دو ماہ کے روزہ پیدرپے رکھین ایک روزہ بہی ناغہ ہوا تو پھر دوبارہ از سر نو پورے پیدرپے رکھین۔ اگر روزہ کی طاقت نہین یا پیدرپے نہو سکے تو ساٹھ مسکینونکو ایک ایک مد اناج دیوین۔ اور اگر اناج دینا بہی نہو سکا تو اسکے ذمہ پر باقی رہیگا۔ جب تک انمین سے ایک قسم کا بہی کفارہ ادا نکرے تب تک زوجہ کی حرمت بحال رہیگی مگر اون الفاظ کے کہنے مین یہہ شرط ہے کہ شوہر کی نیت مین کہ جیسے میری مان وغیرہ مجہپر حرام ہے ویسی تو بہی مجہپر حرام ہو تو اسپر ظہار کا حکم ہوگا اگر اوسکی نیت مین کہ تو میری مان کے جیسی قلبی مین یا خوبصورتی مین یا محبت مین یا روپیہ مین ہے تو یہہ مضایقہ نہین اسمین نہ حرام ہے ونہ کفارہ عاید ہوگا **آٹھوان** فسخ نکاح غلام یعنے جب شوہر غلام نے ایک کنیز سے نکاح کیا یہر کنیز کے مالک نے کنیز مذکورہ کو آزاد کردیا تو یہہ کنیز حرہ بی بیوں کے شمار مین آگئی۔ تو اسکو اختیار ہے کہ بوجہ غیر کفوی فوراً نکاح کو فسخ کرالیوین۔ اگر معلوم ہونے بعد خاموش رہی یا ہمبستر کی تو فسخ نکاح کا حق باقی نرہیگا **نوان** فسخ نکاح لعان۔ یعنے جب شوہر اپنے زوجہ سے ایک مرد کو زنا یعنے بدکاری کرتے دیکہا۔ یا زوجہ کا حمل یا بچہ غیر مرد سے پایا اور زنا کی ثبوتی بغیر چار گواہ کے ہو نہین سکتی۔ اور گواہون سے ثابت کرنیکو شوہر عاجز ہے اور یہہ حرکات ناشایستہ آنکہہ سے دیکہا اور دل سے پایا تو شوہر مذکور کو

اختیار ہے کہ نالش کرکے چار بار قسم کہائے مسجد مین بعد نماز عصر ممبر کے نزدیک کہ یہ زن زوجہ حاضر ہو تو - یا وہ زن غائبہ ہو تو - زنا کری یا حمل دوسیرکا ہے یا یہہ بچہ میرا صلبی نہین اور مین قسم کہانے مین سچا ہون اور پانچوین بار بعد قاضی کی سمجایش کے کہ ثبوت کرنے سے دست بردار ہو اور تہمت کی سزا دنیا مین آسان ہے اور آخرت مین بڑی سخت ہوتی ہے اور جب نا مانا تو یہہ کہنے لگائے کہ اگر مین تہمت اور قسم کہانے مین جہوٹا ہون تو مجہپر یعنے اوس شخص پر خدا کی لعنت ہو تو اس پانچ قسم سے زوجہ پر زنا وغیرہ ثابت ہوا - اور سزا کی مستوجب ہوی - مگر اپنے کو بری کرنیکے لئے اختیار دیا گیا کہ ویسا ہی چار بار قسم کہائے - کہ میرا شوہر تہمت اور قسم کہانے مین جہوٹا ہے اور مین باعصمت پاک ہون اور پانچوین بار مین بعد فہمایش قاضی کے کہ دنیا کی سزا آسان ہے اور آخرت کی سزا بہت سخت ہے جب نا مانی تو یہہ کہنے لگائے کہ اگر میرا شوہر تہمت اور قسم کہانے مین سچا ہے تو مجہپر یعنے اوس زن پر خدا کی غضب ہو بعد ہر دو حلفی کے نکاح کا فسخ ہمیشہ موئد ہوا یعنے بہر کسی نوع سے دوبارہ نکاح ہو نہین سکتا اور حمل و بچہ زوج سے بیگانہ علیحدہ ہو گیا صرف زوجہ سے نسب و وراثت رہیگی **دسوان** فسخ نکاح ردہ - یعنے اسلام چہوڑ کر کفر مین مردود ہوے یعنے جب زوج یا زوجہ کفر کے موجب کچہہ کلام یا فعل یا اعتقاد کرین تو نکاح اسلامی فسخ ہو گیا چاہے زوج مردود ہوا ہو یا زوجہ اگر عدت کے اندر توبہ کرکے پہر مسلمان ہوے تو وہی نکاح بحال رہیگا اور اگر بعد انقضاے عدت کے مسلمان ہوے تو پہر دوبارہ عقد خوانی جدید کا ہونا ضرور ہے اگر زوجہ بعد عدت کے دوسرے سے نکاح کرلی ہو تو سابق کے شوہر کا حق باقی نرہا - مگر جتنا عرصہ کفر مین رہین تو آخرت مین اسیقدر کفر کی سزا پائینگے اور دنیا مین اوس عرصہ کے تمام فروض و واجبات کو قضا کرنا اور تمام حقوق کا ادا کرنا واجب ہے اما کا فر اصلی کے فروض اور واجبات نبخشے جاتے ہین - اور اوسکی قضا کرنا واجب نہوگا چنانچہ مقدمہ کی دوسری فصل مین بیان ہوا ہے **تنبیہ** سوائے فسخ نکاح لعان کے یگر باقی فسخون کے بعد دوبارہ عقد خوانی جدید سے نکاح کرنا درست ہے - اما مفقود الخبر کی زوجہ بعد حکم قوتی کے دوسرے سے نکاح کی اور پہر مفقود الخبر کی حیاتی ثابت ہوی یا خود حاضر ہوا تو اسکا نکاح بحال رہیگا اور جدید شوہر کا نکاح باطل ہوا - اگر جدید شوہر سے اولاد ہوی تو یہی جدید سے نسب اور وراثت رہیگی نہ مفقود الخبر سے

فصل چہٹی طلاق کے بیان مین

طلاق کی تعریف فسخ نکاح کے فصل مین بیان ہو چکی - یعنے لفظ طلاق خاص عقد نکاح کے توڑنیکو کہتے ہین

اور طلاق صرف زوج کی اختیاری و مرضی پر موقوف ہے کہ جب چاہے طلاق دیسکتا ہے زوجہ قصور مند ہو یا بے قصور راضی ہو یا ناخوش بالغہ ہو یا نابالغہ۔ حاضرہ ہو یا غائبہ کو طلاق دیا تو صحیح و درست ہے۔ زوجہ کو کسی نوع کے اعتراض کرنیکا حق نہین (اور زوج طلاق دینے والے کے یہ شروط ہین) (۱) بالغ ہو نابالغ کا طلاق درست نہین (۲) عقلمند ہو۔ دیوانہ کا طلاق درست نہین (۳) اپنے اختیار سے ہو۔ ناحق دوسرے کے جبر سے طلاق درست نہین اگر قاضی حق پر جبر کیا جیسا نکاح کے فسخون مین بیان ہوا تو حق ہے جبر طلاق کروانا درست ہے (۴) طلاق لفظی یعنے زبانی یا تحریری نیت کے ساتھہ ہو۔ بغیر تلفظ کے صرف وسواس شیطان کے غلبہ سے دلمین کہا۔ یا صرف بطریق حکایت یا تعلیم کے تلفظ کئے یا صرف براہ خطاطی یا املا کے تحریر کیا تو یہہ طلاق نہوگا (۵) طلاق اپنے ارادہ سے ہو اگر طلاق بغیر ارادہ کے منہ سے نکلگیا۔ یا بے ہوشی کے بڑبڑانے مین یا نیند مین طلاق دیا تو درست نہوگا اسیطرح اگر زوج نے کسی سبب کے لئے نہایت غصہ و غضبناک ہو اجس سے بدحواس ہو کر بغیر نیت و ارادہ طلاق کے صرف تبیش کی حالت مین ایک یا دو یا تین طلاق بے اختیار منہ سے نکل گئی تو یہہ طلاق نہوگا بلکہ لغو ہے مگر اس بات کے اثبات مین قسم کہانا واجب ہے مان سمجھہ بوجھکر نشان کی چیز پیا یا عقل کو دور کرنیکی چیز کہایا اور اس حالت مین طلاق دیا تو بطریق زجر و سزا دہی اسکا طلاق صحیح و درست ہے اسیطرح ہر معاملہ نشان حالت مین کیا تو صحیح و درست ہے اگر لاعلمی سے دوسری چیز سمجھکر نشان پیا یا کوئی دغا و فریب سے پلایا یا کہلایا تو اس حالت کا طلاق درست نہوگا (اب معلوم ہونا چاہئے کہ (طلاق دو قسم پر ہے) (۱) صریح یعنے صاف و ظاہر (۲) کنایہ یعنے اشارہ و مبہم پہلا صریح یعنے اسکے تلفظ مین طلاق کا معنے صاف و ظاہر ہے۔ اور صریح کے تین لفظ طلاق کیلئے مقرر ہین (۱) طلاق یعنے کھولوائی خواہ چھوڑوائی (۲) فراق یعنے جداگی (۳) سراح یعنے نکلوائی پس ان تینون مین سے ایک لفظ یا اوسکے معنے کا تلفظ کرتے ہی طلاق ہو جاتا ہے۔ طلاق کی نیت رکھنے کی ضرورت نہین مثلاً تجھکو یا اوسکو یا فلانی کو طلاق دیا یا سراح نکاح سے کھولدیا۔ یا چھوڑدیا۔ یا تو طالقہ ہے یا تجھپر طلاق ہو وغیرہ یا اوسکے معنی سے تلفظ کئے تو طالقہ ہو جاتی ہے اسیطرح لفظ فراق یا سراح یا اون کے معنی کسی زبان سے تلفظ کئے تو زوجہ طالقہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً تجھکو نکاح سے فراق۔ یا جدا کردیا۔ یا اوسکو نکاح سے سراح کردیا۔ یا نکلوادیا۔ وغیرہ کہے تو طالقہ ہو جاتی ہے اگر کوئی شوہر سے پوچھا کہ کیا تو نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا۔ یا فراق کیا۔ یا سراح کیا یا اسکے معنے کہا اور اسکے جواب مین شوہر نے ہان۔ یا ہو یا دیا۔ کہا تو اوس سوال کا یہہ جواب بھی صریح کے شمار مین ہے۔ اور اسکی زوجہ طالقہ ہو گئی

اور فی الواقع اوس نے طلاق دیا تہا یا ندیا۔ اوسکا ہان وغیرہ کا کہنا طلاق مین کافی ہے اگر شوہر نے کہا کہ سابق کے نکاح کے طلاق کو ہان وغیرہ کہا تہا نکہ نکاح حال کو۔ اور فی الحقیقت اوس نے پہلے نکاح کرکے طلاق دیا تہا۔ پہر دوبارہ نکاح مین لایا۔ تو اسکو قسم کہلوائے کہ مین نے سابق کے طلاق کو ہان کہا تہا نکہ حال کے نکاح کو۔ تو اس کے قسم کرنے سے طلاق نہوگا۔ اور یہ طلاق صریح حسب تفصیل بالا منجز یعنے فوراً حال مین طلاق ہو جاتا ہے اگر معلق یعنے ادہر کسی شرط پر موقوف کہے تو بہی جائز ہے۔ مثلاً شوہر نے زوجہ سے یا اور کسی شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو یا وہ یا فلانی مکان کے باہر نکلی یا فلان کے مکان کو گئی یا فلان سے بات کری۔ یا فلانی چیز کہائی یا پی یا جب یدآ جاوے یا جب فلان ماہ کا غرہ ہووے وغیرہ معلق شرط کرکے کہے کہ تو طالقہ ہے یا اوسپر طلاق ہے یا فلانی میرے نکاح سے جدا ہووی جس شروط مذکورہ بالا واقع ہوے تو زوجہ طالقہ ہو گئی و جب وہ شرط وقوع مین نہ آئی تو نکاح بحال رہیگا اور جب واقع ہوی تو طالقہ ہو جائیگی

دوسرا کنایہ یعنی اسکے لفظ مین طلاق کا معنے اور دیگر معنی بہی آسکتے ہین اگر طلاق کی نیت کے ساتہہ لفظ کہا تو طلاق کے حکم مین ہے ورنہ طلاق نہین شوہر کے نیت پر موقوف ہے اور کنایہ کے لفظ بہت ہین مثلاً تجہہ پر میرا حکم نہین رہا۔ یا تو مختار ہو گئی۔ ہر ایک لفظ مین دو معنی آتے ہین (۱) کہ مین تیری کو طلاق دیا کر کے تجہہ پر حکم نہین رہا اور خود مختار ہو گئی (۲) کہ تو میرے کہنے و حکم کا کام نہین کی کہ تجہہ پر میرا حکم نہین رہا اور تو خود مختار ہو گئی۔ اور یہ ہر دو معنے ہو سکتے ہین صرف نیت سے فرق معلوم ہوتا ہے۔ اسیطرح گوشتہ ہو جاؤ۔ یا چہپجاؤ۔ کہ مین طلاق دیا کر کے یا بیگانہ مرد آتا ہے۔ و علیہذا چلے جاؤ یا راستہ یا دروازہ کہلا ہی یا تیرے ماں باپ کا مکان وہ ہے جا ادہر چلا ہے اودہر چلے جاؤ یا تیرے باگ کو چہوڑ دیا۔ وغیرہ بہت الفاظ کہ یہ وہ مین آتے ہین اگر شوہر کے طور سے طلاق کی نیت پائے گئی اور زوجہ طلاق کا دعوی کی اور زوج طلاق کے نیت سے انکار کیا تو اسکو قسم کہلاوین کہ مین طلاق کی نیت نہین کیا تو اسصورت مین طلاق نہوگا کیونکہ ہر شخص کی نیت کی خبر اوسکو ہوتی ہے اوسکے دین و ایمان پر چہوڑین **بقیہ** شوہر حر اپنے ہر ایک زوجہ پر تین طلاق کا مالک و مختار ہوتا ہے اور غلام دو طلاق کا مالک و مختار ہوتا ہے۔ اور یہ تین طلاق کو ایک ہی بار مین دیا یا متفرق فاصلے سے ایک ایک دیتا گیا یا پہلے نکاح مین تینون طلاق دیا یا دوبارہ یا سہ بارہ نکاحون مین ہر ایک نکاح مین ایک طلاق دیا۔ تو جائز ہے مثلاً پہلے نکاح مین ایک طلاق دیا۔ پہر رجعت کیا وہ ہو کر دوبارہ نکاح کیا پہر ایک طلاق دیا تو دو طلاق ہوے پہر رجعت کیا وہ مین آکر سہ بارہ نکاح مین لایا اب جب تیسرا بہی طلاق دیا یا غلام دوسرا طلاق دیا تو وہ زوجہ حرام ہو گئی

مگر بعد تحلل کے پھر حلال ہو جاتی ہے تحلیل کی کیفیت آئندہ آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ اب معلوم ہونا چاہیئے کہ طلاق تین طریقہ پر جاری اور واقع ہوتا ہے (۱) طلاق رجعی یعنی واپسی (۲) طلاق خلعی یعنے قطعی (۳) طلاق ثلاث یعنے سہ بار پہلا طلاق رجعی یہہ وہ کہ شوہر نے ہنوز صرف ایک ہی طلاق یا دو طلاق دیا ہے۔ بعد ایک طلاق یا دو طلاق کے زوجہ حرام ہو جاتی یعنے اس سے ہمبستر وغیرہ کرنا حرام ہے۔ لیکن زوج کو اختیار ہے کہ عدت کے اندر بغیر عقد خوانی کے پھر اوسکو اپنے نکاح مین واپس کر سکتا ہے۔ زوجہ راضی ہو یا نہو حاضر ہو یا غائب اور کیفیت مراجعت یعنے واپسی کی اسطرح ہے کہ اپنے دلمین کہنا کہ تجھکو یا اوسکو یا فلانی کو مراجعت کیا یا واپس کر لیا یا میرے نکاح مین پھر لا لیا۔ تو یہہ کہنے سے نکاح بحال ہو جاتا ہے اور صرف دلمین کہنا واجب ہے مگر تلفظ کرنا اور اسپر گواہ رکھنا سنت ہے اور یہہ رجعت اسواسطے جائز رکھی گئی کہ ہنوز شوہر کے اور طلاق باقی ہے اس لئے طلاق رجعی مین عدت ہونے تک زوجیت باقی رہتی ہے یعنے اسکا نان و نفقہ دینا واجب ہے اور اسمین کوئی مرے تو ایک دوسرے کا وارث ہو سکتا ہے اگر عدت منقضی ہو ہی تو رجعت کرنا درست نہین ہان اگر زوج کا اور کوئی طلاق باقی ہے تو دوبارہ عقد خوانی جدید سے پھر نکاح مین لا سکتا ہے **دوسرا** طلاق خلعی جسکو بائن و بینونہ صغریٰ بھی کہتے ہین بدن کا لباس اتارنیکو خلع کہتے ہین۔ اور شوہر اور زوجہ ہر ایک دوسرے کے حق مین لباس کے ہے اور خلعی سے مراد کہ زوجہ کو اپنے نکاح سے اتار لیا۔ مگر شرع مین طلاق خلعی وہ ہے کہ کسی مال کے مقابلہ مین طلاق دیا جاتا ہے۔ اور یہ مال زوجہ کے مال سے یا بیگانہ کے طرف سے زوج کو پہونچے مثلاً شوہر نے اپنے زوجہ سے کہا کہ اگر تو مجھکو مہر سے معاف کی یا ایک ہزار روپیہ دی۔ یا ایک روپیہ یا ایک پیسہ یا مٹھی بھر اناج یا فلانی چیز دی تو تجھکو ایک طلاق دیا۔ یا تجھپر طلاق ہے وغیرہ کیفیت جو صریح مین بیان ہوا کہہ سنایا۔ اور زوجہ نے فوراً قبول کی تو ایک طلاق ہو گیا اور اسکی مراجعت سے زوج کا حق باقی نرہا اگر تین طلاق سے اور کچھہ باقی ہے تو دوبارہ عقد خوانی جدید سے پھر نکاح مین لا سکتا ہے اگر خود زوجہ بذات خود یا بذریعہ وکیل کے زوج کو کہی کہ اگر تو مجھکو ایک طلاق دیا تو تجھکو مہر بخشدی یا ایک ہزار روپیہ وغیرہ دیتی ہون اور زوج فوراً طلاق دیا تو طلاق خلعی ہو گیا اسیطرح اگر زوج بیگانہ شخص سے سوال کیا کہ اگر تو مجھکو سو روپیہ یا یہہ و مال وغیرہ دیا تو فلانی زوجہ کو ایک طلاق دیا اور بیگانہ شخص فوراً قبول کیا تو طلاق خلعی ہو گیا و علیہذا اگر بیگانہ شخص زوج سے سوال کیا اور زوج جواب مین فوراً طلاق دیا تو طلاق خلعی ہو گیا اور زوجہ یا بیگانہ شخص مال مشروطی کے ذمہ دار ہو دین اور زوج کو دینا واجب لادی ہے اور طلاق خلعی سے یہہ

فائدہ ہے کہ زوجہ مراجعت کے قید سے بچگئی اور اپنے ذات کی خود مختار ہوی اور از سر نو دوبارہ نکاح زوجہ کے خوشی و مرضی پر موقوف ہے **تنبیہ** مال جو طلاق خلعی کے معاوضہ مین مشروط ہوتا ہے تو اس کے مقدار سے آگاہ رہنا شرط ہے ورنہ مال مجہول لغو ہو کر طلاق رجعی ہو جاتا ہے مثلاً زوجہ یا بیگانہ شخص شوہر سے کہے کہ اگر تو طلاق دیا تو تجھکو کچھہ دینگے یا خوش کرینگے یہہ شرط لغو ہے اسیطرح مہر سالہا سال شوہر کے ذمہ پر رہے تو اور اسکی زکواۃ زوجہ کے ذمہ پر واجب الادا ہے اور جسقدر زکواۃ مقرر ہوی تو مستحقان زکواۃ اس مقدار کے مالک ہو گئے اور مقدار زوجہ کے مہر سے علحدہ ہو گئی اب جب زوجہ کہدی کہ مین مہر معاف کی یا بخشدی یا اوس سے دست بردار ہوی وغیرہ تو اگر زوج اور زوجہ بعد وضع مقدار زکواۃ کے بقایا مہر سے آگاہ ہین تو معافی اور بخشش وغیرہ درست ہے اور طلاق خلعی کے حکم مین داخل ہے ورنہ یہ بخشش وغیرہ لغو اور طلاق رجعی کے حکم مین ہوگا **تیسرا** طلاق ثلاث یعنے تین طلاق جسکو بائن و بینونہ کبرا بھی کہتے ہین جب زوج نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیا ایک فعہ یا دو دفعہ یا تین بار مین دیا تو اپنا حق وصول کر لیا اب یہہ زوجہ جسپر تین طلاق ہو چکے ہین تو اوسپر حرام ہو گئی۔ بغیر تحلل کے پہر نکاح مین آ نہین سکتی اور تحلل کی کیفیت یہ ہے کہ زوجہ مذکور دیگر شخص سے نکاح کرے اور عقد خوانی کے بعد پورے طور سے ہمبستر کرے اگر ہمبستر نہ کرکے طلاق دیا تو یہہ تحلل نہوگا اسیطرح اگر عقد خوانی مین محلل سے شرط کئے کہ بعد ہمبستر کے فوراً طلاق دے اور یہ قبول کیا تو یہہ بھی تحلل نہوگا بلکہ محلل یعنے زوج ثانی کی مرضی ہو تو طلاق دیوے اور بعد انقضائے عدت کے پہر زوج اول کو نکاح جدید سے حلال ہو جاتی ہے پہر دوبارہ وہی تین طلاق کا مالک و مختار ہو جاتا ہے پہر چاہے تو طلاق رجعی یا خلعی یا طلاق ثلاث دیسکتا ہے اما طلاق ثلاث کے پیشتر زوجہ ایک یا چند زوج سے نکاح کی ہوی ہو تو یہہ تحلل کے شمار مین نہوگا بلکہ بعد پورے تین طلاق ہونے کے جو دیگر سے نکاح ہوتا ہے تو یہ تحلل کے شمار مین ہوگا **فائدہ** طلاق دینے کے دو طرح ہے ایک سنت دوسرا حرام ہے (۱) سنت وہ طلاق ہے جو زوجہ کے طہر مین اور ہمبستر نہین کئے تک دیا گیا ہو یعنے جب زن حیض سے پاک ہوی تو اس پاکیزگی کو طہر کہتے ہین بالجملہ ہر دو حیض کے درمیان کی پاکیزگی کو طہر کہین گے اسکا کمتر زمانہ پندرہ روز اور زیادہ تر کا حد نہین پس اس طہر مین ہمبستر نہین کئے تک طلاق دینا سنت ہے تا عدت جلد منقضی ہو جائے اور زن کو بارہ ہر جہ نہو (۲) حرام وہ طلاق ہے جو زوجہ کے حالت حیض مین یا طہر مین بعد ہمبستر کرنیکے دیا گیا ہو۔ اور وجہ حرمت کی یہہ کہ حیض مین دینے سے

عدت دراز ہوتی ہے جسمین زوجہ کو بارہ برجہ ہوتا ہے اور طہرین بعد ہمبستر کرنیکے دئے تو حمل ہونیکا گمان ہے کہ اگر حمل ہوجائے تو ترجگی تک کی عدت دراز ہوتی ہے اسمین بھی بارہ برجہ ہوتا ہے مان اگر خود زوجہ ان حالتون مین اپنے اختیار سے طلاق خلعی کروائے تو شوہر پر حرام نہوگا۔

فصل ساتوین عدت کے بیان مین

عدت کو عدد یعنے گنتی سے لیا گیا ہے اور شرع مین بعد فسخ یا طلاق یا فوت ہونے شوہر کے زوجہ ایک مدت تک معطل رہنا واجب ہے اس معطل رہنے کے تین وجہ ہے (۱) حاملہ ہو تو اس مدت مین پہچانی جائیگی تا ایک کی اولاد دوسرے سے نسب نہ پڑے ہے (۲) شوہر کے جدائی و غمگینی کیلئے معطل رہنا انسانیت ہے (۳) بطور عبادت شرع کا حکم بجا لانا ہے اب فسخ یا طلاق دو امر سے خالی نہین یا قبل دخول یعنے ہمبستر کے پیشتر صادر ہوا یا بعد دخول کے واقع ہوا۔ اگر قبل دخول کے صادر ہوا تو زوجہ پر عدت واجب نہین کہ فوراً دوسرے سے نکاح کی تو جائز ہے اور اگر بعد دخول کے واقع ہوا یا کسی وقت مین شوہر فوت ہوا تو زوجہ چار حال سے خالی نہین (۱) غیر حیض والی ہے (۲) حیض والی ہے (۳) حاملہ ہے (۴) جسکا شوہر فوت ہوا ہے **اول** غیر حیض والی کی عدت وہ کہ نابالغہ ہنوز حیض نہین ہوا۔ یا بوجہ آدھی عمر کو پونچی تو حیض بند ہوا جسکو آئسہ کہتے ہین یعنے حیض سے مایوس و ناامید ہوی۔ اور حیض بند ہونیکا سن عجم کی زنان ہو تو چالیس سال تخمیناً اور عرب کی زنان ہو تو پچاس سال تخمیناً اور قریش کی زنان ہو تو ساٹھ سال تخمیناً مین آئسہ ہوتی ہے ہر دو کی عدت پورے تین ماہ ہلالی واجب ہے اگر کسی ماہ کے درمیان فسخ یا طلاق جاری ہوا تو پورے دو ماہ ہلالی اور پہلے ماہ کے بقایا روز و نکو جو تیس سے تین روز پورے کرین اگر کنیز ہو تو اسکی عدت ڈیڑھ ماہ ہے یعنے حرہ کا آدھا عدت ہے **دوسرا** حیض والی کی عدت وہ کہ جسکا حیض حسب معمول ماہ بماہ جاری ہے اور ہنوز سن آئسہ کو نہین پونچی تو اسکی عدت تین طہر گذرنے تک واجب ہے اگر طہر کے ایک روز یا ایک گھڑی باقی رہنے کو طلاق دیا تو اس جز کا ایک طہر پورا محسوب ہوگا مثلاً دن کے بارہ بجے طہر کی حالت مین طلاق دیا۔ اور ایک بجے حیض شروع ہوا۔ طہرین کا ایک گھنٹہ جو بقایا تھا تو اسکو ایک طہر پورا محسوب کرین پھر جب حیض مذکور سے پاک ہوی تو دوسرا طہر شروع ہوا۔ پھر جب دوسرے حیض شروع ہوا تو دوسرا طہر پورا ہوا پھر جب دوسرے حیض مذکور سے پاک ہوی تو تیسرا طہر شروع ہوا پھر جب تیسرا حیض شروع ہوا تو تیسرا طہر بھی پورا ہوا اور یہان عدت ختم ہوگئی چنانچہ طہر کی علامت (ط) اور حیض کی علامت (ح) سے تین طہر معلوم ہوسکتے ہین طرح

طرح طرح اس مثال مین تیسرے حیض کے شروع مین عدت ختم ہوی مگر یہہ خیال کہنا چاہیے کہ طہر کی مدت کی شمار نہین کہ کمتر پندرہ روز اور زیادہ ترکا حد نہین بعضے جاہل حیض والی کو صرف تین ماہ کی عدت قرار دیکر نکاح کراتے ہین اور یہ غلط فاحش ہے کیونکہ عدت طہر دن سے مثال کے مطابق کمتر تینتیس روز تخمیناً مین ختم ہوسکتی ہے مثلاً طہر سے ایک دن یا کم باقی رہنے کو طلاق دیا تو اس سے ایک طہر محسوب ہوا پھر حیض ہوا کمتر حیض کا ایک دن ایک رات پھر دوسرا طہر ہوا اور کمتر طہر کے پندرہ روز پھر دوسرا حیض ہوا اور کمتر اسکا ایک روز پھر تیسرا طہر ہوا کمتر اسکے پندرہ روز اس تین طہر و دو حیض کے تینتیس ۳۳ روز ہوے اور بعضے زنان کا طہر دراز ہوتا ہے مثلاً ایک ماہ یا دو ماہ یا زیادہ ہوا کرتا ہے پس طہر کا خیال رکھنا چاہیے کہ بعضے کو تین طہر چند سال مین ہوتے ہین جیسا دودھ پلانی اور کنیز کی عدت دو طہر ہے ۔ تیسرا حاملہ کی عدت وہ کہ جسکا حمل طلاق کیوقت موجود تھا تو عدت کی مدت حمل رہنے تک ہے جب تولد یعنے زچگی ہوتے ہی عدت ختم ہوگئی ۔ اگر حمل آنولا جانولا یعنے ایک بچہ سے زیادہ عدد ہو تو تمام حمل سے تولد ہونا شرط ہے اور حمل کے پورے دن ہوا یا ہنوز گوشت کے ٹکڑے سے پیٹ گرا ہے اور دائیان کہے کہ رہتا تو آدمی بنتا تھا ۔ یا بچہ زندہ پیدا ہوا یا پیٹ مین مرکر نکلا تو ان سب صورتون مین تولد ہونے سے عدت منقضی ہوجاتی ہے ۔ بشرطیکہ حمل مذکور خاص شوہر طلاق دینے والے سے نسب کہتا ہوا گر شوہر مدت دراز سے غایب ہے یا نابالغ ہے یا طواشی ہے یا کسی طرح سے یہہ حمل اوس سے ناممکن ہے تو ان صورتون مین یہہ حمل ہیکار ہے اور شوہر سے نسب نہین پونہچتا ۔ ورنہ اسکے تولد سے عدت منقضی ہوتی بلکہ بعد تولد کے اوتین طہر کی عدت واجب ہے اور حمل کی کمتر مدت چھ ماہ اور دو گھڑی ہے اور زیادہ تر مدت چار سال ہے اور اکثر معمولی مدت نو ماہ ہے ۔ پس اگر وخول یعنے جماع کی تاریخ سے چھ ماہ اور دو گھڑی کے بعد تولد ہوا ۔ یا چار سال کے اندر تولد ہوا تو یہہ بچہ شوہر سے نسب اور وراثت رکھتا ہے اور اگر وخول سے چھ ماہ اور دو گھڑی سکے اندر تولد ہوا یا چار سال کے بعد پیدا ہوا تو یہہ بچہ یگانہ اور شوہر سے نسب نہ وراثت رکھتا ہے کیونکہ آج تک ایسا نہین گذرا ہے اگر بعد طلاق کے فوراً ہی تو فوراً دوسرے سے نکاح کی تو جایز ہے ۔ چوتھا جسکا شوہر فوت ہوا کی عدت ۔ وہ شوہر بالغ ہو یا نابالغ حاضر ہو یا غایب وخول کے پیشتر ہو یا بعد وخول کے فوت ہوجاے تو اسکی زوجہ پر چار ماہ اور دس روز کی عدت واجب ہے بالغہ ہو یا نابالغہ غیر حیض والی ہو یا حیض والی اما طلاق رجعی کی عدت مین فوت ہوا تو فوتی کی عدت بدل جایگی یعنے چار ماہ دس روز واجب ہوگیا ۔ اور جو کچھ رجعی کے عدت سے گذرا وہ لغو و نامحسوب ہوگا اور اگر طلاق خلعی یا طلاق ثلاث کی عدت مین فوت ہوا تو زوجہ پر فوتی کی

عدت واجب نہوگی بلکہ وہی سابق کی عدت بحال رہیگی اور اگر زوجہ فوتی کے وقت حاملہ ہے تو اسکی عدت وہی حمل کی عدت تولد تک واجب ہوگی جیسا آگے بیان ہوا اور جس زوجہ پر چار ماہ اور دس روز کی عدت واجب ہوئی تو اس عرصہ مین مکان مین رہنا اور سوفیانی کپڑے سادہ حال سے رہنا واجب ہے اگر بے ضرورت مکان کے باہر نکلی یا رنگدار رنگ کے کپڑے پہنی یا زینت کیلئے تیل یا کاجل یا سرمہ یا مہندی یا کسی طرح کی خوشبو لگائی یا زیور پہنی تو حرام ہے اگر گھر کے باہر نکلنے کی ضرورت پڑی۔ کہ مکان گرنیکا خوف ہے یا ڈاکا و بدکار و کا ڈر ہے یا محلہ داروں سے تکلیف پائے یا بازار سے کوئی چیز خریدنیکی حاجت پڑی یا دل بہلانے دن کیوقت محلہ کے زنان کے مکان گئی تو ان سب صورتون مین گھر کے باہر نکلنا جائز ہے اور باندی کی عدت غیر حیض والی کا شوہر طلاق دیا تو ڈیڑھ ماہ اور اگر حاملہ ہے تو حمل کی عدت جبتک واجب ہے۔ اور اگر کنیز حیض والی کا شوہر طلاق دیا تو دو طہر۔ اور اگر فوت ہوا تو دو ماہ پانچ یوم۔ اور اگر حاملہ ہو تو حمل مین کی عدت واجب ہے اور حرہ و باندی کی عدت طلاق یا فوتی کی تاریخ سے شروع ہوگی نکہ خبر پونہچنے کی تاریخ سے بلکہ اگر شوہر طلاق دیا فوت ہوا سو غائب ہے اور بعد انقضاے عدت کے طلاق یا فوتی کی خبر پونہچی تو ویسی ہی حالت سے عدت گذری سو کافی ہے پھر دوبارہ بعد خبر کے عدت کرنیکی ضرورت نہین **تنبیہ** عدت والیان کا نان و نفقہ و مکان اسطرح پر ہوگا طلاق رجعی اور حمل مین نان و نفقہ و مکان شوہر سے علیحدہ دینا واجب ہے کیونکہ ہر دو کی زوجیت باقی ہے اگر اندرون عدت زوج یا زوجہ مر جائے تو ہر ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اور طلاق خلعی اور طلاق ثلاث اور فوتی کی عدت مین صرف مکان علیحدہ دینا واجب ہے وہی مکان جسمین طلاق ہوا یا فوتی ہوئی والا ہے یا دیگر مکان لایق مین رکھنا واجب ہے اور ہر متعہ کے طلاق مین زوجہ کو متعہ یعنے کچھہ خرچ دینا واجب ہے اسکی مقدار شوہر کے حال پر موقوف ہے کمتر ایکماہ کا خرچہ دیوین اگر نزاع واقع ہوا تو قاضی مقرر کرسکتے ہین

فصل آٹھوین حضانہ کے بیان مین

گود کو حضن کہتے ہین اور گود مین کچھہ چیز سنبھالنے کو حضانہ کہتے۔ اور شرع مین بچہ شیر خوار کی تمیز تک کی پرورشی کو حضانہ کہتے ہین اور جب شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیا اور اوسکے بطنی شیر خوار لڑکا یا لڑکی موجود ہے اور مان و باپ مین نزاع واقع ہوا ہر ایک کہتا کہ بچہ میرے پاس رہے تو اس صورت مین بچہ کے حضانہ مان مستحق ہوتی ہے اور بچہ کے دودھ پلائی کی اجرت و کپڑے و تیل و پانی و دیگر مصارف باپ پر واجب الادا ہے اگر خود مان دودھ پلانیکو راضی ہے تو اسکی دودھ پلائی کی اجرت و نیز بچہ کے کپڑے وغیرہ باپ پر واجب ہے اگر مان کو دودھ نہین یا دودھ

پلانیکو ناراض ہے تو آتا یا بکری وغیرہ تمام خراجات کا باپ ذمہ دار ہے اگر سوائے ماں کے اور کوئی انا یا بکری میسر نہوی تو ماں کو اجرت دیکر جبر سے دودھ پلانے لگائے اسیطرح بعذر جگی کے بیوی کا دودھ جبر سے پلانے لگائے جیسے عقیقہ کے فصل مین بیان ہوا اور بعد دودھ چھڑائی کے صرف بچہ کا نان و نفقہ باپ پر واجب ہے اور ماں کی خدمت یہ کہ بچہ کو کھلانا پلانا نہلانا و کپڑے پہنانا اور اوسکی حفاظت و نگہبانی کرتے رہین۔ مگر معلوم ہونا چاہیے کہ (ماں تو شرط سے حضانہ کی مستحق ہوتی ہے) (۱) عاقلہ ہو۔ دیوانی حضانہ کی مستحق نہین (۲) حرہ ہو۔ کنیز حضانہ کی مستحق نہین (۳) مسلمان ہو۔ یہودنی یا نصرانی حضانہ کی مستحق نہین (۴) پرہیزگار ہو بدرویہ حضانہ کی مستحق نہین (۵) گوشہ نشین ہو۔ بازاری حضانہ کی مستحق نہین ماں اگر گوشہ نشینون مین کے نہین ہے اور ماں پرہیزگار اوسکا رواج ہے تو مضایقہ نہین (۶) پاک دامن ہو۔ فاحشہ بدکار حضانہ کی مستحق نہین (۷) امانتدار ہو بددیانت و خاباز حضانہ کی مستحق نہین (۸) بچہ کے باپ کی بستی مین رہتی ہو۔ دوسرے ملک یا بستی مین گئی تو حضانہ کی مستحق نہین (۹) بے شوہر کی ہو۔ دیگر مرد سے نکاح کی تو حضانہ کی مستحق نہین ماں اگر بچہ کے باپ کے کوئی قرابتدار سے نکاح کی اور وہ حضانہ سے راضی ہی تو ماں کا حضانہ باقی ہے جب ایک شرط مذکورہ سے حضانہ کا مانع ہوا یا خود ماں حضانہ سے دست بردار ہوی یا فوت ہوی تو اوسکی ماں یعنے بچہ کی نانی یا پڑنانی حضانہ کی مستحق ہوسکتے مین بشرطیکہ شروط بالا انمین موجود رہے۔ نانی کے بعد بچہ کا باپ حضانہ کا مستحق ہے پھر دادی و پڑدادی پھر ہمشیرہ حقیقی پھر علائی پھر اخیافی۔ پھر خالہ۔ پھر پھوپھو وغیرہ محرمات نسب شروط مذکورہ بالا سے حضانہ کے مستحق ہوتے ہین۔ اور اگر حضانہ کے مانع دور ہو گئے مثلاً دیوانی عاقلہ ہوی یا کنیز حرہ ہوی وغیرہ تو پھر دوبارہ ماں حضانہ کی مستحق ہوسکتی ہے اور جب بچہ سن تمیز کو پہنچے تو حضانہ بچہ کی مرضی پر موقوف ہے یعنے باپ یا ماں کے پاس رہنے کو راضی و خوش ہے تو وہی حضانہ کے مستحق ہے اگر مرضی بدل گئی تو حضانہ بھی بدل جائیگا اگر لڑکا ماں کے پاس رہنے کو راضی ہی تو دن کیوقت باپ کے پاس رہے دین و دنیا کی تعلیم و تادیب کرے اگر لڑکی باپ کے پاس رہنے کو راضی ہے تو شب مین ماں کے پاس رہے تاکہ اسکی حفاظت و نگہبانی کرے اور ماں و باپ کو اختیار ہے کہ ہر ایک دوسرے کے مکان مین جاکر بچہ کو دیکھا کرین یا اپنے پاس بلا کر پھر واپس کرین اسیطرح تمیز کے پیشتر باپ کو اختیار ہے کہ بچہ کی ماں کے مکان مین آکر بچہ کو دیکھا کرین یا اپنے گھر مین بلا کر پھر فوراً واپس کرین۔ اور تمیز سے یہ مراد ہے کہ بچہ اپنے ید ہے و ڈاہنے ہاتھہ کو پہچانے اور اپنے ہاتھہ سے کھانا کھائے

اور اپنے کپڑونکو خود پہنے اور اپنے ہاتھ سے آبدش کرے - اور یہہ تمیز اکثر سات سال کی عمر مین ہوتا ہی اور بعضے سات سال کے پیشتر و بعضے بعد سات سال کے تمیزدار ہوتے ہین اور حضانہ اور بچہ کی مرضی و اختیاری بلوغ تک ہے بعد بلوغ کے لڑکا یا لڑکی خود مختار ہو جاتے ہین اگر باپ غائب یا دیوانہ یا فوت ہوا تو بچہ کے دادا پھر برادر حقیقی و علاتی وغیرہ اولیا (باپ کے قایم مقام ہو سکتے ہین یعنے ماں کے مقابلہ مین حضانہ کا حق رکھتے ہین بعد تمیز کے بچہ جسکے پاس رہنے کو راضی ہے وہی حضانہ کا مستحق ہوتا ہے **تنبیہ** بچہ کا باپ دیگر اولیا اگر دور کے ملک والے ہین اور بچہ کے مان کی بستی سے نکلکر اپنے وطن مین مقام کرنیکا ارادہ کرے تو مان کے حضانہ سے چھوڑا کر اپنے ساتھہ لیجا سکتے ہین تا اپنے بچہ کا نام و نسب و خاندان ضایع و گمنام نہونے پائے - اگر اپنے وطن یا اور کوئی ملک مین جاکر پھر واپس آنیکا ارادہ ہے تو مان کے حضانہ سے چھوڑانیکا حق نہوگا - اور یہان نکاح کا بیان حسب تفصیل بالا ختم ہوا اس بیان سے اور زیادہ چاہے تو بڑے کتابون سے تحصیل کر سکتے ہین اس مختصر مین اور زیادہ کی گنجایش نہین -

باب آٹھوان

بیع و دیگر معاملات کے بیان مین

اور یہہ باب مشتمل اوپر پچیس احکام کے ہے

پہلا حکم البیع ہر معاملہ کو ایجاب و قبول سے طے کرنیکو عقد کہتے ہین یعنے پابند ہونا اور بیچنے کو بیع اور خریدنیکو شراء - اور بیچنے والیکو بایع اور خریدار کو مشتری - اور چیز بیچے گئی کو مبیع - اور اس کے معاوضہ کو قیمت کہتے ہین پس مال کے معاوضہ مین مال لیا گیا تو بیع کہینگے اور مال کے معاوضہ مین صرف مال کا فایدہ لیا گیا مثل مکان کی سکونت و زمین کی زراعت وغیرہ کو اجارۃ یا کرایہ کہینگے یا مال کے معاوضہ مین خدمت و محنت لے مثل سلوائی و کٹوائی وغیرہ تو اسکو اجرت کہینگے یا مال کے معاوضہ مین زن لے تو اسکو نکاح کہینگے اسیطرح ہر ایک معاملہ کا نام علحدہ ہے انکا آیندہ بیان ہوگا اور بیع کے تین رکن ہین **رکن اول عاقدان** یعنے بایع و مشتری ہر ایک کا معاملہ صحیح و درست ہونیکے لئے نو شرط ہین (۱) مرد ہو یا زن بایع ہو - نابالغ کا عقد درست نہین اور جو کچھہ مال لیکر تصرف کر لیا یا تلف کیا تو ذمہ دار نہوگا نہ حال مین و نہ بعد بلوغ کے بلکہ بایع طرف ثانی نابالغ سے کچھہ لیکر تصرف کر لیا یا تلف کیا تو اسکا

ذمہ دار ہوتا ہے (۲) عاقل ہو۔ دیوانہ نابالغ کے حکم مین داخل ہے اسمجھ یوجھکر نشان کئے تو یہ عاقل کے حکم مین داخل ہے یعنے تصرف و ذمہ داری اسکی صحیح و درست ہے (۳) حر ہو۔ غلام کا معاملہ درست نہین اور جو کچھ مال لیکر تصرف کر لیا یا تلف کیا تو فی الحال اوس سے تقاضا کرنا درست نہین آزاد ہونیکے بعد اوس سے لے سکتے ہین۔ ہان اگر اوس کے مالک کے اجازت سے معاملہ کیا تو صحیح اور اسکا مالک ذمہ دار ہوگا۔ یا اسکے معاملہ کی جائداد سے وصول کر سکتے ہین (۴) سمجھدار ہو۔ سفیہ نا سمجھ کا معاملہ درست نہین سفیہ وہ بالغ جو بے وجہ بے محل اپنے مال کو برباد کرتا ہے اور قاضی کے ذریعہ سے اسکو سفیہ قرار دیکر اسکے مال کو ضبط کراوین پھر اوسکا ولی حسب حاجت کے بذات خود تصرف کرین یا ولی کے اجازت سے سفیہ کے ہاتھ سے تصرف کروائے تو جائز ہے اور بغیر اجازت کے تصرف کیا تو نابالغ کے حکم مین داخل ہے اسیطرح مفلس یعنے قرضدار خود درخواست کیا یا اوسکے قرضخواہان کی درخواست سے اسکے کل جائداد کو ضبط کروائے تو پھر اس جائداد مین تصرف کیا تو درست نہوگا۔ اگر غیر سے کچھ مال اپنے ذمہ لیا یا تلف کیا تو اسکے آیندہ کی کمائی سے لے سکتے ہین (۵) قرآن مجید و حدیث شریف و علوم شرعی کے کتابان و غلام مسلمان پھر سب کا خریدار مسلمان ہو۔ کافران اشیا کو خریدنا حرام و نادرست ہے اسیطرح ہتیار و جنگ کے آلات جنگی کا فر کو بیچنا حرام و نادرست۔ (۶) معاملہ اپنے اختیار سے ہو ناحق دوسرے کے جبر سے بیچنا یا خریدنا درست نہین اگر حق سے جبر کئے مثل نان و نفقہ یا قرضہ وغیرہ کی ادائی مین حاکم جبر کیا تو درست ہے (۷) سننیوالا ہو۔ بہرہ کا معاملہ درست نہین اسکے وکیل کے ذریعہ سے درست ہے (۸) دیکھنے والا ہو نابینا کا معاملہ درست نہین وکیل کے ذریعہ سے درست ہے اسیطرح ابصارت کی حالت مین گواہ ہوا۔ یا نابینائی کی حالتمین مترجم بنایا ہر امر جو شہرت سے ثابت ہوتا ہے مثل نسب کہ فلانہ شخص فلانہ کا بیٹا مشہور ہے اور فلانہ شخص فلانہ کا آزاد کیا ہوا ہے اور فلانہ شخص فلانی زن کا شوہر ہے یا فلانہ شخص فوت ہوا یہہ سب بیانات نابینا سے صحیح و درست ہین (۹) بات کرنیوالا ہو گونگے کا معاملہ درست نہین وکیل کے ذریعہ سے درست ہے ہان اگر اسکے آواز و اشارہ کو ہر کوئی سمجھ سکتے ہین تو درست ہے **رکن دوسرا بیع و قیمت** ہر ایک کے بیچنے و خریدنے کا صحیح و درست ہونے کیلئے آٹھ شرط ہین (۱) پاک ہو یا پانی سے پاک ہو سکتا ہو نجس چیز کا معاملہ درست نہین مثل شراب و کتا و سور مردار حیوان کا گوشت و چمڑا اخماش کے بیشتر و چربی و ہڈی و دانت و سینگ و گوبر یا پتلی چیز مین نجاست گری مثل تیل و سرکہ و شربت و گلاب وغیرہ تو ان سبکے ذات کا بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین ہان اگر ان اشیا کے حقیقت و فائدہ کے معاوضہ مین کچھ مال دیکر لے تو درست ہے مثل تیل چراغ کیلئے اور کتا شکار کے لئے اور سرگین زراعت کیلئے وغیرہ جائز ہے (۲) فائدہ دار ہو۔ بے فائدہ کی چیز بیچنا یا قیمت مین دینا

مثل ایک وجہ اناج زمین کے کیڑے پتنگے جنگور مکھوڑے چیونٹی بچھو سانپ گرگٹ وشیر وبوریچہ دریچ وبھیڑیا وحرام
اشیا مثل حیوان کی تصویر وپتلی ونشان بازون کے آلات کہانیکے یا پینے کے یا بجانیکے بالجملہ ہر چیز حرام یا نقصان رسا
یا بے فایدہ کو بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین اما سواری کے یا کہانیکے حیوان مثل ہاتی ولونٹا وترکاری مثل پاز وشکرہ
وچیتا وبلی اور خوشنمائی مثل چیڈوا وطوطا وینا اور دیکھنے کے لئے مثل آرسی وکھلونے پینے کے اشیا وکپڑے وہر قسم کے آلات
وغیرہ جو کسی غرض وفائدہ مند ہے تو ان اشیا کو بیچنا یا قیمت مین دینا درست ہے (۳) اپنی ملکیت یا ولایت یا وکالت مین ہو
فضولی غیر کا تصرف درست نہین ہان اگر کوئی بے خبری کی حالتمین کسی چیز کو بیچا یا خریدا اور فی الحقیقت معاملہ کیوقت بہہ اس کا
مالک یا ولی یا وکیل تہا مثلاً وراثت یا وصیت وغیرہ سے ملا یا نا بالغ کا وصی یا غائب کا وکیل ٹہیرا تو یہ بے خبری کی حالتمین جو کچھ تصرف
کیا صحیح ودرست ہے (۴) خاص اپنے ملکیت مین ہو۔ اما وقف کیا ہوا یا صرف فائدہ عام ہی مثل مسجد یا شارع عام یا پل یا خانقاہ یا
مسافرخانہ یا عیدگاہ یا زمین عرفات یا مزدلفہ یا منی یا قبرستان وغیرہ ان اشیا سے صرف فائدہ اٹہانیکا حق ہی اسمین سے
کسی چیز کو بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین (۵) اپنے قبضہ ویحت تصرف مین ہو۔ اگر مبیع حیوان چرندبہا گا ہوا یا پرند اڑا ہوا
یا چیز گم شدہ یا ظالم زبردست کے قبضہ مین ہے تو ان اشیا کا بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین ہان اگر خریدنیوالا زیادہ تر
زبردست ہو اور ظالم سے چہین سکتا ہو یہہ خریدی تو درست ہے (۶) پہچانی ہوی چیز ہو۔ اگر مجہول ہے مثل ان گہوڑون سے
ایک گہوڑا یا ان بکریون سے ایک بکری یا ان کپڑون سے ایک تہان وغیرہ تو ایسے نامعلوم ودہوکہ کے چیز کو بیچنا یا قیمت مین
دینا درست نہین (۷) اوسکے مقدار سے آگاہ ہو اگر اوس کے مقدار سے ناواقف ہے مثل اس تہیر کے وزن برابر یا اس برتن بہر
یا اس مکان یا زمین مین جو کچہہ میرا حصہ ہے وغیرہ تو ایسے بے مقدار چیز کا بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین ہان اگر تہیر کا وزن
معلوم ہے اور برتن کے ماپنے سے آگاہ ہے اور مکان کا پایا وا وہا حصہ معلوم ہی یا چند قسم کے اناج یا میوہ یا معجون یا اجزا وغیرہ
روبرو ہے تو ان صورتون مین بیچنا درست ہے کیونکہ اسمین کسی نوع کا دہوکہ وفریب نہین ہے (۸) دیکہا گیا ہو یا دیکہنے سے ہو نہین سکتا
گئے سو چیز کا بیچنا یا قیمت مین دینا درست نہین اگر سابق مین دیکہا گیا اور دیکہنے کی تاریخ سے بیچنے کے وقت تک نہین
بگڑ جاتا مثل زمین یا جہاڑ یا مکان یا ہتیار یا برتن وغیرہ تو یہہ سابق کا دیکہنا کافی ہے اور اگر بیچنے کے وقت تک بگڑ جاتا ہے
مثل پختہ طعام ومیوہ وترکاری وغیرہ تو سابق کا دیکہنا کافی نہوگا اگر چیز یعنے مبیع یا قیمت حاضر مجلس ہے تو حسب دستور رواج
اوسکو ایک نظر دیکہنا شرط ہے غیر منقولہ ہو تو زمین کے درمیان وچوطرف کے کنارے دیانی کی راہ دیکہے اور مکان کے اندرون

وبیرون دیکھین اور منقولہ ہو تو روبرو رکھکر دیکھین اس کے جز جز کو دیکھنا شرط نہین بلکہ اناج وکھجور وغیرہ کے تھیلے مین سے ایک مٹھی نکالکر دیکھین تو کافی ہی اگر کوئی چیز ڈکھن یا چھلکا دار ہے اور اوس کے دور کرنے سے بگڑ جائیگا مثل شربت وملیدہ کا شیشہ دمبہ وغیرہ اور بادام اخروٹ وانڈا وتربوز وغیرہ تو ان کے باہر کا ڈکھن و چھلکا دیکھنا کافی ہے پس واضح ہو کہ ہر بیچنے کی چیز کو بایع اور مشتری معمولی طور سے دیکھنا شرط ہے اگر وہ چیز دور ہے یا بائع و مشتری نابینا ہے تو بذریعہ وکیل کے دیکھنا خرید و بیچنا کافی ہی اب بیع یا قیمت کے نام کہنے کا یہہ فرق ہے کہ جو چیز مقابلہ یا معاوضہ مین مقرر ہوتی اور اوسکے اول مین حرف (ب) آتا ہے تو اوس چیز کو قیمت کہینگے مثلاً یہہ مکان کو بمقابلہ یا بمعاوضہ ہزار روپیہ کے تجھکو بیع کردیا تو مکان کو مبیع اور ہزار روپیہ کو قیمت کہینگے اگر کہا کہ یہ ہزار روپیہ کو بمقابلہ یا بمعاوضہ اس مکان کے تجھکو بیع کردیا تو ہزار روپیہ کو مبیع اور مکان کو قیمت کہینگے قیمت خواہ نقد ہونا شرط نہین اناج و کپڑے و تیار و برتن وغیرہ قیمت ہوسکتے ہین

رکن تیسرا صیغہ یعنے ایجاب و قبول بغیر ایجاب و قبول کے بیع درست نہین اور جو کچھہ چیز بغیر ایجاب و قبول کے دیا جاتا تو یہہ معاملہ فاسد ہی اسکا واپس کرنا واجب ہے اور واپس نہین کرتے تک ہر ایک اسکا ذمہ دار ہوتا ہے یعنے تلف کیا یا نقصان پونچایا تو اوسکا بدل یا قیمت اوتارنا واجب ہے اور کیفیت ایجاب و قبول کی اسطرح ہی کہ فلانہ مکان یا فلان چیز یا یہہ چیز کو بمقابلہ سو روپیہ کے تجھکو بیع کردیا۔ یا بیچدیا۔ یا دیدیا یا مالک کردیا تو انمین سے ایک لفظ بھی بیچا مین کہے تو کافی ہے اور بمقابلہ مبلغ مذکور کے مین نے قبول کیا یا خرید لیا یا لے لیا۔ یا مالک ہوا تو انمین سے بھی ایک لفظ قبولیت مین کہے تو کافی ہے اگر مشتری پہلے ایجاب کیا اور بائع قبولیت کیا تو تب بھی صحیح و درست ہے خواہ مخواہ بایع پہلے ایجاب کرنا شرط نہین ہر معاملہ کا یہی حکم ہے اور ایجاب و قبول صحیح و درست ہونیکے لئے آٹھہ شرط ہین (۱) ایجاب کے بعد فوراً قبول ہو اگر زیادہ خاموش رہکر قبول کئے تو درست نہوگا (۲) ایجاب و قبول کے درمیان بیگانی بات نکرین اگر دریافت کرتا ہون یا باپ یا بھائی سے پوچھتا ہون کہکر قبول کیا تو درست نہوگا (۳) ایجاب و قبول کا معنی ایک ہو اگر بمقابلہ ہزار روپیہ سکہ حالی کی جائے کلدار روپیہ قبول کیا تو درست نہوگا۔ اسیطرح سالم روپیہ کے جائے مین دہیلیان یا یا ولیان یا خردہ قبول کیا۔ یا نقدی کے جائے مین وعدہ قبول کیا یا بوعدہ ایک ماہ کی جائے مین دو یا چند ماہ کا وعدہ قبول کیا تو ان سب صورتون مین درست نہوگا۔ (۴) بعد تمام ایجاب کے قبول کیا ہو اگر ایجاب سے فارغ نہین ہوئے تک قبول کیا تو درست نہوگا (۵) ایجاب و قبول کسی شرط سے معلق نہو

اگر کہا کہ فلانہ شخص آجائے یا فلانا ماہ کا غرہ ہو جائے وغیرہ تو یہ چیز تجکو بیچا یا خرید لیا تو ایسی شرط کی ایجاب وقبول درست نہیں ہان اگر شرط معاملہ کی فائدہ مند ہے مثلاً مین بیچا یا خریدا بشرطیکہ دو گواہ کہے یا مبیع وقیمت مین جب تک کچھ رہن یا ضامن یا کفیل کہین کہ چوری یا غیر کا مال یا عیب دار نکلے تو واپس ہو سکے تو یہ مصلحت کے شرطان درست ہین (۶) ایک مقرر زمانہ تک نہو اگر کہا کہ یہہ چیز کو ایک روز یا ایک ماہ یا ایک سال وغیرہ تک بیچا یا خریدا یعنے بعد اس مدت کے واپس تو یہ درست نہوگا (۷) قبولیت کا تلفظ سنا گیا ہو۔ اگر آہستہ منہ مین قبول کیا یا دل مین نیت رکہا تو درست نہوگا اگر بعد ایجاب کے قبولیت مین نزاع واقع ہوا کہ بائع نے کہا تو قبول نہین کیا۔ اور مشتری نے کہا کہ فوراً قبول کیا۔ اور ہر ایک کے بیان کا گواہ نہین ہے تو مشتری کا بیان حلفی سے لایق قبول ہی (۸) ایجاب والے کی مرضی حالت قبولیت تک باقی رہی ہو اگر قبولیت کے پیشتر کہا کہ مین ناراض ہون۔ یا دیوانہ ہوا۔ یا بیہوش ہوا یا فوت ہوا تو اس کے بعد کی قبولیت درست نہوگی **فائدہ** اگرچہ مطابق قاعدہ مذہب امام شافعی رح کے ہر چیز ملکی ہو یا بہاری بغیر ایجاب وقبول کے بیچنا درست نہین لیکن اکثر علما کے نزدیک انمین سے امام غزالی رح کہ ملکی چیزین مثل ایک روٹی یا ایک پہل یا ترکاری یا مرچی ومصالح وغیرہ بغیر ایجاب وقبول کے بیچنا وخریدنا جائز ہے۔ صرف دینے ولینے کی رضامندی کافی ہے اما بہاری اشیا مثل زمین ومکان وباغ وگہوڑا وزیور وہتیار وغیرہ مین ایجاب وقبول کا ہونا شرط ہے اور یہہ ہر دو امر پر فتوی ہے **مسئلہ** تین امر سے بائع ومشتری کو بیع کو فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہے (۱) خیار المجلس (۲) خیار الشرط (۳) خیار الغبن (۱) خیار المجلس وہ ہے کہ بائع اور مشتری ایجاب وقبول سے جب تک ایک دوسرے سے جدا نہین ہوے۔ تو تب تک ہر ایک کو فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہے بہت عرصہ تک کیون نہو مثلاً جہاز یا ریل یا سواری یا پیدل ایسا ہی صدہا کوس تک سفر کیے اور ایک دوسرے سے جدا نہین ہوے تو تب ہی ہر ایک کو فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہے اگر بعد ایجاب وقبول کے ایک دوسرے سے جدا ہوے مثلاً بالاخانہ سے نیچے اترے یا نیچے سے اوپر چڑہے یا مکان سے باہر نکلے یا بازار مین بیع ہوا اور ایک دوسرے کو پیٹہہ دیکر چند قدم چلے تو ان صورتون مین خیار المجلس فوت ہوا اب کسیکو فسخ کرنیکا حق نہین رہا اسیطرح اگر ایک یا دونون بیع لازم کو اختیار کر لئے یعنے زبان سے کہے کہ مین نے بیع لازم کو اختیار کر لیا ہون تو بیع لازم ہو گیا پہر فسخ کرنیکا حق نہین رہا (۲) خیار الشرط وہ ہے کہ بائع یا مشتری یا دونون کو تین روز تک جہاز مگر رکہنے کا اختیار حاصل ہے کہ اس مدت کے اندر جب چاہے فسخ کر سکتے ہین اگر ایک بیع لازم کو اختیار کیا اور دوسرا

خیار الشرط کو اختیار کیا تو جائز رہنے اور خیار الشرط مین پورے تین روز ہوتے ہی بیع لازم ہو گیا اگر بیع لازم ہوا تو بیع کا فائدہ و نقصان اس عرصہ مین مشتری کا ہوتا ہے اور اگر مدت کے اندر فسخ ہو جائے تو بیع کا فائدہ و نقصان بائع کا ہوتا ہے اسیطرح قیمت کا حکم ہے اگر خیار الشرط کی مدت کو تین روز سے زیادہ مقرر کیے تو درست نہوگا (۳) خیار العیب وہ ہے کہ جب بیع مین کوئی عیب قدیم ظاہر ہوا۔ اور اوس عیب سے خلل یا قیمت مین نقصان ہوتا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ عیب سے آگاہ ہوتے ہی فوراً واپس کر کے قیمت دیگئی ہو تو بائع سے واپس لیویں۔ مگر یہ شرط ہے کہ عیب قدیم یا بیچنے کیوقت موجود تھا تو گواہون سے یا واقف کاروں سے ثابت کرائین کہ یہ عیب واقعی کہنا ہے اگر عیب مشتری کے یہان پیدا ہوا یا بعد خریدنے قبضہ کے بیشتر پیدا ہوا تو واپس کرنیکا حق نہوگا۔ اسیطرح بیع کو بعد آگاہی عیب کے فوراً واپس نہین کیا یا اور کام مین لائے تو تب بھی واپس کرنیکا حق نہوگا اگر عیب کی آگاہی شب مین یا کھانے یا غسل یا نماز کیوقت معلوم ہوی تو صبح کے بعد اور بعد فراغت کھانا و غسل و نماز کے معمولی طور سے چلکر واپس کہنے تو یہ فوراً کے شمار مین ہے۔ اگر بائع یا اوسکا قایم مقام یا وکیل نہ ملا تو واپس کرنیکے گواہ رکھین **مسئلہ** شفعہ کا طلب۔ یہہ غیر منقولہ کی جائداد مین شریک قدیم کا ایک حق ہوتا ہے ایک عدد کو وتر اور دو عدد کو شفع کہتے ہین جب ایک جائداد مین دو یا چند اشخاص کی شراکت ہے اور تقسیم کرنیکے لائق ہے یعنے تقسیم کرنے سے نہین بگڑتا کہ بعد تقسیم کے کام مین آسکتا ہے مثل کشادہ زمین یا باغ یا بڑا مکان وغیرہ تو اسمین شریک جبر سے تقسیم کروا سکتا ہے مگر ہنوز مشاع یعنے تقسیم نہین ہوا اور ایک شریک نے اپنے حصہ کو ایک قیمت مقررہ سے باہر والے کو بیچا تو اس کے شریک قدیم کو اختیار ہے کہ وہی قیمت سے بیع کو جبر سے لے سکتے ہین اور اپنے حصہ کے ساتھ جوڑ لیوے یعنے شفع کرا لیوین۔ اسلئے ایسے لینے کو شفع کہتے ہین کیونکہ شریک جدید شاید جبر سے تقسیم کرا لیگا اور اس کے تقسیم یا بدرو سے شریک قدیم کو نقصان و ہرجہ عاید ہوگا۔ لہذا شرع نے شریک قدیم کو شفع لینے کا مستحق قرار دیا۔ اما چھوٹی جائداد جو شریک جبر سے تقسیم کرا نہین سکتا کہ تقسیم سے بیکار و بگڑ جاتی ہے مثل باولی کنوا و چھوٹا حمام یا ملگی وغیرہ یا منقولہ مثل ہتیار و دیگر آلات وغیرہ تو ایسی جائداد مین شریک قدیم کو شفع کا حق نہوگا اسیطرح شفعہ الجوار یعنے پڑوس محلہ دار کو شفعہ کا حق نہین مکان علیحدہ ہو یا بیع سے لگا ہوا ہو یا شریکان جائداد کی تقسیم کر چکے ہو تو ان صورتون مین شفعہ کا حق نہوگا و علیہذا ایک شریک کا حصہ بغیر بیع سے باہر والیکو پونچا مثل ہبہ یا وصیت یا وراثت سے تو شریک قدیم کو شفعہ کا حق نہوگا۔ اگر چند شریک ہے ایک نے اپنے حصہ کو باہر والے کو بیچا تو باقی شریکون کو اختیار حاصل ہے کہ ہر ایک اپنے حصہ موافق شفعہ کرین مثلاً

ایک زمین یا مکان مین تین شخص کی شراکت ہو ایک کا آدھا۔ اور دو کے پاؤ پاؤ حصہ ہے تو ایک پاؤ والے نے اپنے حصہ بارہ روپیہ پر باہر والے کو بیچا اور شریکان شفعہ سے لئے تو آدھا والا بیع کے دو تہائی کا مستحق ہے اور پاؤ والا ایک تہائی کا مستحق ہے تو آدھا والا آٹھ روپیہ دیوے اور پاؤ والا چار روپیہ دیوے پھر کل جائداد یہ دونون تین حصہ پر شراکت ہی نصف والیکا دو ثلث اور ربع والیکا ایک ثلث قرار پایا۔ اگر شریکون سے ایک نے شفعہ سے دست بردار ہوا تو اسکے شفعہ کا حق دوسرے شریکون کو نہین پہونچیگا بلکہ باہر کے مشتری کو پہونچتا ہے مثلاً اگر پاؤ کا حصہ دار مذکور نے شفعہ سے دست بردار ہوا تو اسکا حصہ باہر کا مشتری لے سکتا ہی اور آدھے حصہ والیکا شفعہ اسپر بحال رہیگا اور معلوم ہونا چاہیے کہ شفعہ کا بعد آگاہی بیع کے فوراً طلب کرنا شرط ہے اگر سنکر خاموش رہا تو شفعہ کا حق ساقط ہوا اگر شریک غائب ہے تو جب آگاہ ہو شفعہ سے سکتا ہے سالہا کے بعد کیون نہو اسیطرح اگر کوئی شفعہ کے حقیقت سے نا معلوم ہی اور لاعلمی اسکی بجا ہے مثل نومسلم یا جنگلی یا تندے تو جب حقیقت سے واقف ہوے تو شفعہ کا مطالبہ کر سکتے ہین اما شہر و بستی والا جو مدرس علما سے ملاقات رکھتا ہے اسکا شفعہ کی لاعلمیت کا دعوی کرے تو یہ نامسموع ہوگا **مسئلہ** الربا جسکو سود و بیاز و متی کہتے ہین اور یہ حرام مطلق و گناہ کبیرا ہے اور اسلام و دیگر ادیان مین بھی حرام ہے اور ربا صرف تین قسم کے مال مین واقع ہوتا ہے (۱) سونا (۲) چاندی (۳) آدمیون کے کھانے پینے کے چیزین **پہلا** سونا جب سونے کے زیور و آلات وغیرہ کو سونے سے خریدے تو اسکے درست و حلال ہونیکے تین شرط ہین (۱) بیع اور قیمت وزن مین برابر ہے۔ اگر قیمت یا مبیع مین ایک رتی یا زاید ہے تو ربا و حرام ہے (۲) نقد یعنے حالا بیچین اگر بیع یا قیمت ادھار یا برآئندہ رکھے تو سود و حرام ہے (۳) عقد کی مجلس مین بیع اور قیمت کو قبضہ کرین یعنے یہ ہاتھہ سے دین اور وہ ہاتھہ سے لین اگر بغیر قبضہ کے مجلس سے جدا ہو گئے تو متی و حرام ہے **دوسرا** چاندی جو شروط سونے مین بیان ہوے چاندی کے بھی وہی شرطان ہین اما اگر سونے سے چاندی خریدے یا چاندی سے سونا خریدے تو اسکے درست و حلال ہونیکے صرف دو شرط ہے (۱) نقد یعنے حالا یہہ ہاتھہ سے دین وروہ ہاتھہ لین (۲) مجلس مین بیع اور قیمت کا قبضہ کرین اما وزن مین برابر ہونا شرط نہین ہے ایک تولہ سونے سے سو تولہ چاندی خریدے یا ایک تولہ چاندی سے دس تولہ سونا خریدے تو درست و حلال ہے کیونکہ غیر جنس مین زیادتی کا مضایقہ نہین **تیسرا** آدمیون کے کھانے پینے کی چیزین مثل گیہون و چانول و جاری و دیگر اناج۔ و کھجور و انگور و انجیر و دیگر میوہ جات و گھی و تیل و دودھ و دیگر تیلی چیز و نمک و زیرا و ادرک و دیگر مصالح و عناب سولف و اجوان

و دیگر اور یہہ سب ربوی ہین اگر ایک جنس سے وہی جنس خریدے مثل گیہون سے گیہون کھجور سے کھجور گھی سے گھی نمک سے نمک عناب وغیرہ خریدے تو اسکے درست و حلال ہونیکے وہی سونے سے سونا خریدنیکے تین شرط ہین یعنے وزن مین برابر رہے اور نقد حالا دیوین اور مجلس مین قبضہ کرین نہین تو سود حرام ہے اور اگر ایک جنس سے دوسری جنس خریدے مثل گیہون سے چانول یا کھجور یا گھی یا نمک یا عناب وغیرہ خریدے تو اسکے درست و حلال ہونیکے وہی سونے سے چاندی کے صرف و شرط ہین یعنے نقد حالا دیوین اور مجلس مین قبضہ کرین اما وزن مین یا ماپ مین برابر رہنے کا شرط نہین ایک سیر گیہون سے ایک من چانول یا کھجور یا گھی یا نمک وغیرہ خریدے تو درست و حلال ہے پس واضح ہوا کہ ربا، یعنے سود صرف زر سے زر یا طعام سے طعام خریدے تو شروط مذکور الصدر کا ہونا ضرور ہے اما زر سے طعام خریدے یا طعام سے زر خریدے تو بغیر شروط بالا کے صحیح و درست ہے اسیطرح دیگر ہر قسم کا مال غیر منقولہ مثل زمین و باغ و مکان یا منقولہ مثل جواہرات و مزارید و تانبا و پیتل و لوہا و تیار و کپڑے و ہر قسم کا مال و حیوان کے خریدنے و بیچنے مین بغیر شروط بالا کے درست ہے زر سے خریدے یا گیہون وغیرہ سے یا انمین کے ایک جنس سے دوسری جنس خریدے تو درست و حلال ہے صرف حکم البیع کے تین رکن مین جو کچھ بیان ہوا تو اوسکا لحاظ و رعایت ضرور ہے **تنبیہ** اگر سونا یا چاندی کے زیور یا آلات کی قیمت سکہ یعنے اشرفی و روپیہ سے چندان بازیادہ ہے تب بھی وزن مین برابر رہنا شرط ہے اور قیمت کی زیادتی کا لحاظ نہوگا مگر اس کے درست و حلال ہونیکا حیلہ یہ ہے کہ سونیکے زیور یا آلات ہو تو روپیہ یا اور کسی چیز سے بیچے پھر وہ روپیہ یا چیز سے اشرفی خریدے اسیطرح چاندی کے زیور کو سونا یا اور کسی چیز سے بیچین پھر وہ سونا یا چیز کو روپیہ سے خریدے تو اس حیلہ کا خریدنا صحیح و درست ہے اسیطرح بطریق ہبہ کے تملیک کرنا حلال ہے مثلاً یہہ میان چاندی کی جو سونہ کاری ہے مین نے تجھکو ہبہ کردیا بشرطیکہ تو بھی مجھکو پچاس روپیہ ہبہ کرے اور اوسنے قبول کرکے پچاس روپیہ ہبہ کیا تو درست ہے اور بطریق بیع کے ہبہ زیادتی ربا و حرام ہے

مسئلہ چند بیع مین پیغمبر صلعم نے سخت منع فرمایا ہے اگرچہ شرع کے قاعدہ سے درست ہے مگر بوجہ دغا و فریب و ایذا دہی لوگونکے حرام ہے (۱) جنگلی و پہاڑی و دیگر سوداگران بستی مین مال لاکر بستی کے نرخ سے بیچنے کو آمادہ ہوے تو بستی والا انہونکو صلاح دیا کہ مال کو میرے پاس کھہراو مین رفتہ رفتہ گران قیمت سے بیچونگا تو یہہ حرام ہے کہ اس سے بستی والون کو اذیت ہوتی ہے (۲) بستی والا بستی سے باہر جاکر راہ مین جنگلیان و پہاڑیان و سوداگران جو بستی کے نرخ سے ناواقف تہے تو دغا سے مال کو ارزان قیمت مین خرید لیا تو یہہ دغا دینا حرام ہے اگر بہت نقصان ہے تو سوداگران وغیرہ کو

اختیار ہے کہ بعد آگاہ کے بیع کو فسخ کریں (۳) مشتری نے کسی سودے کا بہاؤ چکا رہا تو ایک دوسرا آکر وہی سودے کو چکانے لگا اور اسکے چکانے سے بہاؤ نہیں ٹھہرا تو یہ بھی حرام ہے کہ اسمیں بائع اور مشتری کو اذیت ہوتی ہے (۴) خریدار نے قیمت ٹھہرا لیا تو ایک شخص آکر کہا کہ مت خرید کہ میں اس سے ارزان دلاؤنگا یا بایں سے کہا کہ مت بیچ کہ میں اس سے زیادہ قیمت دونگا۔ تو یہ بھی حرام ہے کہ اس میں بائع واذیت ہوتی ہے (۵) خریدار نے قیمت چکا رہا تو دوسرا آکر بے غرض سے بہاؤ بڑھایا اور خریدار نے فریب کہا کر خرید لیا تو یہ بھی حرام ہے ہاں اگر بطور عام مثلاً ہراج کا مال ہے اور لینے کی غرض سے قیمت بڑھائے تو مضایقہ نہیں کہ اسمیں کسیکو رنج نہیں ہوتا مگر بعضوں کے نزدیک ایجاب وقبول ہراج میں بھی شرط ہے (۶) تازہ کھجور یا انگور یا شکر کا شیرا شراب بنانیوالیکو بیچے تو حرام ہے کہ اسمیں حرام بازی کی کمک واعانت ہوتی ہے (۷) غلام شیر خوار بے تمیز کو ماں سے جدا کر کے بیچے یا ماں کو بچہ سے جدا کر کے بیچے تو حرام ودرست ہے۔ ہاں دونوں کو ملا کر ایک ہی شخص کو بیچے تو درست ہے اسیطرح شیر خوار حیوان مثل گائی وبکری وغیرہ کے بچہ کو یا ماں کو ایک دوسرے سے جدا کر کے بیچے تو حرام ہے ہاں اگر ذبح کیلئے خریدے تو درست ہے مگر مکروہ (۸) کسی سودے کا بہاؤ ٹھہرائے اور پانچ یا دس روپیہ عربون یعنے بیانہ دے کہ اگر مال کو خریدوں تو یہ بیانہ قیمت میں محسوب کریں اور اگر نا خریدوں تو معاف ہے تو یہ معافی حرام ہے کہ بائع بغیر عوض کے قیمت لینا حرام ہے بلکہ بیانہ کو واپس کرنا واجب ہے (۹) بیع مصرات یعنے گائی یا بکری دودھ والی کا دودھ کو بغیر نچوڑنے کا اس بھرا کر دھوکہ سے بیچے تو حرام ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ بعد نچوڑنے کے تھوڑے دودھ والی نکلی تو واپس کریں اور نچوڑے گئے سو دودھ تھوڑا ہو یا بہت کے معاوضہ میں ایک صاع کھجور یا اناج دینا واجب ہے ایسے قسم کے ناجائز بیع بہت ہیں اور اس کتاب میں بطور نمونہ ہر باب سے چند لکھی گئی اور لکھے جاتے ہیں کوئی شائق ہو تو بڑے کتابوں سے تحصیل کریں **دوسرا حکم السلم** نیز سلف بھی کہتے ہیں۔ اور سلم مکہ ومدینہ وغیرہ حجاز کے عرب کا لغت ہے اور سلف بصرہ وکوفہ وغیرہ عراق کے عرب کا لغت ہے ہر دو کا ایک ہی معنے ہے یعنے قیمت پیشگی دینے کو سلم یا سلف کہتے ہیں اور سلم ایک طرح کا بیع ہے حاجت کے لئے جائز کہا گیا۔ کہ اسمیں قیمت نقد دیجاتی ہے اور مبیع اودھار ذمہ میں برآیندہ رکھا جاتا ہے اور جو شروط بیع میں گذرے وہ سلم میں بھی شرط ہیں علاوہ اوسکے اسمیں اور دس شرط زاید ہیں (۱) قیمت عقد کی مجلس میں دینا شرط ہے اگر بعد جدا ہونیکے دئے تو درست نہیں کیونکہ مبیع ادھار اور قیمت بھی ادھار جائز نہیں (۲) قیمت کی مقدار سے آگاہ ہو کہ پانچ یا دس یا سو روپیہ وغیرہ یا بغیر تعداد کے روبرو رکھے تو بھی کافی ہے (۳) مبیع کے اوصاف پورے طور سے بیان کریں تا آیندہ

کوئی نزاع باقی نہ رہے غلام ہو تو کس قوم کا حبشی یا نوبی وغیرہ قد و قامت و عمر و رنگ و مرد یا زن وغیرہ حیوان مین بھی اسیطرح بیان کرین و علیحدہ کپڑے و اناج و پھل وغیرہ اور وزن یا ناپ یا گز گنتی یا عدد بیان کرین اگر تفصیل پوری بیان نکرین تو درست نہوگا مثلاً یہہ سو روپیہ تجھکو پیشگی دیا ہون بمقابلہ ایک خاص اسی ایک طاقہ کپڑا یا تھیلا بھرا اناج وغیرہ تو یہہ مجہول کا سلم درست نہین (۴) وعدہ بیان کرین کہ ایک روز یا ایک ماہ یا ایک سال وغیرہ کا مقرر کرنا شرط ہے اگر فلانے موسم تک یا جب ہاتھ آجاوے وغیرہ کا وعدہ کیا تو یہہ مجہول وعدہ درست نہوگا (۵) مبیع و عدہ کی تاریخ مین اکثر ہمیشہ موجود رہتی ہو اگر اوس عدہ مین اکثر موجود نہین رہتی مثل تازہ کھجور و تازہ آم و خربوزہ جاڑہ کے موسم مین دینے کا وعدہ کیا تو درست نہوگا (۶) مبیع نا درچیز نہو کہ جسکا ملنا دشوار ہے مثل مروارید کبوتر کے انڈا برابر یا کنیز معہ دختر اوسکے وغیرہ کو مبیع مقرر کیا تو درست نہوگا (۷) دینے کی جائے کو مقرر کرین کہ کہیت مین یا فلانی بستی یا فلانہ محلہ یا مکان تاکہ پونچانیکا مقرر کرین اور دور جانیکی صورت مین کرایہ و ہرجہ کے پونچنے سے آگاہ رہے تا آیندہ نزاع نہ رہے (۸) عقد سلم کا منجز یعنے قطعی ہو اگر جہانگیر یعنے خیار الشرط مقرر کیا تو درست نہوگا کیونکہ سلم مین قبضہ مجلس ہی مین بنا شرط ہے اما خیار المجلس ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتے تاوقتیکہ فسخ کرسکتے ہین (۹) عقد ایجاب و قبول سے ہو بغیر ایجاب و قبول کے درست نہوگا۔ اور کیفیت ایجاب و قبول اسطرح ہے کہ یہہ مبلغ پانچ سو روپیہ بطور پیشگی تجھکو دیا ہون بمقابلہ ایک خاص اسپ عربی لایق سرخ یا کمید یا پنج کلیان۔ جہانتک معہ تین سال تخمیناً غرہ رمضان سنہ حال مین میرے مکان تاکہ پونچا دین اور قبولیت مبلغ مذکور کو قبول کیا اور اسپ حسب شروط مذکور پونچانیکا ذمہ کرلیا۔ اسیطرح ہر چیز مین مبلغ کی تعداد و مبیع کا چہرہ معہ تاریخ و پونچانیکی جائے پورے طور سے بیان کرین (۱۰) دو گواہ جو مبیع کے واقف حال ہین مقرر کرنا شرط ہے تا وقت حاجت تصفیہ کرنیمین کام آوے

تیسرا حکم الرہن کسی چیز ٹہیرے ہوئے کو رہن کہتے ہین اور شرع مین ایک چیز منقول یا غیر منقول قرضہ کے معاوضہ مین بطور وثیقہ رکھنے کو رہن کہتے ہین یعنے قرضہ وانہو سکا تو اوس چیز سے ادا کرسکتے ہین قرضدار یعنے چیز کے مالک کو راہن اور قرض خواہ یعنے چیز کے رکھنے والے کو مرتہن اور چیز جو رکھا جاتا کو مرہون اور اسکے معاملہ کو رہن کہتے ہین اور رہن کے چار شرط ہین (۱) ایجاب و قبول ہو مثلاً فلانی چیز کو فلانہ قرضہ مین رکھنا ہون اور قبولیت مین اوسنے مرہون کو قبول کیا اور بغیر ایجاب و قبول کے درست نہین (۲) راہن و مرتہن ہر ایک کامل جائز التصرف ہو اور بالغ وغیرہ جیسا بیع مین آیا اوس سے درست نہوگا (۳) مرہون مین شروط بیع موجود ہو یعنے جس چیز کا بیچنا درست ہے اوسکو مرہون بھی رکھنا درست ہے (۴) قرضہ مین

ثابت ہو چکا ہو۔ اگر قرضہ ہنوز نہین دیا گیا یا ثابت نہین ہوا مثل سلم کا قرضہ یا قیمت خیار الشرط کی مدت مین یا مبیع قبل قبضہ کے یا چیز واپس کرنیکا واجب ہے مثل عاریتاً لیا گیا یا جبر سے چھینا گیا تو ان صورتون مین رہن رکھنا درست نہین۔ اور جب رہن ثابت ولازم ہوا تو مرہون بطور وثیقہ رکھا جاتا اور راہن یعنے مالک پر اسمین تا فک رہن کسی نوع کے تصرف کا اختیار نہین رہتا اور مرہونہ کے تلف ہو جانے سے قرضہ پر اثر نہو گا کیونکہ قرضہ راہن کے ذمہ پر واجب الادا ہے اور تلف ہونے سے مرتہن کو اختیار حاصل ہے کہ دوسرا رہن کا مطالبہ کرنے یا قرضہ کو وصول کر لینے اگر راہن زر رہن سے کچھ ادا کیا تو مرہون سے کچھ چیز لینے کا حقدار نہو گا جب تک کل زر رہن ادا نکیا تو تب تک مرہونہ لینے کا مستحق نہو گا اگر مرہون مرتہن کے قبضہ مین نہ آیا تو مرتہن بطور امانت دار کے سمجھا جائیگا بغیر تقصیر مرتہن کے اور کسی آفت سے مرہون تلف ہوا تو مرتہن اوسکا ذمہ دار نہو گا اسیطرح اگر مرتہن کہا کہ مرہون بے قصور سے تلف ہوا اور کوئی سبب ظاہر نہین کیا اور اس امر پر حلف کیا تو اوسکا قول مقبول ہو گا اگر تلفی کا کوئی سبب ظاہر بیان کیا مثل جل گیا یا ٹوٹا گیا وغیرہ تو ان مین بغیر ثبوتی گواہون سے اوسکا بیان مقبول نہو گا وعلیہذا اگر کہا کہ مین مرہون کو واپس کر چکا تو تب بھی گواہون سے ثابت کرنا ضرور ہے اما اگر مرہون مرتہن کے تقصیر سے تلف ہوا مثل اوس کے لایق ٹھکانہ پر نہ رکھکر چوری ہو یا اپنے برتاوہ مین لاکر تلف کیا یا نقصان پونچایا یا غیر شخص کو دینے سے تلف ہوا وغیرہ تو ان صورتون مین ذمہ دار ہو گا اور مرہون کے فائدہ ومصالح وخرچہ ونقصان کا راہن مالک مستحق ہے اور مرتہن کو مرہون سے کچھ فائدہ اٹھانیکا حق نہین مثل زمین ومکان وملکیات کی آمدنی وکرایہ وحیوانات وآلات کی اجرت وغیرہ کا راہن مستحق ہوتا ہے اور اوسکے مرمت واخراجات ومصارف نیز راہن کے ذمہ پر عاید ہو گا اگر راہن کے بعد ثبوتی اوسکے مرہون کا فائدہ وآمدنی مرتہن کو بخشدیا تو جائز ہے اما بعاوضہ مرمت واخراجات ومصارف کے آمدنی بخشنا درست نہین کہ مرمت وغیرہ مجہول کمقدار ہو گی سو معاف نہین اگر راہن کے ایجاب وقبول مین مرہون کی آمدنی مرتہن کو ملنے کا شرط کیے تو یہہ سود وحرام ہے اور جب کسی چیز کو رہن کیے اور ہنوز قبضہ مین نہین دیے تو راہن ومرتہن کو اختیار ہے کہ رہن کو فسخ کرین اور بعد قبضہ رہن راہن کیطرف سے لازم ہو کر تا فک رہن کے راہن کو فسخ کرنیکا حق نہین رہتا اور مرتہن چاہے تو فسخ کر سکتا ہے اور قرضہ کو صرف ذمہ پر چھوڑے

چوتھا حکم الحجر حا کو فتح وجیم ساکن ہے کسی چیز کے گرد ایک گھیرا کر لینکو حائل وحصار وحجر کہتے ہین اور شرع مین چند اشخاص کے تصرف کے منع کو حجر کہتے ہین (۱) نابالغ اسکے تصرف پر حجر ہے یعنے اسکے کل معاملات کے تصرف ناجائز ہے اور اسکا ولی باپ یا دادا یا وصی یا حاکم اوسکے مال کے حفاظت ونگرانی وتصرف ضروری کے مجاز ان ہین (۲) مجنون یہہ بھی صبی کے

حکم میں داخل ہے (۳) سفیہ وہ بالغ جو اپنے مال کو بے جا و جرائم بازی میں برباد کرتا ہے تو یہہ بھی نابالغ کے حکم میں داخل ہے مگر اتنا فرق ہے کہ سفیہ کو ولی کی اجازت کے موجب تصرف کئے تو جائز ہے (۴) مفلس وہ قرضدار جسکے کل جائداد سے قرضہ ادا نہیں ہو سکتا تو اسکی درخواست یا قرضخواہوں کی درخواست سے جائداد موجودہ کو ضبط کروائے تو یہہ ضبط شدہ مال پر حجر ہوا اسمیں تصرف کیا تو درست ہوگا اگر اپنے ذمہ میں کچھ خرید لیا یا اور قرضہ لیا تو جائز ہے اور اگر اسکے جائداد سے قرضہ ادا ہو سکتا ہے تو مفلس نہیں کہا جائیگا ورنہ اسکی جائداد کو ضبط کرنا جائز ہے (۵) غلام بغیر اجازت مالک کے اوسکا تصرف درست نہیں اگر کسیکو کچھ دیا تو مالک واپس لے سکتا ہے اور کسی سے کچھ لیا تو مالک ذمہ دار نہوگا بلکہ غلام کے ذمہ میں رہیگا بعد آزادی اوس سے مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر مالک کے اجازت سے تصرف کیا تو اسکی جو قیمت میں مال ہے اوس سے ادا کر سکتے ہیں اگر مال نہو تو اوسکی کمائی سے لے سکتے ہیں یا مالک اوسکے قرضہ کا ذمہ لیوے اور یہہ پانچ اشخاص کے نہونے کے حال کا بیان بیع کے رکن نہو اور کچھ باقی نکاح کے باب میں بیان ہو چکا ہے (۶) موصی یعنے وصیت کرنیوالا مریض ہو یا تندرست صرف ایک ثلث متروکہ کی وصیت کیا تو درست ہے اور دو ثلث میں حجر ہے اگر ثلث سے زیادہ وصیت کئے تو ثلث میں درست ہے اور زاید ورثا کے اجازت پر موقوف ہے باقی کیفیت وصیت کے فصل میں بیان ہوگی (۷) راہن جب تک فک رہن کیا تو مرہون کو بیچنا یا ہبہ کرنا یا اور رہن کرنا یا اوسکے تصرف میں لانا درست نہیں (۸) مرتد یعنے جو اسلام سے پھیر کر کفر اختیار کیا تو اسکا بھی تصرف درست نہیں اگر ایسے ہی حال پر مرے تو اسکی کل جائداد کا بیت المال یا مسلمین مستحق ہوتے ہیں اسکے ورثا مسلمین ہوں یا کفار اسکا کوئی حق نہوگا **پانچوان حکم الصلح** قطع نزاع کو صلح کہتے ہیں اور شرع میں ایجاب و قبول سے نزاع دور کرنیکو صلح کہیگے اور صلح تین طرح پر ہے (۱) صلح ابرا یعنے معافی جب کسی نے دوسرے پر ایک ہزار روپیہ کا دعوی رکھتا ہے اور مدعی علیہ کو اقبال ہے مگر ادائی میں نزاع و تکرار کرتا ہے تو آخر کار پانچسو روپیہ پر صلح کرلئے تو یہہ صلح درست ہے گویا مدعی نے اپنے حقیت سے پانچسو روپیہ لیکر باقی پانچسو کو ابرا یعنے معاف کر دیا۔ سمجھا جائیگا پھر آئندہ کسی نوع کا دعوی یا مطالبہ باقی نہیں رہیگا (۲) صلح حطیطہ یعنے دست برداری جب کسی نے دوسرے پر زمین یا مکان یا ہتیار وغیرہ کا دعوی رکھتا ہے اور مدعی علیہ کو اقبال ہے مگر دینے میں نزاع و تکرار کرتا ہے تو آخر کار اوس جائداد کا آدھا یا پاؤ وغیرہ پر صلح کرلئے تو یہہ صلح درست ہے گویا مدعی نے اپنے ملکیت سے آدھا یا پاؤ لیکر باقی کو مدعا علیہ اوس سے دست بردار ہوا سمجھا جائیگا پھر کسی نوع کا دعوی یا مطالبہ باقی نہیں رہیگا (۳) صلح معاوضہ یعنے بدل دیکر جب کسی نے دوسرے پر مکان یا اور کوئی چیز کا دعوی رکھتا ہے اور مدعی علیہ کو اقبال ہے مگر دینے میں نزاع و تکرار کرتا ہے تو آخر کار اوس کے

معاوضہ مین دوسری چیز پر صلح کرلئے تو یہہ صلح درست ہے گویا مدعی نے اپنے ملک اس چیز کے معاوضہ سے بیچدیا سمجھا جائیگا پھر آیندہ کسی نوع کا دعوی یا مطالبہ باقی نرہیگا اور جو شروط بیع مین گذرے اسمین بھی شرط ہین اور صلح کے چند طرح ہین وہ بڑے کتابون مین درج ہین **تکملہ** سرستہ کونچہ مین ہر مکان دار اپنے دروازہ سے باہر تک آمد و رفت کے مستحق ہوتے ہین اور سرستہ طرف جانیکا حق نہین اگر مکان کا دروازہ قدیم جائے سے کونچہ کے سرستہ طرف ہٹانا چاہے تو بلا رضامندی محلہ داروں کے درست نہین اگر باہر طرف ہٹائے تو درست ہے مگر قدیم دروازہ کو چین ڈالنا شرط ہے اگر کسیکے مکان کی دیوار کوچہ سرستہ مین واقع ہے اور دروازہ دوسرے طرف ہے تو بغیر اجازت کونچہ والونکے کونچہ مین نیا دروازہ نکالنے کا حق نہوگا اما روشندانی نکالے تو جائز ہے اور کونچہ سرستہ مین کسیکو برآمدہ نکالنا درست نہین اگر یہہ سب ناجائز وجوہات مین محلہ داروں سے زر وغیرہ کے معاوضہ مین صلح کرکے کروائے تو درست ہے اور اگر ایک مکان دو منزلہ زیرین ایک کے ملک اور بالاخانہ دوسرے کی ملک ہے اور زیرین منزلہ گر پڑا تو بالاخانہ والیکو جبر سے اٹھانے لگانیکا حق نہوگا لیکن جب زیرین والا اپنے منزلہ کو اٹھایا تو پھر بالاخانہ والیکا حق عاید ہوتا ہے یعنے حسب دستور قدیم اپنا بالاخانہ کو اٹھانیکا مستحق ہے اگر دو کے درمیان ایک دیوار مشترک گر پڑی تو ایک دوسرے کو جبر سے دیوار اٹھانے لگانیکا حق نہین اگر ایک ہی چاہے تو خاص اپنے پتھر و مٹی سے اٹھائے تو جائز ہے مشترک دیوار پر بلا اجازت شریک کے کڑیان یا ناٹ وغیرہ ڈالنا درست نہوگا اور شارع عام مین صرف مسلمین کو اپنے بالاخانہ مین برآمدہ نکالنا جائز ہے بشرطیکہ آمد و رفت والونکو کسی نوع کا ہرجہ نہو۔ پیدل کا راستہ ہے تو سر پر بوجہ سمیت چل چلے اگر سواری کا راستہ ہے تو سوار کا بہالا اور اونٹ کا بوجھ و ڈانڈی کی عماری دیگر بوجھ جسی طور سے جاسکے ورنہ برآمدہ بنوانا درست نہوگا اسیطرح مدرسہ یا کمان شارع عام پر اٹھانیکا بھی برآمدہ کا حکم ہے اما چبوترہ بڑھانا یا جھاڑ سینا درست نہین اور شارع عام مین ناجائز کی صورتین صلح سے بھی کرنا درست نہین کیونکہ کل مسلمین کا حق ہے اور جسکے صلح کرنا دشوار ہے **چھٹا حکم الحوالہ** ایک چیز کو ایک جائے سے اٹھاکے دوسری جائے مین رکھنے کو حوالہ و تحویل کہتے ہین اور شرع مین اپنے ذمہ کا قرضہ کو اپنے قرضدار کے ذمہ پر رکھنے کو حوالہ کہتے ہین گویا قرضہ سے قرضہ خریدا گیا مثلاً خالد زید کے سو روپیہ کا قرضدار ہے اور زید بکر کے سو روپیہ کا قرضدار ہے اور بکر نے زید پر ادائی کا تقاضا کیا تو زید نے اپنے سو روپیہ جو خالد کے ذمہ پر ہے بکر کو حوالہ کردیا تو اسکے صحیح و درست ہونیکے چار شرطین (۱) محیل یعنے زید کی رضامندی سے ہو بغیر رضامندی کے اپنے قرضدار کا حوالہ دینا درست نہین (۲) المحال علیہ یعنے خالد کے رضامندی کی شرط

نہین کیونکہ یہہ بہرصورت قرضدار ہے کہ زید اصل قرض خواہ کو دیوے یا بکر محتال کو دیوے تو برابر ہے (۳) المحال علیہ یعنے خالد زید کا فی الحقیقت دیندار ہو مثل قرضہ یا کسی چیز کی قیمت یا امانت وغیرہ اگر دیندار نہین ہے تو اسپر حوالہ کرنا درست نہوگا (۴) بکر و زید کا قرضہ ایک ہی جنس کا ہو یعنے روپیہ سے روپیہ اور گیہون سے گیہون اور تیل سے تیل وغیرہ جس چیز سے زید بکر کا ذمہ دار ہے وہی جنس سے خالد بھی زید کا ذمہ دار ہونا شرط ہے اسیطرح اسکے کم و بیشی کی مقدار اور معجل یا برآیندہ وغیرہ پر تو دونون قسمین اتفاق ہے اگر سو روپیہ کے قرضدار پر ڈیڑھ سو روپیہ کا حوالہ کئے یا بیس روپیہ کے قرضدار پر دو پلہ گیہون کا حوالہ کئے یا چھ ماہہ کے وعدہ پر معجل کا حوالہ کئے تو درست نہوگا اور جو حوالہ اُن شروط سے واقع ہوا تو زید بکر کی قرضداری سے بری الذمہ ہوا اور خالد بھی زید کی قرضداری سے بری الذمہ ہوا مگر بکر کا ذمہ دار ہے اگر خالد نے زید کے قرضہ سے انکار کیا یا بکر کو دینے مین ناراض ہوا تو پھر بکر کو زید پر تقاضا کرنیکا حق نہین رہا و نہ زید کو خالد پر تقاضا کرنیکا حق ہے **ساتوان حکم الضمان** دوسرے کے قرضہ کے ذمہ دار ہونیکو ضامن اور ضمانت اور مال ضامن بھی کہتے ہین اور اسکے تین شرطین ہین (۱) ضامن جائز التصرف کا ہونا بائع وغیرہ کی ضمانت درست نہین (۲) قرضہ قرضدار کے ذمہ مین ثابت ہو چکا ہو اگر ہنوز ثابت نہین ہوا یا نہین دیا مثلاً زید کو جو کچھہ دینگے مین اوسکا ضامن ہون تو یہہ درست نہوگا بعد ذمہ داری کے ضامن ہوئے تو درست ہے مان ضمان الدرک یعنے مشتری کا ضامن ہوا کہ اگر مبیع چوری یا غیر کا مال نکلا تو مین ضامن ہون یا بائع کا ضامن ہوا کہ اگر قیمت چوری یا غیر کا مال نکلے تو مین ضامن ہون تو یہہ ضمانت درست ہے (۳) قرضہ جس کے ضامن ہوئے ہین اوسکے مقدار سے آگاہ ہو اگر کہا کہ جو کچھہ زید کے ذمہ مین ثابت ہے تو مین اوسکا ضامن ہون تو یہہ مجہول کی ضمانت درست نہین جب ضمانت شروط بالا سے جاری ہوئی تو قرض خواہ کو اختیار ہے کہ چاہے اصل قرضدار سے مطالبہ کرین یا صرف ضامن سے مطالبہ کرین یا ہر دو سے مطالبہ کئے تو درست ہے اگر قرض خواہ کے مطالبہ سے ضامن اپنے ذات سے قرض دار کو اتلا نہ دیا چاہیئے کہ اگر قرض دار کے اجازت سے ضامن ہوا و نیز قرضہ ادا کرنیکی اجازت دیا تو قرضدار ضامن کا ذمہ دار رہیگا اور اگر ضامن بغیر اجازت کے ضامن ہوا یا صرف ضامن ہونیکی اجازت دیا اور ضامن بغیر اجازت قرضہ ادا کیا تو اس صورت مین قرضدار ضامن کا ذمہ دار نہوگا کیونکہ بغیر اجازت قرضدار کے قرضہ ادا کرنا جائز ہے اگر قرض خواہ ضمانت کو فسخ کیا تو قرضدار قرض خواہ کا ذمہ دار رہیگا اور اگر قرض خواہ قرضدار کو قرضہ سے معاف کیا تو اس سے ضامن بھی بری الذمہ ہو جاتا ہے **آٹھوان حکم الکفالہ** کسی شخص ملزم کے حاضر کرنیکی ذمہ داری کو کفالت کہتے ہین و نیز حاضر ضامن بھی

کہتے ہین جب کوئی شخص آدمی کا ملزم دار ہو امثل قتل یا جراحت یا ازالت حیثیت وغیرہ یا مال کا دینداد ہے تو حکومت کی اجلاس مین اوسکے حاضر کرنیکی کفالت درست ہے اما خذ کے حقوق مثل زنا و سرقہ و شراب خوری وغیرہ کہ اسمین کفالت لینا درست نہین اور ضامن اور کفیل مین اتنا فرق ہے کہ ضامن مال کا ذمہ دار اور کفیل صرف بدن کا ذمہ دار ہوتا ہے اور جو شرط ضامن مین گذرے وہ کفیل مین بھی شرط ہین یعنے بالغ جائز التصرف کا ہونا الزام ثابت ہونا ہو اسکی شرط نہین اور جب کفیل نے مکفول یعنے ملزم کو وقت مقررہ مین بغیر حائل و روک کے حاضر کردیا تو بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر مکفول کو اوسکے قبیلہ یا اور کوئی بزور دست کے ہمراہ حاضر کیا یا خود مکفول بذات خود حاضر ہو کر خاموش رہا تو ان صورتون مین کفیل کی ذمہ داری باقی ہے اور اگر کفیل بغیر حائل و روک کے مکفول کو حاضر کردیا یا خود مکفول حاضر ہو کر کہا کہ مین جواب ہی کو حاضر ہون تو ان صورتون مین کفیل بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر ملزم فرار ہو کر مفقود الخبر ہوا تو کفیل کو قید کرین اگر مکفول کے ٹھکانہ کا پتہ نکلا تو کفیل کو آمد و رفت دین و زر مقام کی مہلت دیکر رہائی دین اگر جا کر حاضر نہین کرسکا تو پھر قید کرین اگر مکفول مرجائے تو کفیل اوسکے لزام کا ذمہ دار نہوگا صرف مکفول کے حین حیات تک ذمہ دار رہتا ہے بعد مرنیکے بری الذمہ ہوتا ہے

نوان حکم الشرکہ دو یا چند اشخاص کے ساجہ کے مال کو شرکہ کہتے ہین یعنے شراکت کے مال سے تجارت کرنا پانچ شروط سے جائز ہے (۱) اشخاص جائز التصرف کے ہونا بالغ وغیرہ کی شراکت درست نہین (۲) شرکت کا مال نقد سکہ رائج الوقت کا ہو مثل روپیہ و ریال و اشرفی اما غیر سکہ مثل چاندی و سونے کے کہنڈیان و زیور و آلات مین درست نہین یا ایک جنس کی چیز ہو جو وزن یا ماپ سے تحقیق ہوسکتا ہے مثل گیہون و گہی وغیرہ اما جکا وزن تحقیق نہین ہوسکتا مثل کپڑے و تیار و دیگر آلات مین شرکت درست نہین (۳) دو یا سبکا حصہ یا جائے ملا کر کہا گیا ہو کہ ایک دوسرے سے تمیز نہو سکے اگر ہر ایک کا حصہ علیحدہ رکہے یا تولے سے تمیز ہوسکتی ہے مثل روپیہ و اشرفی یا سکہ چالی و سکہ کلدار یا سفید گیہون و لال گیہون وغیرہ مین شرکت درست نہین (۴) ہر ایک دوسرے کو ہر قسم کے مال خریدنے بیچنے کی اجازت دیا ہو بغیر اجازت کے تصرف درست نہوگا اور جب اجازت دے تو فائدہ و مصلحت دیکہکر تصرف کرنا شرط ہے یعنے مروج سکہ سے خریدے بیچے اور نقد بیچے اور بغیر اجازت کے سفر نکرے اگر خلاف ان شروط کے دست اندازی کرے اور نقصان پہنچائے تو شریک کے حصہ کا ذمہ دار ہوگا (۵) فائدہ و نقصان ہر ایک کے حصہ برابر مقرر ہو مثلاً ایک کے سو روپیہ اور دوسرے کے پچیس روپیہ ہے اور دس روپیہ فائدہ کے ملے تو سو والا آٹھ روپیہ اور پچیس والا دو روپیہ کے مستحق ہوتے ہین محنت برابر کرے یا ایک زیادہ بار پڑا تو تب بھی حصہ کے برابر تقسیم کرنا شرط ہے

اسیطرح نقصان مین بہی حصوں کے برابر ہوگا اسکو شرکت العنان کہتے ہین اور یہہ شرکت مین ہر شریک کو اختیار ہے کہ جب چاہے فسخ کرکے اپنا مال علیحدہ کرکے واپس کرلیوین اما دیگر کمائی کی شراکت درست نہین اور یہ تین طرح کی ہے (۱) شرکت الابدان دو یا چند مشتری اپنی ذات سے حمالی یا لکڑیان یا گہاس یا شکار لانے مین شراکت کئے (۲) شرکت المفاوضہ یعنے ہر شریک ہنر سے مثل رنگی و بڑائی و ناری وغیرہ کی کمائی مین شراکت کئے (۳) شرکت الوجوہ یعنے اپنے اعتباری سے دیگرون سے قرضہ یا مال ادہار لیکر شراکت کئے تو ان صورتونکی شراکت درست نہوگی کیونکہ یہہ کمائی مجہول اور اسمین ہوسکے نہ محنت و نہ کمائی کی برابری ہوتی ہے و نہ کوئی مال مقرر ہے اور شرکت العنان جسکا آگے بیان ہوا صحیح و درست اور اول اوسمین بہت سے برکت ہے اس لئے شرع نے صرف اسیکو جائز کہا **وسوان حکم الوکالہ** زندہ بالغ شخص کے قایم مقام کو وکیل کہتے ہین اور زندہ نابالغ یا مجنون یا سفیہ کے قایم مقام کو ولی کہتے ہین اور میت کے قایم مقام کو وصی کہتے ہین اور وکالت صحیح و درست ہونیکے تین شرط ہین (۱) موکل اور وکیل ہر ایک قابل وکالت کے ہو یعنے بالغ عاقل بہجدار اوسکام کے سرنجام کرسکتے ہین اگر بدحواس یا نابالغ تو ان ہے تو اسکی وکالت درست نہین (۲) کام قابل وکالت کے ہو مثل بیچنے و خریدنے اور وصول پانے و نگرانی و حفاظت مال و ادائی قرضہ و نفقہ و نکاح کے ایجاب و قبول و دعوی کے سوال و جواب ہر تصرف کا رجائز مین وکالت صحیح و درست ہے اما عبادات سے صرف حج اور زکواۃ کی تقسیم اور قربانی کے ذبح مین نیابت یعنے وکالت درست ہے باقی عبادات مین درست نہوگی بالجملہ ہر شخص کو جو تصرف اپنے ذات سے کرنا جائز ہے تو وکیل کے ذریعہ سے بہی کرانا جائز ہے اور اسمین وکیل بنانا بہی جائز ہے اما بہیرا و نابینا و گنگا انہونکو بعضے تصرفات مین بذات خود تصرف کرنا درست نہین مگر وکالت سے کرانا درست ہے (۳) جسمین وکالت ہوتی وہ اپنے ملکیت یا ولایت یا وکالت یا وصیت کے تحت تصرف مین ہو اگر ہنوز تحت تصرف مین نہین آیا تو اسمین وکالت کرنا درست نہین و نیز جسمین وکالت ہوتی وہ معلوم ہو مثل خاص بیچنے یا خریدنے وغیرہ اگر کہا میرے سبہی معدمین یا کل کام مین تمکو وکیل کیا تو یہہ درست نہوگا بلکہ کام کی تفصیل کرنا شرط ہے اور وکیل کی حیثیت امانتدار ہے یعنے دینے و لینے مین بغیر تقصیر کے تلف ہونے مین اسکا بیان موکل پر بغیر گواہی کے مقبول ہے اما کسی دعوی کا اقبال کرنا یا موکل کے حق سے کچہہ معاف کرنا یا صلح کرنا یہہ درست نہوگا کیونکہ یہہ امور کو موکل بذات خود کرنا شرط ہے اور وکالت مین ایجاب و قبول شرط ہے مگر قبولیت فوراً کرنیکی شرط نہین اور موکل اور وکیل کو اختیار ہے کہ جب چاہے فسخ کرین یعنے وکیل کو معزول کرین یا خود وکیل دست بردار ہوجائے ہان اگر موکل غایب ہے اور وکیل کے فسخ کرنے سے موکل کا مال تلف ہوتا یا نقصان عاید ہوتا ہے تو اس حالت مین

وکیل فہ مدار ہے اور جب تک موکل آجائے یا دیگر وکیل کو مقرر کرے تو تب تک وکیل کو فسخ کرنیکا حق نہوگا اور موکل یا وکیل کے مرنے یا دیوانہ ہونے یا بیہوش ہونے سے وکالت فسخ موجاتی ہے بعد تندرستی و ہوش آنیکے دوبارہ توکیل کرنا ضرور ہے **گیارواں حکم الاقرار** کسی چیز کے ثابت و برقرار رکھنے کو اقرار کہتے ہین اور شرع مین دوسرے کے حق سے اپنے پر اقبال کرنیکو اقرار کہتے ہین اور اپنا حق دوسرے پر بیان کرنیکو دعوے کہتے ہین اور دوسرے کا حق دوسرے پر بیان کرنیکو شہادت و گواہی کہتے ہین اور حقوق دو قسم پر ہے **پہلا** خدا تعالی کے حقوق مثل زنا و شرب خمری و سرقہ وغیرہ مین بعد اقرار کے پھر سکتے ہین بلکہ مکرنا ست ہے کہ مین غلط و غیر واقع کہا تہا کیونکہ خدا تعالے کے حقوق عفو و مہربانی پر مبنی ہین اور انکار کرنے سے سزا سے بچتے ہین **دوسرا** آدمیون کے حقوق مثل قتل و جراحت وغیرہ و طلاق و قرضہ امانت مین بعد اقرار و اقبال کے پھر مکرنا درست نہین اقرار سے ملزم و فہ مدار ہوجاتے ہین اور اقرار کے پانچ شرطین ہین (۱) مقر یعنے اقرار کرنیوالا بالغ ہونا بالغ کا اقرار درست نہین (۲) عقلمند ہو مجنون و بیہوش کا اقرار درست نہین (۳) نشان باز کا اقرار درست ہے (۳) جائز تصرف کا ہو سفیہ کا اقرار مال مین درست نہین (۴) خدا کے حقوق مین یا قتل و جراحت وغیرہ کا اقرار کیا تو درست ہے اسیطرح غلام کے اقرار کا حکم ہے (۴) اپنے اختیار سے ہو دوسرے کے جبر سے اقرار کئے تو درست نہین (۵) اقرار کئے ہوے مال پنے ملکیت مین نہو اگر اپنے ملکیت کو دوسرے کا ہے اقرار کئے تو درست نہوگا کیونکہ اقرار تملیک کا صیغہ نہین ہے بلکہ دوسرے کا گذشتہ حق سے اقبال کرنیکو اقرار کہتے ہین اور تملیک کے صیغہ دوسرے مین مثل ہبہ کردیا یا بخشدیا یا نذر دیا یا ہدیہ دیا یا تصدق کیا یا بیچدیا وغیرہ یہہ تملیک کے صیغات ہین اور میرے نزدیک یا میرے پاس زید کا کچہہ ہی کہا تو یہہ کچہہ چیز کا ذمہ دار سمجہا جائیگا اور میرے طرف یا میرے پر زید کا کچہہ ہے کہا تو یہہ کچہہ قرضہ کا ذمہ دار سمجہا جائیگا اور اقرار معلوم و مجہول سے بہی درست ہے مثلاً کہا کہ مین فلان کے ہزار روپیہ دینا ہون یا یہہ مکان زید کا ہے یا فلانی چیز جو میرے پاس ہے وہ زید کی ہے یا مین نے زید کو قتل کیا یا فلانی زن کو طلاق دیا یا فلانے غلام کو آزاد کیا وغیرہ یہہ سب اقرار معلوم درست ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ زید کا کچہہ دینا ہون یا زید کی میرے پاس کچہہ چیز ہے یا میرے طرف زید کا کچہہ ہے یہہ سب اقرار مجہول ہی درست ہے مگر اس مجہول کا بیان کرنا واجب ہے اور جو کچہہ بیان کیا بہت ہو یا تہوڑا مقبول ہوگا ہزار روپیہ ہو یا ایک پیسہ بہرصورت بیان کیا تو کافی ہے اگر بیان کرنے سے بچدے تو بیان کئے تک قید رہین اور اقرار مین استثنی کرنا جائز ہے بشرطیکہ متصل یعنے فوراً کرین۔ اور تمام چیز کو مستثنی نکرے مثلاً زید کے دس کم سو روپیہ دینا ہون یا فلانی زن کو دو کم تین طلاق دیا ہون تو یہہ نو روپیہ ایک طلاق کا اقرار ہوا

درست ہے اگر استثنیٰ اقرار کیساتھ فوراً نہین کیا مثلاً زید کے سو روپیہ دینا ہون یہہ کہا کہ دس روپیہ کم یا تین طلاق دیا ہون یہہ کہا کہ دو طلاق کم۔ تو یہہ استثنیٰ درست نہوگی اور یہ سو روپیہ و تین طلاق کا اقرار صحیح ہے اسیطرح کل چیز کو استثنیٰ کیا مثلاً زید کا سو روپیہ کم سو روپیہ دینا ہون یا فلانی زن کو تین طلاق کم تین طلاق دیا ہون تو استثنیٰ لغو اور یہہ سو روپیہ و تین طلاق کا اقرار ثابت ہوا **تنبیہ** استلحاق نسب یعنے کسیکو نسب سے اقرار کیا مثلاً یہہ لڑکا میرا فرزند یا برادر یا برادر زادہ وغیرہ ہے اقرار کیا تو دو شرط سے خاص وسی مقر یعنے اقرار کرنیوالے کے حق مین اوس لڑکے کا نسب ثابت ہوجاتا ہے بشرطیکہ عقل و شرع کے خلاف نہوا مامقر کے باقی اقربا کے حق مین نسب نہوگا اور وہ دو شرط یہہ ہین (۱) عقل اقرار کو باور کرے اگر اپنے سے زیادہ معمر یا ہم عمر یا اپنے سے سات آٹھ سال کے کم عمر والے کو میرا بیٹا یا بیٹی کہا تو یہہ اقرار درست نہوگا کیونکہ ان صورتون مین عقل باور نہین کرتی پس یہہ اقرار لغو سمجھا جائیگا (۲) شرع کے خلاف نہو اگر اوس لڑکیکا نسب ظاہر و مشہور ہے مثلاً گوئی لڑکا یا لڑکی کسی مرد یا زن کی اولاد معروف و مشہور ہے نکاح سے ہو یا زنا سے تو ایسے مشہور لڑکا یا لڑکی کو میری اولاد کہنا درست نہین اگرچہ دونکی زنا سے کیون نہو تو یہہ اقرار لغو سمجھا جائیگا۔ ہان اگر جب اقرار کوئی مجہول النسب سے ثابت ہوا تو وہ لڑکا یا لڑکی خاص مقر یعنے اقرار کرنیوالے سے نسب وراثت رکھہ سکتے ہین فرزندی کا اقرار ہو یا برادری وغیرہ کا اگر یہہ لڑکا بالغ ہے یا بعد بلوغ کے مقر کے اقرار سے اقبال کیا تو مقر بھی وسکا وارث ہوسکتا ہے اور اگر اقرار سے انکار کیا تو مقر اوسکا وارث نہوگا۔

باروان حکم العاریہ جاکر پہر جلد واپس آنیکو عاریت کہتے ہین اور شرع مین مالک کی اجازت سے کسی چیز کے فائدہ اٹہانیکو عاریت کہتے ہین اور جس چیز سے فائدہ اٹہائے جاتا اور رہنا تک نہین بگڑتا مثل مکان و زمین و ہتیار و کپڑے و کتاب و دیگر آلات وغیرہ کو عاریتاً دینا جائز ہے اور جس چیز کے تلف ہونے سے فائدہ ہوتا مثل ماہی تی و عود تبی و اگر و پہول و عطر وغیرہ کو عاریتاً دینا جائز نہین کیونکہ یہہ بعد فائدہ اٹہانیکے واپس نہین سکتے اور مالک جو دینے والے کو معیر اور لینے والے کو مستعیر اور فائدہ کی چیز کو معار اور مستعار کہتے ہین اور شرط معیر اور مستعیر یہہ ایک جائز تصرف کے ہونا بالغ و مجنون و سفیہہ معیر نہ مستعیر ہوسکتے ہین اور معیر اصل معار یعنے چیز کا مالک ہو اگر چیز بطریق عاریت یا امانت کہے تو دوسرے کو عاریتاً دینا درست نہین اور معار کو مدت تک و بغیر مدت کے دینا جائز ہے معیر یعنے مالک مدت و غیر مدت ہر دو صورتین اسکو اختیار ہے کہ جب چاہے واپس کرسکتا ہے اور مستعیر معار کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر اختیاری یا بغیر اختیاری یا آفت سے تلف ہوجائے تو اوسکی قیمت کا ذمہ دار اور مالک کو دینا واجب ہے ہان اگر

اجارت کے برتاوہ سے تلف ہوا کہ بہت زمانہ تک کہا گیا مثلاً برتن پکانے سے گھس گیا اور کپڑے پہننے سے پھٹگئے اور کتاب پڑھنے سے بگڑ گئی وغیرہ تو اس نقصان کا ذمہ دار نہوگا کیونکہ مستعیر کے اجازت سے برتاوہ مین لائے اور اس عرصہ مین اسقدر نقصان ہونیکا عقل باور کرتی ہے اور مستعیر کو واپس کرنیکا اختیار تہا اگر مستعیر نے ظاہر کیا کہ زمین بیت کے دفن کیواسطے یا مکان یا اور کوئی چیز رہن رکہنے کیواسطے عاریت لیا جب تک میت کی لاش نہ گلجائے اور فک رہن نہو جائے تو تب تک مستعیر کو واپس کرنیکا حق نہوگا **تیروان حکم الغصب** ظلماً ناحق کسیکے مال پر قبضہ کرنے کو غصب کہتے ہین تصرف مین لائے یا نہ لائے اپنے قبضہ مین رکہین یا مالک کو ڈرا دہمکا کر تصرف سے روکین تو یہ سب غصب کے شمار مین ہے اور غصب کرنا حرام ہے اور فوراً واپس کرنا واجب ہے اگر مال مغصوبہ کو عرصہ تک کہا تو اس عرصہ کا کرایہ بہی دینا واجب ہے اگر مال مغصوبہ مین عیب یا نقصان پیدا ہوا تو سوائے کرایہ کے عیب و نقصان کا بہی تاوان دینا واجب ہے اگر سالم تلف ہوا اور گنتی یا وزن یا ماپ سے تحقیق ہوسکتا مثل نقد اناج وگہی وغیرہ تو اوسی جنس کا برابر بدل دینا واجب ہے اگر اوسکے وزن وغیرہ کی تحقیق ہو نہین سکتی مثل مین و جہاز و مکان و ہتیار و کپڑے و آلات و حیوان وغیرہ تو اسکی زیادہ تر قیمت دینا واجب ہے مثلاً وہ چیز تلف شدہ غصب کے وقت دس روپیہ کی مالیت تہی درمیان مین بہاؤ چڑہکر بیس روپیہ کی مالیت ہوی اور تلف کیوقت پانچ روپیہ کی مالیت تہی تو غاصب کو زیادہ تر قیمت یعنے بیس روپیہ علاوہ کرایہ و نقصان کے دینا واجب ہے

چودوان حکم القراض کسی چیز سے ایک ٹکڑا اکتر نیکو قراض کہتے ہین اور شرع مین مالک اپنے مال سے ایک جز کا بنام سوداگری کے دوسرے کو دیوے اور اوسکے فائدہ سے اوسکو یعنی عامل کو کچہ حصہ مقرر کرنیکو قراض کہتے ہین یعنے مالدار سے محنت ہو نہین سکتی اور محنت والیکے پاس مال نہین تو شرع نے طرفین کی رعایت دیکہکر قراض کو جائز رکہا اور قراض کے چار شرط ہے (۱) مال قراض کا نقد سکہ رایج الوقت کا ہو اگر غیر سکہ مثل سونا و چاندی کی ڈلیان یا زیور یا ہتیار و کپڑے و اناج وغیرہ دیا تو درست نہوگا کیونکہ اسمین کوئی تاج مقرر نہین عامل کو اس سے ہر حرجہ و دہوکہ ہے (۲) عامل کو تصرف مطلق دیا ہو اگر کہا کہ صرف کپڑا یا ہتیار یا اناج یا حیوان وغیرہ مین سوداگری کریا خاص فلانہی بازار یا بستی مین سوداگری کریا مساوی مت کریا ادہار مت بیچ تو یہہ سب درست نہوگا کہ اس سے عامل کو تنگی و ہرجہ عاید ہوتا ہے (۳) عامل کو ایک حصہ فائدہ سے مقرر کیا ہو مثل آدہا یا پاؤ یا آدہ پاؤ وغیرہ اگر بلا تقرر حصہ کے مثل کچہہ دونگا یا خوش کرونگا یا تیرا ہی حصہ ہے تو یہہ مجہول ہے نہین اگر کہا کہ جو کچہہ فائدہ ہمارا تمہارا ہے تو اس صورتمین مالک و عامل ہر ایک نصف فائدہ کے مستحق ہونگے (۴) قراض کا

معاملہ ایک مدت تک مقرر نہو مثلاً ایک ہفتہ یا ایک ماہ یا ایک سال تک تو یہہ درست نہوگا کیونکہ شاید اس مدت مین کچھہ نہ کا تو عامل کی محنت برباد ہوتی ہے اور قراض کا مال عامل کے یہان بدامانت سمجھا جائیگا اگر بغیر تقصیر کے کچھہ تلف یا نقصان ہو تو عامل مرد ار نہوگا اگر کسی سودے مین فائدہ ہوا اور کسی مین نقصان ہوا تو فائدہ سے نقصان کو جوڑے اور بعد کٹھرے کرنے اصل کے جو کچھہ فائدہ سے بچیگا تو عامل اسمین اپنے حصہ کا مستحق ہوگا مثلاً اصل دو سو روپیہ تھے تو سو روپیہ سے ایک سو دالیکر اسمین سو روپیہ فائدہ ملا اور ایک سو روپیہ سے دوسرا سودا لیکر اسمین اصل سے دس روپیہ نقصان ہوے تو فائدہ کے بیس روپیہ سے دس روپیہ ڈالکر اصل کو پورا کرین باقی دس روپیہ مالک و عامل حسب تقرر حصہ کے تقسیم کرین اور مالک و عامل ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب چاہے قراض کے معاملہ کو فسخ کرے اگر عامل فسخ کیا اور قراض کا مال کچھہ ادھار اور کچھہ سودا و سامان موجود ہے اور ادھار و سامان سے مالک ناراض ہو تو عامل پر واجب ہے کہ ادھار کو وصول کرے اور سامان کو بیچکر نقد سلکہ کرین اور اگر مالک نے فسخ کیا اور ہنوز کچھہ فایدہ حاصل نہین ہوا تو مالک پر واجب ہے کہ جسقدر محنت و عرصہ گذرا تو عامل کو اوسکے ہجوڑ موافق اجرت دیوین اور قراض کے سامان کو بیچکر نقد سلکہ کرنا اور ادھار کو وصول کرنا عامل پر واجب نہین **بندروان حکم المساقاۃ** جہاڑ نہین پانی ڈالنے کو سقی اور مالی کے خدمت کو مساقات کہتے ہین مالک کے پاس جہاڑ ان ہین خدمت کر نہین سکتا اور جو خدمت کر سکتا اوسکے پاس جہاڑ ان نہین لہذا طرفین کی رعایت کیلئے شرع نے مساقات کو جائز رکہا اور مساقات صرف کہجور و انگور کے جہاڑون مین جائز ہے باقی درختون مین درست نہین اور مساقاۃ کے تین شرط ہے (۱) مالک و عامل یعنے مالی جائز تصرف کے ہو (۲) عامل کو ثمرہ سے ایک حصہ مقرر کیا ہو نظر قراض کے بغیر تقرر حصہ کے مجہول پر درست نہوگا (۳) ایک مدت تک مقرر ہو کہ جسمین ثمرہ پاسکے مثل ایک سال یا پانچ سال وغیرہ تک مقرر کرین اگر تہوڑی مدت مقرر کئے کہ جسمین ثمرہ آنہین سکتا تو درست نہوگا اور حسب دستور و رواج ہر ملک کے جو کام و آلات خاص جہاڑ کو فائدہ بخشتا ہے تو وہ مالک کے ذمہ ہے اور جو کام و آلات ثمرہ کو فائدہ بخشتا ہے تو وہ عامل کا ذمہ ہے **امامزارعہ** یعنے مالک اپنے زمین اپنے طرف سے تخم عامل کو دیکر زراعت کروایا اور غلہ سے عامل کو ایک حصہ مقرر کرے تو اسکو مزارعہ کہتے ہین **ومخابرہ** یعنے عامل نے مالک سے زمین لیکر اپنے طرف سے تخم ڈالکر زراعت کیا اور غلہ سے مالک کو ایک حصہ مقرر کرے تو اسکو مخابرہ کہتے ہین تو یہہ ہر دو مزارعہ و مخابرہ کا معاہدہ درست نہین کیونکہ حصہ کا دہوکہ و بہروسہ ہے کہ اگر زراعت کسی آفت سے تلف ہو جائے تو مزارعہ مین عامل کی محنت برباد ہو جاتی ہے اور مخابرہ مین مالک کی زمین کا فائدہ نقصان

ہو جاتا ہے اور مالک کو مجاز ہے کہ عامل کو کچھ اجرت مقرر کرکے زراعت کروائے اور عامل کو بھی مجاز ہے کہ زمین کی اجرت دیکر زراعت کرین اسمین ہر ایک اپنے زراعت کا فائدہ و نقصان اٹھا سکتا ہے اور دوسرا دھوکہ نہین پاتا۔ مگر بعضون کے نزدیک مخابرہ کو جائز نہین رکھتے ہین اسیطرح اگر مساقات کے جہاڑون کے درمیان زمین خالی ہو اور خاص مساقات کے عامل سے مزارعت بھی کئے تو جائز ہے **سولوان حکم الاجارہ** اسکو کرایہ بھی کہتے ہین ہر چیز جو زمانہ دراز تک رہ سکتی اور اوس سے فائدہ پا سکتے ہین تو اسکو اجارہ سے دینا جائز ہے مثل زمین و مکان و زیور و کپڑے و آلات و حیوان وغیرہ اما جس چیز کے تلف ہونے سے فائدہ پا سکتے مثل ماہی تبی و عود تبی و عطر وغیرہ کی اجازت درست نہوگی اور اجارہ کے چھ شرط ہے (۱) مؤجر یعنے مالک و مستاجر یعنے کرایہ دار ہر ایک جائز تصرف کے ہو (۲) اگر اجارہ منقول یا غیر منقولہ چیز ہے تو اس سے آگاہ ہو مجہول نامعلوم چیز کی اجارہ درست نہین اگر اجارہ ذمہ مین ہے مثل بوجا کی اوڈھوائی یا کپڑے کی سلوائی یا کتاب کی لکھوائی وغیرہ تو بوجا و کپڑا و کتاب وغیرہ سے آگاہ ہونا شرط ہے ورنہ درست نہوگا (۳) اُس چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہو۔ کنیز کو ہمبستر کیلئے یا شراب بنانیکے لئے اور ہتیار رہزنی کیلئے اجارہ کرنا حرام و ناجائز ہے (۴) ایک مدت تک مقرر ہو مثل ایک روز یا ایک ماہ یا ایک سال وغیرہ اگر مجہول بغیر تقرر مدت کے اجارہ کئے تو درست نہوگا اسیطرح بوجا پوجا نیکا پلا اور سلوائی وغیرہ کی تفصیل نہین کئے تو درست نہوگا (۵) اجرت یعنے عوض کی مقدار مقرر ہو مثل فی یوم یا ماہ یا سال کے پانچ روپیہ اور بوجا اوڈھوائی و سلوائی و لکھوائی کے چار روپیہ وغیرہ اگر بغیر تقرر اجرت کے اجارہ کئے تو درست نہوگا (۶) ایجاب و قبول سے ہو بغیر ایجاب و قبول کے درست نہین اور اجارہ مین بعد لازم ہونیکے پھر بیکو اوس مدت تک فسخ کرنیکا حق نہوگا بلکہ کوئی مرجائے تو اوسکے وارث قایم مقام ہو سکتے ہین اگر درمیان مدت یا درمیان کام کے کسی آفت یا کسی سبب سے کرایہ کی چیز تلف ہو جائے یا اجیر یعنے بوجا اٹھانیوالا و سینے والا مرجائے تو اجارہ بقایا مین فسخ ہو جائیگا اما جو ماضی یعنے گذشتہ زمانہ گذرا یا کام ہو چکا تو صرف اسکی مقدار موافق اجرت دینا واجب ہے مثلاً یہ مکان یا گاڑی یا گھوڑا یا آدمی حج کیلئے وغیرہ ایک مدت تک ایک عوض مقررہ سے اجارہ کا معاہدہ کئے اور آدھی مدت مین مکان گر پڑا اور گاڑی تو ٹوٹگئی اور گھوڑا و آدمی مرگئے تو بقایا مدت کے اجارہ فسخ ہو جائیگا و گذشتہ بحال اور اوسکی آدھی اجرت دینا واجب ہوگا اگر اجارہ ذمہ مین ہے مثلاً سکونت کیلئے کوئی مکان ہو اور سواری یا بوجھ کے لئے کوئی گاڑی یا گھوڑا ہو یا حج کیلئے کسی آدمی کے ہاتھہ سے ہو ان صورتون مین مکان وغیرہ کے تلف ہونے سے اجازت

فسخ نہوگی بلکہ موجر پر واجب ہے کہ اوسکے بدل دوسرا لاکر مدت تک چلائین اور کام پورا کروائین اور اگر مکان و گاڑی و گھوڑا وغیرہ مستاجر کے قصور سے تلف ہوے تو اوس چیز کے قیمت کا ذمہ دار ہوگا اگر آفت یا بڑتا وہ معمولی سے تلف ہوا تو اسکا ذمہ دار نہوگا **ستروان حکم الجعالہ** کسی قسم کی محنت کے عوض کو جعالہ کہتے ہین اور جعالہ دو قسم پر ہے ایک خاص دوسرا عام ہے خاص وہ ہے کہ مالک نے خاص ایک شخص کو کہا کہ اگر تو نے میرا فلانا چیوان فرارشدہ یا فلانا مال گم شدہ کو لائے یا اس مقدار کے باولی کھودے یا دیوار اٹھائے یا فلانہ سامان وغیرہ کو اٹھا کر لائے یا فلانہ جا تک پونچائے وغیرہ تو تجھکو دس روپیہ دونگا جب عامل نے حسب فرمایش مالک کے تعمیل کرے تو دس روپیہ کا مستحق نہوگا اور اگر غیر شخص سنکر خود بخود کرے تو کسی چیز کا مستحق نہوگا اور عام وہ ہے کہ مالک نے کہا کہ جو کوئی میرا فلانا چیوان فرارشدہ یا فلانا مال گم شدہ لائے وغیرہ تو اوسکو دس روپیہ دونگا تو جو کوئی شخص حسب فرمایش مالک کے تعمیل کرے تو دس روپیہ کا مستحق ہوگا۔ اور خاص جعالہ مین مالک اور عامل ہر ایک کو اختیار ہے کہ جب چاہے فسخ کرے اگر بعد شروع تعمیل کے عامل نے فسخ کیا تو کسی چیز کا مستحق نہوگا اور اگر مالک فسخ کیا تو جسقدر عامل کی محنت ہو چکی تو اوسی محنت کے موافق اجرت دینا واجب ہے اور عام جعالہ مین اگر مالک بعد شروع عمل کے فسخ کیا تو عامل کسی چیز کا مستحق نہوگا اگر عامل فسخ سے بیخبر ہو کر تعمیل کرے تو صرف محنت کی اجرت کا مستحق ہوگا **اٹہاروان حکم احیاء الموات** زمین کی آبادی کرنیکو احیار کہتے ہین اور بے عمارت ویران زمین کو موات کہتے ہین اور جب کوئی زمین ویران ابتک اوسپر کسیکے عمارت کا نشان نہین ہے و نہ کسیکی ملکیت کے حدود یا علاقہ مین داخل نہین ہے تو ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ احیار الموات یعنے اوس زمین کو آباد کرے اور اسکے آبادی سے اوس زمین کے مالک ہو جاتے ہین بشرطیکہ آبادی کی عمارت پورے طور سے ہو یعنے مکان کیواسطے تو چوطرف کے دیواری وایک جائے مسقف یعنے چھتدار وایک دروازہ کھڑا کرنا شرط ہے اور باغ کیلئے ہو تو چوطرف کے گیرا دیوار وغیرہ سے اور پانی کے نالہ و چند جھاڑ پیدا کرنا شرط ہے اور زراعت کیلئے ہو تو چوطرف کی مینڈ اٹھانا اور زمین کی اونچ نیچ کو برابر کرنا اور پانی کی راہ بنانا شرط ہے اسیطرح ہر غرض کی عمارت ایسی بنائے کہ دیکھنے سے مکان یا باغ وغیرہ کا نام پڑ جائے تو ان شروط سے اوس جائے کے مالک ہو سکتے ہین اگر صرف چوطرف ایک ایک پتھر حدود کے وضع رکھے اور کسی عمارت کا نام نہین رکھا جاتا تو اسکا مالک نہین ہو سکتا اگر ویسا ہی بہت عرصہ تک بے عذر کہیہ چھوڑے تو دوسرا آکر آباد کرے تو اسکے مالک ہو سکتے ہین ماکا فر کو ممالک اسلام مین

احیاء الموات کرنا جائز نہین اور نہ مالک ہو سکتے ہین اگر کسی جائے مین عمارت قدیم ہے اور اوس کے مالک کا نشان و پتہ نہین ہے اگر اسلام کے پیشتر کی نشانی ہے تو مسلمان اس کے مرمت و آبادی کرنے سے مالک ہو سکتے ہین اور اگر بعد ظہور اسلام کے اوس پر اسلام کی نشانی ہے تو یہہ گم شدہ مال ہے حاکم کے اختیار پر موقوف ہے چاہے بیچکر اوسکی قیمت رکھے یا بیچکر اوسکی قیمت نہ رکھے اگر اوس جائے مین حاکم نہو تو ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ اپنے تحت تصرف مین لاوین اور مالک کے ذمہ دار رہے کہ اگر جب مالک یا اوسکا قایم مقام آجائے تو اوسکی ملک یا قیمت دونگا تو اس صورت مین بیع وغیرہ سے تصرف مین لانا جائز ہے اگر کوئی مسلمان کسی جائے مین سونا یا چاندی یا تانبا یا بنک وغیرہ کا کہن پائے تو جبتک اوس کہن کے کالنے کے کام مین مصروف ہے تو تبتک اوس کے مستحق رہین گے اور جب اپنی غرض سے فارغ ہو گئے یا کام کرتے کرتے دست بردار ہوے تو دوسرا آکر قبضہ کیا تو یہی مستحق رہیگا اسیطرح جب یہہ کام سے فارغ ہوے یا دست بردار ہوا تو تیسرا و چوتھا وغیرہ آکر قبضہ کر سکتے ہین جب کہن خالی بیکار پائے تو ہر کوئی دوبارہ سہ بارہ لے سکتے ہین **اونیسوان حکم الوقف** کسی چیز کو ایک جائے کھڑے کرنے و ٹھیرانیکو وقف کہتے ہین اور شرع مین کسی قسم کا مال فائدہ دار جو ہمیشہ یا بہت مدت تک رہسکتا ہے نیک راہ مین ٹھیرانیکو وقف کہتے ہین مثل زمین و باغ و مکان و ملکی و کتابان و برتن وغیرہ اما جو دیر تک نہین رہسکتا یا فایدہ اٹھانے سے تلف ہوتا ہے مثل اناج و پکا ہوا کھانا و ماہی بتی وغیرہ کا وقف درست نہین اور نیک راہ سے مراد حرام راہ نہو مثل ستیارہنے کیلئے و مکان شراب خوری کیلئے یا کرایہ و غلہ دیول کیلئے وغیرہ ناجائز وقف کئے تو حرام و نادرست ہے اما خاص خاص جون پر وقف کرنا شرط نہین بلکہ تو نگر مالدار پر بھی وقف کئے تو درست ہے اور وقف کے پانچ شرط ہے (۱) واقف یعنے وقف کرنیوالا اوس چیز کا مالک جائز التصرف کا ہو غیر کا مال جو بطریق رہن یا عاریت یا کرایہ وغیرہ کے قابض ہے تو اسکا وقف درست نہین اسیطرح غیر جائز التصرف مثل نابالغ و مجنون و سفیہ و محجر شدہ یعنے ضبط کیا ہوا کا وقف درست نہین۔ اما کافر کا وقف مسجد کیلئے کیون نہو درست ہے (۲) الموقوف یعنے وہ چیز جو وقف کیا جاتا فائدہ دار اور ہمیشہ یا بہت دیر تک رہسکتا ہو جیسا آگے بیان ہوا مثلاً یہہ مین یا مکان وغیرہ مسجد کیلئے وقف کیا تو یہہ چاہے مسجد کے حکم مین داخل ہو جاتے ہین مسجد کے وضع ہونا نہو یا یہہ مکان یا یہہ عمارت مدرسہ یا خانقاہ یا مسافر خانہ یا شادی خانہ وغیرہ کے لئے وقف کئے تو خاص وہی برتاوہ کا وقف درست ہے دوسرے نام کے برتاوہ مین

لانا درست نہین اسیطرح آبدارخانہ وقف کئے تو صرف پینے کا فائدہ اٹھانا جائز ہے اگر غسل وپکوان کیلئے کام مین لائے تو درست نہین اگر بادلی کو وقف کئے تو اسکے پانی سے ہر قسم کا فائدہ اٹھا سکتے ہین اگر یہ اشیاء یعنے مدرسہ وخانقاہ وغیرہ موجود ہے اور کسی مین کا غلہ اور ملکیات کا کرایہ وغیرہ ان اشیاء پر وقف کئے تو درست ہے اور اُنکے ضروری مصارف مین خرچ کرین اسیطرح کتب خانہ وبرتن وآلات وغیرہ کے نام پر وقف کئے تو اوسکی مرمت ومصارف ضروریہ مین صرف کرین (۳) الموقوف علیہ یعنے جسپر وقف کیا جاتا موجود ہو اگر ہنوز موجود نہین مثلاً اگر زید کو اولاد ہو جائے تو اسپر وقف کیا تو درست نہین ہان اگر زید موجود ہو پر وقف کئے پھر اونکی اولاد نسلاً بعد نسل پر وقف ہے تو درست ہے اولاد و دوسری پیڑی وغیرہ وقف کے وقت موجود ہونا شرط نہین (۴) ہمیشہ تک وقف کیا ہو مثلاً زید پر اور انکی اولاد نسلاً بعد نسل پر یا میری اولاد و پوتے وپڑپوتے یا میرے اقربا یا اہل خاندان نسلاً بعد نسل پر یا فقران ومسکینان - یا یتیمان یا مسافران یا روزہ داران - یا حاجیان - یا غازیان - یا سادات یا مشایخ یا علما یا طالبان علم یا مریدان یا امرا وتجار یا کاریگران وغیرہ یہ ہمیشہ موجود رہتے ہین تو اسپر وقف کئے تو صحیح ودرست ہے اگر ہمیشہ تک وقف نہین کیا صرف ایک ماہ یا ایک سال تک وقف کیا تو درست نہوگا (۵) صیغہ یعنے وقف کا ایجاب ہو - اما قبولیت کی شرط نہین اور ایجاب ہر لفظ جس سے فائدہ اٹھانیکی اجازت ہو مثل فلانی زمین یا مکان یا چیز کو مسجد یا فقرا یا میری اولاد نسلاً بعد نسل پر وقف کیا یا سبیل کیا - یا ہمیشہ جاری کیا یا چھوڑ دیا یا خیرات کیا یا تصدق کردیا یا للہ یا اللہ کیواسطے چھوڑ دیا وغیرہ اسطرح کا ایک لفظ بھی کہے تو کافی ہے بغیر ایجاب کے وقف درست نہین اور وقف کی تعمیل حسب شرط وتفصیل واقف کے عمل کرنا واجب ہے اگر کہا کہ میری اولاد و پوتے ونواسے جہانتک زیرین ہو درجہ بدرجہ پر وقف کیا مرد کو دو حصہ اور زن کو ایک حصہ یا زن کو دو حصہ اور مرد کو ایک حصہ یا مرد و زن برابر حصہ لیوین یا جو محتاج وبیمار گا اور زن بیوہ کیوے یا مرد سور و بیوہ مانہ یا سالانہ کیوے اور زن ساٹھ روپیہ ماہانہ کیوے وغیرہ تو اسکے شرط موافق عمل کرنا واجب ہے اور جب تک اعلیٰ درجہ والون سے ایک باقی ہے تو دوسرے درجہ والونکا حق نہوگا یعنے اولاد سے تک پوترونکا حق نہین اگر شرط کیا کہ اولاد سے کوئی مرا تو اوسکا حصہ اوسکے اولاد کو دیوے یا شرط کیا کہ جو کوئی میری اولاد و پوتے وپڑپوتے وغیرہ جو موجود رہینگے تو سب مین تقسیم کرین تو اُسکی شرط موافق عمل کرین پس جو کوئی پیدا ہوگا وہ ان حصہ داروں مین شریک ہے اسیطرح ہر قسم کے وقف مین واقف کے تفصیل موافق عمل کرنا واجب ہے اور موقوف علیہ یعنے جسپر وقف کیا جاتا وہ چیز یعنے وقف کے ایک مہینہ تک رہ سکتے صرف اوس کے فائدہ اٹھانیکے مستحق ہوتے ہین زمین ہو تو اوسکا غلہ کان

ہو تو اوسکی سکونت یا کرایہ کتاب یا برتن ہو تو اسکا بڑا وہ ہر چیز کا جو فائدہ ہے اوسیکے مستحق ہونگے اما قف کو بیچنا یا ہبہ کرنا یا رہن رکھنا یا خلاف شرط واقف کے تصرف مین لانا درست نہین اسیطرح وقف کی نگرانی اور قبضہ واقف کے شرط پر موقوف ہے اگر نگرانی خود پر رکھا یا اونکی اولاد پر یا زید پر وغیرہ تو اسکی شرط موافق عمل کرے اگر یہ شرط فوت ہو جائے یا نگرانی کی شرط نہین کیا تو حاکم وقاضی کے اختیار پر رہیگا جسکو چاہے نگران کرین اور زمین و مکان وغیرہ وقف کرنے سے واقف کے ملکیت سے باہر ہو جاتے ہین پھر واقف کا کوئی حق یا مداخلت باقی نہین رہتی اگر چہ اشخاص پر وقف کیا مثل زید اور انکی اولاد نسلاً بعد نسل پر اور یہ بعد چند پیڑی کے فوت و نابود ہو گئے تو واقف کے قرابتداران یعنے خاص ذوی الارحام جو غیر واثنان مین انپر عاید ہوگا۔ اما واقف کے اولاد اہل فروض عصبہ یعنے واثنان مستحق نہونگے اگر ذوی الارحام مین سے بھی کوئی باقی نہین رہا تو مسلمین کے عام کام مین خرچ کرین **بیسوان حکم الہبہ** ہوا ایک طرف سے دوسرے طرف چلے تو ہبوب و ہب بھی کہتے ہین و نیز مندرجہ گھبرا کر اٹھے تو بھی ہب کہتے ہین اور شرع مین اپنے حین حیات مین بلا معاوضہ کے کوئی چیز دوسرے کو دیوے تو ہبہ کہتے ہین گویا مال ہوا کے جیسا ادہر سے اودہر گیا یا واہب یعنے ہبہ کرنیوالا خواب غفلت سے بیدار ہو کر ثواب کے طرف چکا اور ہبہ کے پانچ شرط ہے (۱) واہب یعنے ہبہ کرنیوالا جائز تصرف کا ہو نابالغ وغیرہ کا ہبہ درست نہین (۲) الموہوب لہ یعنے جسپر ہبہ کیا جاتا مالک ہو سکتا ہو غلام و حیوان پر ہبہ کرنا درست نہین (۳) الموہوب یعنے جو چیز ہبہ کیے جاتا بیع کے شرط اوسمین موجود ہو کیونکہ جس چیز کا بیچنا درست نہین تو اوسکو ہبہ کرنا بھی درست نہین مان وجہ اناج و شکار نہ کتا و مردار کا چمڑا و سرگین کا بیع درست نہین مگر ہبہ درست ہے (۴) ایجاب و قبول سے ہو بغیر ایجاب و قبول کے درست نہین ایجاب مثل ہبہ چیز تجھکو ہبہ کیا یا بخشدیا یا دیدیا یا مالک کر دیا وغیرہ اور قبولیت مثل مین قبول کیا یا منظور کر لیا یا لے لیا۔ یا مالک ہوا وغیرہ اما تحفہ جو بالادرجہ والے کو دیا جاتا اور یہ ہدیہ جو برابر درجہ والے کو دیا جاتا اور خلعت جو زیرین درجہ والے کو دیا جاتا اور صدقہ جو محتاج کو دیا جاتا اوسمین ایجاب و قبول کے شرط نہین صرف سکا دینا اور اوسکا لینا کافی ہے بذات خود دے یا بالغ و نابالغ کے ہاتھ سے روانہ کئے تو درست اور اسکی ملکیت مین داخل ہوتا ہے (۵) قبضہ کی اجازت دیا اور قبضہ کیا گیا ہو اگر صرف ایجاب و قبول سے ہبہ ہوا اور قبضہ کرنیکی اجازت نہین دیا یا اجازت دیا مگر وہ قبضہ نہین کیا یا بغیر اجازت کے قبضہ کیا یا قبضہ کے پیشتر واہب نے ہبہ کو فسخ کیا تو ان صورتون مین یہ ہبہ باطل ہو گیا اور بعد اجازت و قبضہ دینے کے پھر واپس نہین ہو سکتا اسیطرح اگر واہب نے کہا کہ یہ مکان یا یہ چیز تیرے حین حیات تک دیدیا پھر مجھکو واپس ہو یا کہا کہ یہ چیز تجھکو دیدیا بشرطیکہ

تو آگے مرجائے تو واپس کرلونگا یا میں آگے مرجاؤں تو تجھپر بحال رہے تو یہہ بھی ہبہ کے شمار میں داخل ہے پھر واہب کسیطور سے واپس کرنہیں سکتا کیونکہ یہہ شروط نہو سمجھے جاتے ہیں اگر واہب مرد یا زن اپنے ولاد یا پوتے یا نواسے جہانتک زیرین ہو انہونکو کچھ مکان یا چیز ہبہ کرکے قبضہ بھی کرادیا اور منہو وہ چیز اولاد وغیرہ کے قبضہ میں موجود ہے اور ملکیت سے باہر نہیں گئی تو باپ یا مان یا دادا یا نانا وغیرہ واہب اوس چیز کو اولاد وغیرہ سے واپس کرلئے تو جائز ہے اگر وہ چیز تلف ہوچکا یا بیچکر پھر دوبارہ غیر سے خرید لیا تو یہہ واپس ہو نہیں سکتا اگر موہوب لہ نابالغ یا مجنون یا سفیہ ہے تو اوسکا ولی قبول وقبضہ کئے تو جائز ہے اگر اپنی اولاد یا ورثہ کو کچھ چیز ہبہ کرنا چاہے تو عدل و انصاف سے دینا چاہئے کہ ہر ایک کو اوس کے حق موافق دیوین اگر ایک دو کو دیکر باقی کو محروم کردے یا متروکہ تلف کرنیکے لئے خیر حیات میں ہبہ کردے تو ہبہ صحیح ہے مگر دوسروں کو بے حق چھوڑنا حرام ہے **الیسوان حکم اللقطہ** کسی پڑی ہوئی چیز کے اٹھانیکو لقطہ کہتے ہیں اور شرع میں غیر کے گم شدہ مال لینے کو لقطہ کہتے ہیں جب کسی شخص کا مال گرا یا بھولکر چھوڑ دیا یا حیوان غفلت سے چھوٹ گیا اور یہہ مال پر دوسرے کی نظر پڑی تو دیکھنے والیکو اختیار ہے کہ اٹھا کر سنبھالے یا چھوڑ دے اگر اٹھانہ سے نہیں اٹھائے تک ویسا ہی چھوڑ دے اور وہ تلف ہوا تو ذمہ دار نہوگا مگر اپنے دیانت و امانت پر سنبھالنے کا بھروسہ ہے تو اوسکو اٹھا کر سنبھالنا سنت مؤکدہ ہے اگر بھروسہ نہیں تو اٹھانا مکروہ تحریمی ہے اور صاف براہ حق تلفی کے اٹھالے تو حرام ہے۔ اور لقطہ یعنے گم شدہ چیز چار حال سے خالی نہیں پہلا منقولہ مثل نقدی و زیور و ہتیار و کپڑے وغیرہ تو اسکے پانیوالے پر دوامر واجب ہے (۱) اوس چیز کو اوسکے لایق ٹھکانے میں رکھیں نقد و زیور ہو تو صندوق میں اور ہتیار و آلات ہو تو حجرہ میں ہر چیز اوسکے لایق ٹھکانہ میں رکھے اس صورت میں تلف ہوجائے تو ذمہ دار نہوگا اگر غیر ٹھکانہ میں رکھکر تلف ہوا تو ذمہ دار ہوگا (۲) اوس چیز کا وزن و تعداد و شکل و رنگ وغیرہ نحوی پہچان کر پورا ایک سال مسجدوں کے دروازوں پر اور لوگ کے مجمع کے جائے اور چیز کے ملے سو جائے وغیرہ پر پوچھتے رہیں ایا کہ کسیکی کچھ چیز گئی ہے تو اوسکا پتہ و نشان بتلاوا اور پوچھنے کی کیفیت معمولی طور سے شروع میں ہر روز دو بار پوچھے پھر ہفتہ میں ایک بار پوچھے پھر ماہ میں ایک دو بار پوچھا کرے اس دوران میں کوئی آکر پورے طور سے چیز کا پتہ و نشان بتلائے تو اسکو دینا واجب ہے ورنہ بعد پورے ایک سال کے اپنے ملک میں داخل کرنا چاہے تو اوسکی برآورد کرکے مالک کے ذمہ دار رہے اور چیز کو اپنے تحت تصرف میں لائے اگر مالک پیدا ہوا اور منوز لقطہ موجود ہے تو لقطہ دینا واجب ہے اگر صرف کرچکے یا تلف ہوا تو وہی برآورد کی قیمت دینا واجب ہے اگر چیز چھوٹی ملی ہے مثلاً آنہ و دو آنہ یا کم و بیش کا مال ہے تو اوسکو سال بھر تک پوچھنا واجب نہیں بلکہ گمان ہو کہ مالک اوسکے ملنے سے

نا امید ہوا تو اسکی برآورد کرکے اپنے تصرف مین لائے تو جائز ہے دوسرا وہ چیز خود بیرنگ کہنے سے بگڑ جاتی مثل پکا ہوا کہانا یا میوہ و ترکاری وغیرہ کہ اسکے پانیوالے پر دو امر کا اختیار ہے (۱) اوسکی برآورد کرکے کہا لیوے اور قیمت کی ذمہ دار بنے (۲) اوسکو بیچکر قیمت کو بدامانت رکھہ چھوڑے تیسرا چھوٹے حیوان جو چھوٹے درندون سے اپنے جان کو بچا نہین سکتے مثل بکری و مرغی وغیرہ اس کے پانیوالیکو تین امر کا اختیار ہے (۱) برآورد کرکے کہا لیوے اور اسکی قیمت کے ذمہ دار بنے (۲) بیچکر اوسکی قیمت کو بدامانت رکھہ چھوڑے (۳) حیوان کو ویسا ہی بحال رکھکر بلا معاوضہ کے اپنے طرف سے دانہ چارہ دیکے چوتھا بڑے حیوان جو درندون سے اپنی جان کو بچا سکتے ہین مثل اونٹ و بیل وغیرہ اگر جنگل مین ملجائے تو اسکا لینا حرام ہے کیونکہ اسکے تلف ہونیکا زیادہ خوف نہین اگر بستی مین ملجائے تو چوری سے تلف ہونیکا ڈر ہے تو پانیوالیکو وہی تین امر کا اختیار حاصل ہے کہا کر قیمت کا ذمہ دار بنے یا بیچکر اسکی قیمت سنبھالے یا اپنے طرف سے بلا معاوضہ کے دانہ چارہ دین اگر حیوان حرام مثل ہاتی و گدہا وغیرہ ملے تو اسکے پانیوالے کو دو امر کا اختیار حاصل ہے کہ یا تو بیچکر اوسکی قیمت بدامانت رکھہ چھوڑے یا بلا معاوضہ اپنے طرف سے دانہ چارہ دیکے **بائیسوان حکم اللقیط** بچہ شیر خوار یا دیوانہ بے کس راہ مین پڑے رہنے کو لقیط کہتے ہین اور اسکی حفاظت و پرورش فرض کفایہ ہے یعنے ایک شخص پرورش کیا تو کافی اور سب پر سے فرض اتر جاتا ہے ورنہ سب گنہگار ہو جائینگے اگر صرف ایک ہی شخص دیکھا تو خاص اوسی پر واجب ہوا کہ خود پرورش کرے یا دوسرے کو سونکر کروائے اور ملتقط یعنے لینے والا شخص مین چار شرط ہے (۱) مسلمان ہو۔ کافر کی پرورش درست نہین (۲) بالغ ہو۔ نابالغ کی پرورش درست نہین (۳) حر ہو۔ غلام کی پرورش درست نہین (۴) پرہیزگار ہو فاسق کی پرورش درست نہین اگر ایسی صفت کے اشخاص نے لقیط کو پائے یعنے کافر و نابالغ وغیرہ تو حاکم یا مسلمین اون سے چھینکر ایسے شرط موافق شخص کے سپرد کرین اگر لقیط کے ساتھہ کچھہ مال پائے تو اوسی مال سے پرورش کرین ورنہ بیت المال یعنے خزانہ عامرہ سے پرورش کرین اگر اوس جائے مین بیت المال نہین تو مالدار مسلمین کے ذمہ ہے اور لقیط کو اٹھاتے وقت ایک معتبر گواہی سے مترتب کرنا واجب ہے تا اسکو کوئی غلام نکر سکے اور بعد بلوغ کے وہ خود مختار ہو جاتا ہے جہان چاہے جا سکتا ہے اور مقدمہ کی دوسری فصل اسلام بالدار مین لقیط کا وہان ہی کچھہ بیان ہوا ہے **تیئیسوان حکم الودیعہ** کسی چیز کو ایک جانے چھوڑنے یا روانہ کرنیکو وداع کہتے ہین اور شرع مین مال منقول بدامانت رکھنے کو ودیعہ کہتے ہین و ودیعت رکھنا کار خیر ہے اگر شخص اپنے امانت و دیانت پر بھروسہ رکھتا ہے تو کسیکی ودیعت رکھنا سنت موکدہ ہے اور اگر اپنے

تلف یا نقصان ہونیکا گمان ہے تو ودیعت رکھنا مکروہ تحریمی ہے اگر بستی مین چند امانت دار ان مین تو اونپر ودیعت کا رکھنا فرض کفایہ ہے اگر بستی مین ایک ہی شخص امانت دار ہے تو ودیعت کا رکھنا اوپر واجب ہے مگر اس صورت مین اپنی محنت کی اجرت اور جائے کا کرایہ لینا جائز ہے بغیر اجرت کے رکھنا واجب نہین اور رکھنے والا امین یعنے امانت دار سمجھا جائیگا اگر مال ودیعت بغیر تقصیر کے تلف یا نقصان ہوا تو اسکا ذمہ دار نہوگا۔ اور بغیر گواہی رکھے اوسکا قول معتبر و مقبول ہے اسیطرح اگر کہا کہ مین ودیعت مالک کو واپس کر دیا تو تب بھی بغیر گواہی اسکا بیان مقبول ہے اگر تلف یا نقصان کا سبب مشہور یعنی کیا یعنے لوٹے گیا یا جل گیا تو یہہ گواہی سے ثابت کرنا شرط ہے ورنہ ذمہ دار ہوگا اسیطرح تقصیر سے تلف یا نقصان ہوا تو اسکا بھی ذمہ دار ہوگا اور تقصیر کے بہت سبب ہے انمین سے (۱) بغیر اجازت کے دوسرے کو دے دینا یا بیٹا یا زوجہ کیون نہو (۲) ودیعہ کو اسکے لایق ٹھکانہ مین نہین رکھا اور ہر مال کا ایک ٹھکانا علیحدہ ہوتا ہے (۳) اچھا مکان و محلہ چھوڑکر بلا اجازت مالک کے بوسیدہ مکان اور ویران محلہ مین جاکر رہے (۴) بلا اجازت اپنے ساتھ ودیعہ کو سفر مین لیگئے (۵) مالک طلب کیا اور فورا نہین دیا تو ان صورتون مین اگر ودیعت تلف ہوجائے یا نقصان پونچائے تو اسکا ذمہ دار ہوگا باقی سب تقصیر بڑے کتابون مین درج

چوبیسوان حکم القرض یعنے رہبا دلا اور ما ردینا

اسکو قرض حسنہ بھی کہتے ہین اور قرض حسنہ دینا کار خیر ہے پیغمبر فرمائے کہ ایک چیز کے خیرات کرنے سے اوسکا وہ چند ثواب ملتا ہے اور ایک چیز کے قرضہ دینے سے اوسکے اٹھارہ چند کا ثواب ملتا ہے کہ دس کے دو چند بیس ہوتے ہین قرض خواہ اپنے چیز یعنے روپیہ ایک چند ثواب واپس کر لیتا ہے اور باقی اوسکے اٹھارہ چند ثواب بروز قیامت لینگے کیونکہ خیرات محتاج و غیر محتاج کو دیجاتی ہے اور قرضہ صرف محتاج ہی لیتا ہے لہذا اسکا دو چند ثواب ہے جب کوئی شخص کسیکو پانچ سو یا ہزار روپیہ قرض حسنہ دیا اور چند ماہ یا ایک سال کا وعدہ مقرر کیے تو قرضہ لازم ہوگیا پھر اسکے وعدہ کے اندر فسخ کرنیکا حق نہین رہا ہان اگر زر قرضہ قرضدار کے نزدیک ہنوز خرچ نہین ہوا سالم یا اوس سے کچھ باقی موجود ہے تو قرض خواہ کو اختیار ہے کہ چاہے تو موجود کو واپس کر لیوے اور اگر سب صرف ہوچکے تو وعدہ کے اندر مطالبہ کا حق نہوگا اگر قرضدار وعدہ کے اندر قرضہ ادا کرنا چاہا تو قرض خواہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے لیوے یا واپس کر دے کیونکہ ادای کے وقت شاید ڈاکے یا زان و رہزنون کا پکارا وغل ہے اور وعدہ کے اندر لینے سے تلف ہوجائیگا اگر کسی نوع کا خوف نہین اور قرضدار کو وعدہ کے اندر دینے کا کچھ غرض ظاہر ہے کہ سفر کا ارادہ رکھتا یا تلف ہونیکا خوف ہے پھر دوبارہ دے نہین سکتا یا ڈاکے یا زون کا ڈر ہے اور قرض خواہ امن مین ہے تو اسصورت مین لینا واجب ہے

اور سنت ہے کہ قرضہ کے سوائے اور کچھ بغیر شرط کے دیوے تا قرض خواہ کے احسان کا معاوضہ ہو اگر قرض خواہ شرط کیا کہ قرضہ کے سوائے اور کچھ زیادہ دینا تو یہہ سود و بیاز کے شمار مین ہے اسیطرح قرضہ کے معاوضہ مین کسی نوع کا فائدہ لینا بیاز کے شمار مین ہے مثلاً تجھکو قرضہ دونگا مگر تو میری خدمت کیا کر یا فلان کام کیا کر یا فلان چیز لاؤ وغیرہ تو یہہ بھی سود و بیاز کے شمار مین ہے **پچیسوان جلم السبق والرمی** یعنے گھوڑدوڑ اور تیراندازی کو کہتے ہین ۔ ہر لو لعب حرام ہے صرف تین لہو لعب شرع مین جائز و حلال قرار پائے ہین (۱) گھوڑا یا دیگر جانور کو دوڑانا و کودانا کہ جس سے سواری کی مہارت و آزمودگی حاصل ہووے (۲) تیراندازی کا نشان لگانا کہ جس سے ہاتھہ کی صفائی و نشان اندازی کا تجربہ حاصل ہووے (۳) شوہر اپنی اہلیہ سے ٹھٹا مذاق کرین کہ جس سے عشرت محبت کی زیادتی ہووے تو اس لئے یہہ تینون لعب کو شرع نے جائز کہے ہین بلکہ سنت ہے اب معلوم ہونا چاہئے کہ المیسر جسکو قمار یعنے جوہ بازی کو کہتے ہین تو یہہ حرام مطلق ہے ۔ صرف سبق رومی مین شروط ذیل کے ساتھہ شرع نے جائز رکھے ہین **پہلا سبق** یعنے گھوڑ دوڑ یہہ خاص گھوڑے و اونٹ اور خچر اور گدہے اور ہاتی مین جائز ہے باقی جانور مثل بیل و کھلگا و بکرا و مرغ و دیگر چرند و پرند حیوانات کو لڑانا اسمین شرط باندھے یا نہ باندھے تو یہہ ہر دو صورت مین حرام ہے بلکہ یہہ قوم لوط کا شیوہ تھا کیونکہ اس قسم کے جانور جنگ مین کام نہین آتے اور گھوڑے وغیرہ مذکور الصدر جنگ مین کام آتے ہین اور ان کے کھیل کے شروط حسب ذیل ہین (۱) دونون گھوڑے حاضر و معلوم رہے ۔ غائب و نامعلوم جانور پر باندھنا درست نہین (۲) ہر دو سوار بھی حاضر و معلوم رہے غائب و نامعلوم شخص پر باندھنا درست نہین (۳) دوڑ کا پلہ معلوم رہے کہ کہان سے کہان تک دوڑنا مجہول مسافت پر باندھنا درست نہین (۴) شرط کی رقم صرف ایک ہی سوار نکالے اگر یہی سوار سبقت لیکر آگے نکل جائے تو اپنی ہی رقم واپس لیوے اور اسکا مقابل ہارا ہوا کسیقدر کا ذمہ دار نہوگا اور اگر اسکا مقابل سبقت لیجائے یعنے آگے بڑہجائے تو وہ رقم کا مستحق ہو جائیگا اور اگر ہر دو سوار رقم رکہے اور ان سے جو کوئی سبقت لے جائے تو وہ ہر دو رقم لیوے تو یہہ جیت ہار ہوی قمار اور حرام ہے ہان اگر یہہ ہر دو سوار اپنے ساتھہ اور ایک محلل کو بے رقم

شریک کرین تو جائز و حلال ہے اگر یہہ ہر دو سے محلل سبقت لیجائے تو ہر دو کی رقم لیویگا اور اگر وہ ہر دو محلل سے برابر سبقت کرین تو ہر ایک اپنی اپنی رقم واپس کرلین اور محلل کسی نوع کا ذمہ دار نہو گا۔ اور اگر اون سے صرف ایک ہی سوار محلل دوسرے سوار سے سبقت لیجائے تو کل رقم کا یہی مستحق ہے اور اگر انمین سے ایک سوار اور محلل دونون برابر سبقت کئے تو یہہ سوار اپنی رقم واپس لیگا اور دوسرے کی رقم محلل لیگا اور گھوڑا و خچر و گدھا کی سبقت اوس کے کان بڑھجانے سے ثابت ہوتی ہے اور اونٹ کی سبقت نتانے کی ہڈی جو ہاتون کے بالا ہوتی ہے اوس سے ثابت ہوتی ہے اور ہاتی کی سبقت پیشانی کی ہڈی سے ثابت ہوتی ہے **دوسرا رمی** یعنے تیر اندازی اور یہہ تیر کمان و نیزہ و بھالا و تپھر و گوپین و منجنیق یعنے جھولہ مین بڑا تپھر ڈال کر پھر کاتے ہین و نیز بندوق و تپنچہ و توپ ہر جنگی آلات سے شرط باندھنا جائز و حلال ہے مگر سبقت کے شروط بالا کی رعایت ضرور و لابد ہے یعنے ہر دو شخص و ہر دو آلات و مقدار مسافت و تفصیل محل تختہ یا چرمی وغیرہ کا نشان ہو تو اوسکو ٹکر دینا یا تیر وغیرہ اوسمین دھنسنا یا پار ہونا یا اکھاڑنا یہہ سب حالات کا تقرر ضرور ہے اسیطرح رقم ایک ہی شخص سے رکھنا چاہئے اگر دو یا چند اشخاص سے رکھا جائے تو ان کے ساتھہ ایک محلل کا بھی ہونا ضرور ہے ورنہ قمار سمجھا جائے گا جیسا سبق مین بیان ہوا اما دوسرے کھیلان مثل شطرنج و نرد جسکو عوام پچیسی کہتے ہین اور گنجفہ وغیرہ اس قسم کے کھیل جسمین کھیلنے والا نکہ صرف سلام علیک و آمد و رفت والون سے بلکہ اپنے سے بے خبر ہو جاتا ہے اور اللہ کی یاد و ذکر سے بھی فراموش ہو جاتا ہے۔ یا اسقدر وزندار چیز اٹھانا یا پانی مین اتنی دیر تک تیرنا یا صبح سے شام تک دوڑنا یا ایک پاؤن پر کھڑے رہنا پس اس تکالیف کے کھیل یا گویا ان و چھلہ وغیرہ ہر قسم کے کھیل مین رقم رکھکر شرط باندھنا اسمین محلل کیون نہو تو تب بھی یہہ حرام ہین اور بغیر شرط کے بھی اسکا کھیلنا مکروہ ہے و نیز خفت و مروت مین خلل واقع ہوتا ہے بلکہ جو ہمیشہ اسمین تضیع اوقات کرتا ہے تو اوسکی گواہی معتبر ہوگی

باب نوان وصایا و فرایض کے بیان مین

یہ باب مشتمل اوپر تین فصلون کے ہے

فصل اول وصیت کے بیان مین

کسی مرکے جتلانے وتاکید کرنے کو وصیت کہتے ہین اور شرع مین خاص مرنیکے بعد کسیکو کچھ دینے و تصرف کرنے کی تاکید کو وصیت کہتے ہین اور وصیت کرنیوالے کو موصی اور جو چیز یا فائدہ دیا جاتا اوسکو موصی بہ اور جس شخص کو چیز یا فائدہ دیا جاتا اوسکو موصی لہ اور موصی کے حکم وایجاب کو صیغہ اور جو موصی کے قایم مقام ہے اوسکو وصی کہتے ہین اور یہہ پانچ لفظ کو وصیت کے ارکان

پہلا رکن موصی یعنے وصیت کرنیوالیکو کہتے ہین اس کے پانچ شرط ہین (۱) بالغ ہونا بالغ کی وصیت درست نہین بعضون کے نزدیک نابالغ اگر سن بلوغ کو پونچا یعنے نو برس سے زیادہ عمر مگر ہنوز نابالغ ہے اور سمجھدار ہے (عقلمند) تو اسکی وصیت درست ہے (۲) عقلمند ہو دیوانہ کی وصیت درست نہین (۳) حر ہو غلام کی وصیت درست نہین (۴) ہوش مند ہو بیہوش و بدحواس کی وصیت درست نہین اما مریض جس کے حواس برابر ہے تو اسکی وصیت درست ہے کیونکہ اس حالت مین جھوٹا بہی سچہ کہتا ہے اور فاسق بہی توبہ کرتا ہے اس لئے حالت صحت و حالت مرض کی وصیت ہر دو برابر و درست ہے مثلاً موصی نے حالت صحت مین زید کو ایکسو روپیہ دینے کا وصیت کیا اور حالت مرض مین بکر کو ایکسو روپیہ دینے کا وصیت کیا ثلث متروکہ صرف ایکسو روپیہ نکلا تو صحت کی وصیت مقدم نہوگی بلکہ یہی سو روپیہ بطریق سرشکنی زید اور بکر مین برابر نصفا نصف تقسیم کرین (۵) وصیت موصی کے رضامندی سے ہو غیر کے جبر سے وصیت کئے تو درست نہین

دوسرا رکن موصی بہ یعنے جو چیز دیا جاتا ہے اسکو کہتے ہین اس کے تین شرط ہین (۱) متروکہ کا ثلث ہو یا اس سے کم اگر ثلث سے زیادہ وصیت کئے تو ثلث مین وصیت درست ہے اور زاید مین بغیر اجازت ورثا کے درست نہین (۲) حین حیات مین ثلث مال یا کل جائداد کو اپنے روبرو ٹھکانے کردئے تو جائز ہے مثل وقف یا ہبہ یا نذر یا ہدیہ یا صدقہ یا ابرا یعنے قرضدار کو بری کردئے یا زن اپنے مہر کو ابرا یعنے بخشدی یا کسیکے قرضہ کا اقبال کیا تو صحیح و درست ہے اگر وقف وغیرہ تصرفات بالا جو مرے سو مرض مین دریافت ہوئے تو یہہ سب ترکہ کے ثلث مین سمجھے جائینگے

اگر یہہ سب کی برآورد ثلث ترکہ سے زاید ہے تو ثلث میں صحیح ورزاید ورثا کے اجازت پر موقوف ہے مثلاً موصی کے کل جائداد
بارہ سو روپیہ ہے اور مرے سو مرض میں ایکسو کی جائداد کو وقف کئے و ایکسو ہبہ ایکسو نذر و ایکسو صدقہ و ایکسو قرضہ کو بخشا و ایکسو
مہر کی معافی کی و ایکسو قرضہ کا اقبال کیا جملہ آٹھ سو ہوئے اور ثلث ترکہ چار سو میں صحیح درست ہے اور چار سو جو زاید ہے وہ ورثا
کا حق ہے اگر اسکی اجازت ندیں تو صرف ثلث ترکہ کے چار سو کو آٹھ پانچ بانٹ مذکور الصدر میں بطریق سہ شکنی کے تقسیم کریں
یعنے پچاس روپیہ کا وقف بحال اور پچاس واپس اسیطرح ہبہ کا پچاس بحال اور پچاس واپس علیہذا ہر ایک بانٹ کا یہی حکم ہے
اگر مریض بعد انتصرفات کے مرض سے صحت پائے اور بعد عرصہ کے ناگہانی یا اور دوسرے مرض سے وفات پائے تو یہہ سب تصرفات
کا اجرا ہونا صحیح و درست ہے اور ورثا کو اعتراض کرنیکا حق نہوگا اگر مالک یعنے موصی نے برآے حق ثلثی حصہ ورثا کے یہہ تصرفات کیا کہ تا
ورثا مترکہ سے محروم رہے اگرچہ ظاہر میں درست ہے مگر باطن میں حرام و نادرست ہے اور ثواب سے محروم رہیگا اور جو موصی کے
بدنیتی سے آگاہ ہو تو ایسے تصرف کا مال لینا حرام و ناجائز ہے (۲) وصیت نیک راہ میں ہو اگر حرام و ناجائز کار میں وصیت کیئے مثل
ہتیار رہزنوں کے لئے اور جوا وغیرہ دیوانوں کیلئے یا حرام بازی وغیرہ کیلئے وصیت کیئے تو حرام و نادرست ہے اما خاص محتاج کیواسطے وصیت کرنا
شرط نہیں مالدار کو کئے تو بھی درست ہے (۳) موصی کے ملک میں ہو غیر کے مال سے وصیت کرنا درست نہیں اما بیع کے شروط وہ
وصیت میں ہونا شرط نہیں معلوم و مجہول و پاک و نجس موجود و غیر موجود چیز یا صرف چیز کا فائدہ یہہ سب سے وصیت کرنا درست ہے
معلوم مثل یہہ زمین یا مکان یا یہہ تہان یا زیور یا کپڑا وغیرہ اور مجہول مثل جو کپڑا اس جھرہ میں ہے یا یہہ تھیلا بھر یا یہہ چیز کے وزن
برابر و غیرہ اور پاک مثل نقد و کپڑا و اناج و بہل وغیرہ اور نجس مثل چمڑے خماش و سرگین و شکاری کتا وغیرہ اور موجود مثل زمین
وغیرہ اشیاء مذکور الصدر اور غیر موجود مثل جسے یہہ جہاز کو بہل دے یا یہہ حیوان جب حمل کرے وغیرہ فلاں شخص کو دیوے
اور چیز مثل یہہ مکان یا گہوڑا یا غلام وغیرہ اور چیز کا فائدہ مثل مکان کی سکونت یا کرایہ اور گہوڑے کی سواری و غلام کی
خدمت و جہاز کے بہل وغیرہ صرف ان اشیاء کے فائدہ کی وصیت کیا تو درست ہے موصی لہ صرف یہی فائدہ اٹھانیکا مستحق ہوگا۔
اور اصل اشیاء مذکور وارث کے ہیں بعد مرنے موصی کے وارث بیچ سکتے ہیں اگر موصی نے کہا کہ ایک گہوڑا یا ایک بکرا یا ایک کپڑا وغیرہ
فلانہ کو دیوے تو کیسا ہی گہوڑا یا کپڑا دے تو کافی ہے اگر کہا کہ میرے گہوڑوں سے یا میرے بکروں سے ایک دیویں اور اس کے پاس
گہوڑے وغیرہ موجود ہے تو ایک گہوڑا معتدل دیویں تو کافی ہے اگر ان کے پاس موجود نہیں تو یہہ وصیت لغو سمجھی جائیگی۔

تیسرا رکن موصی لہ یعنے جس شخص کو چیز دیا جاتا ہے اوسکو کہتے ہیں اوسکے پانچ شرطیں ہیں (۱) وصیت کی تاریخ میں وہ

شخص موجود ہو اگر ہنوز موجود نہیں مثل جب بہ بہن حاملہ ہو جائے تو یہہ چیز اوسکے حمل کو دیجائے تو یہہ درست نہو گی ہاں اگر حمل وصیت کے وقت موجود ہے تو وصیت درست ہے (۲) وصیت کی تاریخ سے موصی کے بعد وفات تک وہ شخص موجود ہو اگر موصی کے عین حیات میں یا موصی کے برگشتہ ہو جائے تو وصیت باطل ہو گی (۳) غیر وارث ہو۔ وارث کو وصیت کرنا درست نہیں کیونکہ جب وارث متروکہ کے حصہ دار ہے تو پھر وصیت سے بھی لینا درست نہیں ثلث متروکہ یا ثلث سے کم کیوں نہو بغیر اجازت باقی کامل ورثا کے نہیں اور ورثاؤں کی اجازت سے یہہ مراد ہے کہ بعد مرنے موصی کے اجازت دیوے تو تب سند و معتبر ہو گی کیونکہ وارث بعد مرنے موصی کے متروکہ کے مالک ہوتے ہیں اما موصی کے عین حیات میں وصیت کی اجازت دینا نہ دینا نہو سمجھا جائیگا کیونکہ وارث اوسوقت کسی چیز کے مالک نہوا اور غیر کے مال میں اجازت دینا نہو ہے اگر وارث وصیت کیوقت منع کیا اور اجازت نہیں دیا اور بعد مرنے موصی کے اجازت دیا تو درست ہے اسیطرح اگر وصیت کے وقت راضی ہو کر اجازت دیا اور بعد مرنے موصی کے بدلگیا منظور کیا تو یہہ منظوری بھی درست ہے ہاں اگر موصی نے اپنے عین حیات میں کسی وارث کو منقولہ یا غیر منقولہ قبضہ یا ہبہ یا نذر وغیرہ مذکور الصدر کرکے قبضہ کروا دیا تو صحیح و درست ہے مگر اکثر ورثاؤں کو چھوڑ کر خاص ایک یا چند وارث کو حصہ سے زیادہ دینا مکروہ تحریمی ہے اسیطرح براہ حیلہ کے اقرار کیا کہ فلانی چیز فلانہ وارث کی ہے یا میں اوسکا اسقدر دیندار ہوں تو مکروہ تحریمی ہے (۴) وہ شخص بھی چیز کا مالک ہو سکتا ہو۔ اگر غلام یا حیوان کے نام سے وصیت کیا تو درست نہیں کیونکہ یہہ بھی چیز کے مالک ہو نہیں سکتے ہاں اگر موصی نے غلام و حیوان کے مصارف میں خرچ کرنیکی وصیت کیا تو درست ہے اور اسکے مالک کے قبضہ میں دیکر صرف کرائے اسیطرح اگر مسجد یا مدرسہ یا خانقاہ یا مسافر خانہ یا امامزادہ یا درگاہ مقبرہ وغیرہ کے نام سے وصیت کیا تو درست ہے اور اسکے ناظر و نگران کار کے قبضہ میں دیکر اوسکے مصارف میں خرچ کریں اگر موصی کو چند فرزند یا چند دختر اور وصیت کیا کہ میرے پوتر یا نواسے یا بیگانہ شخص کو میرے ایک فرزند یا ایک دختر کے حصہ برابر دیوے تو درست ہے بشرطیکہ وہ حصہ ثلث متروکہ یا اوس سے کم ہو (۵) بعد مرنے موصی کے وہ شخص قبول کیا ہو اگر بعد فوتی موصی کے وصیت کو نامنظور کیا تو وصیت باطل ہو گی اور فوراً قبول کرنیکی شرط نہیں اور جب قبول کیا تو فوتی کے تاریخ سے قبولیت تک اوس چیز کا اصل معہ فائدہ و نقصان اوسیکو عاید ہو گا اگر قبول نہیں کئے تک مر جائے تو اوسکے وارث قایم مقام ہو سکتے ہیں چاہے وصیت کو منظور کرے یا واپس اما مسجد و مدرسہ وغیرہ کے نام سے وصیت کیا تو اوسکی قبولیت کی ضرورت نہیں

چوتھا رکن

صیغہ یعنے موصی کے حکم و ایجاب کو کہتے ہیں اور یہہ تحریری ہونا شرط نہیں زبان سے تلفظ کریں یا نیت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے تحریر کریں یا دوسرے کے ہاتھ سے لکھوا کر پڑھوا کر سنیں تو صحیح و درست ہے مثلاً میری وفات کے بعد مسمی فلان کو

میرا وصی کیا یا قایم مقام کردیا کل تصرفات کا مجاز مقرر کیا یا میرے اولاد نابالغان کی پرورش و تعلیم و ادب و نگرانی حال و مال و شادی کرانیکا قایم مقام مقرر کیا یا میرے مال کو ہر جائے سے فراہم کرکے اپنے قبضہ و نگرانی میں رکھے اور تمام حقوق شرعی و رواجی او سمیں سے ادا کرے اور اولاد سے قرضہ و تجہیز و تکفین و مسلمین کے مقبرہ میں دفنانے اور اسقدر فاتحہ کرانے یا حسب رواج ہمچو ڑکے موافق کرکے یا قرآن پڑھائے یا حج کرائے یا نماز و روزہ کا فدیہ نکالے اور فلانہ غلام کنیز کو آزاد کرے اور فلانہ شخص کو فلانی چیز دلوین یا مسجد بنوائے یا باولی کہدوائے وغیرہ تو یہ سب صحیح و درست ہے مگر ان مصارف کو خاص ایک ثلث میں سے نکالنا شرط ہے جیسا دوسرے کرن مین بیان ہوا اور حسب تفصیل موسی کے عمل کرنا واجب ہے اگر بغیر وصیت کے فوت ہوجائے تو جو کچھ حقوق واجب ہوچکے مثل قرضہ و حج و روزہ و فدیہ یا مرنے سے واجب ہوئے مثل غسل و تکفین و دفن وغیرہ اسکو اصل متروکہ سے نکالنا واجب ہے وصیت کے یا نکلے ہوا اور اگر ان واجبہ کو وصیت کیا تو ثلث متروکہ سے نکالنا شرط ہے اگر ثلث ناکافی ہو تو باقی اور ورثا ثلث سے نکالین کیونکہ یہہ واجبات متروکہ کے مقدم ہے **پانچوان رکن وصی** یعنے جو موسی کے قایم مقام ہوتا ہے اوسکے نو شروط ہین (۱) خاص نابالغان کے نکاح مین وصی مسلمان ہو کافر نکاح کا ولی بنانا درست نہین باقی تصرفات مین کافر کو وصی کرنا جائز ہے (۲) بالغ ہو نابالغ کو وصی کرنا درست نہین (۳) عاقل ہو دیوانہ کو وصی کرنا درست نہین (۴) حر ہو غلام کو وصی کرنا درست نہین (۵) پرہیزگار ہو فاسق کو وصی کرنا درست نہین (۶) مشفق ہو بچون کے دشمن کو وصی کرنا درست نہین اسیطرح بچون کے دادا ہوتے ہوئے غیر کو وصی کرنا درست نہین (۷) طاقتدار ہو بوڑھا ضعیف ناتوان کو وصی کرنا درست نہین (۸) صاحب تمیز و تدبیر ہو مغفل یعنے ناسمجھ ہو لا بد حواس کو وصی کرنا درست نہین انا بینا کو وصی کرنا درست ہے کیونکہ یہہ تدبیر و تمیز سے بذریعہ وکیل کے کرا سکتا ہے اسیطرح اگر یہہ شروط زن مین موجود ہوں تو زن کو بھی وصی کرنا درست ہے بلکہ غیرون سے بچون کی مان کو وصی کرنا اولا ہے (۹) بعد مرنے موصی کے وصیت کو قبول کیا ہو اگر بعد فوتی موصی کے وصیت کو نامنظور کیا تو وصیت باطل ہوگی اگر پھر دوبارہ منظور کرکے وصی بنا تو درست نہین اسیطرح ایک شرط مین خلل پیدا ہوا تو وصیت باطل ہوجاتی ہے اما موصی کے حین حیات مین یہ سب شروط وصی مین موجود ہونا شرط نہین مثلا کافر یا نابالغ یا دیوانہ یا غلام یا فاسق وغیرہ کو وصی کئے اور بعد مرنے موصی کے کافر مسلمان ہوا اور بچہ بالغ ہوا اور دیوانہ عقلمند ہوا اور غلام حر ہوا اور فاسق توبہ کرکے پرہیزگار ہوا تو وصیت صحیح و درست ہے کیونکہ جو کچھ درست و نادرست بعد وفات موصی کے وصی کے حالت پر موقوف ہے اسیطرح اگر وصی نے موصی کے حین حیات مین وصیت کو نامنظور کیا اور بعد وفات کے منظور کیا تو درست ہے اگر موصی کہا کہ میرا بیٹا بالغ ہونے تک

یا میرا باپ یا برادر وغیرہ آئے تاکہ اسکو وصی کیا اور جب بالغ ہوجائے یا غائب آجائے تو وہی میرا وصی ہے تو درست ہے اگر موصی نے دو یا چند کو اپنا وصیان مقرر کیا تو قبضہ و تصرف مین سب کا برحقدار ہین اگر کہا کہ کل مال مین سے فلانہ شخص کے قبضہ مین رہے یا فلانی جائداد فلانہ کے قبضہ مین اور فلانی چیز فلانہ کے قبضہ مین اور فلانہ کام فلانہ شخص کرے تو وصیت کے موافق عمل کرنا واجب ہے اگر انمین سے ایک نے وصیت کو نامنظور کیا یا فوت ہوا تو اسکا حصہ قاضی کے نگرانی مین رہیگا تاکہ دیگر باقی وصیان کے قبضہ مین جاوید ہوگا اگر موصی نے وصی کو اجازت دیا کہ تو نے جسکو اپنا وصی مقرر کریگا میری بھی وصیت کو اوسمین شریک کرلو درست ہے بغیر اجازت کے اپنے وصیت مین شریک کرنا درست نہین کیونکہ وصی کے مرنے سے وصیت باطل ہوجاتی ہے اور جب نابالغ کامل ہوا اور اپنے مال کا وصی سے مطالبہ کیا اور وصی نے کہا کہ مین نے تمہارے نان و نفقہ مین خرچ کیا اور حلف کیا تو وصی کی بیان سند و معتبر ہے کیونکہ وصی امانتدار ہی اور امانتدار کا یہی حکم ہے اور اگر وصی نے کہا کہ بعد بلوغ کے مین نے تمکو دیدیا ہے تو اس صورتمین وصی بغیر گواہی ثبوتی کے بری الذمہ ہو نہین سکتا **تنبیہ** موصی کو اختیار ذیل مین وصیت کرنا واجب ہے جب بغیر گواہی و آگاہی کے حج یا روزہ یا زکوٰۃ یا نماز یا کفارہ یا فدیہ یا نذر واجب ہوچکی یا کسیکا قرضہ یا امانت یا گواہی یا بہبد فائدہ دار رکھتا ہو تو ان صورتون مین وصیت کرنا واجب ہے اور اگر موصی کے ذمہ پر کچھ حق واجب نہین ہی اور مالدار ہے تو تہائی ہون ثلث سے کم وصیت کرنا سنت مؤکدہ ہے علی الخصوص قرابتکے محتاجون پر جو غیر وارث ہین پہلے سب کے قرابتداران پھر ضاع کے پھر نکاح کے پھر محلہ داران پھر ہمسایگانہ محتاجان پر درجہ بدرجہ وصیت کرنا افضل ہے اور قرابتکے محتاجون کو چھوڑ کر ہمسایگانون کو وصیت کرنا مکروہ ہے اگر غیر محتاج پر وصیت کئے تو جائز ہے کہ یہہ بھی نیکی و احسان مین داخل ہے **مسئلہ بعد وصیت کے** موصی کو اختیار ہے کہ وصیت کو فسخ کرے اسی فسخ کو رجوع یعنے واپسی کہتے ہین مثلاً فلان وصی کو معزول کیا اور فلان وصی کو بحال رکھا یا فلان شخص کو بعد وصی کیا یا موصی کے نیت و مرضی پلٹ گئی کہ فلانی چیز فلانہ شخص کو نہ دیکر بلکہ فلان کو دیدی یا وصیت کی ہوی چیز کو بیچا یا بیچنے کا اشتہار دیا یا کسیکو ہبہ کردیا یا اپنے ہی تصرف مین لالیا یا اوس چیز کا شکل و نام بدلا یا جیسے کپڑے کو شیروانی و جبہا و قمیص وغیرہ بنوایا اور توڑ پکوائے زیب بنوایا۔ گیہون کا آٹا پسوایا اور آٹے کی روٹی پکوایا اور تلی کا تیل نکلوایا وغیرہ تو ان سب صورتون مین وصیت منسوخ ہوجاتی ہے پھر بغیر دوبارہ وصیت کے موصی کسی چیز کا مستحق ہو نہین سکتا

فصل دوسری متروکہ کے حقوق کے بیان مین

جو چیز چھوڑا جاتا اسکو متروک اور اسکا صیغہ مؤنث کو متروکہ کہتے ہین اور شرع مین میت کے کل مال کو متروکہ کہتے ہین متروکہ مین

پانچ حقوق حسب ترتیب ذیل واجب ہے یعنے پہلا حق مقدم ہے اس سے کچھ بچ ہو تو دوسرا حق ادا کرے اور اس سے کچھ بچا تو تیسرا حق نکالے اسیطرح ایک کے بعد ایک پانچوین حق تک نکالنا واجب ہے **پہلا حق** وہ جو اصل مال متروکہ سے متعلق ہے مثل فک رہن زر کواۃ وغیرہ مثلاً صرف رہن یا مکان یا اور کوئی چیز رہن چھوڑ کر فوت ہوا یا مال زکوٰتی ہے اور اسپر کواۃ واجب ہو چکے بعد فوت ہوا تو سب سے پہلے فک رہن اور مقدار زکواۃ نکالنا مقدم ہے بعد اسکے جو کچھ بچ رہیگا اوس سے دوسرا تیسرا حق وغیرہ نکالے **دوسرا حق** تجہیز و تکفین دفن وغیرہ مقدم ہے مرد کا تجہیز و تکفین شوہر کے ذمہ یا عیدو حسب عیدو حیثیت میت اور اگر مال ملک کے نکالے اسیطرح حج واجب ہو چکا ہو تو وہ اسی دوسرے حق میں داخل ہے اما زاید مصارف مثل فاتحہ سوم و دسواں و چہلم و شش ماہی و برسی وغیرہ یہہ واجبات و قرض خواہان کی اجازت پر موقوف ہے اگر انمین کوئی نابالغ یا دیوانہ یا غائب ہے تو یہہ غیر واجب مصارف کا نکالنا درست نہوگا۔ اگر کوئی کامل جائز التصرف نے ان مصارف کی اجازت یا توصرف اوسیکے حصہ مین جائز ہے اور نابالغ وغیرہ کا حصہ خیرج کرنیوالیکے ذمہ پر عاید ہوگا۔ بعد واجب تجہیز و تکفین وغیرہ کے جو کچھ بچ رہیگا تو اس سے تیسرا حق وغیرہ نکالے **تیسرا حق** قرضہ کی بیداری مقدم ہے حیثیت پر جو کچھ قرضہ گواہان و مدعی کے حلفی سے ثابت ہوا تو ادا کرنا واجب ہے کہ دعوی علی المیت مین سوائے گواہون کے مدعی کی ہی حلفی ضرور ہے کہ شاید میت نے گواہونکی غیبت مین ادا کیا ہوگا اگر وصی یا ایک وارث نے بغیر ثبوتی و حلفی مدعی کے محظ مدعی کے بیان کو باور کرکے ادا کیے تو اس ادائی کے وہی ذمہ دار ہونگے اور بعد ادائی قرضہ کے جو کچھ بچ رہیگا تو اس سے چوتھا حق نکالے **چوتھا حق** وصیت کو ادا کرنا مقدم ہے یعنے حقوق بالا سے جو کچھ بچ رہیگا تو اسکے ثلث یعنے تہائی مین تمام وصیت نکالے اور وصیت سے یہہ مراد کہ تمام تصرفات کی اجازت جو بلا معاوضہ غیر واجب مصرف اسکا حکم کیا تہا جیسے وصیت کے فصل مین علی الخصوص چوتھے رکن صیغہ مین یہی بیان ہو چکا ہے وہ تمام مصارف کو ثلث مین سے نکالین اگر وصیت کے مصارف ثلث سے زیادہ ہوتے ہین اور زاید مین ورثا اجازت نہین دیتے تو ان مصارف کی برآوردگی کے ثلث متروکہ کو بطریق شرعی نیز تقسیم کرے اسکی تمثیل وصیت کے دوسرے رکن موصی بہ مین بیان ہو چکی ہے اور بعد ادائی وصیت کے جو کچھ بچ رہیگا تو اس سے **پانچوان حق** میراث ہے اسکو ورثا مین تقسیم کرین یعنے وصیت نہو تو کل مال اور وصیت ہو تو دو ثلث یعنے دو تہائی و جو کچھ وصیت کے ثلث سے بچ ہوا تو یہ سب ورثا مون مین تقسیم کرین اور تقسیم کی تفصیل انشاء اللہ تعالی آئندہ کے تیسری فصل مین بیان ہوگی۔

فصل تیسری فرایض کے بیان مین۔

فرایض سے وہ مراد نہیں کہ جو وضو و نماز و روزہ و حج وغیرہ عبادات میں ہیں ہو کے جسپر عمل کرنا واجب ہے بلکہ یہاں فرایض سے یہ مراد ہے کہ ترکہ میں ایک حصہ مقررہ کو فرض کہیں گے مثل آدھا یا پاؤ وغیرہ اور چند حصو کو فروض یا فرایض کہیں گے اس لئے علم فرایض نام کہا گیا اور ترکہ سے جو مال تقسیم طلب ہے اسکو میراث کہتے ہیں اور میراث کے مستحق کو وارث اور میراث کی چیز کو ایسکو موروث و مورث اور حقیت کو وراثت کہتے ہیں اور پیغمبر صلعم نے علم فرایض سیکھنے اور سکھانے کیلئے بار بار تاکید فرماتے تھے و نیز فرمائے کہ سب علوم سے پہلے علم فرایض مفقود ہو جائیگا اور کوئی مرد واقع ہوا تو اوسکا جواب باصواب کوئی نہ دے سکیگا بلکہ غلطیاں حق و ناحق میں گمراہیاں چلیں گی اللہ تعالے سبکو سیکھنے اور سکھانیکی نیک توفیق دے اب یہاں علم فرایض کے ستر احکام ضروریہ روزمرہ کے لکھے جاتے ہیں کیونکہ خاص علم فرایض کے بڑے بڑے کتابان مستقل میں بتمدی کی تفصیل و دلیل کافی ہے **پہلا حکم وارث ہونیکے چار سبب ہے** (۱) نکاح کا رشتہ ہو اور صحیح نکاح کے رشتہ سے صرف زوج اور زوجہ ایکدوسرے کے وارث ہوتے ہیں اما باقی رشتہ داران مثل زوج کے سسرے ساس و سالا و سالی و زوجہ کی ساس و سسرے و جیٹ و دیور و نند و ہر دو کے داماد و بہو وغیرہ ایک دوسرے کے وارث ہو نہیں سکتے (۲) نسب کا رشتہ ہو مثل اولاد و پوتے و پڑپوتے و باپ دادا و دادی و نانی و برادران و برادر زادگان و چچایان و چچازادگان وارث ہوتے ہیں اما نانا و ماموں خالہ و نواسہ و نواسی و بھتیجے و بہانجا و بہانجی و پھپھی و چچازادی و نکو ذوی الارحام کہتے ہیں جبتک اولاد وغیرہ مذکور بصدر سے ایک بھی موجود ہے تو ذوی الارحام وارث ہو نہیں سکتے اور انکی کیفیت انشاء اللہ تعالے آیندہ آئیگی (۳) ولا کا رشتہ ہو آزاد کنندہ کو مولی و معتق کہتے ہیں جب غلام یا کنیز آزاد شدہ لاوارث فوت ہو جائے بعد چند پیڑھی کے نوکی کیوں نہ ہو اسکا مولی یعنے معتق وارث ہوتا ہے اور معتق مرد ہو یا زن اگر معتق بھی فوت ہوا تو جو کوئی مرد و زن اسکے موجود ہے تو وہی عتیق یعنے آزاد شدہ کے وارث ہو سکتے ہیں اما معتق کے جو زن و زنان ہیں یہ عتیق کے وارث ہو نہیں سکتے اسیطرح عتیق یعنے آزاد شدہ اپنے معتق کا وارث ہو نہیں سکتا (۴) اسلام کا رشتہ ہو یعنے اسلام کے رشتہ سے کل مسلمین برادران ہیں جب کوئی مسلمان لاوارث فوت ہو جائے مثل بیگانہ و نومسلم و لقیط و حرام کی اولاد تو اسکے وارث کل مسلمین ہوتے ہیں اور مسلمین کے قایم مقام بیت المال یعنے خزانہ عامرہ سرکاری ہے بشرطیکہ بیت المال شرع کے انتظام مطابق رہے یعنے جائز طور سے جمع و خرچ ہووے اکثر علما کے نزدیک بیت المال شرع کے مطابق عرصہ دراز سے مفقود ہو گیا ہے اس صورتمیں جب کہ نکاح و نسب و عتق کے رشتوں سے ایک بھی وجود نہیں تو یہ لاوارث کا مال مسلمین کے عام کاموں میں مثل مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا پل وغیرہ جس سے فائدہ عام ہوتا ہے خرچ کریں **دوسرا حکم**

وراثت سے مانع ہونیکے تین سبب ہین (۱) غلامی یا کنیزی کا نام باقی ہو جبتک غلام یا کنیز کل آزاد نہوے تو تب تک کسیکا وارث ہو نہین سکتا مثلاً اسکی اولاد یا ماں باپ یا برادران یا زوجہ وغیرہ موجود ہے تو یہ کسیکا وارث ہو نہین سکتا و نہ مذکورین اسکے وارث ہو سکتے ہین کیونکہ غلام و کنیز کی ذات مع کمائی اُن کے مالک کی ملکیت مین داخل ہے (۲) قاتل ہو جب کوئی شخص بالغ ہو یا نابالغ عاقل ہو سے یا مجنون اپنے رشتہ دار کو قتل کیا تو یہ قاتل مقتول سے محروم الارث ہو جاتا ہے قتل و موت کیسے ہی سبب و حیلہ کی ہو سمجھ بوجھکر اپنے اختیار و بدنیت سے قتل کیا ہو مثل بندوق و تلوار وغیرہ یا بے اختیار سے قتل کیا مثل بندوق چلگئی یا ہتیار ہاتھ سے گر کر لگی یا نیک نیت سے قتل کیا مثل کسی غرض کیلئے باولی یا گہڑا کھودے اوسمین جا کر گرا یا مکان بنائے اوسپر سے گر کر مرا یا کوئی چیز راستہ مین رکھے اور اوس سے ٹھوکر کہا کر مرا یا قصاص کی گواہی دیکر مروایا سچی گواہی کیون نہو یا حاکم بعد گواہی لینے کے قصاص کا حکم دیا بہرصورت وارث کے کسی سبب یا بہانے سے مورث مر گیا تو یہ موت کا سبب والا کسی طور سے وارث ہو نہین سکتا اور شرع نے اسمین نیک نیت و بدنیت کا لحاظ نہین رکھا تا ہر کوئی مارنیکا حیلہ و نیک نیتی کا بہانا نہ کر سکے اما مقتول قاتل کا وارث ہو سکتا ہے مثلاً زخمی کیا اور مقتول نہین مرے تک قاتل کو کوئی دوسرا قتل کیا یا اور کوئی مرض سے مر گیا تو یہ زخمی مقتول جو قاتل کے بعد مر گیا قاتل کا وارث ہو سکتا ہے (۳) اختلاف دین ہو یعنے کسی رشتہ کے قرابتدار مسلمان اور کافر ہین تو ایک دوسرے کے وارث ہو نہین سکتے اور کفار آپسمین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین مثلاً تین برادر ہین ایک یہودی و ایک نصرانی و ایک بت پرست ہے تو ہر ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہین کیونکہ ہر قسم کا کفر اسلام کے مقابل ایک ہی دین سمجھا جاتا ہے اما مرتد جو اسلام کو چھوڑ کر ایک مذہب کفر کو اختیار کیا تو یہ نہ مسلمین و نہ کفار کے شمار مین ہے یعنے نا مسلمین و نہ کفار کا وارث و نہ موروث ہو سکتا ہے اور مرتد کا مال و کہ بیت المال یا مسلمین کے عام فائدہ مین صرف کرین **تیرہ احکام قرآن سے پندرہ مرد وارث ہوتے ہین** (۱) ابن یعنے بیٹا صلبی۔ اما متبنی جسکو آغوشی مین لیکے یا پرورش کیکے تو یہ وارثان نہین ہے (۲) ابن ابن یعنے بیٹی کا بیٹا جسکو پوتا کہتے ہین و نیز پڑپوتا سے جہانتک یہ ہین ہو وارث ہوتے ہین (۳) اب یعنے باپ حقیقی۔ اما پرورندہ جو آغوشی مین لیا یہ وارث نہین (۴) جد یعنے دادا۔ اسیطرح پڑدادا جہانتک بالا ہو وارث ہین (۵) اخ شقیق یعنے برادر حقیقی (۶) اخ لاب یعنے برادر علاتی (۷) اخ لام یعنے برادر اخیافی یا مادری (۸) ابن اخ شقیق یعنے برادرزادہ حقیقی جہانتک یہ ہین ہو وارث ہین (۹) ابن اخ لاب یعنے برادرزادہ علاتی جہانتک یہ ہین ہو

اما برادرزادہ اخیافی یہہ وارث نہین ذوی الارحام مین کے ہین (۱۰) عم شقیق یعنے چچا حقیقی (۱۱) عم لاب یعنے چچا علاتی (۱۲) ابن عم شقیق یعنے چچازاد حقیقی جہانتک زیرین ہووارث ہین (۱۳) ابن عم لاب یعنے چچازادہ علاتی جہانتک زیرین ہووارث ہین اگر میت کے چچایان حقیقی وعلاتی وچچازادگان حقیقی وعلاتی نہو تو میت کے باپ دادا وپڑدادا جہانتک بالا ہوانہون کے چچایان وچچازادگان حقیقی وعلاتی درجہ بدرجہ وارث ہین اما چچا اخیافی وارث نہین یہہ ذوی الارحام مین کے ہین (۱۴) زوج یعنے شوہر (۱۵) معتق یعنے آزادکنندہ **چوتھا حکم زنان سے دس ن وارث ہوتے ہین** (۱) بنت یعنے بیٹی صلبی اما حکوا غوشی مین لیکے یا پرورش کیے تو یہہ وارث نہین (۲) بنت ابن یعنے بیٹے کی بیٹی پوتری وپڑپوتری جہانتک زیرین ہووارث ہین (۳) ام یعنے مان حقیقی اما حوا غوشی مین لے یا پرورش کیے تو یہہ وارث نہین (۴) ام الام یعنے نانی وپڑنانی جہانتک بالا ہووارث ہین (۵) جدہ یعنے دادی یا پڑدادی جہانتک بالا ہووارث ہین (۶) اخت شقیقہ یعنے ہمشیرہ حقیقی۔ اما برادرزادی حقیقی ونیز ہمشیرزادہ وہمشیرزادی حقیقی یہ وارث نہین ذوی الارحام مین کے ہین (۷) اخت لاب یعنے ہمشیرہ علاتی۔ اما برادرزادی علاتی ونیز ہمشیرزادہ وہمشیرزادی علاتی یہ وارث نہین ذوی الارحام مین کے ہین (۸) اخت الام یعنے ہمشیرہ اخیافی اما اخیافیون کی اولاد وارث نہین اور یہہ ذوی الارحام مین کے ہین (۹) زوجہ یعنے جورو (۱۰) معتقہ یعنے آزادکرنیوالی **پانچوان حکم وراثت کے استحاق دو طرح پر ہے** (۱) بطریق فرض اور فرض ایک حصہ مقررہ کو کہتے ہین مثل آدھا وپاؤ وغیرہ اور اما لیان فرض چند اشخاص مردورن ہین اور اما لیان فرض کا حق مقدم ہے انکا بیان آیندہ کے حکم مین آئیگا (۲) بطریق عصبہ کوئی فرض والے نہو تو کل متروکہ کو عصبہ کہینگے اور فرض والے ہو تو بعد فرض ہا فروض کے جو کچھہ بچت رہیگا تو اسکو بھی عصبہ کہینگے اور اما لیان عصبہ چند مردان ہین اور صرف ایک زن معتقہ اگر فرض والون سے کچھہ نہین بچا تو اما لیان عصبہ کا حق نہین ہا انکا بیان بھی انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا **چھٹا حکم فروض واما لیان فروض** قرآن مجید مین چھہ فرض ہین اور ہر ایک فرض کے مستحقان کا ذکر بھی آیا ہے (۱) النصف یعنے آدھا متروکہ (۲) الربع یعنے چوتھائی یا پاؤ متروکہ کو (۳) الثمن یعنے آٹھوان حصہ یا آدھا پاؤ متروکہ کو (۴) الثلثان یعنے متروکہ کے تین حصون کے دو حصہ یا دو تہائی کو (۵) الثلث یعنے متروکہ کے تین حصون کے ایک حصہ یا تہائی کو (۶) السدس یعنے متروکہ کا چھٹا حصہ چنانچہ یہہ آیات کریمہ سے واضح ہے وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ الخ وَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ الخ

وَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ الخ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ الخ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ الخ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ الخ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ الخ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ الخ وغیرہ آیات بہت ہیں سالم آیات معہ تفسیر کی یہاں گنجایش نہیں ہے پہلا النصف یعنے آدھا یہ پانچ شخص مفرد ہر ایک کا فرض ہوتا ہے ایک مرد یعنے زوج و چار زنان بیٹی و پوتری و ہمشیرہ حقیقی و ہمشیرہ علاتی (۱) الزوج یعنے شوہر جسکی مری ہوی زوجہ کو اولاد نہیں اور نسل اولاد سے بیٹے و بیٹیاں مراد ہے یعنے نا بیٹا و بیٹی و نہ پوترا و نہ پوتری جہاں تک زیرین ہو زندہ موجود نہیں نہ اسی شوہر کے صلبی و نہ دیگر شوہران و نہ زنا سے ہے تو زوج کا فرض نصف متروکہ ہے اگر ان میں سے ایک بھی موجود ہے تو زوج کا فرض ربع ہو جاتا ہے (۲) البنت یعنے بیٹی جس کے مرے ہوے باپ یا ماں کو سوا اس کے اور کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے تو یہ ایک مفرد بیٹی کا فرض نصف متروکہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ اور ایک یا چند بیٹے ہیں تو مرد کا دو حصہ اور زن کا ایک حصہ ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ اور ایک یا چند بیٹیاں ہیں تو دو یا زیادہ بیٹیاں کا فرض ثلثان متروکہ ہے (۳) بنت الابن یعنے پوتری جس کے مرے ہوے دادا یا دادی کو سوا اسکے نہ بیٹا و نہ بیٹی و نہ پوترا و نہ دیگر پوتری وغیرہ ہے تو یہ ایک مفرد پوتری کا فرض نصف متروکہ ہوتا ہے (۴) اخت شقیقہ یعنے ہمشیرہ حقیقی جس کے مرے ہوے برادر یا ہمشیرہ حقیقی کو سوا اس کے یہ بیٹا نا پوترا و نہ پوتریاں و نہ برادر حقیقی و نہ دیگر ہمشیرہ حقیقی ہے تو یہ ایک مفرد ہمشیرہ حقیقی کا فرض نصف متروکہ ہوتا ہے (۵) اخت لاب یعنے ہمشیرہ علاتی جسکے مرے ہوے برادر علاتی کو نہ اولاد ہے و نہ برادر حقیقی و نہ ہمشیرہ حقیقی و نہ برادر علاتی و نہ دیگر علاتی ہمشیرہ ہے تو یہ ایک مفرد ہمشیرہ علاتی کا فرض نصف متروکہ ہوتا ہے **دوسرا الربع** یعنے پاؤیہ دو شخص کا فرض ہوتا ہے (۱) زوج (۲) زوجہ یا چند زوجات (۱) زوج یعنے شوہر جس کے مری ہوی زوجہ کو اولاد سے بیٹا یا بیٹی یا پوترا یا پوتری اسی شوہر سے یا دیگر شوہر یا زنا سے زندہ موجود ہے تو شوہر کا فرض ربع متروکہ ہوتا ہے (۲) زوجہ ایک ہو یا دو یا تین یا چار جس کے مرے ہوے شوہر کو اولاد نہیں ہے نہ بیٹا و نہ بیٹی و نہ پوترا و نہ پوتری نہ اسہیں زوجات کے بطنی سے و نہ دیگر زوجات سے زندہ موجود ہے تو ایک زوجہ ہو تو اسکا فرض ربع متروکہ ہوتا ہے اور اگر چند زوجات ہیں تو سب بھی یہی ربع متروکہ سب میں تقسیم کریں **تیسرا الثمن** یعنے آٹھواں حصہ یہ ایک یا چند زوجات کا فرض ہے جس کے مرے ہوے شوہر کو اولاد ہی بیٹا یا بیٹی پوترا یا پوتری انہیں زوجات کے بطنی ہو یا دیگر زوجات کے بطنی تو ایک زوجہ ہو تو اسکا فرض ثمن متروکہ ہوتا ہے اگر چند زوجات ہیں تو یہی ثمن سب میں تقسیم کریں زوج و زوجہ کی کلی تعریف یہ ہے کہ زوج کو دو حصہ اور زوجہ کو ایک حصہ قرار دیں یعنے جس حال میں زوج کو نصف ہو تو زوجہ کو

ربع اور زوج کو ربع ہو تو زوجہ ثمن متروکہ ہوتا ہے **چوتھا** الثلثان یعنے دو تہائی یہ چار فریق کا فرض ہوتا ہے (۱) البنات دو یا چند خالص بیٹیاں ہیں جسکے مرے ہوئے باپ یا ماں کو سوائے ان کے اور کوئی فرزند نہیں تو دو یا زیادہ کا فرض دو تہائی متروکہ ہوتا ہے سب میں برابر تقسیم کرین (۲) بنات الابن یعنے دو یا چند خالص پوتریاں جن کے مرے ہوئے دادا یا دادی کو سوائے ان کے اور کوئی اولاد نہ پوتر ہے تو یہ پوتریاں کا فرض دو ثلث متروکہ ہوتا ہے سب میں برابر تقسیم کرین (۳) الاخوات الاشقا یعنے دو یا چند خالص ہمشیرگان حقیقی جسکے مرے ہوئے برادر حقیقی کو سوائے ان کے اور کوئی اولاد نہ پوتر نہ برادر حقیقی ہے تو ان دو یا چند کا فرض دو تہائی متروکہ ہوتا ہے سب میں برابر تقسیم کرین (۴) الاخوات لاب یعنے دو یا چند ہمشیرگان علاتی جسکے مرے ہوئے برادر علاتی کو سوائے ان کے اور کوئی اولاد نہ پوترے نہ برادر یا ہمشیرہ حقیقی نہ برادر علاتی ہے تو ان دو یا چند کا فرض دو تہائی متروکہ ہے سب میں برابر تقسیم کرین **پانچوان** الثلث یعنے ایک تہائی یہ دو فریق کا فرض ہوتا ہے (۱) مان (۲) دو یا زیادہ برادران یا ہمشیرگان اخیافی (۱) ام یعنے مان دو شرط سے ثلث کی مستحق ہوتی ہے (۱) جسکے مرے ہوئے بیٹا یا بیٹی کو اولاد نہیں یعنے نا بیٹا و نہ بیٹی و نہ پوتر او نہ پوتری ہے تو اسکا فرض ثلث متروکہ ہوتا ہے اگر مذکورین سے ایک بھی نہ ہو تو اسکا فرض سدس متروکہ ہو جاتا ہے (۲) جس کے مرے ہوئے بیٹا یا بیٹی کو دو یا زیادہ برادران یا ہمشیرگان نہو نہ حقیقی و نہ علاتی و نہ اخیافی و نہ مختلف یعنے ایک حقیقی و ایک علاتی وغیرہ تو مان کا فرض ثلث متروکہ ہوتا ہے اگر انمیں سے دو بھی ہے برادران یا ہمشیرگان یا ایک برادر و ایک ہمشیرہ ایک رشتہ کے یا مختلف رشتہ کے ہیں واپس ہو یا محجوبان تو مان کا فرض سدس متروکہ ہو جاتا ہے اما ایک برادر یا ایک ہمشیرہ سے کچھ اثر نہو گا یعنے مان ایک کے ساتھہ وہی ثلث متروکہ کی مستحق ہو گی اگر باپ مان ہیں تو باپ دو حصہ اور مان ایک حصہ کے مستحق ہو گی اگر باپ و مان کے ساتھہ زوج بھی ہے تو زوج کا فرض نصف اور باقی نصف میں باپ کا دو حصہ اور مان کا ایک حصہ ہو گا اسیطرح باپ مان کے ساتھہ زوجہ ہے تو زوجہ کا فرض ربع اور باقی میں باپ کا دو حصہ اور مان کا ایک حصہ ہو گا اور مان کے حصہ کو ثلث الباقی کہتے ہیں بطور ادب تا مان کے ثلث کا نام باقی رہے و فی الحقیقت زوج کے ساتھہ مان کو سدس متروکہ ملا اور زوجہ کے ساتھہ ربع متروکہ ملا اگر بجائے باپ کے دادا ہے تو مان کا فرض بھی ثلث متروکہ ہوتا ہے باقی جو کچھہ بچیگا وہ دادا کا حق ہو گا (۲) دو یا زیادہ برادران یا ہمشیرگان یا ایک برادر و ایک ہمشیرہ اخیافی یہ دو شرط ثلث متروکہ کے مستحق ہوتے ہیں (۱) یہہ دو یا زیادہ برادران یا ہمشیرگان ہو اگر صرف ایک ہی برادر یا ایک ہی ہمشیرہ ہے تو ایک کا فرض سدس متروکہ ہو گا جیسا آیندہ بیان آئیگا (۲) محجوبان نہو یعنے جسکے مرے ہوئے برادر یا ہمشیرہ اخیافی کو

اولاد نہو بیٹا و نہ بیٹی و نہ پوتا و نہ پوتری و نہ باپ نہ دادا ہے تو ثلث کے مستحق ہوں گے اگر ان مذکورین سے ایک بھی ہے تو برادران اخیافی مجوبان یعنے وراثت سے منع ہو جاتے ہین اور ثلث مین مرد و زن برابر حصہ کرین کیونکہ اولاد و پوترے و برادران حقیقی و علاتی مین مرد کو دو حصہ و زن کو ایک حصہ ہوتا ہے یہان اخیافی مین یہہ شرط نہین ہی کیونکہ اسکے بارہ مین قرآن مجید مین آیا ہے فہم شرکاء فی الثلث یعنے وہ ثلث مین شریکان ہین اور شراکت سے مراد مرد و زن کی برابری ہے چھٹا السدس یعنے چھٹا حصہ یہ سات شخص مفروض ہر ایک کا فرض ہوتا ہے (۱) باپ (۲) مان (۳) دادا (۴) نانی یا دادی (۵) پوتری (۶) ہمشیرہ علاتی (۷) ایک برادر یا ایک ہمشیرہ اخیافی (۱) باپ جسکے مرے ہوے بیٹا یا بیٹی کو اولاد یا پوترا یا پوتری ایک بھی کیون نہو تو اسکا فرض سدس متروکہ ہوتا ہے (۲) مان جس کے مرے ہوے بیٹا یا بیٹی کو اولاد یا پوتری جیسا باپ مین بیان یا دو یا زیادہ برادران یا ہمشیرگان مین جیسا ثلث مین تشریح ہوی تو مان کا فرض سدس متروکہ ہوتا ہے (۳) دادا جسکے مرے ہوے پوترا یا پوتری کو باپ و نہ اولاد و نہ پوترا و نہ پوتری ہین تو دادا کا فرض سدس متروکہ ہوی ہوتا ہے (۴) میت کی نانی نہو تو نانی یا پڑنانی یا پڑ کی پڑنانی جہانتک بالا ہو موجود ہے تو صرف سدس کے مستحق ہوتے ہین جو میت سے زیادہ تر نزدیک ہے تو وہی سدس کے مستحق ہوگی اور بالا درجہ والے ساقط ہوتے ہین اسیطرح دادی پڑدادی پڑ کی پڑدادی جہانتک بالا موجود ہو تو انکا یہی نانیو کا حکم۔ اگر ہر دو فریقین یعنے نانیان و دادیان موجود ہین اور میت سے نانی کا درجہ زیادہ تر نزدیک ہے تو وہی سدس کی مستحق ہوگی باقی نانیان و دادیان دور کے درجہ کے ساقط ہو جاتے ہین اور اگر دادی کا درجہ میت سے زیادہ تر نزدیک ہے یا دادی نانی کا درجہ برابر ہے تو یہ ہر دو صورتین سدس متروکہ دونون مین علی السویہ نصفا نصف تقسیم کرین مثلاً نانی و پڑدادی ہین تو نانی کا مل سدس کی مستحق ہوگی اور اگر دادی و پڑنانی ہین یا پڑدادی و پڑنانی ہین تو یہ ہر دو صورتین سدس متروکہ کے دونون مستحق ہونگے بہر صورت نانیان ساقط نہین ہوتین اور نانیون سے مراد مان کی مان کی مان یعنے خالص نانیان ہین ایک سے ایک لگے ہوے یہان مرد نہو جیسا نانا کی مان کہ یہ وارث نہین کیونکہ نانا جو اسکا فرزند خود وارث نہین تو اسکی مان کیونکر وارث ہوگی اور نانیون سے صرف ایک ہی نانی وارث ہوتی ہے جو زیادہ تر نزدیک ہے کہ یہ میت کی مان کے قایم مقام ہوتی ہے اما دادیان ایک میت سے چند دادیان وارث ہو سکتے ہین بشرطیکہ میت سے سب کا درجہ برابر ہو۔ انکی توضیح بڑے کتابونمین درج ہے (۵) پوتری جسکے مرے ہوے دادا کو صرف ایک بیٹی ہے تو پوتری کا فرض سدس متروکہ ہوتا ہے تا دو ثلث کا تکملہ کرین بیٹی کا نصف اور پوتری کا سدس ملانے سے دو ثلث ہوتے ہین اور اگر صرف پوتری و پڑپوتری ہے جہانتک زیرین ہو تو بالا درجہ کی پوتری بجائے بیٹی اسکا فرض نصف۔ اور

پڑپوتری بجائے پوتری کا فرض سدس متروکہ ہوتا ہے کیونکہ دیگر وارثوں کے مقابلہ میں بیٹیاں و پوتریاں ایک فریق دو ثلث کے مستحق ہوتے ہیں اگر بیٹے کے دو بیٹیاں یا زاید ہیں اور ایک پوتری یا پڑپوتری بھی ہے تو بیٹیاں دو ثلث کا مل لینگے اور پوتریاں ساقط ہو جاتے ہیں (۶) ہمشیرہ علاتی جسکے مرتے ہوئے برادر علاتی کو صرف ایک ہمشیرہ حقیقی ہے تو ہمشیرہ علاتی کا فرض سدس ہوتا ہے تو دو تہائی تکملہ کریں کہ ہمشیرہ حقیقی کا نصف اور ہمشیرہ علاتی کا سدس ملانے سے دو ثلث ہوئے کیونکہ دیگر وارثوں کے مقابلہ میں ہمشیرگان حقیقی و علاتی ایک فریق دو ثلث کے مستحق ہوتے ہیں جیسا بیٹیاں و پوتریاں ایک فریق سمجھے جاتے (۷) ایک برادر ایک ہمشیرہ اخیافی ہے تو اسکا فرض سدس متروکہ ہوتا ہے اگر دو یا زیادہ ہیں تو اسکا فرض ثلث متروکہ ہوگا جیسا ثلث میں بیان ہوا اب بیان فروض و اماایان فروض کا بیان ختم ہوا اور اسکو زبانی یاد رکھنا ضرور ہے کیونکہ جب تک فروض و اماایان فروض کو یاد نہ کرینگے تو فرایض کا بھی سمجھنا دشوار ہوگا

ساتوان حکم عصبہ و اماایان عصبہ

جب کوئی فرض والا نہ ہو تو کل متروکہ کو عصبہ لینگے اگر ایک یا چند فرض والے ہیں تو ان سے جو کچھ بچ رہیگا تو اسکو عصبہ لینگے اگر فروض سے کچھ بچت نہیں ہاتو اماایان عصبہ ساقط یعنے بے حق رہسکتے ہیں اور اماایان عصبہ وہ وارثان ہیں جنکا کوئی فرض و حصہ مقرر نہیں بلکہ کل عصبہ کے مستحق ہوتے ہیں سب کے عدد پر برابر تقسیم کریں اور عصبہ داران مرد ہوتے ہیں صرف ایک زن معتقہ کو یہہ بدات خود عصبہ ہو سکتے ہیں باقی چند زنان مردان کے ساتھہ عصبہ میں شریک ہو سکتے ہیں انکا بیان اب ہوگا اور عصبہ داران کے سات درجہ ہیں یعنے پہلے درجہ والے مقدم ہوتے ہیں اور جب تک انمیں سے ایک بھی باقی ہے تو دوسرے درجہ والوں کا کچھہ حق نہوگا اسطرح درجہ بدرجہ ایک سے ایک مقدم و مستحق ہونگے (۱) بیٹا ایک ہو یا چند (۲) پوترا ایک ہو یا چند (۳) باپ (۴) دادا و برادر حقیقی و برادر علاتی (۵) برادرزادگان حقیقی و علاتی (۶) چچایان و چچازادگان حقیقی و علاتی (۷) معتق یا معتقہ (۱) بیٹا ایک ہو یا چند ایک درجہ ہیں اگر ان کے ساتھہ ایک بیٹی یا چند بیٹیاں ہیں تو بیٹیاں اپنے فرض سے محجوب ہونگی لیکن عصبہ میں شریک ہونگی مرد کو دو حصہ و زن کو ایک حصہ ان کے عدد موافق تقسیم کریں (۲) پوترا ایک ہو یا چند اور جہانتک رہیں ہو یہہ ایک درجہ کے ہیں مگر پوترا رہے تک پڑپوترا کا حق نہوگا اسیطرح بالا رتبہ کا مقدم ہوتا ہے اگر پوترے کیساتھہ ایک یا چند پوتریاں ہیں تو پوتریاں بھی اپنے فرض سے محجوب ہونگی لیکن عصبہ میں شریک رہینگی مرد کو دو حصہ و زن کو ایک حصہ ان کے عدد موافق تقسیم کریں اگر ایک پوتری و ایک پڑپوترا و ایک پڑپوتری ہیں تو پوتری و پڑپوتری مذکور پوتری کے ساتھہ عصبہ میں شریک ہونگے مرد کو دو حصہ و زن کو ایک حصہ تقسیم کریں کیونکہ زیرین درجہ کا پوترا اپنے درجہ کے و بالادرجہ کے

پوتریان کو عصبہ مین شریک کرتا ہے اما زیرین درجہ کے پوتریان عصبہ مین شریک نہوینگے (۳) باپ اور دادا ایک ہی درجہ کا ہے اور باپ فرض والون مین کا بھی ہے جیسا فروض سدس کے حکم مین بیان ہوا اگر باپ کے ساتھ میت کا بیٹا ہے تو باپ صرف سدس بطریق فرض کے مستحق ہوگا باقی عصبہ بیٹے کو عاید ہوگا اگر میت کا پوتا و پڑپوتا ہے تو یہی سکا بھی حکم ہے اگر باپ کے ساتھ میت کے ایک یا چند خالص بہنیان ہین تو بیٹی یا بیٹیان کا فرض مقدم ہے پھر باپ بنا سدس بطریق فرض اور جو کچھ بچت ہے یہ بطریق عصبہ لیگا اگر باپ کے ساتھ پوتری یا پوتریان ہین تو انکا بھی وہی بیٹیون کا حکم ہے (۴) دادا و برادر حقیقی و برادر علاتی یہ تینون ایک درجہ کے ہین مگر دادا فرض والون مین کے بھی ہین جیسا فروض مین بیان ہوا استلاً میت کے دو بیٹیان و ایک مان و دادا و دو برادران ایک حقیقی و ایک علاتی ہین تو اسکا مسئلہ چھ سہام سے ہوتا ہے بیٹیون کے دو ثلث کے چار سہام و مان کے سدس کا ایک سہم اور دادا کے سدس کا ایک سہم اور چھ سہام ہوے تو برادران عصبہ دادا ہین بے حق ہے اگرچہ دادا و برادر حقیقی و علاتی ایک درجہ کے ہین مگر جو دادا فرض والون مین کا بھی ہے تو برادرون کے ساتھ یہہ ایک پیچیدہ مقدمہ پیدا ہوتا ہے اسلئے انکا بیان آیندہ ایک حکم مین تفصیل کے ساتھ ہوگا اگر اس درجہ کے صرف برادر حقیقی و برادر علاتی ہے تو برادر حقیقی کل عصبہ کا مستحق ہوگا اور برادر علاتی ساقط ہوجاتا ہے اور اگر برادر حقیقی کے ساتھ ایک یا چند ہمشیرگان حقیقی ہے تو ہمشیرگان کا فرض ہوگا بلکہ برادر کیساتھ عصبہ مین شریک رہینگے دو کو دو حصہ دون کو ایک حصہ اسیطرح میت کے ہمشیرگان علاتی برادر علاتی کیساتھ ہے تو یہی حکم ہے جیسا بیٹیان و پوتریان انہوا کے بھائیون کے ساتھ توضیح ہوی (۵) برادرزادگان حقیقی و علاتی جہانتک زیرین ہو یہہ ایک درجہ کے ہین مگر جب برادرزادہ حقیقی و برادرزادہ علاتی ہر دو موجود ہے تو برادرزادہ حقیقی مقدم و کل عصبہ کا مستحق ہوگا اور برادرزادہ علاتی ساقط ہوجاتا ہے اسیطرح جہانتک زیرین جب ایک درجہ کے موجود رہین تو حقیقی مقدم و کل عصبہ کا مستحق ہوگا اگر ایک دوسرے سے زیرین ہے تو جو بالاتبار قربت سے زیادہ تر نزدیک ہے تو وہی کل عصبہ کا مستحق ہوگا مثلاً برادر حقیقی کا پوتا اور برادر علاتی کا بیٹا موجود ہے تو برادر علاتی کا بیٹا بالاتر درجہ و میت سے زیادہ تر نزدیک ہے تو کل عصبہ کا یہی مستحق ہوگا اور برادر حقیقی کا پوتا ساقط ہوجاتا ہے اسیطرح اگر برادر حقیقی کا پڑپوتا اور برادر علاتی کا پوتا موجود ہے تو علاتی کا پوتا مستحق ہوگا اگر علاتی کا بھی پڑپوتا ہوتا تو اس صورت مین ہر دو پڑپوتے ایک درجہ کے ہوے اسمین حقیقی مقدم و مستحق کل عصبہ کا ہوگا اگر ان مذکورین کے ساتھ برادرزادیان ہی ہین تو یہہ زنان ذوی الارحام ہین کے پس فرض والون مین کے نہین ہے اسلئے عصبہ مین شریک نہوینگے (۶) چچایان و چچازادگان حقیقی و علاتی جہانتک زیرین ہو یہہ ایک درجہ کے ہین مگر جب حقیقی و علاتی ایک درجہ کے موجود ہین تو حقیقی مقدم اور کل

عصبہ کا مستحق ہوں گے اگر ایک دوسرے سے زیرین ہے تو جو بالا رتبہ اور میت سے زیادہ قریب ہے تو وہی کل عصبہ کا مستحق ہوگا
جیسا برادر زادگان مین بیان ہوا ہے اگر ان مذکورین کیساتھ بھتیجان یا چچازادیان ہین تو یہ نامان ذوی الارحام مین کے ہین
فرض والون مین کے نہین ہے اسلئے عصبہ مین شریک نہون گے اگر میت کے چچایان و چچازادگان مذکورسے کوئی موجود نہین
تو میت کے باپ کے چچایان و چچازادگان حقیقی و علاتی یہہ بھی نہو تو دادا کے چچایان و چچازادگان حقیقی و علاتی جہانتک
بالا موجب درجات و تفصیل بالا کے مستحق ہوتے ہین (۷) معتق یعنے آزاد کرنیوالا یا معتقہ یعنے آزاد کرنیوالی یہہ ایک وجہ کے
ہین جب غلام یا کنیز آزاد کئے ہوے لاوارث فوت ہوے تو معتق یا معتقہ بطریق عصبہ کے مستحق ہوتے ہین اگر آزاد شدہ کو اہل
فرض بھی ہے مثل بیٹی یا پوتری یا مان یا زوج یا زوجہ وغیرہ تو بعد فروض کے جو کچھہ بچت رہیگا تو معتق یا معتقہ اوسی
بچت کے مستحق ہونگے اگر معتق یا معتقہ مرے ہوے ہین تو ان کے عصبہ ذکران مستحق ہونگے صرف مردان نکہ زنان **پہلے بیٹا**
پہر پوترا پہر باپ پہر برادر حقیقی پہر برادر علاتی پہر دادا پہر دادا کے برادر درون سے مقدم ہوگا پہر برادر زادہ حقیقی پہر علاتی
پہر چچایان پہر چچازادگان حقیقی و علاتی جیسا آگے بیان ہوا حسب مراتب بالا درجہ بدرجہ کا مستحق ہوگا **تنبیہ** اگر میت کی
بیٹی یا بیٹیان یا پوتری یا پوتریان کے ساتھہ ہمشیرہ ہمشیرگان حقیقی یا علاتی ہین تو اس صورت مین ہمشیرگان فرض کے
مستحق نہونگے بلکہ بعد فرض بیٹیان یا پوتریان کے جو کچھہ بچت رہیگا تو صرف اسیکے مستحق ہونگے مثلاً دو بیٹیان و ایک
مان و ایک یا چند ہمشیرگان حقیقی یا علاتی ہین تو سہ سہام سے تقسیم ہوگا بیٹیون کا دو ثلث چار سہام اور مان کا ایک
سہم باقی ایک سہم یہہ ایک یا چند ہمشیرگان حقیقی یا علاتی کا حق ہوگا - **آٹھوان حکم حجب یعنے منع وراثت**
حجب منع کو کہتے ہین اور منع کرنیوالیکو حاجب اور منع کئے گئے کو محجوب کہتے ہین جیسا ابرو کو عربی مین حاجب کہتے ہین کہ
دھوپ آفتاب کی شعاع کو آنکھہ سے محجوب کرتا ہے اسیطرح دربان کو حاجب کہتے ہین کہ آنے جانے والون کو روکہکر محجوب کرتا ہے
اور شرع مین وراثت سے منع کرنیوالیکو حاجب کہتے ہین اور منع کئے گئے کو محجوب یا ساقط کہتے ہین اور یہ حکم حجب و نیز حکم فروض
و اہل فروض یہ ہر دو باب واجب الحفظ ہین بغیر سمجھانے ان ہر دو باب کے علم فرایض کا سمجھنا دشوار ہے اور حجب دو طرح پر ہے
ایک حجب نقصان و ایک حجب حرمان - حجب نقصان وہ ہے کہ بڑے حصہ سے نقصان دیکر چھوٹے حصہ پر لاتا ہے جیسا
میت کو اولاد ہونے سے زوج نصف سے ربع پر آتا ہے اور زوجہ ربع سے ثمن پر آتی ہے اور مان ثلث سے سدس پر آتی ہے وغیرہ
یہہ حجب فروض کے حکم مین بیان ہو چکے ہین اور حجب حرمان وہ ہے کہ میت سے جو نزدیک تر کے وارث ہین تو دوسرے درجہ کے

وارث کو محجوب او رمتروکہ سے محروم کردیتے ہین اور اس حکم مین یہی حجب حرمان کا بیان ہوگا میت کے ورثا سے باپ ماں و بیٹا و بیٹی و زوج یا زوجہ یہہ کسی طور سے حجب حرمان وسائط نہین ہوتے اما حجب نقصان البتہ ہوتا ہے جیسا فرض مین بیان ہوا اور باقی ورثا کا حجب حرمان اسیطرح پر ہے (۱) دادا یہہ میت کے باپ سے محجوب ہوتا ہے اسیطرح بالاتر کا دادا نزدیک تر کے دادا سے محجوب ہوتا ہے (۲) پوترا یہہ میت کے بیٹے سے محجوب ہوتا ہے و نیز پڑپوترے سے محجوب ہوتا ہے (۳) برادر حقیقی یہہ میت کے باپ و بیٹا و پوترا جہانتک نرینہ ہون تینون سے محجوب ہوتا ہے اما دادا و برادر حقیقی و برادر علاتی ایک درجہ کے ہین جیسا آگے بیان ہوا (۴) برادر علاتی یہہ میت کے باپ و بیٹا و پوترا جہانتک نرینہ ہو و برادر حقیقی سے محجوب ہوتا ہے اما دادا و برادر علاتی ایک درجہ کے ہین جیسا آگے بیان ہوا (۵) برادر اخیافی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و بیٹی و پوترا و پوتری جہانتک نرینہ ہون سے محجوب ہوتا ہے (۶) برادرزادہ حقیقی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و پوترا جہانتک زیرین ہوا و برادر حقیقی و برادر علاتی سے محجوب ہوتا ہے (۷) برادرزادہ علاتی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و پوترا وغیرہ و برادر حقیقی و برادر علاتی و برادرزادہ حقیقی سے محجوب ہوتا ہے اما برادرزادہ اخیافی یہہ ذوی الارحام مین کے ہین (۸) چچا حقیقی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و پوترا وغیرہ و برادر حقیقی و علاتی و برادرزادہ حقیقی و علاتی جہانتک نرینہ ہون سے محجوب ہوتا ہے (۹) چچا علاتی یہہ میت کے باپ و دادا و پوترا وغیرہ و برادر حقیقی و علاتی و برادرزادہ حقیقی و علاتی جہانتک نرینہ ہو و چچا حقیقی سے محجوب ہوتا ہے (۱۰) چچازادہ حقیقی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و پوترا وغیرہ و برادر حقیقی و علاتی و برادرزادہ حقیقی و علاتی جہانتک نرینہ ہو و چچا حقیقی و علاتی سے محجوب ہوتا ہے (۱۱) چچازادہ علاتی یہہ میت کے باپ و دادا و بیٹا و پوترا وغیرہ و برادر حقیقی و علاتی و برادرزادہ حقیقی و علاتی و چچا حقیقی و علاتی و چچازادہ حقیقی سے محجوب ہوتا ہے اما چچا و چچازادہ اخیافی یہہ ذوی الارحام مین کے ہین (۱۲) معتق یا معتقہ یہہ میت کے قرابت نسب مذکور الصدر سے محجوب ہوتے ہین اسیطرح بیت المال یہ سب معتق سے محجوب ہوتا ہے مگر بوجہ غیر منتظم ہونے بیت المال کے عصبہ کو وہی اما لیان فروض مین دوبارہ تقسیم کرین اگر اما لیان فروض و عصبہ نہو تو ذوی الارحام کے وارث کو مقرر کرین (۱۳) نانی و دادی جہانتک بالا ہو یہہ میت کے مان سے محجوب ہوتے ہین اور بالاتر نانی یا دادی نزدیک تر نانی و دادی سے محجوب ہوتے ہین جیسا فرض سدس مین بیان ہوا (۱۴) پوتری یہہ میت کے بیٹے سے محجوب ہوتی ہے و نیز دو یا چند بیٹیان دو ثلث کامل لینے سے بھی محجوب ہوتی ہے اگر پوتری کیساتھہ اسکے درجہ کا پوترا یا زیرین پڑپوترا ہے تو اس کے ساتھہ عصبہ مین شریک ہوجائگی۔ اسیطرح پڑپوتری یہہ میت کے پوترا و نیز دو یا زیادہ پوتریان سے محجوب ہوتی ہے

اگر اس کے درجہ بازیرین درجہ کا پڑپوترا ہے تو اسکے ساتھہ عصبہ مین شریک ہین گے (۱۵) ہمشیرہ حقیقی میت کے باپ بیٹا و پوترا و پڑپوترے سے محجوب ہوتی ہے اگر میت کے خالص بیٹی یا بیٹیان یا پوتری یا پوتریان ہین تو ہمشیرہ کا فرض مقرر نہوگا بلکہ جو کچھہ فرض یا فروض سے بچیگا تو یہ ہمشیرہ کا حق ہوگا اگر اسکے ساتھہ برادر حقیقی ہے تو عصبہ مین شریک ہیگی (۱۶) ہمشیرہ علاتی میت کے باپ بیٹا و پوترا و پڑپوترا و برادر حقیقی سے محجوب ہوتی ہے و نیز دو یا زیادہ ہمشیرگان حقیقی دو ثلث کا مل لینے سے بھی محجوب ہوتی ہے اگر میت کے خالص بیٹی یا بیٹیان یا پوتری یا پوتریان ہین تو یہ علاتی کا فرض مقرر نہوگا بلکہ جو کچھہ بیٹیان و پوتریان کے فرض سے بچت رہیگا تو اوسیکے مستحق ہوگی۔ اگر محجوبی کی حالت مین اسکے ساتھہ برادر علاتی بھی ہے تو عصبہ مین شریک ہیگی امابرادر زادہ حقیقی ہو یا علاتی یہ اپنے ہمشیرگان و ہمشیرہ کے ہمشیرگان کو عصبہ مین داخل کرتا ہے جو اس کے پہپیان ہوتے ہین مثلاً میت کے دو ہمشیرگان حقیقی و ایک ہمشیرہ علاتی و ایک برادر زادہ حقیقی ہو یا علاتی و ایک برادر زادی ہے تو ہمشیرگان حقیقی دو ثلث کے مستحق ہین اور ہمشیرہ علاتی تکملہ دو ثلث سے محجوب ہوتی ہے باقی ایک ثلث عصبہ خاص برادر زادہ لیگا اور عصبہ مین برادر زادی و ہمشیرہ علاتی مذکور الصدر کو شریک نکریگا۔ اما ہمشیرہ اخیافی یہ برادر اخیافی کے حکم مین داخل ہے جس سے وہ محجوب ہوتا اوس سے یہہ بھی محجوب ہوتی ہے **نوان حکم دادا معہ برادران و ہمشیرگان حقیقی و علاتی** ۔ پہلے یہہ شجرہ کو معاینہ کر لیجئے ۔

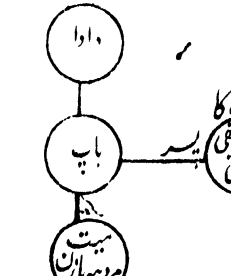

کہ دادا و برادر کا درجہ در شتہ برابر میت کے باپ سے پونچتا ہے ۔ جیسا شجرہ بالا سے ظاہر ہے مگر ہر ایک کی حقیقت مین نہ قرآن مجید و نہ حدیث شریف سے کوئی حکم واضح ہوا ہے اسلئے انہون کے بارہ مین بڑا نزاع و اختلاف واقع ہوا ہے بعضے علما پیشگار ان فرمان ہے کہ ہر مشکل و پیچیدہ امر مین سوال کرو گو دادا و برادران کے جھگڑے سے بنا مین رکھو کہ ہر ایک کے حق کو ثابت کرنا مشکل پڑتا ہے پیغمبر کے چند اصحاب رض انمین سے ابوبکر رض و ابن عباس رض اور چند تابعین اور امام ابا حنیفہ رح کا مذہب ہے دادا کو بجائے باپ کے قرار

دئے ہین اور برادران جیسا باپ سے محجوب ہوتے ہین دادا سے بھی محجوب ہین اور اسکی ثبوتی مین بہت امثلہ و دلائل پیش کئے ہین وہ بڑے کتابون مین درج ہے اور پیغمبر کے اکثر اصحاب رض انمین سے عمر رض و عثمان رض و علی و زید بن ثابت انصاری رض و ابن مسعود رض و اکثر تابعین اور امام شافعی رح و مالکی رح و حنبلی رح و نیز ابو یوسف رح و محمد رح صاحبان ابی حنیفہ رح کا مذہب دادا کو بجائے ایک برادر حقیقی یا علاتی کے قرار دئے اور حقیت مین ہر دو برابر ہین اور اسکے ثبوتی مین بھی بہت امثلہ و دلائل پیش کئے ہین بڑے کتابون مین درج ہے اور اسی پر فتوی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ دادا بوجہ فرض والون مین کا بھی ہے کسیطور سے ساقط بے حق نہین رہتا اور برادران بوجہ صرف عصبہ داران مین کبھی ساقط بھی ہوتے ہین پس جب دادا و برادران یا ہمشیرگان حقیقی یا علاتی یا ہر دو جمع ہوے اور ان کے ساتھ اور کوئی دیگر فرض والے نہین ہے تو دادا دو امر سے ایک بہتر امر کو اختیار کریوے (۱) یا تو کل متروکہ کا ثلث یعنے تہائی لیوے (۲) یا اپنے کو برادر فرض کرکے ایک برادر کے برابر حصہ لیوے یعنے ہمشیرہ بھی ساتھ ہو تو دادا کو دو حصہ اور ہمشیرہ ایک حصہ لیوے مثلاً دادا اور تین برادر ہین تو یہان دادا کو ثلث متروکہ بہتر ہے یا دادا و ایک برادر و تین ہمشیرگان ہے تو یہان بھی دادا کو ثلث متروکہ بہتر ہے یا دادا و دو برادر یا دادا و چار ہمشیرگان ہین تو یہان دادا کو ثلث متروکہ یا برادر کے حصہ لینا برابر ہے یا دادا و ایک برادر و ایک ہمشیرہ ہے تو یہان دادا کو حصہ بہتر ہے کیونکہ دادا کے دو سہم اور برادر کے دو سہم اور ہمشیرہ کا ایک سہم جملہ پانچ سہام ہوے اسکے ثلث دو سہام سے کم ہے اور حصہ پورا دو سہام ہوتا ہے اسلئے دادا کو ثلث سے حصہ بہتر ہے۔ اسطرح کے بہت امثلہ ہے دادا کی کلی تعریف یہ ہے کہ جب برادران و ہمشیرگان کا جملہ سہام دادا کے دو چند سے زیادہ ہے تو دادا کو ثلث متروکہ بہتر ہے اور اگر دو چند سے کم ہے تو دادا کو حصہ بہتر ہے اور اگر برابر دو چند ہے تو دادا کو ثلث یا حصہ ہر دو برابر ہے اور جب دادا و برادران و ہمشیرگان کے ساتھ اور دیگر ایک یا چند اہل فروض ہے تو بعد فرض یا فروض کے جو کچھ بچت عصبہ بنتا ہے تو دادا برادران کے ساتھ تین امر سے ایک بہتر امر کو اختیار کرے (۱) ایک برادر کے حصہ سے اگر عصبہ کا ثلث بہتر ہے تو ثلث لیکر باقی کو برادرون کے لئے چھوڑے اور اسکے امثلہ ابھی آگے بیان ہوے (۲) اگر عصبہ کے ثلث سے ایک برادر کا حصہ بہتر ہے تو ایک برادر کے برابر حصہ لیوے اس کے بھی امثلہ آگے بیان ہوے (۳) اگر بچت یعنے عصبہ صرف ایک سدس متروکہ ہے یا اوس سے کم ہے تو دادا کو بہتر یہ ہے کہ اپنے کو فرض والون مین شمار کرکے متروکہ کے سدس یا کم بطریق فرض لیوے اور برادران عصبہ داران مین اور یہان عصبہ نہین بچا اسلئے بے حق رہینگے کیونکہ دادا کا کمتر حصہ سدس سے کم نہوگا کسی طور سے ساقط نہین ہوتا اور سدس بہتر ہونیکی مثل یہ ہے کہ میت کے دو بیٹیان و ایک مان و دادا و ایک برادر حقیقی یا علاتی ہے تو یہہ مسئلہ چھ سہام سے تقسیم ہوگا بیٹیون کا

دو ثلث چار سہام ورثہ کا ایک سدس ایک سہم جملہ پانچ سہام ہوئے اور باقی رہا ایک سدس یعنے ایک سہم دادا
و برادر میں اگر دادا کا ثلث لیوے تو ثلث سدس ملیگا اور اگر برادر فرض کئے تو آدھا سدس ملیگا اور فرض والوں میں
شمار کئے تو پورا سدس ملیگا تو یہاں دادا کو سدس متروکہ بہتر ہے تو سدس لیکر برادر کو بے حق چھوڑے **تنبیہ** اگرچیکہ
برادران ہمشیرگان حقیقی و علاتی دادا کے مقابلہ میں ایک ہی فریق سمجھے جائینگے مگر بعد تصفیہ اور وضع حصۂ دادا کے پھر
برادران اپنے قاعدہ پر چلینگے یعنے برادران علاتی برادران حقیقی سے محجوب ہینگے صرف بطور فرضی دادا کے مقابلہ میں
محسوب کرینگے مثلاً دادا و ایک برادر حقیقی و ایک برادر علاتی ہے تو دادا کو ثلث متروکہ یا ایک برادر کا حصہ برابر ہے تو ثلث
لیکر باقی دو ثلث کو چھوڑینگے تو یہہ دو ثلث برادر حقیقی لیکر برادر علاتی کو محجوب کریگا صرف برادر علاتی کو بطور فرضی محسوب کیا
تھا اسیطرح دادا و دو ہمشیرگان حقیقی و ایک برادر علاتی ہے تو دادا کو ثلث متروکہ یا ایک برادر کا حصہ برابر ہے تو ثلث
لیکر باقی دو ثلث متروکہ ہمشیرگان حقیقی اپنا فرض ظاہر کرکے لینگے اور برادر علاتی کو کچھہ عصبہ نہیں بچیگا لحاظ بطور فرضی محسوب
کیا گیا ہے اور اگر دادا و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک برادر علاتی ہے تو دادا کے دو سہم اور ہمشیرہ کا ایک سہم و برادر علاتی کا دو سہم جملہ پانچ
سہام ہوئے تو یہاں دادا کو ثلث متروکہ سے ایک برادر کا حصہ دو سہام بہتر ہے تو دو سہام لیکر تین سہام چھوڑیگا۔ تو ہمشیرہ
حقیقی اپنا فرض یعنے نصف کو ظاہر کرکے پانچ سہام سے اڑھی سہام لے گی باقی آدھا سہم عصبہ برادر علاتی کا حق ہوگا
اگر بجائے برادر علاتی کے دو ہمشیرگان علاتی ہوتے تو تب بھی وہی آدھا سہم کے علاتیان مستحق ہونگے اگر دادا نہ ہوتا تو
علاتیان پورا ایک سدس تکملہ دو ثلث کے مستحق ہوتے تب ہمشیرگونگا فرض مقرر نہوگا اما برادر اخیافی
و برادر زادگان حقیقی و علاتی یہہ دادا سے محجوب ہوتے ہین جیسا حجب میں بیان ہوا **دسوان حکم تقرر سہام**
متروکہ یعنے متروکہ کو کس مقدار کے سہام سے تقسیم کرنا چاہئیے یہہ تقرر سہام حساب کے قاعدوں کا محتاج ہے مثل
مراتب اعداد و جملہ و تفریق و ضرب و تقسیم و قاعدہ اربعہ متناسبہ و کسور وغیرہ اور علم حساب سے اکثر لوگ واقف ہے لہذا بطور
سرسری فہم عام کیلئے یہاں کچھہ لکھنے میں آئیگا فرض کے مسائل پانچ اصل سے تقسیم ہوتے ہین (۱) نصف ہو تو متروکہ کو
دو سہام سے تقسیم کرین بعد وضع فرض کے باقی عصبہ ہیگا (۲) ثلث یا دو ثلث ہو تو تین سہام سے تقسیم کرین (۳) ربع
ہو تو چار سہام سے تقسیم کرین (۴) سدس ہو تو چھہ سہام سے تقسیم کرین (۵) ثمن ہو تو آٹھہ سہام سے تقسیم کرین اگر ہر مسئلہ
مین ایک ہی فرض والا ہو تو ان پانچ اصل باالا سے تقسیم کرے بعد وضع فرض کے باقی عصبہ ہوگا اور اگر مسئلہ مین دو یا چند

فرض ہین تو اسکے تقسیم مین اور تین اصل ضافہ ہوتے ہین (۱) نصف و ثلث یا نصف و ثلث یا نصف و سدس یا ثلث
و یا دو ثلث و سدس ہے یا کل فرض مذکور ہین تو جہہ سہام سے تقسیم کرین تو ہر ایک کا فرض بغیر کسور کے نکل آئیگا (۲) ربع
و ثلث یا ربع و دو ثلث یا ربع و سدس ہے یا کل فرض مذکور ہین تو بارہ ۱۲ سہام سے تقسیم کرین تو ہر ایک کا فرض بغیر کسور کے
نکل آئیگا (۳) سدس و ثمن ہے تو چوبیس ۲۴ سہام سے تقسیم کرین تو ہر ایک کا فرض بغیر کسور کے نکل آئیگا اور تقرر کیوقت تہوڑے
سہام کے فرض کو بہت سہام کے ضمن مین داخل کرین مثلاً نصف کے دو سہام ربع کے چار سہام کے ضمن مین آسکتے ہین یعنے
ثلث کے دو اور دو ثلث کے چار اور سدس کا ایک تو ثلث و دو ثلث سدس کے ضمن سے نکل آئے باقی مذکور الصدر اسیطرح سے
نکل آتے ہین اربع و سدس یہ ایک دوسرے کے ضمن مین آنہین سکتے اسلئے بارہ سہام سے تقسیم کرین جیسا آگے بیان ہوا اسیطرح
سدس و ثمن ایک دوسرے کے ضمن مین آنہین سکتے اسلئے چوبیس ۲۴ سہام سے تقسیم کرین اور عصبہ داران کا اصل تقرر سہام ان کے
عدد موافق ہوگا یعنے اگر مردان و زنان ہے مثل بیٹے و بیٹیان یا پوترے و پوتریان یا برادران و ہمشیرگان حقیقی یا علاتی
مین تو ہر مرد کو دو سہم و ہر زن کو ایک سہم فرض کرکے جسقدر سہام ہوے تو وہی اصل مسئلہ ہوگا مثلاً پانچ مرد و یا پانچ
زن ہین تو پانچ مرد کے دس سہام اور پانچ زن کے پانچ سہم پندرہ سہام ہوے تو عصبہ کو پندرہ حصون پر تقسیم کرے مرد کو دو حصہ اور
زن کو ایک حصہ دیوے اگر عصبہ داران خالص مردان مین مثل فرزندان و پوترے و برادران و برادرزادگان و چچایان
وغیرہ مین تو انہین کے عدد موافق سہام نکالے اور یہی اصل مسئلہ ہوگا پانچ ہو تو پانچ سہام دس ہو تو دس سہام سے تقسیم
کرے اسیطرح اگر ایک فرض کے چند زنان شراکت رکھتے ہین مثل بیٹیان و پوتران و ہمشیرگان وزوجات وجدات ہین
تو ان کے عدد موافق سہام کا لکر انکا فرض انہین پر تقسیم کرے **گیارواں حکم مسائل عول** کسی چیز پر
اضافہ بڑہانیکو عول کہتے ہین اور شرع مین سوائے سہام اصل مسئلہ کے اور ایک یا چند سہام بڑہانیکو عول کہتے ہین یعنے
جب مسئلہ مین چند فروض جمع ہوے اور مسئلہ کے اصل سہام سے کل فروض نہین نکل آتے تو بقدر حاجت اور سہام بڑہاکر
مسئلہ کو عائل کرے تا نقصان مین ہر ایک اپنے حصہ موافق نقصان پہنچے اور یہہ عول صرف تین مسائل یعنے جہہ سہام و بارہ سہام
و چوبیس ۲۴ سہام مین واقع ہوتا ہے اور باقی مسائل نصف و ربع و ثلث و ثمن یہہ مسائل مین عول نہین آتا **پہلا مسئلہ** جہہ سہام
یہ صرف چار بار عائل ہوسکتا ہے (۱) زوج و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک ہمشیرہ علاتی ہے تو زوج کو جہہ کا نصف تین سہام اور
ہمشیرہ حقیقی کو نیز جہہ کے نصف تین سہام جملہ چھہ سہام خرچ ہوے اور ہمشیرہ علاتی چھہ کے سدس ایک سہم کے مستحق ہے

تا ہمشیرہ گون کے دو ثلث کا تکملہ ہوا اور یہان کچھ بچا نہین اور سب فرض والے حقیت مین برابر ایک دوسرے سے مقدم ہین
سکتے اسلئے ضرورت پڑی کہ مسئلہ مین اور ایک سہم عائل کرے تا سب حق و نقصان مین برابر رہے پس یہ مسئلہ من (۶) اور (۷)
تک عائل ہوا تو زوج کا نصف سات سہام سے تین سہام ہوا اور نیز ہمشیرہ حقیقی کا نصف تین سہام اور ہمشیرہ علاتی کا
سدس سات سہام سے ایک سہم ہوا ان صورت مین ہر ایک کو اپنے سہام موافق نقصان پونچا اور آیندہ ہر مسئلہ کی یہی توضیح ہے
(۲) زوج و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک علاتی و مان ہین تو زوج کو چھ کا نصف تین سہام اور حقیقی کو چھ کا نصف تین سہام اور علاتی کو
چھ کا سدس ایک سہم و مان کو چھ کا سدس ایک سہم جملہ آٹھ سہام ہوے پس المسئلہ من ۶ و ۸ تک عائل ہوا (۳) زوج و ایک ہمشیرہ
حقیقی و ایک علاتی و مان و ایک برادر یا ہمشیرہ اخیافی ہین تو زوج کو چھ کا نصف تین سہام اور ہمشیرہ حقیقی کو نصف تین سہام
اور علاتی کو سدس ایک سہم و مان کو سدس ایک سہم اور اخیافی کو سدس ایک سہم جملہ نو سہام ہوے پس المسئلہ من ۶ اور ۸ تک
عائل ہوا (۴) زوج و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک ہمشیرہ علاتی و مان و برادران و ہمشیرگان اخیافی ہین تو زوج کو چھ کا نصف تین
سہام اور حقیقی کو چھ کا نصف تین سہام اور علاتی کو چھ کا سدس ایک سہم و مان کو چھ کا سدس ایک سہم اور اخیافیون کو چھ کا
ثلث دو سہم جملہ دس سہام ہوے پس المسئلہ من ۶ اور ۸ تک عائل ہوا اور دس سے زیادہ عائل ہو نہین سکتا **لطیفہ** کہتے ہین کہ اس
چوتھے مسئلہ کا زوج نے جب قاضی سے ملاقات کیا تو لوگ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ یہی شخص ہے کہ مجھکو دس سہام سے تین سہام
دیکر نصف متروکہ کہا تھا اور اسکے جواب مین قاضی فرمائے کہ یہ بھی وہی شخص ہے کہ جو پورا نصف لیکر باقی ورثا کو نقصان حق تلفی
پہونچانا چاہا تھا **دوسر امسئلہ بارہ** سہام یہ صرف تین بار عائل ہو سکتا ہے (۱) زوجہ و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک ہمشیرہ
علاتی و مان ہین تو زوجہ کو بارہ کا ربع تین سہام اور حقیقی کو بارہ کا نصف چھ سہام اور علاتی کو بارہ کا سدس دو سہام
اور مان کو بارہ کا سدس دو سہام جملہ تیرہ سہام ہوے پس المسئلہ من ۱۲ - اور ۱۳ تک عائل ہوا (۲) زوجہ و ایک ہمشیرہ حقیقی
و ایک ہمشیرہ علاتی و مان و ایک برادر یا ہمشیرہ اخیافی ہین تو زوجہ کو بارہ کا ربع تین سہام اور حقیقی کو بارہ کا نصف
چھ سہام اور علاتی کو بارہ کا سدس دو سہام اور مان کو بارہ کا سدس دو سہام اور اخیافی کو بارہ کا سدس دو سہام جملہ پندرہ سہام ہوے
پس المسئلہ من ۱۲ اور (۱۵) تک عائل ہوا (۳) زوجہ و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک علاتی و مان و دو یا چند برادران یا ہمشیرگان اخیافی ہین تو زوجہ کو بارہ کا ربع
تین سہام اور حقیقی کو بارہ کا نصف چھ سہام اور علاتی کو بارہ کا سدس دو سہام اور مان کو بارہ کا سدس دو سہام اور اخیافیون کو
بارہ کا ثلث چار سہام جملہ سترہ سہام ہوے پس المسئلہ من ۱۲ و ۱۷ تک عائل ہوا اور ستر سے زیادہ عائل ہو نہین سکتا **تیسر امسئلہ**
چوبیس سہام یہ صرف ایک ہی بار عائل ہو سکتا ہے دو یا چند بیٹیان و باپ یا مان و زوجہ ہی تو بیٹیان کو چوبیس کا دو ثلث سولہ سہام

اور باپ کو چوبیس کا سدس چار سہام اور مال کو چوبیس کا سدس چار سہام اور زوجہ کو چوبیس کا ثمن تین سہام جملہ ستائیس سہام ہوئے پس المسئلہ (من ۲۴ اور ۲ تک عائل ہوا اور ستائیس سے زیادہ عائل ہو نہیں سکتا **باروان حکم مسئلہ اکدریہ** یہہ ایک نیا در مسئلہ ہے کہ فرائض کے قاعدہ کے خلاف میں واقع ہوا گویا قاعدہ پر کدورت پیدا ہوئی اسلئے اکدریہ نام رکھا گیا اور اسکی صورت یہہ ہے کہ زوج و مان و دادا و ایک ہمشیرہ حقیقی یا علاتی ہے تو یہہ مسئلہ جہہ سہام کا ہے تو زوج کو جہہ کا نصف تین سہام اور مان کو جہہ کا ثلث دو سہام اور باقی رہا ایک سہم دادا و ہمشیرہ میں۔ اب یہاں دادا و ہمشیرہ کا جھگڑا پیدا ہوا تو دادا کو ثلث الباقی ایک بڑا کے حصہ سے سدس متروکہ بہتر ہے اور دادا یا برادر کے ساتھ ہمشیرہ کے لئے فرض مقرر کرنیکا قاعدہ نہیں اور جب دادا سدس متروکہ کو بہتر جانکر اٹھالئے تو ہمشیرہ باوجود فرض دار ہو کر محروم الارث ہوگی حالانکہ اسکا کوئی حاجب بھی نہیں ہے تو ضرور پڑا کہ ہمشیرہ کا فرض یعنے نصف بڑھا کر مسئلہ کو عائل کرے زوج کو جہہ کا نصف تین سہام و مان کو جہہ کا ثلث دو سہام اور دادا کو جہہ کا سدس ایک سہم و ہمشیرہ کو جہہ کا نصف تین سہام جملہ نو سہام ہوئے پس المسئلہ (من ۶ اور ۹ تک) عائل ہوا۔ اب یہاں دادا کی مرضی بدل گئی۔ اپنا ایک سہم اور ہمشیرہ کے تین سہام کو جمع کریگا اور اپنے کو برادر فرض کرکے چار سہام کا دو ثلث لیگا اور ایک ثلث ہمشیرہ کو دیگا اسمیں دادا کو پورے دو سہام اور ایک سہم کا دو ثلث ملے۔ اور ہمشیرہ کو صرف پورا ایک سہم اور ایک سہم کا ثلث ملا۔ اور اسپر فتوی ہے **تیروان حکم مسئلہ مشترکہ** اسکو نیز حجاریہ و حجریہ بھی کہتے ہیں اور اسکی صورت یہہ ہے کہ زوج اور مان اور دو برادران اخیافی اور دو برادران حقیقی ہیں تو یہہ مسئلہ جہہ سہام کا ہے تو زوج کو جہہ کا نصف تین سہام اور مان کو جہہ کا سدس ایک سہم اور برادران اخیافی کو جہہ کا ثلث دو سہام جملہ پورے جہہ سہام تقسیم ہوے اور برادران حقیقی عصبہ داران ہیں اور یہاں کچھہ عصبہ نہیں بچا اور قاعدہ کے رو سے برادران محروم الارث رہیں گے تو انہوں نے قاضی سے عرض کیے کہ میت اور اخیافی کی ماں وہ ہماری بہن ہے اور جو رشتہ اخیافی کا ہے وہ ہمارا بھی رشتہ ہے پس باپ کے رشتہ سے ہم دست برداران ہیں اور باپ کو حمار یا تہر فرض کرکے ہم چاروں برادرون کو اخیافی فرض کرو تو قاضی کو ضرور پڑا کہ چاروں برادرون کو اخیافی فرض کرکے ثلث متروکہ میں شریک کرائیں تو ہر ایک کو آدھا سہم ملیگا اور اسپر فتوی ہے **چودھوان حکم حمل و خنثی و مفقود الخبر** جب ورثاؤں میں یہہ تینو یا ایک بھی غیر یک ہے تو ان کے اور ورثا کے حق میں بہروسہ و احتیاط کے ساتھہ عمل کرے یعنے حجب نقصان و حجب حرمان کا لحاظ رکھے تاوں کے اور ورثا کے حق میں کوئی نقصان حق تلفی نہونے پائے **پہلا حمل** جب ورثا میں یا یک زوجہ حاملہ ہے تو

امام شافعی رح کے جدید مذہب مین حمل کا کوئی تعداد مقرر نہین اسلئے حمل کے بارہ مین حکم دینا متعذر ہے اور اسپر فتوی ہے کیونکہ امام شافعی رح نے ایک ہی حمل مین پانچ و سات و نیز بارہ و چالیس عدد انگلی برابر سے پیدا ہوے اور یہ سب پرورش پاکر گھوڑے سوار ہوے ہین اور اسکو معتبر گواہون سے ثابت کروائے مین لہذا کوئی عدد مقرر کرنا دشوار ہے اور امام شافعی رح کے قدیم مذہب مین حمل کو چار عدد فرض کرکے انکا حصہ بدا مانت رکھہ چھوڑے اور باقی ورثا سے ضمانت لیوے کہ اگر اور زیادہ عدد نکلے تو ان کے حصون کے ذمہ دار ہین اور بعد تولد کے حکم ظاہر ہو جاتا ہے کم و بیشی مردون زندہ یا مرا ہوا واضح ہوگا پھر اسیکے موافق عمل کرین اور اسکے امثلہ بہت ہین اور واسطے تفہیم عوام کے یہان تین امثلہ لکھے جاتے ہین (۱) زید نے ایک برادر اخیافی و ایک برادر حقیقی یا علاتی و ایک زوجہ حاملہ چھوڑکر فوت ہوا اگر حمل کو مرا ہوا فرض کیے تو برادر اخیافی کا فرض سدس اور زوجہ کا فرض ربع اور باقی عصبہ برادر حقیقی یا علاتی کا حق ہوتا ہے مگر احتیاطاً اسپر عمل کرنا درست نہین کہ شاید حمل زندہ تولد ہوگا۔ اور اگر حمل کو دو یا چند بیٹیان فرض کیے تو زوجہ کا فرض ثمن اور بیٹیان کا فرض دو ثلث اور باقی عصبہ برادر حقیقی یا علاتی کا حق ہے برادر اخیافی بیٹیون سے محجوب ہوتا ہے مگر احتیاطی یہہ کہ بالفعل زوجہ کو ثمن متروکہ دیگر باقی بدا مانت رکھہ چھوڑے اور اگر حمل کو ایک یا چند بیٹے یا معہ بیٹیان فرض کیے تو زوجہ کا فرض وہی ثمن متروکہ ہوتا ہے باقی عصبہ حمل چند یا ایک بیٹا ہو تو بھی انکا حق ہوتا ہے اور احتیاط یہہ ہے کہ بالفعل زوجہ کو ثمن متروکہ دیگر باقی عصبہ حمل کے واسطے بدا مانت رکھہ چھوڑے تو ان تینون صورتون مین زوجہ کو ثمن متروکہ دینے سے شبہہ نہین اور باقی مین شبہہ ظاہر ہے اسلئے احتیاطاً بدا مانت چھوڑے کہ بعد تحقیق حمل کے حکم ظاہر ہو جاتا ہے (۲) زید نے باپ و مان و ایک زوجہ حاملہ کو چھوڑکر فوت ہوا اگر حمل کو مرا ہوا فرض کیے تو زوجہ کا فرض ربع اور باقی مین باپ کو دو حصہ اور مان کو ایک حصہ یعنے ثلث الباقی ہوتا ہے مگر اسپر عمل کرنا درست نہین کہ شاید حمل زندہ پیدا ہوگا اور حمل کو ایک یا چند بیٹے یا معہ بیٹیان فرض کیے تو اسکا مسئلہ چوبیس سہام کا ہوتا ہے تو باپ کو اسکا سدس چار سہام اور مان کو اسکا سدس چار سہام اور زوجہ کو اسکا ثمن تین سہام جملہ گیارہ سہام ہوے باقی تیرہ سہام یہہ حمل کے فرزند وغیرہ کا حق ہے اور اگر حمل کو دو یا چند بیٹیان فرض کیے تو اسکا یہی مسئلہ چوبیس سہام کا ہوتا ہے تو باپ کا سدس چار سہام اور مان کا سدس چار سہام اور زوجہ کا ثمن تین سہام اور حمل کے بیٹیان کا دو ثلث سولہ[16] سہام جملہ ستائیس سہام ہوے المسئلہ (من ۲۴ - او ۲۷ تک) عائل ہوا اور احتیاطی یہہ ہے کہ بالفعل ستائیس سہام سے باپ کو چار سہام دیوے اور مان کو چار سہام دیوے اور زوجہ کو

تین سہام دیوے جملہ گیارہ سہام ہوے باقی سولا سہام بدامانت رکھچھوڑے اگر حمل سے دو یا چند بیٹیان تولد ہوے تو انکا دو ثلث یعنے سولا سہام عائل موجود ہے اور اگر بیٹا یا مع بیٹیان تولد ہو تو یہ صرف تیسرا سہام عصبہ کے مستحق ہونگے اور تین سہام جو عوا ہین بڑہائے گئے تو باپ پہر سکے سدس کا مستحق ہوگا یعنے آدہا سہم ورمان کو بہی آدہا سہم اور زوجہ کو اسکا ثمن ایک سہم کا ڈیڑہ پاؤ باقی رہا ایک سہم ورایک سہم کا اڑہی پاؤ یہہ تیرا سہام پر اضافہ کرکے حمل کا بیٹا یا چند بیٹے یا مع بیٹیان مین تقسیم کرین مرد کو دو حصہ دن کو ایک حصہ اور یہہ بعد تحقیق حمل کے حکم ظاہر ہوتا ہے (۳) زید نے ایک بیٹا و ایک بیٹی و ایک زوجہ حاملہ چہوڑکر فوت ہوا بہرصورت زوجہ کا ثمن ثابت ہے اور باقی عصبہ بیٹا اور بیٹی اور حمل مین شراکت ہے اور حمل کا کوئی عدد مقرر نہین لہذا حکم دینا متعذر ہوا اور تا تحقیق حمل کے عصبہ کو بدامانت رکھہ چہوڑے اور اسی پر فتوی ہے اگر امام شافعی رح کے مذہب قدیم جو اکثر منسوخ شدہ ہے اس پر عمل کرنا چاہے تو حمل کو چار بیٹے فرض کرکے وہ جو ایک بیٹا موجود ہے تو یہہ پانچگانہ دس سہام ہوے اور ایک بیٹی موجودہ کا ایک سہم جملہ گیارہ سہام ہوے تو متروکہ کو گیارہ سہام پر تقسیم کرین فرزند موجود کو دو سہام دیوین اور دختر موجودہ کو ایک سہام دیوین اور باقی آٹہ سہام بدامانت حمل کے نام سے رکھہ چہوڑے اور فرزند و دختر مذکور سے ضمانت لیوے کہ اگر حمل چار عدد سے زیادہ پیدا ہوے تو زید کے حصہ کے ذمہ دار ان ہین اور بعض علمانے اس قدیم مذہب کو مناسب دیکھکر اختیار کئے اور حنفی رح کے مذہب مین حمل کو ایک عدد فرض کرکے باقی ورثا سے ضمانت لیوے اور بعضون کے نزدیک دو عدد فرض کرکے دیگر ورثا سے ضمانت لیوے اور اسیطرح حنبلی رح کا مذہب ہے اور مالکی رح کے مذہب مین حمل کے تولد تک متروکہ کو تقسیم کرنا درست نہین **دوسرا خنثی** یہہ ایک شخص دو شکل پر ہوتا ہے (۱) اسکو نامرد و نازن کی شرمگاہ ہے صرف پیشاب کی راہ کا ایک سوراخ ہوتا ہے بلوغ کے پیشتر اسکو خنثی مشکل کہتے ہین (۲) اسکو مرد و نیز زن کی شرمگاہ ہوتی ہے بلوغ کے پیشتر اسکو نامرد نہ زن کا حکم دے سکتے ہین اسکو بہی خنثی مشکل کہینگے اور بعد بلوغ کے مرد یا زن کی تمیز ہو سکتی ہے یعنے کونسی شرمگاہ سے پیشاب و احتلام کرتا ہے اگر دونون سے کرتا ہو تو حیض سے پہچانے اگر حیض ہی نہین کیا تو اسکی خواہش و رغبت کو دیکھین اگر زنان پر رغبت کیا تو مرد ہے اور اگر مردان پر خواہش کیا تو زن ہے پہر بعد تمیز کے اسکو خنثی واضح کہینگے پس جب تک خنثی مشکل ہے تو ورثا کے مقابلہ مین احتیاطی اسکو مرد فرض کرین تا حجب حرمان و حجب نقصان کا لحاظ رہے اور خود خنثی مشکل کے حق مین احتیاطی اوسکو زن کا حصہ دیوے باقی کو تا واضح ہونیکے بدامانت رکھہ چہوڑے اور اس کے امثلہ بہت ہین اور واسطے تفہیم قاعدہ کے یہان ایک مثل لکہی جاتی ہے

مثلاً زید نے ایک بیٹی و ایک خنثی مشکل و ایک برادر حقیقی یا علاتی چھوڑکر فوت ہوا اگر خنثی کو مرد فرض کیے تو برادر محجوب ہوتا ہے
اور اگر زن فرض کیے تو دو بیٹیان کا فرض دو ثلث اور باقی عصبہ بھائی کا حق ہوتا ہے اور احتیاطی یہہ کہ خنثی کو مرد
فرض کرکے متروکہ کو تین حصہ کرے بیٹی کو ایک حصہ دیوے اور احتیاطاً خنثی کو ایک حصہ مذبیٹی کے دیوے رہا ایک حصہ
یہہ بدامانت رکھہ چھوڑے اگر خنثی مرد واضح ہوا تو ایک حصہ تو پونچ چکا ہے اور یہہ امانت کا حصہ دینے سے مرد کو دو
حصہ اور زن کو ایک حصہ پڑا اور اگر خنثی زن واضح ہوا تو دونوں بیٹیوں کا فرض دو ثلث انہوں کو پہونچکا ہے اور باقی جو
بدامانت ہے وہ عصبہ ہے برادر کو دیویں باقی توضیح بڑے کتابوں میں درج ہے **تیسر امفقود الخبر** یہہ وہ شخص
جو غائب ہو کر گم شدہ ہوا اور اوسکی زندگی یا مرنے کی خبر نہیں اور جب تک گواہان و حکم حاکم سے اوس کے مرنے کی
ثبوتی نہ ہووے تو تب تک مردوں کے شمار میں سمجھا جائیگا اور مفقود کی کیفیت نکاح کے باب میں بھی بیان ہو چکی ہے
اور یہاں وراثت میں اس کے مسئلہ بہت ہیں اور واسطے سمجھانے قاعدہ کے ایک مثل لکھی جاتی ہے مثلاً زید نے
ایک بیٹی و ایک بیٹا مفقود الخبر و ایک برادر حقیقی یا علاتی کو چھوڑکر فوت ہوا تو اگر مفقود کو زندہ فرض کیے تو برادر
محجوب ہوتا ہے اور اگر مرا ہوا فرض کیے تو بیٹی کا فرض نصف اور باقی عصبہ برادر کا حق ہوتا ہے اور احتیاطی یہہ کہ
مفقود کو زندہ فرض کرکے متروکہ کو تین سہام کرے بیٹی کو ایک سہم دیکر اور دو سہام مفقود کے نام سے بدامانت
رکھہ چھوڑے اگر زندہ ثابت ہوا تو اوسکا حصہ موجود ہے اور اگر مرا ہوا ثابت ہوا تو بیٹی کو اور آدھا سہم دیوے تا نصف
متروکہ کا پورا فرض ہے اور باقی ڈیڑھ سہم برادر کو دیوے اور باقی توضیح اسکی بڑے کتابوں میں درج ہے **پندرھواں حکم**
مسائل رد چیز کے واپس آنیکو رد کہتے ہیں اور شرع میں عصبہ کو فرض والونپر واپس کرنیکو رد کہیں گے مسائل رد مسائل عول کے
برعکس ہے عول میں سہام کو بڑہا کر حصہ میں کم کرتے ہیں اور رد میں سہام کو کم کرکے حصہ کو بڑہاتے ہیں جب ورثا صرف اہل
فروض ہیں اور بعد فروض کے کچھہ عصبہ بچتا ہے اور کوئی عصبہ دار نہیں ہے و نہ شوہر کے موافق بیت المال ہے تو علماء متاخرین نے
عصبہ کو بھی فرض والونپر تقسیم کرنا جائز رکھے ہیں کہ ہر ایک اپنے سہام موافق عصبہ سے حصہ لیوے صرف زوج اور زوجہ عصبہ میں حصہ
دار نہیں ہے کیونکہ یہہ بیگانے خاندان کے ہوتے ہیں اور عصبہ نسب کے قرابتداران کا حق ہوتا ہے اور رد کے بہت مثلہ ہے اور
تفہیم کیلئے یہاں دو مثل لکھے جائینگے (۱) ہندہ نے زوج و مان و ایک بیٹی چھوڑکر فوت ہوی تو انکا مسئلہ بارہ سہام کا
ہے زوج کا ربع تین سہام و مان کا سدس دو سہام و بیٹی کا نصف چھہ سہام جملہ گیارہ سہام ہوے باقی ایک سہم عصبہ ہے

اور یہان کوئی عصبہ دار نہین ہے تو اسکو مسئلہ ردکہینگے اور یہہ عصبہ مان و بیٹی مین تقسیم کرے اور رد کے مسئلہ کی تمثیل اسطرح ہے مان کا سدس اور بیٹی کا نصف جہہ سہام کا مسئلہ ہے تو مان کا سدس ایک سہم اور بیٹی کا نصف تین سہام جملہ چار سہام ہوے باقی دو سہام عصبہ کے اسکو نامحسوب کرکے وہی چار سہام کو مسئلہ رد مقرر کرے متروکہ سے بعد وضع ربع زوج کے باقی کو چار سہام کرے مان کو ایک سہم بطریق فرض رد کے دیوے اور بیٹی کو تین سہام بطریق فرض رد کے دیوے اگر زوج نہوتا تو تب بہی کل متروکہ کو چار سہام پر تقسیم کرے مان کو ایک و بیٹی کو تین سہام بطریق فرض رد کے دیوین گویا کہ مان پاؤ متروکہ اور بیٹی کو تین پاؤ متروکہ ملا (۲) زید نے مان و ایک ہمشیرہ حقیقی و ایک ہمشیرہ اخیافی چہوڑکر فوت ہوا تو اسکا مسئلہ چہہ سہام کا ہوتا ہے مان کا سدس ایک سہم اور ہمشیرہ حقیقی کا نصف تین سہام اور ہمشیرہ اخیافی کا سدس ایک سہم جملہ پانچ سہام ہوے باقی ایک سہم عصبہ کے تو یہان کوئی عصبہ دار نہین ہے تو یہہ مسئلہ رد ہوا یہی پانچ سہام سے مقرر ہوتا ہے اور عصبہ کے سہم کا موجود تصور کرکے متروکہ پانچ سہام پر تقسیم کرے تو مان کو ایک سہم اور ہمشیرہ حقیقی کو تین سہام اور اخیافی کو ایک سہم بطریق فرض رد کے دیوین اسیطرح ہر مسئلہ رد مین بعد وضع فرض زوج یا زوجہ کے باقی کو اہل فروض اپنے سہام موافق تقسیم کرین جیسا اوپر بیان ہوا **سولوان حکم غرقی وغیرہ** جب دو یا چند قرابتداران ایک ہی وقت مین مرے مثلاً پانی مین غرق ہوے یا آگ سے جلے یا انہیکان گرا یا جنگ مین مارے گئے یا دشمن کے قید وغیرہ مین مرے اور آگے پیچھے مرنیکا حال معلوم نہین ہوا تو ہر ایک دوسرے سے یگانہ تصور کرین اور ایک دوسرے کا وارث ہو نہین سکتا اگر ہر ایک کے اور دیگر ورثا مین تو یہی اوسکے متروکہ کے مستحق ہونگے اور جو ساتھہ مرا سو محروم الارث ہیگا مثلاً دو برادران ہر ایک نے ایک زوجہ و ایک بیٹی چہوڑکر ایک ہی وقت مین فوت ہوے تو ہر ایک دوسرے کا عصبہ دار نہوگا بلکہ بعد وضع فرض زوجہ کے باقی کو بیٹی بطریق فرض رد کے لیگی اور اسکا مسئلہ آٹھہ سہام کا ہے زوجہ کا ثمن ایک سہم اور بیٹی کا نصف چار سہام جملہ پانچ سہام ہوے باقی تین سہام عصبہ ہے اور یہان کوئی عصبہ دار نہین ہے تو بیٹی یہہ تین سہام بہی بطریق رد کے لیگی اگر ایک کے بعد ایک مرے ایک دقیقہ کا عرصہ کیون نہو تو جو بعد مرا سو عصبہ کا مستحق ہوگا اگر دو برادران ایک مشرق کے ملک مین اور ایک مغرب کے ملک رہتے ہین اور ہر دو ایک ہی روز مین ٹہیک بارہ بجے فوت ہوے تو مغرب والا وارث ہوتا ہے کیونکہ زوال یعنے آفتاب پہلے مشرق والیکطرف سے ڈہلتا ہے پہر مغرب والیکطرف اس صورت مین مشرق والیکا مرنا آگے ثابت ہوا تو مغرب والا وارث ہوگا **ستروان حکم توریث ذوی الارحام** یعنے صاحبان رحم مان کے شکم مین بچہ پیدا ہونیکی جائے کو رحم کہتے ہین

گویا میت اور ذی الارحام ایک رحم مین پیدا ہوے و نیز میاں و مہمانی کو رحمت کہتے ہین اور بیگانون سے یہ قرابتداران احسان و مراحم کے لایق ہے ہر دو معنے سے ان قرابتدارون کا نام ذوی الارحام رکھا گیا ہے اور یہہ وہ قرابتداران ہین جو نہ ماں لیان فروض ہے و نہ عصبہ داران اولاد کے چند جائے انکا بیان کیا گیا اور انہونکا یہان حکم توضیح کے ساتھہ بیان کیا جائیگا امام حنفی رح و امام حنبلی رح کے مذہب مین بصورت نہونے کوئی وارث فرضدار و نہ عصبہ دار کے ذوی الارحام کو مطلق وارث قرار دیتے ہین بیت المال انتظام کے ساتھہ ہو یا نہو اور امام شافعی رح و امام مالکی رح کے مذہب مین بصورت نہونے بیت المال کے ذوی الارحام کو وراثت پونہچتی ہے اور توریث انکی اسطرح ہے کہ حنفی رح و حنبلی رح کے نزدیک بلحاظ قرب یعنے زیادہ تر نزدیک میت سے قرار دیتے ہین اور شافعی رح و مالکی رح کے نزدیک بلحاظ درجہ وارث کے قرار دیتے ہین یعنے جس وارث کا درجہ مقدم ہے اوس درجہ کے ذوی الارحام کا حق مقدم ہوگا۔ فرض دار نہو تو فرض و عصبہ دار ہو تو عصبہ کے مستحق ہونگے اسیطرح حجب کا لحاظ ہوگا مگر زوج یا زوجہ ذوی الارحام کے ساتھہ ہو تو بلا تفاوت اپنا فرض پورا لیتے ہین ذوی الارحام سے اونکو نہ حجب نقصان و نہ عول کا مسئلہ عاید ہو سکتا ہے اور ذوی الارحام کیسات درجہ ہین (۱) نواسہ و نواسی جہانتک زیرین ہو بجائے بیٹے کے فرض نصف کے مستحق ہوتے ہین اسیطرح پوتری کی اولاد جہانتک زیرین ہو بجائے پوتری کے فرض نصف یا سدس کے مستحق ہوتے ہین اور ہر ایک مرتبہ کے مرد زن کا حصہ مرد کو دو سہم و زن کو ایک سہم ہوتا ہے اور زیرین مرتبہ والا بالا مرتبہ والے سے محجوب ہوتا ہے اور ہر ایک درجہ کا یہی حکم ہے (۲) نانا و ماموں خالہ جہانتک بالا اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو بجائے ماں کے فرض ثلث یا سدس کے مستحق ہوتے ہین اور علاتی حقیقی سے محجوب ہوتا ہے و نیز دور مرتبہ کا نزدیک مرتبہ والے سے محجوب ہوتا ہے (۳) چچا اخیافی جہانتک بالا ہو اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو و نیز ہر دو دادا جہانتک بالا ہو انکے نانا و ماموں خالہ اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو یہہ سب بجائے دادی کے فرض سدس کے مستحق ہوتے ہین (۴) برادر زادیان حقیقی یا علاتی اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو بجائے برادر حقیقی یا علاتی کے عصبہ کے مستحق ہوتے ہین (۵) ہمشیرگان و ہمشیرزادیان حقیقی یا علاتی اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو بجائے ہمشیرہ حقیقی یا علاتی کے فرض یا عصبہ کی شراکت کے مستحق ہوتے ہین اگر ہمشیرزادہ حقیقی و ہمشیرزادہ علاتی جمع ہوے تو حقیقی بجائے ماں کے فرض نصف کا مستحق ہوتا اور علاتی بجائے ماں کے فرض سدس تکملہ ثلث کے مستحق ہونگے (۶) اولاد برادر اخیافی جہانتک زیرین ہو بجائے برادر اخیافی کے فرض سدس کے مستحق ہوتے ہین (۷) پہوپھی حقیقی یا علاتی جہانتک بالا ہو اور انکی اولاد جہانتک زیرین ہو بجائے باپ فرض یا عصبہ کے مستحق ہوتے ہین (۸) چچازادیان حقیقی یا علاتی اور انکی

اولاد جہانتک گزرے ہوسکے چچا حقیقی یا علاتی کے عصبہ کے مستحق ہوتے ہیں اور جیسا اہل فروض عصبہ کے مسائل تقریر ہوتے ہیں اسطرح ذوی الارحام کے مسائل کا تقریر کریں مثلاً ایک نواسہ ایک پوتری زادہ و نانا و مامون و خالہ و ایک برادر زادی حقیقی و ہمشیر زادہ حقیقی ہیں تو یہہ مسئلہ چھ سہام کا ہے نواسہ کو بجائے بیٹی کے فرض نصف تین سہام اور پوتری زادہ کو بجائے پوتری کے فرض سدس تکملہ دو ثلث کے ایک سہم اور نانا یا مامو یا خالہ کو بجائے ماں کے فرض سدس ایک سہم جملہ پانچ سہم ہوئے باقی ایک سہم عصبہ تو برادر زادی حقیقی کو بجائے برادر حقیقی کے دو حصہ اور ہمشیر زادہ حقیقی کو بجائے ہمشیرہ حقیقی کے ایک حصہ دو ین باقی اہل فروض و عصبہ کے امثلہ اسیطرح نکالیں **قاعدہ ترکیب مسائل** پہلے اہل فروض و عصبات و حاجب و محجوب کو سمجھکر خاص ورثا کو اسطرح ثبت کریں ۔

(۱) مسئلہ من سہام (۳) ومنہ صحت

مرد	مرد
باپ کا	ماں کا
دو حصہ	ایک حصہ
فرض و عصبہ	فرض و عصبہ
۲	۱

(۲) مسئلہ من سہام (۶) ومنہ صحت

مرد	مرد	زن
زوج کا	باپ کا	مان کا
نصف	باقی سے	باقی سے
۳	۲	۱

(۳) مسئلہ من سہام (۴) ومنہ صحت

زن	مرد	مرد
زوجہ کا	باپ کا	مان کا
ربع	باقی سے	باقی سے
۱	۲	۱

(۴) مسئلہ من سہام (۶) ومنہ صحت

زن	مرد	مرد
زوج کا	مان کا	دادا کا
نصف	پورا ثلث	سدس
۳	۲	۱

(۵) مسئلہ من سہام (۶) اور (۹) تا عائل

زن	مرد	مرد
زوج کا	ہمشیرہ حقیقی کا	ماں کا برادر اخیافی کا
نصف	نصف	سدس
۳	۳	۱

(۶) مسئلہ من (۶) اور (۱۰) تا عائل

زن	مرد	مرد
زوج کا	دو ہمشیرگان حقیقی یا علاتی کا	مادری دو برادران اخیافی کا
نصف	دو ثلث	سدس
۳	۴	۲

(۷) مسئلہ من (۱۲) ومنہ صحت

زن	مرد	مرد
زوج کا	باپ کا	مان کا
ربع	سدس	سدس
۳	۲	۲

(۸) مسئلہ من (۱۲) اور (۱۷) تا عائل

مرد	مرد	مرد
ایک یا چند زوجہ کا	ہمشیرہ حقیقی کا	ایک یا چند مادری برادران اخیافی کا
ربع	نصف	سدس
۳	۶	۲

(۹) مسئلہ من (۲۴) ومنہ صحت

مرد	مرد	مرد
ایک یا چند زوجہ کا	باپ کا	مان کا پانچ بیٹے تین بیٹیاں کا
ربع	سدس	سدس
۳	۴	۴

عصبہ
ہر فرد لڑکے کا دو ہر بیٹے کے
۱۳
۲

(۱۰) مسئلہ من (۲۴) اور (۳۷) تا عائل

مرد	مرد	مرد
ایک یا چند زوجہ کا	ایک بیٹی کا ایک یا چند پوتریاں کا	باپ یا مان یا دادی کا
ثمن	نصف	سدس
۳	۱۲	۴
	سدس	سدس
	۴	۴

الجدی المسئلہ من (۱۱) مصحہ من دھا ومندصحت مرد ومیوبان (۱۲) ذوی الارحام المسئلہ من (۶) ومندصحت میت مرد

دادا کو ثلث سے بہتر حصہ ہمشیرہ حقیقی کا برادر علاتی کا نواسہ کا پوتری زادہ کا ماموں خالہ کا برادرزادہ یا ہمشیرزادہ یا چچا زادی کا

نصف عصبہ ۲ بسہم ۱ نصف ۳ سدس ۱ سدس عصبہ

کیفیت تقسیم متروکہ چند طرح پر ہے۔ پہلا قاعدہ بعد تقرر سہام مسئلہ کے تمام متروکہ نقدی منقولہ وغیر منقولہ کی برآوردیہ سب کو جملہ کرکے مسئلہ کے اصل یا عول کے کل سہام پر تقسیم کریں یعنے کل سہام کے عدد برابر حصہ کریں اور ایک سہم والے کو ایک حصہ اور دو سہام والیکو دو حصہ علیہذا تین سہام والیکو تین حصہ دیویں تو برابر حق حقدار کو پہنچیگا **دوسرا قاعدہ** اگر حساب کے قاعدہ سے واقف ہیں اور ہر ایک وارث کا حصہ نکالنا چاہے تو ایک وارث کے سہام کو کل متروکہ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو مسئلہ کے اصل یا عول کے کل سہام پر تقسیم کریں تو خارج قسمت وہی وارث کا حصہ ہوگا مثلاً میت مرد المسئلہ من (۱۲) اور ۱۷ تا عائل

زوجہ کا ہمشیرہ حقیقی کا ہمشیرعلاتی کا مان کا

ربع ۳ نصف ۶ سدس ۲ سدس ۲

دو برادر اخیافی کا۔ ثلث ۴

اور متروکہ کو سات سو ۷۰۰ روپیہ فرض کریں اور زوجہ کا حصہ نکالنا چاہیے تو زوجہ کے تین سہام کو متروکہ میں ضرب کریں تو حاصل ضرب ۲۱۰۰ دو ہزار تین سو جیالیس عدد نکلے تو اس حاصل ضرب کو مسئلہ کے کل سہام ۱۳۸ یعنے سترا عائل پر تقسیم کریں تو خارج قسمت ایک سو اڑتیس ہوئے پس زوجہ کا حصہ متروکہ سے ایکسو اڑتیس روپیہ نکلا اسیطرح ہر ایک وارث کے سہام کو عمل کرنے سے اوسکا حصہ نکل آتا ہے **تیسرا قاعدہ** اکثر ملکوں میں سوائے مسائل عول کے ہر مسئلہ کو چوبیس سہام مقرر کرتے ہیں اور ہر سہم کو فیراط کہتے ہیں اور جمع کو قراریط و قوار یط کہتے ہیں کیونکہ اس عدد میں سب فروض نکل آتے ہیں نصف کے بارہ اور ربع کے چھ اور ثمن کے تین اور دو ثلث کے آٹھ اور سدس کے چار نکل آئے اگر اسمیں عصبہ ہے تو بعد فروض کے باقی سہام کو عصبہ قرار کریں پس کل متروکہ کو چوبیس سہام پر تقسیم کریں یعنے چوبیس حصہ کریں اور تین سہام والے کو تین حصہ چار سہام والیکو چار حصہ دیویں اسیطرح جسقدر سہام ہوا اسیقدر حصہ دیویں تو ہر ایک کا حصہ برابر نکلیگا اگر ہر ایک کے سہام کو کل متروکہ میں ضرب کریں اور حاصل ضرب کو چوبیس سہام پر تقسیم کریں تو خارج قسمت وہی سہام والیکا حصہ نکلیگا جیسا دوسرے قاعدہ میں بیان ہوا **چوتھا قاعدہ** آسان کیفیت یہ ہے کہ متروکہ کو ایک روپیہ فرض کریں نصف والیکو آٹھ آنہ اور ربع والیکو چار آنہ اور ثمن والیکو دو آنہ اور دو ثلث والیکو دس آنہ آٹھ پائی اور ثلث والیکو پانچ آنہ چار پائی اور سدس والیکو دو آنہ آٹھ پائی فرض کریں یعنے ہر روپیہ سے اسقدر آنہ کے مستحق ہے اگر ہر ایک کے آنے و پائیاں کو متروکہ میں

ضرب کرین تو حاصل ضرب اسیکا حصہ ہوتا ہے **پانچوان قاعدہ** اگر متروکہ غیر منقولہ مثل زمین و باغ و مکان و ملکیات وغیرہ یا منقولہ مثل زیورات و تہیار و پارچہ و برتن وغیرہ مین تو سرایک کی برآورد کرکے جملہ کو سہام کے عدد موافق تقسیم کرین یعنے بڑی قیمت کا ہو تو ہر سہم مین ایک چیز رکہے اور کم قیمت کی اشیا ہو تو ہر سہم مین چند چیز رکہے اور بعد حصہ کرنیکے قرعہ نکالے اور ہر وارث کو جو کچہہ چیز قرعہ سے نکل آئے تو وہ اوسیکا مالک و مستحق ہو جاتا ہے اور کیفیت قرعہ کی اسطرح ہے کہ جسقدر سہام مین تو اوسیقدر چٹھیان بنائین طول و عرض مین برابر ہین تا ایک دوسرے سے تمیز ہو سکے اور ہر ایک چٹھی مین ایک سہام کے اشیا کو ثبت کرین پہر ایک چٹھی کو فتیلہ جیسا لپیٹ کر سب چٹھیونکو ایک تہیلی یا گلاس وغیرہ مین رکہہ چہوڑے پہر سہام کے عدد موافق اور چٹھیان بنائے طول و عرض مین برابر ہین اور ہر وارث کے جسقدر سہام ہے اوسیقدر چٹھیان مین اوسکا نام ثبت کرین پہر ہر ایک چٹھی کو فتیلہ جیسا لپیٹ کر کل چٹھیون کو ایک تہیلی یا گلاس وغیرہ مین علیحدہ رکہہ چہوڑے پس پہلے قسم کے چٹھیون مین اشیا کا نام اور دوسرے قسم کے چٹھیو نمین اشخاص کا نام قرار پایا تو پہر ایک شخص جو چٹھیونکو نہین دیکہا یا بچہ کے ہاتہہ سے دو چٹھیان نکلوائے ایک اشیا کے نام مین کے اور ایک وارث کے نام مین کے پہر کہولکر دیکہین کہ کس چیز کا نام ہے اور کس وارث کا نام ہے تو وہی نام کے وارث کو دیا جاے اسیطرح دو دو چٹھیان کالتے جائین کہ کونسی چیز کس وارث کے نام کے ساتہہ نکلی ہے تو وہ اوسی وارث کو دیوین ہر وارث کے جسقدر سہام مین اوسیقدر کا حصہ یہی ملیگا اگر اشیا مذکور کے برآورد سہام پر تقسیم کرنے سے تفاوت پیدا ہو یعنے ایک سہام کے اشیا کی قیمت زیادہ و ایک کی کم ہے تو بڑی قیمت کی چٹھی مین یہ بہی لکہین کہ اسقدر روپیہ کم قیمت کی فلان اشیا والے کو واپس کرین۔ اور جسکم قیمت کی چٹھی مین یہہ بہی لکہین کہ اسقدر روپیہ بڑی قیمت کی فلانہ چٹھی والے سے واپس کرینگے تمثیل اوسکی یہ ہے کہ زید نے ایک مکان قیمتی آٹھہ سو پچاس روپیہ و ایک ملکی قیمتی پانچ سو روپیہ و ایک قطعہ زمین قیمتی سات سو پچاس روپیہ اور تین ہر اور وارث چہوڑکر فوت ہوا اشیا کی برآورد حسب تفصیل لا اختلاف ہے اور جملہ سبکا دو ہزار ایکسو روپیہ ہوے ہر برادر کو سات سو روپیہ پونچتے ہین تو پہلے تین چٹھیان اشیا کے بنائین ایک مین مکان و ذکر محلہ و حدود اربعہ اوسکا اور اسکے مالک سے ایک سو پچاس روپیہ ملکی والیکر دیا جاے لکہین اور دوسری چٹھی مین زمین معہ ذکر موضع و حدود اور اسکے مالک سے پچار روپیہ لیکر ملکی والیکر دیا جاتا تحریر کرین اور تیسری چٹھی مین یہہ لکہین کہ ملکی فلانہ موضع و حدود کی اور اسکے مالک کو مکان والے سے ایکسو پچاس اور زمین والے سے پچاس روپیہ دیا جاے ان تین چٹھیون کو لپیٹ کر علیحدہ ایک جائے رکہین پہر اور تین چٹھیان بناکر ہر ایک مین ایک برادر کا نام ثبت کرین اور ویسا ہی لپیٹ کر

علیحدہ رکھین پہر ایک شخص کے ہاتھہ سے اشیاء کی اور اشخاص کی ایک ایک چٹھی نکالکر دیکھین کہ کیا چیز ہے دیکھین اور کس شخص کا نام ہے تو اوسکے نام سے تختہ کے خانہ مین ثبت کرین۔ اور اگر متروکہ ایک ہی چیز ہے مثل مکان یا ملکی یا تلوار وغیرہ اور سب پر تقسیم ہونا متعذر ہے تو اوس چیز کی برآورد کرکے قیمت کو سہام پر تقسیم کرین اوس چیز کو ایک چٹھی مین ثبت کرین اور باقی چٹھیونمین صرف روپیہ لکھین پہر چیز کی چٹھی جس وارث کے نام سے نکلی تو وہی اوس چیز کا مالک و مستحق ہو جاتا ہے اور باقی ورثا چیز والے سے صرف روپیہ کے مستحق ہوتے ہین مگر احتیاطاً ایک تختہ مرتب کرنا ضرور ہے اور ہر ایک خانہ مین ایک حصہ کے اشیاء کو تفصیل و توضیح کے ساتھہ ثبت کرے اور قرعہ نکالتے ہی فوراً اوس خانہ کے بازو مین لکھین کہ یہہ اشیاء بموجب قرعہ شرعی فلان ابن فلان کے حصہ مین نکل آیا اور وہ اوسکا مالک و مستحق ہو گیا اسیطرح ہر ایک خانہ کے بازو مین لکھا کرین تا آیندہ چٹھیان ملجانے سے کسی طرح کا تراع و تکرار نہونے پائے اور حاضرین مجلس سے چند اشخاص کی گواہی اوس تختہ پر ثبت کروا کے ورثاؤن کی بہی دستخط لیوین۔ اور ہر ایک وارث کو اوس تختہ کی نقل دین تا آیندہ سند رہے اب یہان تک بعبارت سے وصایا و فرایض کا باب ختم ہوا الحمد للہ والمنہ امید ہے کہ یہہ باب وصایا و فرایض کا پسندیدہ ہو جائے اور اس سے فائدہ عظیم اٹھا کر عاصی کے حق مین دعائے خیر فرماتے رہین۔

باب دسوان قصاص و جراحت وحدود کے بیان مین

یہہ باب مشتمل اوپر گیارہ احکام کے ہے

پہلا حکم القصاص یعنے قتل کا بدلا لینے کو قصاص کہتے ہین اور قتل تین طرح پر ہے (۱) قتل عمد (۲) قتل خطا (۳) قتل شبہ عمد **پہلا قتل عمد** وہ ہے کہ جب کوئی قتل کے آلات سے مثل بندوق یا تلوار یا لاٹھی یا بڑا پتہر یا پہانسی یا بوجد اچیز یا اونچے جائے یا آگ یا پانی مین غوطہ یا زہر وغیرہ سے سمجھہ بوجھکر ناحق کسیکو قتل کئے تو قصاص واجب ہوا یعنے مقتول کے ورثہ خاص تلوار سے قاتل کے گردن مارنیکے مستحق ہوتے ہین بذات خود یا بذریعہ وکیل کے قصاص لینا جائز ہے اما غیر تلوار سے بندوق و پتہر و لاٹھی وغیرہ سے قصاص لینا جائز نہین۔ اگر ورثا سے ایک بہی اپنے قصاص کا حصہ معاف کیا یا کسی مال کے معاوضہ سے معاف کیا یا بغیر مال کے بخشا تو قصاص ساقط ہوا باقی ورثا صرف دیہ کے مستحق رہینگے اسیطرح اگر کوئی ورثا سے نابالغ یا مجنون یا غائب ہے تو نابالوغ و غقلمندی و حضور غائب کے باقی ورثا کو قصاص لینے کا حق نہوگا شاید نابالغ وغیرہ اپنے حصہ کو معاف کرینگے **دوسرا قتل خطا** وہ ہے

کہ جب کوئی قتل کی آلات سے کسی چیز کو مارے مثلاً بندوق سے شکار یا دیوار کو مارے یا بے اختیار سے بندوق چل گئی اور دوسرے کو لگ کر قتل ہوا تو اس میں قصاص واجب نہوگا صرف مقتول کے ورثا قاتل کے قرابتداروں سے دیہ کے مستحق ہونگے

تیسرا قتل شبہہ عمد وہ ہے کہ جب کوئی غیر قتل کی آلات سے دوسرے ہلکی چیز مثل باریک چھڑی یا تسمہ یا کپڑا یا کوڑا یا ہاتھ کا طمانچہ وغیرہ سے سمجھ بوجھکر ناحق کسیکو مارے اور اس مارنے سے وہ مرگیا تو اسمیں بھی قصاص واجب نہوگا۔ صرف مقتول کے ورثا خاص قاتل کے اقربا سے دیہ کے مستحق ہونگے اگر قاتل عمداً نابالغ یا مجنون ہے یا باپ ہے یا دادا ہے یا غلام یا باندی کا مالک ہے یا غلام کو حر قتل کیا ہے یا کافر کو مسلمان قتل کیا ہے تو ان سب پر قصاص واجب نہیں صرف غلام و باندی کی قیمت دینا واجب ہے باقی کا دیہ دینا واجب ہوتا ہے اما قتل عمد میں اگر کوئی نابالغ کو یا مجنون کو یا باپ کو یا دادا کو یا نانا کو یا مالک کو یا غلام حر کو یا کافر مسلمان کو قتل کرے تو ان سب پر قصاص واجب ہوتا ہے۔ اسیطرح برادر کو برادر یا چچا کو بھتیجا وغیرہ دیگر قرابت آپسمیں ایک دوسرے کو قتل کرے تو قصاص واجب ہوتا ہے اور نابالغ و مجنون و باپ وغیرہ اگرچہکہ قصاص اسپر واجب نہیں مگر حسب رائے حاکم کے انہوں کو قید وغیرہ سے سزا دینا واجب ہے اگرچند اشخاص قتل عمد میں شریک ہے تو سب پر قصاص واجب ہوتا ہے اگر ترتیب وار سے مارے تو جس کے مار سے مارا گیا تو اوسی پر قصاص واجب ہوتا ہے اور دوسرا بنیر تعزیر حسب رائے حاکم۔ اسیطرح اگر مرد زن کو قتل کیا یا زن مرد کو یا زن کو قتل کی یا زوجین ایک دوسرے کو قتل کرے تو قصاص واجب ہوتا ہے وعلیٰہذا اسمجھ بوجھکر شتاب پیکر کسی کو قتل کرے تو اسپر بھی قصاص واجب ہوتا ہے اگر ایک شخص چند اشخاص کو قتل کیا تو اسپر قصاص واجب ہوتا ہے قرعہ یعنے چٹھیاں نکالے جسکا قرعہ نکلا اوسیکے بدلے میں قصاص کریں باقی کے ورثا دیہ کے مستحق ہوتے ہیں **دوسرا حکم الدیہ** اور یہ دیہ وہ مال جو قصاص کے معاوضہ میں دیا جاتا ہے اور اوسکی مقدار کا ذکر پانچویں باب میں کفارہ کے بیان میں ہوچکا ہے اور اسکی زیادہ توضیح یہہے کہ دیہ دو قسم پر ہے (۱) مغلظہ یعنے سخت (۲) مخففہ یعنے ہلکہ (۱) مغلظہ ایک سو اونٹ ہے تیس ۳۰ حقہ یعنے معہ تین سال سے کم نہو اور تیس ۳۰ جذعہ یعنے معہ چار سال سے کم نہو اور چالیس خلفہ یعنے گابنا جملہ ایکسو ہو (۲) مخففہ ایکسو اونٹ ہے بیس ۲۰ ابن مخاض یعنے معہ ایک سال سے کم نہو اور بیس بنت لبون یعنے مادیان معہ دو سال سے کم نہو اور بیس ۲۰ ابن لبون یعنے نران معہ دو سال سے کم نہو اور بیس ۲۰ حقہ اور بیس ۲۰ جذعہ جیسا بیان ہوا جملہ ایکسو ہوے دیہ مغلظہ خاص قتل عمد میں قاتل پر معجل بنا واجب ہے اور دیہ مخففہ خاص قتل خطا میں قاتل کے قرابتدار اوپر تین سال میں ادا کرنا واجب ہے اور دیہ مغلظہ قتل شبہ عمد میں قاتل کے قرابتدار پر

تین سال میں ادا کرنا واجب ہے اور مخففہ تین سبب سے مغلظہ ہوجاتا ہے (۱) قاتل اپنے قرابت محرم کو قتل کئے یعنے مقتول کو زن فرض کئے تو نکاح حرام ہوتا ہے مثل برادر وبھتیجا وچچا وغیرہ (۲) مکہ شریف کے حرم کے اندرون قتل کئے (۳) اشہر حرم یعنے بزرگ ماہ میں قتل کئے اور وہ چار ماہ ہے رجب و ذیقعدہ و ذیحجہ ومحرم اگر اونٹان موجود نہیں یا اسکا ملنا دسوا یا ممہوں قیمت سے زیادہ گران ہیں تو اسکی برابر درکر کے قیمت دینا واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک جب اونٹان میسر نہیں سکتے تو دیہ نقدی پر بدل جاتا ہے اگر اوس ملک میں سونیکا سکہ چلن ہے تو دیہ کے ایک ہزار دینار واجب ہے جسکے تین سو پچہتر اشرفی حیدرآبادی ہوتی ہے اور اگر چاندی کے سکہ کا چلن ہو تو دیہ کے بارہ ہزار درہم واجب ہے جسکے تین ہزار چار سو نو روپیہ حالی حیدرآبادی ہوتے ہیں اگر دیہ معلظہ ہو تو اس تقریر پر اور ایک ثلث یعنے تہائی تقریر کی اضافہ کریں مثلاً تین سو پچہتر اشرفی کا ثلث ایکسو پچیس اصل پر اضافہ کئے تو پانچ سو اسّی اشرفی ہوے اور روپیہ کا ثلث ایکہزار ایکسو چھتیس روپیہ پانچ آنہ چارپائی اضافہ کرنے سے چار ہزار پانچسو پینتالیس روپیہ پانچ آنہ چارپائی ہوے اگر دیروسکہ کا چلن ہے تو جکا زیادہ درج ہے وہی واجب ہوگا اگر دیرو کا رواج برابر ہے تو ہر ایک سے نصف یعنے آدھا دیہ دینا واجب ہے اور یہ دیہ مقررہ بالا مرد مسلمان حر خرد یا کلان کے قتل میں واجب ہوتا ہے اور زن کا دیہ مرد کا نصف یعنے آدھا دیہ واجب ہے اور کافر یہودی یا نصرانی اہل کتاب ہو تو مسلمان کا ثلث دیہ واجب ہے اور اگر آتش و بت پرست وغیرہ ہو تو مسلمان کے دیہ کے دسوان حصہ کا دو ثلث دیہ واجب ہے اور غلام و کنیز ہو تو صرف اوسکی قیمت مالک کو دینا واجب ہے اگر کوئی زن حاملہ کے حمل کو اسقاط کروائے یعنے پیٹ گروائے اور حمل حر ہے تو اسکا دیہ ایک غلام یا ایک کنیز خرید کر حمل کے ورثا کو دینا واجب ہے اگر غلام کا حمل ہے تو اسکا دیہ اوسکی مان کی قیمت کا دسوان حصہ کے برابر حمل کے مالک کو دینا واجب ہے اور قتل عمد و اسقاط حمل حرام و گناہ کبیرہ ہے اور ہر طرح کے قتل میں سوائے دیہ کے اور کفارہ بھی دینا واجب ہے روزہ کے باب میں کفارہ کا بیان ہوچکا یعنے ایک غلام یا کنیز تندرست کو آزاد کریں اگر یہہ میسر ہو تو دو ماہ کے روزہ پے درپے رکھیں اگر یہہ بھی نہو سکا تو ساٹھہ فقیران یا مسکینوں یا ہر دو فریق کے ہر ایک کو ایک مد یعنے اڑھی پاؤ اناج مہیا واجب ہے **تیسرا حکم الجراحۃ** یعنے زخم پونچا نیکو جراحت کہتے ہیں جب کسی عضو کو کاٹنے یا زخم پونچانے جس شخص سے قتل کا قصاص لے سکتے ہیں تو اوس سے عضو کا کاٹنے کا بھی قصاص لے سکتے ہیں یعنے کان کو کان اور آنکھہ کو آنکھہ ہاتھہ کو ہاتھہ پاؤں کو پاؤں وغیرہ سیدھے کو سیدھا بائیں کو بائیں اگر قصاص عمد کے معاوضہ میں دیہ لینا منظور ہے یا عضو کا کاٹنا خطا یا شبہ عمد سے صادر ہوا تو صرف دیہ دینا واجب ہے دونوں کان کو

کاٹے یا اوسکے فائدہ کو تلف کئے یعنے مار یا دوا سے بہرا کردئے تو پورا دیہ دینا واجب ہے اور ایک کان کو کاٹے یا اوسکے فائدہ کو تلف کئے تو نصف یعنے اوما دیہ دینا واجب ہے اسیطرح دونوں آنکھیں اور آنکھوں کے چارون پلکیں اور ناک کے دونوں نکھوڑیان اور منہ کے دونوں لب اور دونوں ہاتھین اور دونوں چھاتیان اور دونوں خصیہ اور دونوں پاؤن کا حکم ہے یعنے کاٹے یا اوس کے فائدہ کو تلف کئے تو پورا دیہ دینا واجب ہے اگر صرف ایک ہی عضو کاٹے یا اسکا فائدہ تلف کئے تو نصف دیہ دینا واجب ہے اور آنکھ کے ہر ایک پلک کا پاؤ دیہ دینا واجب ہے اما زبان کو کاٹے یا اوسکے فائدہ کو تلف کئے یعنے گنگا کردئے یا مرد کی شرمگاہ کو کاٹے یا اسکے فائدہ کو تلف کئے تو ہر ایک مین پورا دیہ دینا واجب ہے اسیطرح سالم دانتو کو اکھاڑے تو پورا دیہ دینا واجب ہے اور ایک دانت مین دیہ کے دسوان حصہ کا آدھا دینا واجب ہے یعنے پانچ اونٹ باقی بدن کا زخم وجراحت حاکم کی رائے پر موقوف ہے **چوتھا حکم الصائل** وہ شخص جو ظلم وناحق دوسرے کے جان یا مال یا عزت یا زبان پر حملہ کرتا ہے مثل بلی کتے وزہریلی وزبردست ہے تو اسکو تدبیر سے روکنا واجب ہے یعنے جب پہلے تدبیر سے رک سکتا ہے تو دوسری تدبیر سے پیش نہ آئین ورنہ ملزم دار ہوگا پہلے سخت بات دھمکی سے روکین پھر دوسرون سے مدد لینے کو پکارین وچلائین پھر ہاتھ سے پکڑ کر ستکیان باندھین پھر چھوٹی چھڑی مثل چھڑی وڈکڑی سے مارین جب ان مراتب کی تدبیر سے نہین رکتا تو آخر العلاج السیف یعنے تلوار یا بندوق وغیرہ سے رکے تک مارین اگر صائل ایک مرتبہ کے تدبیر سے مارا جائے تو اسکے قاتل پر نہ قصاص ونہ دیہ ونہ کفارہ دینا واجب ہے اور صائل کا مزاحم دار ہوتا سمجھا جائیگا کیونکہ حفاظت جان ومال وعزت وزنان کا ہر شخص پر واجب ہے اور اپنے واجب فرایض منصبی کے ادا کرنے سے ذمہ دار نہین ہوتے اگر صائل نے قتل کیا مال چھینا وغیرہ ناجائز فعل کیا تو اسپر قصاص واجب ہے اور مال وغیرہ کی ذمہ داری معہ سزا کے مستوجب ہے اور جو حفاظت جان ومال وغیرہ کے مارا جاتا تو وہ مظلوم وشہید الآخرہ ہے اگر کسیکے ساتھ جانور ہے اور خود اوسپر سوار یا پیدل ساتھ بھاگ رہا ہے اور وہ جانور اپنا ہاتھ یا پاؤن یا منہ سے کسیکے جان یا مال کو نقصان پونچائے تو اسکے ساتھ والا ذمہ دار ہوگا اسیطرح اگر کوئی شخص سر راہ پر کھڑے رہا اور اسکے کھڑے رہنے سے دوسرے کو دیکھنے کا صدمہ پونچکر نقصان پونچا تو یہہ کھڑے رہنے والا ذمہ دار ہوگا کیونکہ راستہ مین صرف چلنیکا حق ہے نہ کہ کھڑے رہنے کا **پانچوان تعریف حکم الحدود** یعنے گناہونکی سزا شرع کسی امر سے منع کرنیکو حد کہتے ہین اور سزا دینے سے شخص گناہ سے رک جاتا اور شرع نے اس کرنیکو حذ نام رکھی ہے **چھٹا حکم حد الزنا** جب اقرار یا گواہون سے زنا ثابت ہوا تو اگر زانی بالغ عاقل حر محصن مرد ہو یا زن یعنے

نکاح مین ہمبستر کیے ہوے ہو تو اسکی سزا تیہروں سے مار کر قتل کرین اگر زانی نہیبائی یعنے ناکتخدا ہے تو اسکو سو کوڑے مار کر ایک سال شہر بدر کرائین اگر زانی غلام ہے محصن ہو یا نہیبائی تو اسکو صرف حر کی آدہی سزا یعنے پچاس کوڑے اور چھہ ماہ کا شہر بدر کرین اور لواط یعنے مرد کو مرد بدفعلی کا بہی یہی حکم ہے **ساتوان حکم حد القذف** یعنے دشنام دہی کو کہتے ہین جب کوئی شخص بالغ و عاقل سوے باپ مان دادا دادی نانا نانی کے دوسرے شخص کو کہا تو زانی ہے یا زندی یا زیا حرام بازو غیرہ ہے اور وہ شخص مسلمان بالغ عاقل حر پرہیزگار یعنے زنا و حرام بازی سے پاک دامن ہے تو قاذف یعنے دشنام دینے والا حد کی سزا کا مستوجب ہے اگر قاذف حر ہے تو اسکی سزا اسی کوڑے مارنا واجب ہے اور اگر غلام ہے تو اسکو چالیس کوڑے مارین اور تین سبب سے قذف کی سزا ساقط ہوتی ہے (۱) قاذف نے گواہی سے ثابت کیا یا خود مقذوف نے اقبال کیا (۲) مقذوف نے سزا کو معاف کیا (۳) مقذوف وجہ ہو تو اس سے لعان کیا اور لعان کی کیفیت نکاح کے باب مین بیان ہو چکی **آٹھوان حکم حد الشرب** یعنے نشان کی سزا جب کوئی شخص نشان پیا خود اقبال کیا یا گواہون سے ثابت ہوا تو سزا کے مستوجب ہوگا اقراری کرنے سے اور بو سے ثابت نہوگا حر ہو تو اسکی سزا چالیس کوڑے مارنا واجب ہے اور غلام ہو تو بیس کوڑے مارین اگر بعد سزا کے پہر دوبارہ سہ بارہ کہے تو حاکم کی رائے پر اور زیادہ کوڑے مارین **نوان حکم حد السرقہ** یعنے چوری کی سزا جب کوئی بالغ عاقل سمجہ بوجہکر مال کے ٹہکانے سے پاؤ دینار کی قیمت برابر مال چرایا خود اقبال کیا یا گواہون سے ثابت ہوا تو اوس کے سیدہے ہاتہہ کو پونچے کے جوڑ سے کاٹے اگر پہر چوری کرے دوبارہ چورایا تو ڈانوے پاؤن کو ٹخنہ کے جوڑ سے کاٹین پہر سہ بارہ چورایا تو ڈانوین ہاتہہ کو کاٹے اگر پہر چوتہے بار چورا تو اوس کے سیدہے پاؤن کو کاٹے اگر پانچوین بار چورایا تو بغیر کہانا و پانی کے مرنے تک قید رکہین و بعضون کے نزدیک تلوار سے قتل کرین اور مال کا ٹہکانا ہر قسم کے مال کا ایک علیحدہ ٹہکانا ہوتا ہے مثلاً جواہرات وسونا و چاندی و گران قیمت کا پارچہ صندوق مین یا قفل و ہتیار و ظروف و فرش و کم قیمت کا پارچہ حجرہ و دالان مین اناج و گہی وغیرہ کو ٹہہین اور لکڑی و گہانس وغیرہ یا انگنائی یا بیرون مکان وغیرہ مین ٹہکانا مقرر ہوتا ہے اگر کسی نے اوس کے غیر ٹہکانے مین پا کر لیا تو اوپر سرقہ کی سزا واجب ہوگی صرف مال کا ذمہ دار ہوگا **دسوان حکم المرتد** یعنے وہ شخص جو نیت سے یا زبان سے یا فعل سے کفر کی حرکت کیا اپنی مرضی سے کیا یا تمسخر سے کیا تو یہہ کافر ہو گیا اور اوسکی زوجہ نکاح کے باہر ہو گئی اور اوسکو توبہ کرانیکا حکم دین کہ پہر دوبارہ کلمہ شہادت پڑہے اور اس

فعل سے دست بردار ہو جائے اگر غدر و حیلہ کیا تو تین روز کی مہلت دین بعد تین روز کے توبہ کرے تو تلوار سے قتل کرین اسکو نہ غسل و تکفین و نہ نماز واجب ہے و نہ مسلمین کے مقبرہ مین دفنانا جائز ہے **گیارواں حکم حد تارک الصلواۃ** یعنے جو نماز کو سمجھ بوجھکر بے عذر چھوڑے اگر اسکو نماز سے انکار ہے کہ یہہ فرض نہین تو مرتد ہے اسکا حکم ابھی بیان ہوا اور اگر سستی و کاہلی سے چھوڑے تو اسکو نماز پڑہنے کا حکم دیوین اگر نہ پڑہا اور چھوڑے سے سو نماز ظہر تہی تو عصر کے آخر وقت تک مہلت دیوین اور مغرب کو چھوڑے تو فجر صادق تک مہلت دین اور صبح کو چھوڑے تو آفتاب نکلنے تک مہلت دین - بعد انقضائے مدت کے تلوار سے قتل کرین مگر غسل و تکفین و نماز و مسلمین کے مقبرہ مین دفنانا واجب ہے باقی خفیف تقصیرات جو حد کے مرتبہ کو نہین پہونچتے اوسکی سزا کو تعزیرات کہتے ہین اگر کوئی تعزیر کے مستوجب ہوا تو حرکا کمتر حد چالیس ۴۰ کوڑے ہے اور غلام کے بیس ۲۰ کوڑے ہے اور تعزیر مین حد سے کم مارنا جائز ہے اور اس سوین باب کے تمام احکام مین بحر حاکم مطلق کے اور کسیکو دست اندازی کرنیکے مجاز نہین - اسیطرح باقی ابواب فقہہ مثل تقرر عہدہ خلافت اور سلطنت اور وزارت اور قضا اور جہاد اور جزیہ اور جنگ سات باغیان کے اور دعوی ثبوتی وغیرہ ہر ایک کے شروط بتفصیل و توضیح بڑے کتابون مین درج ہین - لڑکے و عوام کو اس سے زیادہ کام نہین پڑتا اس لئے براہ اختصار کے لکھنے مین نہین آیا -

فائدہ عظیم علم تصوف

جسکو علم الطریقہ بہی کہتے ہین اور لفظ تصوف کے دو معنے ہین - اول معنے بکری کے بالون کو صوف کہتے ہین اور اس طریقہ کے بزرگان اکثر صوف کے پوشاک پہنا کرتے ہین اسلئے انہون کو صوفیان کہتے ہین اور دوسرے معنے صاف و تصفیہ سے لیا گیا ہے یعنے اُن بزرگان نے اپنے دلونکو ماسوا اللہ سے پاک و صاف آئینہ کردئے ہین لہذا انہو کو صوفیان کہتے ہین اور بعضون کے نزدیک نیک اخلاق و نیک روبہ کے پابند ہونے اور بد چال و بد پیشہ سے باز رہنے کو صوفی کہتے ہین **پس تصوف یہہ ہے** اللہ تعالی کیلئے دل کو صاف و پاک کرین اور تمام ماسوا اللہ کو حقیر و ناچیز سمجھین - اور ہمیشہ خدا تعالی کو حاضر و ناظر جانین اور اول فریض و واجبات کو ادا کرین اور محرمات سے باز رہین پہر نوافل پر عمل کرین اور مکروہات سے بچین مگر اپنی توجہ کلی زیادہ تر نافرمان برداری پر اشد ضرورت رکہے پہر فرمان برداری کرین کیونکہ شرع کا قاعدہ ہے کہ ہر امر کے خراب و نقصان سے بچنا مصلحت و فائدہ اٹہانے سے مقدم رکہا گیا ہے - اما امر مباح

اپنے اختیار مین ہے، مگر مباح کو نیک نیت سے کرین تو ثواب پاوگے مثلاً نکاح سے حرام سے بچنے اور نیک اولاد پیدا ہونے
کی نیت کرین اور تناول طعام سے عبادت کیلئے طاقت آنیکی نیت کرے تو اسکا ثواب حاصل ہوگا اسیطرح حرام
و مکروہ سے باز رہنیکی نیت اللہ تعالی کی رضامندی کیلئے ہو تو یہہ بھی ثواب سے خالی نہوگا اور دلمین اپنے یہہ بھی جمالین
کہ مین اپنے تمام اعمال مین مقصر ہون اور جو حقوق خدا تعالی کے مجھپر ہے اوس سے ایک ذرہ برابر ادا نہین کیا اور اپنے کو کسی
بہتر نہ جانین کیونکہ معلوم نہین کہ خاتمہ کیسا ہوگا اور مقدر و قضاء الہی سے خاموش رہین اور یہہ جان لین کہ جو کچھہ
ہوتا ہے اوسیکے اختیار سے ہے نہ کہ تیرے اور لوگ کی خوش آمد و رعایت و مدارات سے بچتے رہین صرف شرع کے مطابق
پیش آئین اور اپنے دلمین ان تین اصول کو جماوین (۱) جو کچھہ مصلحت و مضرت اور فائدہ و نقصان ہوتا وہ سب اللہ تعالی
سے ہے تیرے لئے جو کچھہ ازل مین لکھا گیا رزق و نفع و رنج و مضرت لامحالہ پونچھنے والے ہین (۲) یہہ بھی جانین
کہ تو اللہ تعالی کا عبد مملوک ہے اپنے مولی و مالک کو اختیار ہے کہ تجھپر جیسا چاہے ویسا تصرف کرے اور اپنے مالک کے
فعل و تصرف سے کراہت ظاہر کرنا قباحت و بے ادبی ہے کیونکہ اوسکے مراحم و اشفاق تجھپر تیری ذات اور ماں باپ سے
زیادہ تر ہین اور وہ اپنے فعل کا احکم الحاکمین ہے اور اوسکی یہہ مراد ہے کہ جو کچھہ مضرت وغیرہ تجھپر واقع ہوتے ہین تو وہ
فی الحقیقت تیرے لئے مصلحت و سود مند ہوگی (۳) یہہ تصور کرین کہ دنیا فانی و نابود ہونیوالی ہے اور آخرت
آنیوالی و ہمیشہ رہنے والی ہے اور تو دنیا مین بطور مسافر ہے اور اپنے سفر سے اپنے مقصد کو لابد پونچیگا اور اپنے مکان مین
آرام پاویگا۔ پس اس تھوڑے عرصہ کے سفر کی مشقت و تکالیف کا بار اٹھا لین اور اپنے دوامی مکان کی عمارت و آراستگی
ہمیشہ کے نعمتون کیلئے کوشش و چارہ جوئی کرتے رہین تا ہمیشہ فارغ البال آرام و آسودگی سے گذرے اور حدیث شریف
مین آیا ہے کہ مومن برحق وہ شخص ہے کہ جسمین ایمان کے بضع وستین و ایک روایت مین بضیع وسبعین شعبہ جمع مون یعنے
ایمان کے ساٹھہ وچند اور ایک روایت مین ستر اور چند شاخین ہین تو یہہ جس شخص مین جمع ہوے تو وہ مومن برحق ہے اور
اون شاخون مین سے اعلی درجہ خدا تعالی پر ایمان لانا اور کمتر درجہ راستہ سے پتھر و گاڑی کچرا سرکانا چنانچہ تفصیل
اون شاخون کی اسطرح ہے کہ خدا تعالی پر ایمان لانا اور اوسکے صفات و افعال پر اور ماسوا اللہ کو حادث و مخلوق
جانین اور ایمان لانا اوسکے فرشتون پر اور اوسکے کتابون پر اور اوسکے رسولون پر اور روز قیامت اور اوسکے تقدیر پر نیک ہو
یا بد اور اللہ تعالی سے محبت رکھین اور خدا کیلئے دوسرے سے محبت کرین اور خدا ہی کیلئے بغض کرین الحب فی اللہ

وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھیں اور اُنکی تعظیم کو واجب جانیں اور اون کے لئے درود شریف بھیجیں اور اونکی سنت و طریقت کی متابعت کریں اور ہر عمل کو اخلاص کے ساتھ کریں اور ریا یعنے لوگ کو دکھانیکے عمل سے بچیں و نیز نفاق یعنے مذبذبی ظاہر مسلم باطن کافر نہ رہیں اور گناہوں سے باز ہو کر توبہ کریں اور خدا سے ہمیشہ خائف رہیں اور خدا سے ہمیشہ نیک امید رکھیں اور خدا کے نعمتوں پر شاکر رہیں اور خدا کے احکام سے وفادار رہیں اور مشقت و تکلیف پر صابر و راضی رہیں اور باحیا و شرم رہیں اور خدا پر توکل کریں اور رحم دل رہیں اور تواضع و عاجزی سے پیش آئیں بڑونکی تعظیم چھوٹوں سے پیار و محبت کریں اور کبر یعنے غرور سے بچیں اور عجب یعنے اپنے برابر کسیکو نہ سمجھنے سے بچیں اور حسد یعنے دوسرے کا بھلا نہ دیکھ سکنے سے بچیں اور حقد یعنے دل میں کینہ نہ رکھیں اور غضب یعنے نفسانیت سے غصہ میں نہ آئے اور کلمہ توحید پڑھتے رہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہیں اور علم شرعی سیکھیں اور دوسروں کو سکھلائیں اور ہمیشہ دعا و ذکر خدا و استغفار کرتے رہیں اور لہو لعب سے باز رہیں اور طہارت ظاہری و باطنی سے رہیں اور نجاست ناپاکی سے بچیں اور شرم گاہ کا ستر کریں اور نماز فرض و نفل پڑھتے رہیں و نیز زکواۃ فرض و نفل دیا کریں اور غلاموں کو آزاد کریں اور سخاوت و طعام کی ضیافت کیا کریں اور روزہ فرض و نفل رکھا کریں اور اعتکاف یعنے مسجد میں نیت سے بیٹھا کریں اور لیلۃ القدر کی تلاش میں رہیں اور حج و عمرہ و طواف کیا کریں اور وقت ناچاری اپنے دین کو لیکر فرار ہو جائیں و نیز وقت ضرورت ہجرت یعنے اپنے وطن مالوف کو چھوڑیں اور کسی نوع کا نذر کئے تو ادا کریں اور دیکھ سمجھکر قسم کھائیں اور کفارہ واجب ہوا تو ادا کریں اور اپنے دین کی حفاظت کیلئے ہو سکا تو نکاح کریں اپنے اہل و عیال کے حقوق و پرورشی و تربیت کیا کریں اور ماں باپ کی تعظیم و خدمت کیا کریں اور اپنے خیش و اقربا سے سلوک کرتے رہیں اور اپنے مالک و سردار کی اطاعت گذار رہیں اور اپنے غلامان و خدمان پر مہربان رہیں اور جب کسی عہدہ سے ممتاز ہو تو عدل و انصاف سے چلیں اور بڑی بھیڑ کی جماعت والوں کیساتھ رہیں اور سلطان یعنے بادشاہ ظل اللہ کی اطاعت گذار رہیں اور لوگوں کے درمیان صلاح کرتے رہیں اور کار خیر میں مدد کریں اور نیک راہ بتلائے اور برے و بد کاموں سے باز کرائیں اور امانت کو ادا کریں اور جب موقع ملے فوراً قرضہ ادا کریں پڑوس و محلہ دار کی تعظیم و اکرام کریں اور نیک و بہتر معاملہ سے پیش آئیں اور مال کو نیک راہ سے پیدا کریں اور نیک راہ میں خرچیں اور اسراف و بے محل خرچی سے پرہیز کریں سلام علیک کا جواب دیں اور جب کوئی چھینکے الحمد للہ کہے تو اوسکو رحمک اللہ کہیں اور اسکے جواب میں چھینکنے والا یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہیں اور کسیکو

ضرر نہ پہونچائین اور راستہ کو پتھر و کانٹا و کچرا وغیرہ اذیت دار سے صاف کرین باقی امور مثل جنگ بمقابلہ خارجان و باغیان و تیاری آلات و جہاد اور تعمیل جرایم حدود و تعزیر وغیرہ یہہ سب حاکم مطلق سے متعلق ہے بہرصورت جب یہہ سب شاخان مذکور اصدر ایک شخص مین موجود ہو تو وہ مومن پرحق ہے (**تکملہ**) ایمان چار مرتبہ پر ہے (۱) تقلیدی یعنے دوسرے کے بیان پر بھروسہ کیکر عمل کرین مثلاً بچہ اپنے مان باپ اور شاگرد اپنے استاد اور مرید اپنے مرشد کے بیان پر بھروسہ کیکر عمل کرین تو اسکو ایمان تقلیدی کہینگے (۲) علم الیقین یعنے تا حد علم و یقین حسب طاقت بشری کے شرعی و عقلی و نقلی و لیلون پر اعتماد کلی کرکے عمل کرین تو اسکو ایمان علم الیقینی کہینگے اور یہی مرتبہ ہر شخص پر واجب ہے جیسا باب اول مین بیان ہوا اور بعضون کے نزدیک یہہ دوسرا مرتبہ ہوسکتا ہے تو پہلا مرتبہ یعنے تقلیدی پر اکتفا کرنا درست نہین لیکن اکثر علما کے نزدیک تقلید بھی کافی ہے (۳) حق الیقین یعنے اپنے صاف دل و باطنی کی روشنائی سے خدا جل شانہ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانین اور ہر چیز خرد و کلان مین اوسکی علمیت و قدرت موجود سمجھین تو اسکو ایمان حق الیقین کہین گے (۴) عین الیقین یعنے ہر لمحہ و ہر لحظہ و ہر آن شوق و محبت کی دریا مین غرق ہو کر صرف خدا ہی نظر آئے اور تمام مخلوقات بہشت و دوزخ بلکہ اپنی خودی سے بھی بے خبر ہو جائے جسکو فنا فی اللہ کہتے ہین تو اسکو ایمان حقیقت و عین الیقینی کہینگے پس ہر شخص کو دوسرے یا پہلے مرتبہ پر عمل کرنا واجب ہے اما تیسرے و چوتھے مرتبہ پر عمل کرنا یہ خاص اہل اللہ کے نصیب ہوتے ہین ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ اور جہاڑ ثمرہ دار بھی آخر کے دو مراتب ہین فقہ و علم ظاہری کو شریعت کہین گے اور تصوف و علم باطنی کو طریقت کہین گے اور ملاحظہ خدا، عزوجل و فنا فی اللہ کو حقیقت کہین گے اور بغیر شریعت کے طریقت کو پونہچ نہین سکتے اور بغیر طریقت کے حقیقت کو پونہچ نہین سکتے پس ہر صوفی فقیہ بھی ہونا ایک امر لازمی ہے اور ہر فقیہ صوفی بھی ہونا لازم نہین اور علما اس کے امثلہ یون فرماتے ہین کہ شریعت بمنزلت بادام کا سخت چھلکے کے ہے و طریقت بمنزلت بادام کا مغز ہے اور حقیقت بمنزلت بادام کا روغن ہے تو بغیر پار ہونے چھلکے سے مغز کیونکر پا سکین گے اور بغیر میسر ہونے مغز کے روغن کیونکر حاصل ہوگا اس سے واضح ہوا کہ یہہ تین مراتب ایک سے ایک پیوستہ لگے ہوے ہین اور اسکی تحصیل درجہ بدرجہ ہا سکتے ہین بالجملہ تصوف کے مراتب و اصطلاحی الفاظ و مقامات اسکے کتابان عربی فارسی و اردو زبان کے علحدہ مستقل مین تحصیل کرکے فائدہ اٹھالین چنانچہ فی زمانا ایک کتاب متضمن فوایدبیشمار اوسکی اصل عربی معہ اوسکا ترجمہ اس ناچیز کے نظر سے گذرے (موسوم بہ رہبر طریقت) بزبان اردو از تالیفات عالیجناب حاجی حافظ قاری

واعظ حضرت مولانا مولوی سید عمر صاحب قادری حنبلی بن مولانا حضرت سید محمد بادشاہ حسینی قادری قدس سرہ ساکن حیدرآباد دکن بہت فائدہ بخش ہے ازان قیمت سے میسر ہوسکتی ہے تحصیل کرکے فائدہ حاصل کریں لہذا اس مختصر مین اور زیادہ بسط کی گنجایش نہین

خاتمۃ الکتاب

مشتمل اوپر چار فصلون کے ہے اللہ تعالی ہمارے اور والدین ولاد واستاذان واقربا ومحبان ومسلمانان کے گناہان بخشے اور خاتمہ بخیر کرے اور اپنے فضل وکرم سے جنت عطا فرمائے آمین - اب معلوم ہونا چاہئے کہ ہر شخص بالغ عاقل پر اپنے کلیات خمس کی حفاظت کرنا ایک امر لازم وواجب ہے (۱) دین یعنے اپنے ایمان واسلام کی حفاظت کرنا واجب ہے اس لئے کہ کافر حربی سے جنگ کرنا واجب ہوتا ہے اور جو اسلام کو چھوڑکر مرتد ہوا تو اسکو قتل کرنیکا حکم ہے (۲) جان یعنے نفس کی حفاظت کرنا واجب ہے اس لئے کہ اسکے قتل مین قصاص واجب ہوتا ہے (۳) نسب کی حفاظت کرنا واجب ہے اسلئے کہ زنا کرنے مین اپنی اولاد کو غیر خاندان مین گم شد کرنے سے بنسبت مار کر قتل کرنیکا حکم ہے اور زنا کنندہ کو سو کوڑے مارنیکا حکم ہے (۴) مال کی حفاظت کرنا واجب ہے اس لئے کہ اسکی چوری مین ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے (۵) عقل وآبرو کو بچانا واجب ہے اس لئے عقل کو نشا نہازی سے ضایع کرنے اور عزت ریزی مین تازیانہ مارنیکی سزا واجب ہوتی ہے جیسا دسوین باب مین اسکی توضیح ہوگی بدین وجہ اگر کوئی ان کلیات خمس کے جیر و تعدی کیا تو اسکے مقابلہ مین جنگ وقتال کرنا شرعا وقانونا جائز ہے اور اس کے دفع مین مواخذہ نہین ہوسکتے جیسا دسوان باب کے چوتھی حکم الصائل مین بیان ہوا اب بیان چند امور ضروریہ جو اکثر وقوع مین آتے ہین تو انکو ان چار فصلون مین درج کرینگے انشاء اللہ تعالی تا مبتدیان وعوام اس سے آگاہ ہوکے ہمیشہ خبردار ہوکر بچتے رہین -

فصل اول دین کی حفاظت کے بیان مین

دین کی حفاظت کرنا کلیات خمس سے ہے جیسا ابھی آگے بیان ہوا اور دین ردہ یعنے مرتد ہونے سے ضایع ونابود ہوتا ہے خدا تعالی اس سے پناہ مین رکھے اکثر جاہل بلکہ سمجھداران بھی ردہ مین پڑجاتے ہین اور نادانی سے اپنے کو بری سمجھتے ہین اور کفر کا تمام گناہون سے زیادہ تر گناہ ہے اور قیامت کے روز اسکی بخشش نہین ہوتی باقی گناہونکی بخشش کی امید قوی ہے اور ردہ تین امر سے پیدا ہوتا ہے (۱) اعتقاد یعنے دل مین شک کرے (۲) فعل یعنے ناجائز کام کرے (۳) قول یعنے ناجائز تلفظ کرے **پہلا** اعتقاد یعنے دل مین شک کرے کہ اللہ موجود نہین یا اللہ کے ساتھ اور کوئی مددگار یا شریک ہے

یا اللہ قدیم نہین یا ہمیشہ رہتا نہین یا اللہ مین قدرت وارادات علم وحیات وغیرہ صفات کمال نہین ہے یا اللہ کے
کوئی فرشتہ موجود نہین یا جبرئیل و میکائیل وغیرہ نامور فرشتہ نہین ہین یا اللہ کیطرف سے کوئی کتاب نازل نہین
ہوئے نا قرآن و نہ انجیل و نہ زبور و نہ تورات و نہ صحف ہے یا ایک سورہ مین شک کئے کہ یہ قرآن مین کا نہین ہے یا ہمارے
پیغمبر صلعم کی رسالت شک کئے کہ پیغمبر نہین تھے یا دیگر پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کے رسالتون مین شک کئے یا کوئی
قیامت ہونیوالی نہین ہے یا جنت و دوزخ نہین یا دین کے فروض جو خاص و عام مین مشہور ہے مثل پانچ وقت کی
نماز یہ فرضان نہین ہے یا زکوٰۃ دینا واجب نہین یا رمضان کا روزہ رکھنا فرض نہین یا حج کرنا واجب نہین یا قتل کرنا
یا زنا کرنا یا سود کھانا وغیرہ حرام نہین بالجملہ ہر امر جو شرع مین کرنا یا نکرنا واجب ہے اسمین شک کئے یعنے اپنے اعتقاد مین
اوسکے خلاف دلمین قرار کئے تو کافر ہوے کیونکہ گویا اسنے پیغمبر اور قرآن مجید اور اجماع امت کو جھوٹے قرار کیا ہے اور
ایسونکو جھوٹے قرار کرنا کفر ہے **دوسرا** فعل یعنے ناجائز کام کئے مثلاً بت یا آفتاب یا ستارہ یا آگ یا پانی وغیرہ
مخلوق کیواسطے سجدہ کرتے یا کفار کے وضع موافق پوجا و پرستش کئے یا کسی بزرگ کے روبرو یا قبر پر بطور عبادت
کے سجدہ کئے تو کفر ہے اور بطور تعظیم و تبرک کے کئے تو حرام مطلق ہے امانت و آفتاب وغیرہ کی تعظیم و تبرک کے لئے سجدہ
کئے کفر ہے اور فرق یہہ ہے کہ باپ اور عالم کیلئے سابق کے شریعتونمین سجدہ کرنا جائز تھا چنانچہ یوسف علیہ السلام سے
برادران اپنے والد و یوسفؑ کے روبرو سجدہ کئے اور بابا آدم علیہ السلام جو عالم اسما کلہا کے روبرو تمام فرشتہ سجدہ
کئے سوائے ابلیس کے یہہ نہین کیا تو مردود و ملعون ہوا اسلئے باپ و عالم کی تعظیم مین کفر کا حکم نہین دیا جاتا ہے اگر کفار کے
مین مغلوب ہو کر جبر سے سجدہ کروائے یا کفر کے تلفظ کروائے یا کسی ایسی مین مقام کریکا موقع ہوا اور اسلام کے شروط موافق
نماز پڑھکر سجدہ کئے تو مضائقہ نہین مگر ایسی مین نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسے نماز کے مکروہات مین بیان ہوا اور قرآن مجید
یا حدیث شریف یا شرع شریف کے کتابونکو لاپروائی سے پاؤن کے نیچے رکھے یا بیوجہ پھاڑ کر پارہ پارہ کرے یا غلیظ جائے
مین رکھے یا اسپر نجاست ڈالے یا پیغمبر و دیگر پیغمبرون کے قبور پر یا کعبہ شریف پر حقارت و لاپروائی سے نجاست ڈالے تو
کفر ہے **تیسرا** قول یعنے ناجائز تلفظ کرے مثلاً کہا کہ نہ خدا ہے و نہ پیغمبران مین و نہ قیامت ہونیوالی ہے اور یہہ مین
و آسمان وغیرہ قدامت سے موجود ہے اور ایسا ہی ہمیشہ رہیگی تو یہہ کفر ہے اسکو دہری اور زندیق اور بے دین کہتے ہین۔ یا
کہا کہ اللہ موجود ہے مگر یہہ سب مخلوقات حلال و مباح ہے یعنے زنان محرمات و بیگانہ برابر ہین اور مال اپنا و دیگر کا برابر ہے

مثل حیوان کے جو چیز ملے عمل مین لائے یا کہا ئے حلال ہے، تو یہہ بھی کفر ہے اسکو مباحی کہتے ہین یا بطریق تمسخر کہا کہ مین خدا سے نہین ڈرتا ونہ قیامت و نہ دوزخ سے ڈرتا ہون تو یہہ بھی کفر ہے یا کوئی مریض بے خبر سے کہا کہ نماز پڑھو نہین تو عذاب پائیگا تو اسکے جواب مین کہا کہ اگر اللہ تعالی میری ایسی حالت پر عذاب کرے تو ظلم ہے تو یہہ بھی کفر ہے یا کہا کہ اللہ مین قدرت ہوتی تو میری مقصد کو پوری کرتا یا میرے دشمن کو ہلاک کرتا تو بھی کفر ہے یا بطریق تمسخر و حقارت فرشتہ و پیغمبران و قرآن و دیگر کتب آسمانی کے شان مین کہا کہ یہہ کچھ چیز نہین یا میرے درگاہ مین نہین آتے یا اونکی حال و رویہ بدلے، یا نامعقول ہے یا قرآن وغیرہ کے احکام غلط و نادرست ہے تو یہہ بھی کفر ہے یا مسلمان کو کہا کہ تو کافر ہے یا مغے سمجھ کہا کہ تو دہری یا بے دین یا مباحی ہے یا یہودی یا نصرانی یا ٹیلیر وغیرہ کہے اور بہ نیت سے کہا کہ تیرا اسلام یہہ مذکورات اصدر سے تو یہہ بھی کفر ہے اور اگر بطریق تمسخر یا غصہ کی حالت مین یا حال و رویہ دیکھکے کہے تو حرام ہے اور سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ اگر بطریق تمسخر یا حقارت یا لاپروائی یا غصہ سے نشان پیتے وقت بسم اللہ کہا یا زنا کے وقت بسم اللہ کہا یا اگر کعبہ شریف دوسری طرف یا دوسری سمت مین ہوتا تو اور دہر منہہ کرکے نماز نہین پڑہتا یا فلانہ شخص پیغمبر ہوتا تو اسپر ایمان نہین لاتا۔ یا فلانہ مقدمہ مین فرشتہ یا پیغمبر نے گواہی آنے تو ہاور نہین کرتا یا شرع پر چلو کہے تو جواب دیا کہ شرع کیا چیز ہے یا مین نہین پہچانتا یا اسکے خلاف مین فیصلہ سنائے اور کہے کہ یہہ شرع کے موافق ہے تو جواب دیا کہ اگر شرع ایسا ہی ہو تو ظلم ہے یا اوسکو کہے کہ نماز پڑھو روزہ رکھو تو جواب دیا کہ نماز و روزہ سے جی بھر گیا یا کہا کہ مین اللہ سے یا پیغمبر یا قرآن یا اسلام یا دین سے بری یا دست بردار ہون تو ان سب صورتون مین کفر ہے ہر ایک قسم کے بہت مثالان ہے بڑے بڑے کتابون مین درج ہے اس مختصر مین بطریق نمونہ تعلیمی ان چند الفاظ کے اشارے سے اکتفا کرلئے تا عقلمند نیک بخت ان راہون سے بچتے ہے کیونکہ جب شخص پر کفر ثابت ہوا تو اوسکے گذشتہ کے تمام اعمال شکستہ و نابود ہوے اور اسکی زوجہ کا نکاح فسخ ہوگیا اور اگر ایسی ہی حالت مین مرجائے تو کفارون کے شمار مین دوزخی ہوگا اگر توبہ کرکے پہر کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑہکر اسلام مین داخل ہو تو شافعی رح کے مذہب مین گذشتہ اعمال کا ثواب نابود ہوا مگر گذشتہ کا دوبارہ قضا کرنا واجب نہین صرف حالت روت کے زمانہ کے اعمال کا قضا کرنا واجب ہے اور حنفی رح کے مذہب مین تمام گذشتہ کا ثواب نابود ہوا اور تمام گذشتہ کے اعمال کا دوبارہ قضا کرنا واجب ہے **تنبیہ** بعضے فرقون کا اعتراض ہے کہ انسان غائب یا مرے ہوے کو حاضر کے جیسا ندا کرنا یعنے پکارنا کفر ہے بدین دلیل کہ یا اللہ یا شیخ فلان کے پکارنے مین کیا فرق ہے کہ شیخ کو

اللہ کا شریک قرار دیا اور یہہ شرک ہے اور اس اعتراض کا جواب باصواب قرآن مجید اور حدیث شریف اور اجماع امت کے دلائل بڑے کتابون مین درج ہے اور یہان واسطے تفہیم عوام کے چند وجوہ لکھے جاتے ہین (۱) تشہد یعنے التحیات مین السلام علیک ایھا النبی یعنے سلام ہے تمپر اے پیغمبر حالانکہ پیغمبر غائب اور وفات پائے ہوے ہین اور اس امر سے ہر مسلمان قائل ہین پس غائب اور مرے ہوے کو پکارنا ثابت ہوا اسیطرح یارسول اللہ یا حبیب اللہ حاضر کا خطاب کہنا جائز ہے (۲) شخص غائب کو پکارنا خاص و عام مین جاری ہے مثل یا فلان یا اے فلان پکارتے رہتے ہین نزدیک ہو تو جواب دیگا اگر دور ہے یا وہان سے چلا گیا تو جواب دیگا اگر غائب کو پکارنا شرک ہے تو شرع نے منع فرماتے تھے کہ صرف حاضر کو پکارین اور شرع کے ممنعیت کا کوئی اصل نہین (۳) جب کوئی شخص سخت مشکل مین پڑجائے تو یقیناً ہو کر حاضر و غائب کو پکارتا ہے مثلاً یا اللہ یا مشکل کشا یا پیران پیر یا اولیا اللہ یا بابا جان یا امان جان پکارا کرتا ہے اور فی الحقیقت اولیا اور باپ اور مان غائبان یا وفات پائے ہوئے ہین اور سمجھ بوجھکر بیقراری سے حاضر کو پکارے جیسا پکارتے ہین تو اسکو شرک و کفر قرار دینا بالکل ناواقفی سے ہان بطور معبود تصور کرکے پکارے یا عبادت کے مستحق قرار دے تو اسکے کفر مین شک نہین جیسا بت پرستی وغیرہ **فائدہ** پیغمبر صلعم فرمائے جددوا ایمانکم یعنے اپنے ایمان کو از سر نو تازہ کرتے رہو اسلئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہر روز بلکہ ہر وقت کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کو پڑھا کرین تاہمیشہ اپنے قدم اسلام پر ثابت و مستقل رہے کیونکہ شاید اپنے سے ردہ کی حرکت صادر ہوی ہو تو کلمہ پڑھنے سے بری و پاک ہو جاتے ہین اللہ تعالی حرکات ناشایستہ سے محفوظ رکھے آمین

فصل دوسری گناہون کے بیان مین

گناہ دو قسم پر ہے (۱) کبیرہ (۲) صغیرہ **پہلا گناہ کبیرہ** وہ ہے کہ سوائے کفر کے زیادہ تر بڑے گناہ کو کبیرہ کہتے ہین اور اسکو حرام مطلق بھی کہتے ہین اور شرع نے اسکے سزا مین دوزخ خدا کا غضب یا خدا کی لعنت یا خدا سے جنگ مقرر کی ہے ایک گناہ کو کبیرہ کہتے ہین اور دو یا چند جمع کو کبائر کہتے ہین اور کبائر سات ہین اور اکثر علماء کے نزدیک بہت ہین (۱) ناحق مسلمان کو قتل کرین (۲) سمجھ بوجھکر زنا یا لواط کرین (۳) سود و بیاز کہائے (۴) یتیم کا مال کہائے اور یتیم نابالغ جسکا باپ فوت ہوا ہو اور مان فوت ہوی تو یتیم نہوگا (۵) چوری کرے (۶) جھوٹ گواہی دے یا جھوٹ قسم کہائے (۷) عقوق کرے یعنے مان و باپ کی نافرمان برداری کرے (۸) دو چند یا اس سے کم کفار سے فرار ہوے اگر کفار دو چند سے زیادہ ہے تو بھاگنا جائز ہے (۹) ناحق پاک دامن زن مسلمان کو زنا نسبت کرے (۱۰) ساحری یعنے جادوگری کرین (۱۱) ہمیشہ نشان خوری کرے (۱۲) کسی کے قرضداری یا ذمہ داری

واقف ہے اور اسکی گواہی نہ دیکر ڈبوا دے (۱۳) جوا بازی کھیلے (۱۴) غیر کا مال بے ضرورت ناحق چھینکر تصرف کرے اس قسم کے اور بہت کبائر بڑے بڑے کتابوں میں درج ہیں یہاں بطور نمونہ اسقدر کافی ہے **دوسرا گناہ صغیرہ** وہ ہے کہ جو شرع نے اسکے مرتکب پر سخت ممانعت کی ہے اسکو مکروہ تحریمی بھی کہتے ہیں ایک گناہ کو صغیرہ کہتے ہیں اور جمع کو صغائر کہتے ہیں مثل قولِ بد یا احسان کرنے سے دست بردار ہو یا پڑوسی کو اذیت دے کافر کیوں نہو یا مرد اپنے کو زن کے وضع بنائے یا زن اپنے کو مرد کی شکل پر بنائے یا تکبر سے اپنے دامن کو ٹخنہ کے نیچے تک چھوڑے یا بے غرض مرد اپنے ہاتھ و پاؤں کو مہندی لگائے یا بے عذر نماز فرض کو توڑے یا وقت نکلے تک سستی سے پڑھے یا نفل حج وغیرہ کو توڑے یا بطریق تمسخر مسلمان کو چوڑا ئے یا لوگ کے بہید دیکھنے یا ظاہر کرنیکی کوشش کرے یا بے عذر مسلمان سے تین روز سے زیادہ بُرا سمجھے یا غیر مذہبی و یا فاسق کے دل لگی و زیبداری کیلئے یعنے اوسکے ساتھ مین بیٹھے یا مرد سونا و چاندی کے زیور پہنے یا زرین یا خالص ریشمی کپڑے پہنے یا بیگانے زن کے ساتھ تنہا بیٹھے یا زن بغیر مرد محرم یا چند زنان معتبر کے سفر کرے یا حر کو جبر سے غلام بنائے یا علماء و حاکمان سے لاپروائی سے بے ادبی کرے یا مسلمان کو بدخن یا بدقدم قرار دے یا اہل بیت رسول و مہاجرین و انصار سے دشمنی کہے یا اولیاء و صالحین کو حقارت کرے یا ظالم و گنہگار کی کمک کرے یا کھوٹے روپیہ کو دغا سے چلائے یا سونے و چاندی کے برتن و آلات کو بتاوہ مین لائے یا بے جا مدد و دغا سے قرضہ لئے یا قرضدار نادار کو مہلت ندے یا حرام بازی مین پیسہ خرچے یا شارع عام کی زمین سے جائے لیکر تصرف مین لائے یا حرام بازی کی مجلس مین بیٹھین یا طفیلی بغیر دعوت کے جا کر کھائے یا ہندو کفار و نکی جتراؤن مین بطریق بطریق خاطرانہ وزیبائی کے گئے یا اپنے زوجات کے حقوق مین کم و بیشی کرے یا زن اپنے کو آراستہ و خوشبو لگا کر مکان کے باہر گئی یا حاکم سے باغی و نافرمانبردار ہوے یا بے لیاقتی اور اپنے سے بڑے عہدہ پر مامور ہوے یا کسی مسلمین کو دھمکی دیکر ڈرائین یا بندکر کے دفا نکرے یا مجلس مین کسی کی جا سے جبر سے چھین لے اس قسم کے صغائر بہت ہین ہر خاص و عام کو روشن ہے مگر معلوم ہونا چاہئے کہ جب گناہ صغیرہ پر اصرار کئے یعنے ہمیشہ عمل کرتے رہے تو گناہ کبیرہ کے حکم مین داخل ہو جاتا ہے **تنبیہ** دوزخ کے سات دروازہ اور سات طبقہ ہین اور یہہ گناہ کبائر و صغائر انسان کے سات عضو سے صادر ہوتے ہین (۱) آنکھہ (۲) کان (۳) زبان (۴) ہاتھہ (۵) پیٹ (۶) فرج یعنے شرمگاہ (۷) پاؤن۔ یہہ سات اعضا بمنزلت رعیت کے ہین اور دل بطور وزیر اعظم اور انسان بجائے بادشاہ کے ہے اور بادشاہ اور وزیر رعیت کے امانت داران خدا کے ذمہ داران ہین۔ اور جب اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے انسان کو درستگی و بزرگی عطا فرمایا اور اس اعضا کے نعمت سے سرفراز کیا اور انسان کی

امانت مین پھر کیا تو انسان پر واجب ہے کہ ہر عضو سے اللہ تعالی کے حکم موافق کام لین ورنہ گنہگار اور سزا کے مستوجب ہوگا
خدا تعالی ہر مسلمان کو نیک توفیق دے **پہلا** آنکھہ یعنے آنکھہ کے گناہون سے یہہ ہے کہ کسیکو حقارت سے دیکھین یا غیر کے
مکان مین دیکھے یا مکان مین سامان وکو اغذات چھوپا کر رکھے سو کھولکر دیکھے یا بیگانی زن کو بدنیت سے دیکھے یا خوبصورت
لڑکا امرد یعنے بے مونچھہ و داڑھی کو بدنیت سے دیکھے یا مرد کے ناف و گھٹنہ کے درمیان کو دیکھے یا زن مرد محرم کو یا زن ہی کے
ناف و گھٹنہ کے درمیان کو دیکھے یا زن اجنبی مرد کے کل بدن کو بدنیت سے دیکھے یا مظلوم کو دیکھکر کمک نکرے یا بدکار کو دیکھکر
باز نکرائے یا کسیکے نقصان کے لئے یا بدنیتی سے آنکھہ کا اشارہ کئے وغیرہ - یہہ سب حرام ہین اور آنکھہ کے نیکیون سے یہہ ہے
کہ قرآن مجید اور حدیث شریف اور علوم شرعی کے کتابین دیکھین اور مان باپ عالم و مودب کے منہہ کو دیکھین اور خدا کے
مخلوق کو دیکھین کہ بڑے و چھوٹے و شکل برشکل و رنگ برنگ کے عجیب قدرت کو دیکھکر خدا کی شان و عظمت کا خیال کرین
راستہ ٹیک کا مونکو دیکھا کرین وغیرہ **دوسرا** کان یعنے کان کے گناہون سے یہہ ہے کہ کسیکی غیبت سنے یعنے بدبختے
اس کے بدیان سنے یا نمیمہ یعنے کسیکے چغلیان سنے یا کسیکے مخفی باتون کو بلا اجازت سنے یا شرع کے خلاف مین کے
باتون کو سنے یا آل و اصحاب و ولیا کو کوئی مذمت یا بدی کہتا سنکر اسکو باز یا دھمکی نہ دیوے یا شان بازون کے گانا و
راگ سنے وغیرہ یہہ سب حرام ہین اور کان کے نیکیون سے یہہ ہے کہ کلام اللہ و حدیث شریف و شرع کے مسائل ضروریہ اور
بزرگونکی حکمت و نصیحت سنے اور مستغیث و فریادی کا آواز سنے اور باپ و مان و استاذ کا آواز سنکر جلد جواب دین اور
باد کا گرجنا سنے تو تسبیح کرے وغیرہ **تیسرا** زبان یعنے زبان کے گناہون سے یہہ ہے کسیکی غیبت کرے یعنے کسیکے
عیب و چال و رویہ کو اس کے بدبختے دوسرونکو سنائے یا نمیمہ کرے یعنے چغلی ایک کی بات دوسرے کو سنا کر آپسمین لڑائے حیوانات
کیون نہو یا جھوٹ گواہی دئے یا قسم کہائے یا جھوٹا وعدہ کئے یا خاص کسی ایک شخص کو لعنت کرے کافر کیون نہو
شاید مسلمان ہو جائیگا ابلیس و کل کفار کو لعنت کرنا جائز ہے یا آل و اصحاب و ولیا کو بد کہے یا ناحق کسیکو گالی یا دھمکی
دئے یا بطور رموز و طعنہ ناحق کسیکو شرمندہ کرے یا جھوٹ غیر واقع بیان کئے یا سلام کا جواب نہ دئے وغیرہ یہہ سب حرام
ہین اور زبان کے نیکیون سے یہہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرین اور حدیث شریف پڑہے اور مسائل ضروریہ کا دور کرتے
ہین اور خدا کا ذکر یعنے تہلیل و تسبیح وغیرہ کرتے رہین و درود شریف پڑہین اور محتاج کی سفارش کرین اور نیک کامونکی
نصیحت کرین اور بدکامون سے منع کرین اور غرور سے اپنی فوقیت و کمال کی تعریف نکرین اور اپنے دل کے حاجات دینی و دنیا کے

اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے رہین وغیرہ **چوتھا** ہاتھہ یعنے ہاتھہ کے گناہون سے یہہ ہے کہ کسیکو ناحق قتل کیے یا زخمی کیے یا درد پہونچائے یا خلاف شرع کے خط لکھے بلکہ قلم کی اذیت و نقصان زبان سے زیادہ تر ہے کہ مہینہ نو مہینہ رہے تک رہتی ہے تول یا ماپ یا گز گنتی مین کوتائی و نقصان کرے یا رشوت دے یا لے یا چوری یا نقب زنی کرے یا بیگانی زن کو بے اڑاوہ پکڑے یا اڑاوہ پر شہوت سے ہاتھہ لگائے یا کسی حیوان کے جیسا تصویر کرے الا بغیر سندی یا بغیر چہرہ کی تصویر یا جہاڑ وغیرہ کا نقشہ بنائے تو جائز ہے یا کوئی ہلاک یا نقصان مین پڑتا ہے اور ہوسکتا ہو اسکو نہ بچائے یا جو اکیلے یا شراب خورہ و کاراگ بجائے وغیرہ تو یہ سب حرام ہین اور ہاتھہ کے نیکیون سے یہہ ہے کہ قرآن و حدیث و علم شرعی کو لکھے اور سفارش لکھے اور زکوٰۃ و خیرات اور نیک کام کرین وغیرہ **پانچوان** پیٹ یعنے پیٹ کے گناہون سے یہہ ہے کہ شراب یا اور کوئی نشان کی چیز پیے یا سود کھائے یا ناحق جبر سے چھینکر کھائے یا نجس چیز کھائے یا بدکو نقصان پونچانیوالی چیز کھائے یا یتیم کا مال کھائے یا رشوت کھائے یا ناجائز معاملہ سے لیکر کھائے یا چوری نقب زنی یا رہزنی کا مال کھائے یا کسیکو شرمندہ کرکے اوسسے کچھہ چیز لیکر کھائے یا غیر واقع بے اصلیت اپنے کو سید یا شیخ یا عالم یا پیر یا حاجی یا مسافر یا تنگدست بناکر اس سے زر و فر سے مال لیکر کھائے وغیرہ تو یہہ سب حرام ہین اور پیٹ کے نیکیون سے یہہ ہے حلال لقمہ کھائے اور صرف بقدر حاجت کھائے زیادہ پیٹ بھر کھانے سے سست فربہ و سنگین دل و کند حواس و کم حفظ کے موجب ہے ہان آب زمزم پیٹ بھر پینا سنت ہے اور حلال کھانے کو پہچاننا واجب ہے کیونکہ حرام کھاکر عبادت کرنا ثواب سے خالی ہے **چھٹا** فرج یعنے شرمگاہ اور شرمگاہ کے گناہون سے یہہ ہے زنا کرے یا لواط کرے یا ہاتھہ سے استمنا کرے یا حیض مین یا نفاس مین یا غسل کے پیشتر ہمبستر کرے یا کسی حیوان سے بدفعلی کرے یا قبلہ طرف منہ یا پیٹھہ دیکر حاجت کرے یا قبر پر یا کسی کھانیکی چیز پر پیشاب سے آدمی کا کھانا ہو یا حیوان کا یا مسجد مین پیشاب سے وشت وغیرہ مین کیون نہو یا بعد طلوع کے ختنہ کرے وغیرہ تو یہہ سب حرام ہین اور فرج کے نیکیون سے یہہ ہے کہ صرف اپنے زوجات اور باندیان سے ہمبستر کرین اور ہمبستر کی سنت ادا کرنیکی نیت سے کرین اور نیک اولاد پیدا ہونیکے ارادہ سے کرین نکہ خاص لذت کے لئے **ساتوان** پاؤن یعنے پاؤن کے گناہون سے یہہ ہے کہ قرآن یا حدیث یا علم شرعی کے کتابون پر پاؤن رکھے یا اس کے طرف پاؤن لنبا کرے اگر اونچی جائے پر ہے تو مضایقہ نہین یا مسجد یا اور کوئی مجلس مین لوگ کو لنگھتے ہوے چلے اگر کہین جائے خالی دیکھین یا معلوم ہو تو اونکو لنگھ کر مضایقہ نہین یا نمازی باوجود دیوار یا ستون وغیرہ کو سامنے رکھکر نماز پڑھ رہا ہے تو اوسکے روبرو سے چلے یا نشانبازی یا چوری یا نقب زنی یا رہزنی یا چغلی یا ناحق مجرمی کیلئے چلے یا دو کافر سے بہاگ گئے یا اکڑ کر تکبر سے چلے ہان کفار کے

مقابلہ مین اکڑکر چلنا جائز ہے یا غلام اپنے مالک سے بہاگے یا زن بغیر اجازت شوہر کے باہر گئی یا قرضدار مقدور رکہکر قرض خواہ سے بہاگے وغیرہ تو یہہ سب حرام ہین اور پاؤن کے نیکیون سے یہہ ہے کہ اہل و عیال کی پرورش کیلئے چلے یا اور علم کی تحصیل کیلئے یا اور براہ سفارش یا کسیکی خدمت و حاجت روائی کیلئے اور مان باپ بزرگون کی قبور کی زیارت کیلئے چلے اور اوٹہکر بزرگون کی تعظیم کرین وغیرہ تو یہہ سب نیک عمل ہے اور **قلب یعنے دل** جو بمنزلت وزیر اعظم کے قرار دیا گیا ہے اور یہی خدائے عزوجل کے نظر کی جائے ہے اور نیک نیت یا بدنیت اسپر موقوف ہے ظاہرات پر مدار نہین کہ نیک نیت سے ظاہر کی بدی بہی نیک ہو جاتی ہے اور بدنیت سے ظاہر کی نیکی بہی بد ہو جاتی ہے - اور دل کے گناہون سے یہہ ہے کہ خدا تعالی یا رسول صلعم یا قرآن شریف یا اسلام مین شک کرے یا نماز روزہ زکواۃ و روزہ حج و دیگر عبادات کو بار سمجہے یا قیامت و جنت و دوزخ مین شک کرے یا خدا تعالی کے غضب سے لاپروا و بیخوف بیٹہے یا خدا کی رحمت و فضل و کرم سے ناامید ہو کہے یا ریا یعنے صرف لوگ کو دکہانیکے لئے عمل کرے یا تعجب یعنے اپنے عمل کو بڑا قرار دے یا تکبر یعنے اپنے برابر کسیکو نہ سمجہے بلکہ حقیر سمجہے یا حقد یعنے کینہ کسیکو ہلاک و نقصان پونچانیکی کوشش مین ہے یا حسد یعنے کسیکے نعمت و خیر و خوبی کو دیکہکر نہ سکین بلکہ اوسکے خوبیان کے خرابی و بربادی کے آرزومین ہے یا بغض یعنے ناحق پیغمبر کے آل و اصحاب و اولیا، و علما و مسلمانان سے نفرت کرین یا عداوت یعنے ناحق ان مذکورین سے دشمنی کہے یا زکواۃ و دیگر حقوق واجبہ کے دینے مین بار قرار دے یا کسیکو احسان و خیرات دیکر ہر مہینہ طعنہ و ٹونہ کرے - یا ہمیشہ گناہ صغیرہ کرتے رہے یا گناہ کرنے سے خوش ہے یا ہر شخص پر بدگمانی رکہے یا مسلمان یا کافر سے خلاف وعدہ کرے یا معاہدہ و اقرار دیکر دغا دے یا طمع یعنے ناحق کسیکے مال لینے کی لالچ رکہے یا حرص یعنے حق واجبی دینے کو کنجوشی کرے یا امل یعنے عمر درازی کی اور بہت فرصت باقی تصور کرکے عبادات و خیرات و پرہیزگاری مین سستی و کوتاہی کرے وغیرہ تو یہہ سب حرام ہین اور دل کے نیکیون سے یہہ ہے کہ خدا تعالی کو ہمیشہ یاد کرتے رہین اور خدا تعالی کے تمام نعمتون پر شاکر رہین اور مقدر کے تمام آفات و بلیات و رنج و دکہہ و محتاجی پر صابر رہین اور خدا تعالی کے مخلوقات پر ترحم و شفقت و مہربانی کرتے رہین اور خیر و نیک کا یہ کا ارادہ رکہین وغیرہ جبکہ اور اعضائے مذکور الصدر اپنے فرایض منصبی حسب تفصیل بالا کے پورے طور سے ادا کرین تو کل بدن معہ اعضا، مذکور الصدر سعادت مندون کے زمرہ مین داخل ہوے یعنے دنیا مین نیک نامی اور آخرت مین ہمراہ و ہمرکاب رسول اعظم و شفیع امم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و ہمراہ دیگر انبیا، و صدیقان و شہیدان و ایمہ و صالحین کے بخطر و بے خوف رہینگے اور تمام نعمتین پائینگے اور مخفی و پوشیدہ نہین ہے کہ اللہ جل شانہ ہر کسیکے عبادات

واطاعت گذاری کا محتاج نہین وہ کسیکے گناہ و نافرمان برداری سے پروا رکھتا ہے ہر شخص کی عبادت و نیکی اوسی کیلئے فائدہ مند ہوتی ہے اسیطرح گناہ و بدی بھی خاص اوسیکو عاید ہوتی ہے بعضے جاہل احمق کا قول ہے اللہ کریم اور غفور الرحیم ہے اور رزق دینے والا اور گناہ کا بخشنے والا ہے اگرچہ یہہ قول بجا و برحق ہے مگر بغیر وثیقہ اور بغیر سبب کے ایسی وہمی امید پر بھروسا رکھنا سراسر حماقت و خیال فاسد ہے مثلاً کسی شخص نے پڑھنا لکھنا چھوڑکر امید رکھا کہ مین قاضی یا مفتی یا مدرس یا ناظم عدالت ہوجاونگا کیونکہ اللہ کریم ہے کہ جیسا پیغمبران ع و اولیا و نکو ع بغیر سبب کے بڑے بڑے درجہ و بڑے مرتبہ عنایت فرمائے ویسا ہی مجھکو بھی عنایت فرمائیگا یا تجارت و زراعت و کاری گری وغیرہ کمائی کے اسباب کو چھوڑکر امید رکھا کہ مین بڑا مالدار اور بڑا ساہوکار ہوجاؤنگا کیونکہ اللہ کریم ہے کہ ہزارہا کو دست غیب سے اور زمین کے خزانہ سے مالامال کردیا ویسا ہی مجھکو بھی ایک خزانہ سے آگاہ کرکے مالامال کردیگا اگرچہ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ ایسی بھی ہے اور ہزارہا کو اپنے فضل و کرم سے سیراب کردیا ہے لیکن بغیر سبب و قید و حد کے کسی چیز کی امید رکھنا وہمی خیالات ہے کیونکہ اللہ تعالے کی ایک عادت قرار یافتہ ہے کہ بغیر اسباب کے اکثر تحصیل مطالب پا نہین سکتے اطاعت و فرمان برداری نیک بختی و سعادتمندی کا عنوان ہے اور گناہ و نافرمان برداری بدبختی و شقاوت کی نشانی ہے پس ہر ایک شخص اپنے عنوان و نشانی کو اسی ترازو سے تولین کہ کس زمرہ مین ہین مگر اللہ سے امید قوی رکھین کہ اپنے فضل و کرم سے ہمکو و تمام اقربا و مسلمانان کو نیک توفیق دے اور خاتمہ بخیر کرے آمین

فصل تیسری توبہ کے بیان مین

معاصی یعنے گناہون سے صرف پیغمبران ع معصومان ہین یعنے بے گناہان بچے ہوے ہین اور باقی امتون سے کوئی معصوم نہین یعنے انسے گناہ صادر ہونا جائز ہے پس جب کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوا تو فوراً اوس سے توبہ کرنا فرض ہے اور توبہ کاملہ سے گناہ بخشے جاتے ہین اگر خدانخواستہ گناہ ردہ کا ہے تو فوراً اوسی گناہ سے بری و دست بردار ہوکر اسلام مین داخل ہونا فرض ہے باقی رہے گناہ کبیرا اور صغیرا یہہ دو امر پر مبنی ہے (۱) جو خدا تعالی کے حق مین کئے جاتے (۲) جو بندون کے حق مین کئے جاتے پہلا جو خدا تعالی کے حق مین گناہان صادر ہوے ہین مثل نماز و روزہ و حج و زکوات و زنا و نشا وغیرہ کی تقصیر کرے تو اسکے توبہ کرنیکے تین رکن ہے (۱) گناہ سے دست بردار ہوجاوین اگر دست بردار نہین ہوے صرف منہ سے توبہ و استغفار کرتے رہین تو یہہ توبہ کاملہ نہوگا (۲) گناہ کی سرزدی سے پچتاوہ مین رہے اگر نہین

بچتائے اور گناہ کو خفیف و حقیر سمجھے تو یہہ بہی توبہ کا ملہ نہوگا (۳) پہر اوس گناہ کو بار دیگر کرنیکا دلمین ارادہ نرکہین اگر دلمین ارادہ رکہے کہ پہر موقع ملے تو کرونگا تو یہہ بہی توبہ کا ملہ نہوگا جب یہہ تین رکن کو شروط کے موافق ادا کرے تو توبہ کا ملہ ہوا ہے اللہ غفور الرحیم ہے حسب وعدہ کے گناہ بخشدیگا اور اپنے خاص بندون کے شمار مین رکہیگا چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ یعنے تحقیق ہے کہ اللہ تعالی نے توبہ کرنیوالون سے محبت رکہتا ہے **دوسرا** بندون کے حق مین جو تقصیرات ہوتے ہین مثل قتل و جراحت و مار پیٹ و دشنام دہی و غیبت و چغلی و ہتک عزت و مال چہینے یا تلف کئے وغیرہ تقصیرات صادر ہوے تو اسکے توبہ کرنیکے چار رکن ہے (۱) گناہ سے دست بردار ہوجاوین (۲) گناہ کی سرزدی سے پچتاوہ مین رہین (۳) پہر گناہ کو بار دیگر کرنیکا دل مین ارادہ نرکہین (۴) تقصیر کے برابر بدلا دیوے یا معاف کرالیوے یعنے اگر قتل کئے یا مار پیٹ کرین یا دشنام دہی یا عزت ریزی کرے تو بدلا دینے کی درخواست کرین اور تفصیل وار بیان کرکے مظلوم کو اختیار دیوین کہ چاہے بدلا لے یا معاف کرے بغیر تفصیل کے صرف معاصی گناہ و تقصیر کو معاف کرو کہنا اس سے توبہ کا ملہ نہوگا بلکہ جنگ و قصہ ہونیکا ڈر ہو تو صاف صاف بیان کرنا واجب ہے کہ آپکی غیبت مین ایسا کہا تہا اور ایسا کیا تہا تب اوسکی معافی معتبر ہوگی اگر تقصیر مال لینے کی یا تلف کرنیکی تہی تو مال موجود ہے تو بجنسہ معہ اجرت مالک کو واپس کرین اگر مال تلف ہوا ہو تو اوسکے بدل یا قیمت دیوین یا معاف کرالیوے اسیطرح سود مین لئے ہوے روپیہ واپس کرین یا اوسکے بدل دیوین یا معاف کرالیوین اگر وہ شخص فوت ہوجاوے یا دور ملک مین مفقود الخبر ہوجاوے تو اوسکے وارث کو دینا یا معاف کرالینا واجب ہے اگر اسکا کوئی وارث نہو تو حاکم شرعی کو دیوین اگر حاکم شرعی نہو تو اسیکے نام سے خیرات کرین اگر وہ شخص کافر ہے اور اوسکا کوئی قرابتدار نہین ہے تو مسلمین کے کسی کار خیر مین صرف کرین بعد طے اس مراتب کے دنیا مین توبہ کا ملہ وبری الذمہ ہوگیا اور آخرت مین اللہ تعالی مظلوم کو رضامند کرواکے اور مجرم کے گناہ و تقصیرات کو معافی کرویگا اگر مال تلف ہوچکا اور بدلا دینے کو مقدور نہین تو مظلوم مسلمان کے نام سے استغفار کرتے رہین استغفار سے بہی بخشے جانیکی امید ہے کیونکہ استغفار توبہ کاملہ کے ساتہہ کل گناہ کو مٹاتا ہے **روایت** ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ مین لوگ کو گناہون مین پہسا کر ہلاک کرتا ہون اور لوگ استغفار سے گناہونکو مٹا کر مجکو جلا دیتے ہین پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ ہمیشہ استغفار کا وظیفہ رکہین تا گناہون کے مارے یقین چنانچہ ہمارے پیغمبر باوجودیکہ معصوم ہر دم کرتے رہتے بطریق تعظیم آپکی شان کے اور گناہ ماضی حال استقبال کے بخشے گئے ہین جیسا قرآن مجید مین آیا ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ تب بھی ہر روز کمتر بار استغفار کرتے تھے تو ہم غیر معصوم گناہگاران صد بار استغفار کرین تو کیا عجب ہے اور استغفار کا صیغہ نماز کے ارکان مین بیان ہوا

فصل چوتھی آداب صحبت کے بیان مین

صحبت کے چند مراتب ہین اور ہر ایک صحبت کے آداب علیحدہ ہین اب ان کے مراتب معہ چند آداب حسب تفصیل ذیل لکھے جاتے ہین **پہلی صحبت خالق کے ساتھہ** سب سے عمدہ و بہتر خالق کی صحبت ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے ساتھہ حاضر و ناظر رہتا ہے دن ہو یا رات بیداری ہو یا نیند۔ اقامت ہو یا مسافری۔ حیات ہو یا بعد مرنیکے ایک لمحہ جدا نہین ہوتا اسکی صحبت کے آداب حسب ذیل ہین۔ ہیبت و تعظیم سے سر جھکائے آنکھین ہو چکر دلین اوسکی شان و عظمت کا خیال کرین فضول بحث سے ہمیشہ خاموش رہین۔ بدن و اعضا کو ساکن رکھین۔ عبادات کے احکام کی جلد تعمیل کرین نافرمانبرداری سے باز رہین قضا و تقدیر پر اعتراض نکرین ہمیشہ شاکر و صابر رہین ذکر کے وظایف اوراد جاری رکھین۔ باطل و ناحق کو چھوڑ کر حق پر چلین اسپر بھروسہ رکھکر مخلوق سے ناامید رہین حیا یعنے شرم و عجز و انکسار و ذلیلی سے رہین اوس رازق کی ضمانت پر بھروسہ رکھکر اپنے کمائی کے اسباب پر اعتبار نرکھین اوسکے فضل و کرم پر توکل کرین جو کچھہ مقدر کیا اوسپر راضی رہین اور اللہ تعالی کے مراحم و احسانات سے ناامید نرہین پس خدا تعالی کے ساتھہ شبانہ روز یہی صحبت و آداب سے مشغول و موظف رہین تا ہر دو جہان مین سعادت مند ہوون **دوسری صحبت رسول مقبول محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ** بعد خدا تعالی کے دوسرا درجہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپکو اپنی جان و مال و اہل و عیال سے عزیز و افضل جانین کیونکہ آپ ہی وسیلہ سعادت دو جہان کے ہین کہ ہمیشہ آپ کی تعظیم و توقیر کرتے رہین اور درود شریف بہیجا کرین اور انکے ہر قسم کی سنت پر عمل کرین و نافرمانبرداری سے باز رہین اور جب ہو سکے تو آپکی زیارت سے مشرف ہوتے رہین اسیطرح مولود شریف بھی پڑہاتے رہین اگرچہ یہہ بدعت حسنہ ہے مگر اکثر علما اسکو مستحب قرار دئے ہین اور تمام ممالک اسلام مین اسپر عمل ہے اور آپکی محبت سے آپکے آل اطہار پر مہربانی و خدمت گذاری و تعظیم کرتے رہین و نیز اون کے اصحاب اخیار پر ترضی کرین اور انہون سے محبت رکہے اور عزیز دوست جانین کہ آل و اصحاب کی خوشی مین مرضی و خوشنودی پیغمبر کی ہے تو اسکے ضمن مین تمام پیغمبر علیہم السلام و نیز تابعین و اولیا و علما و تمام بزرگان دین کو تعظیم و توقیر کرتے رہین اور یہی عنوان سعادت و نیک بختی کا ہے **تیسری صحبت ظل اللہ یعنے بادشاہ کیساتھہ**

بعد خدا اور رسول کے تیسرا درجہ بادشاہ کا ہے یعنے بعد فرمان خدا اور فرمان رسول کے بادشاہ کے حکم کو بھی بجالانا واجب ہے کیونکہ بادشاہ دین و دنیا کا ستون ہے مثل دین اور دنیا بمنزلت ایک ڈیرہ اور بادشاہ اسکا ستون اور رعیت اس کے رسیان و میخان کے ہین اپنی بہبودی و خوشی و آرامی انکے خوشی و آرامی کے ساتھہ ہے جقدر اپنی لیاقت و قابلیت ہے اوسقدر نصیحت و خیرخواہی و جانثاری مین مصروف رہین کمتر دعائے خیر سے موظف ہین اگر ملازمت کی خدمت سے سرفراز پائے تو انکا بہبود مخفی کو ہرگز ظاہر نکرین اور جھوٹ غیر واقع سے کبھی عرض نکرین اور ان کے فائدہ و مصلحت دیکھے تو فوراً عرض کرین ہرگز پوشیدہ نرکھین اور کسیکی غیبت و چغلی کو عرض نکرین اگر کسی عہدہ سے سرفراز فرمائے تو بکمال دیانت و امانت و خیرخواہی و جانفشانی کے حسب فرایض منصبی عہدہ مذکور کو حسن انتظام سے چلائین انکی خدمات کو اپنے پر بار نہ سمجھے اور جو کوئی حادثہ درپیش آئے تو اوسمین استقلال و ثابت قدم سے رہین اور اگر خفگی و عتاب کرے تو اپنا غصہ ظاہر نکرین اور اپنی آتش غرور و نخوت کو برداشت کے پانی سے بجا ڈالے اور وسوسۂ شیطان و آرزو و شہوت اور وہمی خیالات فاسدہ سے بچتے رہے اور حرص و طمع و فتنہ انگیزی کو عقل پر غالب نہونے دین اور ان کے اقوال و افعال پر ہر وقت و ہر جگہ انکی رضامندی کا لحاظ و رعایت کرتے رہین اور ان کے محل سرا و اولاد و اقربا و متعلق کے بارہ مین عرض نکرین و نہ کسی سے جھگڑا و مداخلت بیجا کرین مگر یہہ بھی یاد رکھین کہ بادشاہ ہونکی خوشی و عنایت پر بھروسہ نرکھین کہ ہر ایک وقت ایک نئی مرضی پیدا ہوتی ہے اگر شروط ذیل اپنے مین موجود ہے اور اسپر عمل کرنیکی برداشت ہے تو انکی خدمت کی درخواست کرین یا خود بخود سرفراز فرمائے تو منظور کرین ورنہ صدہا کوس دور رہنا بھلا ہے (۱) عہدہ دئے تو حفاظت کر سکے (۲) نزدیک کئے تو ہوشیار و چالاک ہو (۳) بھید یا مال سپرد کئے تو امانت دار ہو (۴) جھڑکائے تو ذلیل رہ سکے (۵) عنایت نہین کئے تو خوشی سے رہین (۶) اگر انکو سیکھائے تو خود انہین سے سیکھے جیسا عرض کرین (۷) اگر ادب بتلائے تو دوسرے پر رکھکر سنائے (۸) اگر وہ احسان کئے تو شکریہ کرین اور خود انپر احسان کئے تو اسکا ذکر نکرین تو ان صورتون مین انکی ملازمت کرنا جائز ہے اور یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بادشاہان اکثر تقصیرات مین ترحم فرماکر معاف و بخشش کرتے ہین مگر تین قصورون مین صبر کی برداشت و تابش نہا نہین سکتے (۱) ان کے بھید مخفی کو ظاہر کرین (۲) ان کے محل سرا و حرم مین ناشایستہ حرکت کئے (۳) ان کے مصیبت و آزردگی کیوقت خوشی کئے ان تین تقصیرات مین بیخ ہلاکت و سزاے سخت مجرم کے ان کے طبیعت کو تسکین نہین ہوتی اس لئے بادشاہ کی یہہ بھی مثال ہے کہ بادشاہ ایک

بلند پہاڑ کے مانند ہے اور اس کے چوطرف سے پانی کے چشمے جاری ہے، اور اوسپر ہر قسم کے میوہ جات و پھول رنگا رنگ و درختان
و سبزی سے آباد ہے اور اوسمین سونا چاندی و یاقوت و زمرد وغیرہ جواہرات کے کہنے جا بجا موجود ہین مگر شیر و ببر
و دیگر درندہ و سانپان و بچھوان وراہ زنی اوس پہاڑ کو اپنا ٹھکانہ و شکارگاہ مقرر کرلئے ہین اور اسکے دامن مین
رہا کرتے ہین اور جب تک اس پہاڑ پر رہین گے تو تب تک شبانہ و روز خطرہ جان و خوف ناک مین مبتلا رہین گے
اور اگر اس آفتون سے بچکر سلامت پائے تو شاید قدری مال اور نعمتین حاصل ہون گے اور بعضون کے نزدیک بادشاہ
ممنزلہ آگ کے ہے کہ دور سے فائدہ اٹھا سکتے ہین اور زیادہ تر نزدیک ہونے سے جلنے و ہلاک ہونیکا خوف ہے اور اگر اپنی معاش
و روزگار انہونکی دردولت مین لکھا گیا۔ اور انکی صحبت و خدمت گذاری امر ضروری و مالا بدّ ہیری تو ہر خدمت کو راستی
و درستگی پر کہیے اور دروغ و فریب سے اجتناب کلی کرین اور انکے کام سے مقدم کہیے اگر درخواست یا معروضہ کو
منظور نفرمائے تو اپنے طیش و غصہ کو ظاہر نکرین شاید انکو کوئی عذر ہوگا یا اور کوئی موقع پر اجرا کرنیکا منظور ہوگا۔ یا
یا اپنے حصہ مین نہین لکھا گیا اور گلہ و شکوہ ہرگز نکرین کہ اس سے براس و عداوت پیدا ہوتی ہے اسیطرح اپنی قدامت
یا لیاقت یا محنت یا شرافت خاندان کا دعوی نکرے کہ مین عطا و سرفرازی کا مستحق ہون اور لائق قدردانی کا ہون تو یہہ
سراپا حماقت و جہالت ہے کہ اپنی تعریف آپ ہی کرے بلکہ بلطافت و عجز و انکسار و ملایمت کیساتھہ عرض کرین اگر کسی نوع
کا انعام یا ترقی سے سرفراز فرمائے تو اسکا شکر و دعائے خیر سے کرتے رہین مگر بار بار ہر لحظہ مین دعا نکرتے رہین کہ اس سے
ننگ و نفرت آجاتی ہے بلکہ خوشآمد و تمسخر سمجھا جائیگا اور مزاج و طبیعت و خوشی کا موقع دیکھکر عرض کرین اور ہر امر
مین اپنے ایمان و مروت کو برباد نکرین کہ ان کے آنکھون سے گرکر بے بہرہ ہوجاتے ہین اور کام ہی نہین نکلتا بلکہ دین و دنیا
برباد ہوجاتے ہین اسیطرح مالدار کو بے بہانت و بے غرض سے تعظیم و خوشآمد و عاجزی نکرے کہ اسمین ایمان کی و تنہا
ناقص ہوتی ہے کیونکہ مال و دنیا کی تعظیم و بزرگی کرنا منع ہے اور بادشاہ کے ضمن مین تمام وزرا و امرا و عہدہ داران کے ساتھہ
حسب تفصیل بالا درجہ بدرجہ خدمت کرنے مین عمل کرین۔ اور بادشاہ اور وزرا، و امرا، و عہدہ داران بلکہ ہر شخص کو چاہیے
کہ عفو و برداشت کو اپنا شعار و عادت رکھے اور عزیزون اور رفیقون اور ملازمون کو تھوڑے قصور پر شکنجہ عتاب سخت مین
نہ کھینچے اکثر درگذر کرے مگر بالکل اُسے نادیدہ و ناشنیدہ نکر ڈالے بعضے اوقات مین تنبیہ بھی کرے و بعضے وقت مین ترحم
و بخشش کرین اسیطرح بادشاہان و غیرہ ماضی ذوی الاحترام اپنے رفقا و غربا پر رحمت کے نظر اور خطاؤن سے درگذر کرتے گئے ہین

مثل مشہور ہے کہ چھوٹوں سے خطا اور بزرگوں سے عطا ہوتی ہے **چوتھی صحبت باپ ماں کے ساتھ**
چوتھا درجہ ماں و باپ کا ہے ماں و باپ بچوں کی پرورش و تربیت مین اپنے حال و مال پر کسقدر بار اور محنت اور مشقت
اٹھاتے ہین خاص و عام سے مخفی و پوشیدہ نہین اسلئے اُنکی فرمان برداری مین ہمیشہ رہنا واجب ہے ماں و باپ آئے یا
کھڑے رہے تو اٹھکر اونکی تعظیم کرین کچھ حاجت طلب کرے تو فوراً بجالائے اور انکی خدمت کیلئے ہمیشہ مستعد رہین اور کوئی
امر اُنسے اپنے خلاف طبیعت صادر ہو تو ہرگز نہ بگڑ جائے اور انکے کہنے سے نام سے نہ پکارے اور بے غرض اونکے آگے بیٹھہ
دیکر نہ چلین اور اپنے آواز کو اُنکے آواز سے بلند نکرین اور حسب خواہش و مرضی اونکے ہر کاروبار مین کوشش کرین اور عاجزی
و انکساری و ملایمت سے پیش آئین اور اپنی خدمت و محنت کا مہنا و ٹونا نہ دین اور بری نگاہ باہری صورت نہ بنا کر ندیکھین
اور بغیر اجازت اونکے سفر نکرین۔ جہاد و حج کا سفر ہو یا اور کسی حاجت کا سفر اور ہمیشہ یہ دعا پڑھتے رہین رَبِّ اغْفِرْ لِیْ
وَلِوَالِدَیَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا اور ماں و باپ کو بھی چاہیے کہ اپنے اولاد کا حق پہچانے اول اولاد
کی ماں کو اچھے خاندان کی کرین اور اولاد کا نام اپنے خاندان کے رسم موافق اچھا چنکر رکھے اور اچھے طور سے تربیت
کرین اور جب سن تمیز کو پہنچے تو نماز و روزہ و قرآن مجید و علم شرعی پڑھنے کا حکم کرتے رہین اور جب دس سال کو پہنچے اور
نماز وغیرہ مین توجہ نکرے تو بطریق ادب کے مارا کرین اور ادب و چال و رویہ و روزگار کیلئے ایک لایق ہنر سکھایا کرین اور بلوغ کے
پیشتر ختنہ کرین اور جب موقع ملے تو کفو خاندان مین شادی کراوین جب والدین یہہ حقوق مذکور کو ادا کرین تو حقوق
بالا کے مستحق ہوتے ہین **پانچوین صحبت اوستاذ کے ساتھہ** پانچوان درجہ استاذ کا ہے اور استاذ
کے ضمن مین شیخ و پیر و مرشد ہین ماں و باپ صرف بدن کی تربیت و حفاظت کرتے ہین اور استاذ بدن کی تہذیب
و عاقبت بخیر کرتے ہین پس استاذ و شیخ و پیر و مرشد کی فرمان برداری کرنا واجب ہے ملاقات کے وقت پہلے باادب
سلام کرین پہر ماتھہ کا مصافحہ کرکے بوسہ لین اگر بطریق ادبانہ و تبرک کے موہنڈا یا گھٹنہ کا بھی بوسہ لیے تو مضائقہ نہین
اما قدم کا بوسہ لینا مکروہ تحریمی ہے اور قدم پر پیشانی رکھنا حرام ہے اگر انکو معبود تصور کرکے سجدہ اپنے پر فرض جانکر
کرین تو کفر ہے اسیطرح قبرون کے بوسہ سجدہ کا حکم ہے اور اونکے روبرو زیادہ باتین نکرین اور کچھہ کہنا ہو تو اجازت لیکر عرض
کرین اور اُنکے آواز سے اپنا آواز کو بلند نکرین اور غیر واقع بطریق امتحان کے کسی مسئلہ کا سوال نکرین اور بحثی مین
فلان آپکے خلاف مین ہے نہ کہین اور بطور کمال و موقعیت اپنی رائے کو ظاہر کرین بلکہ بطور سیکھنے اور فائدہ اٹھانے کے

اپنی رائے کو عرض کریں اور انکی تھکان و ضعف کی حالت مین زیادہ سوال و بحث نکریں بلکہ وقت زیادہ باتون و سوالون سے انکو تنگ نکریں اگر راستہ مین ملاقات ہوئی اور کچھہ سوال پوچھنا ہو تو مکان کو پوہنچنے تک نکریں اور انکی مجلس مین روبرو کرسی سے آہستہ بیٹھین نکریں اور چوطرف منہہ نہ پھیرا کریں بلکہ سرجھکا کر باکمال ادب سے بیٹھین اور جب اٹھے تو اٹھکر انکی تعظیم کریں اور انکے اقوال و افعال کے ظاہر حالت کو خلاف سمجھہ اپنے نہ دیکھین تو کسی نوع کی بدگمانی نکریں اور اگر ان کے ذاتی یا خانگی کا کام پڑجائے یا ارشاد فرمائے تو فوراً بجا نفسانی کے ساتھہ تعمیل کریں بلکہ ان کے کہنے کی حاجت نہ پڑے دین اشارہ و شاہد حال دیکھکر بجالاوین اور دین و دنیا مین حسب ارشادات اون کے مصروف رہین - اور استاد و شیخ و پیر و مرشد کو بھی چاہئے کہ اپنے شاگردان و مریدان کا حق پہچانے اول شاگردان و مریدان کو علوم دینی یعنے شبانہ و روز کے فروض و واجبات سکھاوین اور حلال و حرام سے آگاہ کریں اور سنت و مستحب و نیک و بد بتلاوین اور مکروہ تحریمی و تنزیہی و بدرویہ گی سے پرہیز کراوین اور غیر سنت و جماعت کے مذہب کے دیگر کتاب سیکھنے سے منع کریں مثل علم منطق عقلی کہ سرتاپا کفر ہے اما علم منطق شرعی جس سے اصل مضامین قرآن مجید و حدیث شریف کے پہچان نیکے موافق قواعد سکھنا جائز ہے - اور دیگر مذہب یا طریقہ والون کے ساتھہ بحث یا تکرار یا نزاع کرنیکا سخت ممانعت کریں اور معاش و روزگار کیلئے فرصت دیوین اور موافق حال و حیثیت کے کسی ہنر یا پیشہ کرنیکے لئے ایما کریں اور شاگرد و مرید کے مال و خدمت پر طمع نکریں اور اپنا بار آپ ہی اٹھاوین طلبا کو تکلیف ندین اور اپنے مجلس باوقار و معتبری سے رکھین زیادہ کلاوبکار و تکرار سے صاف رکھین اور لوگ کے دل ملاف کیلئے کبھی کبھی ہنسی مذاق کے باتان نکالین طالب و مرید سے ملایمت سے پیش آوین اگر بے ادبی و بیہودہ پنے نفرت نکریں اور محبت و تکرار سے غصہ مین نہ لاوین بلکہ تیز یا کم فہمی ہو تو درستگی سے سمجھا کر راستہ پر لاوین اور رسائل کے دلیل کو پورا سمجھکر بلا رعایت جواب باصواب دیوین اور پرہیزگاری و درستگی فعال و اقوال و نیت ظاہری و باطنی کے ہدایت کریں اور پہلے خود استاد و پیر و مرشد عمل کریں تا دوسرے دیکھکر مقتدی بنے اور اُن کے ارشادات و ہدایات کا اثر ان کے دلو نپر پڑے **چھٹی صحبت زوج و زوجہ کے ساتھہ** چھٹا درجہ زوج و زوجہ کا ہے ہر ایک کے دوسرے پر چند حقوق واجب ہے **پہلے زوج کے** حقوق یہہ ہین جب تک شوہر زوجہ سے خوش و راضی ہے تب تک خدا بھی راضی ہے اور جسقدر زوجہ سے آزردہ و ناراض ہے تو اوسیقدر خدا بھی ناراض ہے شبانہ و روز شوہر کی فرمان برداری مین اور اوسکے مال کی حفاظت کریں بغیر اجازت کے

کسیکو ایک جنبدے اور اون کے اولاد و اقربا و متعلقان کے ساتھہ نیک اخلاق سے پیش آئے اور ان کی خوشی سے خوش رہین
اور ان کے غم سے غمگین رہے اور بغیر اجازت کے گھر کے باہر نجاوے اور اپنے تئین بناؤ سنگار سے آراستہ کرکے مکان مین بیٹھے
اور بغیر اجازت بیگانہ زنان کو گھر مین نہ آنے دین بیگانہ مرد کو آواز نہ سنائے شوہر کا عیب کسی سے ظاہر نکرین ضروری کے سوائے
فضول اشیاء بار بار طلب نکرین اور کسی امر مین عار و غیرت دیکر شرمندہ نکرے۔ ان کے ذات مین ہو یا مال و متعلقان مین ہو
حقارت نکرین ہر بار کلہ درازی یا بدگوئی یا بددعا سے تنگ نکرین اور بغیر اجازت شوہر کے نفل کا روزہ نرکہین اگر فرض روزہ
کی قضا ہے اور ہنوز دوسرا رمضان دور ہے تو تب بہی بغیر اجازت کے قضا نکرین بالجملہ ہر وقت اون کے خوشی و مرضی کے ساتھہ رہین

دوسرے زوجہ کے حقوق یہہ ہین زنان مادر اول یعنے اماحوا بابا آدم کے ڈانوین پہلی سے پیدا ہوے ہین
اور پہلی خمی ہوی ہے اسلئے زنان پورے طور سے سید ہے ہو نہین سکتے شوہر کو چاہئے کہ زوجہ کی رعایت دلہر امر مین
نبہا و کرتے رہین اور نماز و روزہ و غسل و دیگر احکام شرع کے سکہاوین یا اور کسی سے سیکہنے کی اجازت دیوین اور مکان و نان و نفقہ
اپنی حیثیت کے موافق خوشی سے دیا کرین اور اسکے مان و باپ و اقربا کے بارہ مین کچہہ طعنہ یا رموز نکرین بلکہ ہو سکا تو اسکے
مان و باپ و اقربا کے حق مین نیک سلوک کرین اور گالی و ناشایستہ الفاظ نکہین اور ناحق زدوکوب نکرین اگر کہین تجارت
یا سفر سے آجائے تو زوجہ کیلئے کچہہ تحفہ و ہدیہ لاکر دین اگر خدانخواستہ بالکل اتفاق ہو جائے تو ایک طلاق رجعی یا خلعی
دیوین کیونکہ بے کار معطل رکہنا حرام ہے **ساتوین صحبت قرابتداروں کے ساتھہ** ساتوان درجہ
اقربا کا ہے انہونکو ارحام بہی کہتے ہین یعنے خدا کے رحمان نام سے لیا گیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ
اللہ تعالی فرمایا کہ ارحام کا نام میرے نام سے نکالا ہے جو کوئی انپر رحم کرے اور احسان پونچائے تو اسکی عمر درازی کرونگا
اور اسکے مرادونکو پونچاؤنگا اور جو کوئی انپر رحم نکرے اور احسان نہین پونچائے تو اوسکی عمر کوتاہ اور مراد توتہا ئیگی
اور یہہ قرابتداروں کے حق مین بڑی تاکید سمجہنا چاہئے ہر وقت اونکی خبر گیری و خیریت کی خبر رکہا کرین اور بعضے اوقات
خود مکان مین جاکر ملاقات کرین اور دور ہو تو مراسلہ سے خبر گیری و سلام علیک پونچائے اور وقت ضرورت مدد
و اعانت کرین اور اپنے مقدور موافق حسب موقع و حاجت کے احسان کرین بہر صورت کسی طور سے ہونکو خوش رکہین
تا اپنے سے آزردہ و رنجیدہ نہونے پائے اور قرابتداران یعنے ارحام سے مراد تمام اقربائے نسب و رضاع و نکاح کے
تا نہ و رشتہ والے ہین **آٹہوین صحبت الجار یعنے محلہ دار کے ساتھہ** آٹہوان درجہ محلہ دار کا ہے

پیغمبر فرمائے کہ جبرئیل نے پڑوس کے حق مین بار بار تاکید کرتے رہے یہانتک کہ وارث ہونیکی نوبت ہوتی تھی ہر وقت پڑوس کی خبر گیری رکھین اور اپنا مکان اونچا بلند نکرین اگر اجازت سے کئے تو نظر کا احتیاط کرین اور کچھ غیر معمولی پکوان کئے تو انکو بھی کچھ دیا ہو تو ظاہر کرین نہین تو پوشیدہ پکا کر کھائین اپنے بچونکو کھلونا یا کوئی چیز دیکر اونکے بچون کو نہ دکھلائے اور ماماننہ وعیدین کی ملاقات کرین اور غریب ہو تو اونپر احسان کرتے رہین بالجملہ انکو اپنے سے آزردہ نہ ہونے دین اور پڑوس تین قسم پر ہے (۱) قرابتدار کے تین حق ہوتے ہین ایک مسلمانی کا دوسرا قرابتی کا تیسرا محلہ داری کا (۲) مسلمانان کے دو حق ہین ایک مسلمانی کا دوسرا محلہ داری کا (۳) کافر اسکا صرف ایک حق محلہ داری کا ہے

نوین صحبت دوستون کے ساتھہ نوان درجہ دوستون کا ہے دوست ہم جوڑ و لایق رہے جیسے جوڑا پیوند سے کپڑا معیوب ہوتا ہے ویسا ہی نالایق دوست سے بھی عیب پڑتا ہے کیونکہ صحبت کا اثر ہوتا ہے جیسا شیرین مین ترشی ملے سے ترشی کا اثر غالب ہوتا ویسا ہی صحبت بد کا بھی زیادہ اثر ہوتا ہے مصاحب مین پانچ شرط موجود ہونا چاہئے (۱) عقلمند ہو جاہل و احمق سے پرہیز کرین کہ یہہ سُدھارنا چاہتا ہے مگر وہان بگڑ جاتا ہے مثل مشہور ہے کہ احمق دوست سے دانا دشمن بہتر ہے (۲) نیک رو ہو شریر و بدرو یہ سے بچے رہین نیک رو یہ وہ شخص ہے کہ جس کی دوستی سے معتبری و عزت بڑھتی ہے اور ضرورت کیوقت ہر کاروبار مین حمایتی مدد و اعانت ہوتی ہے اور احیاناً اپنے سے کچھہ خطا و قصور صادر ہوا تو ملایمت سے نبھا کر لا لیتے ہین اور دین و دنیا کے معاملات مین نیک نصیحت و شوق دلاتا ہے اور بدرو یہ وہ آدمی ہے کہ ذری سی بات مین غصہ لاکر اپنے سے باہر ہو جاتا ہے اور گذری و گذری ہوئی باتون سے مجلس مین شرمندہ کر دیتا ہے اور سابق و حال کے تمام صحبت و نیکی کو برباد کر دیتا ہے اور کسی بات کا لحاظ و رعایت نہین کرتا کہ خود اپنے ساتھہ والونکا بھی نام بدنام کر دیتا ہے (۳) پرہیزگار ہو فاسق و حرام باز سے دور رہین کیونکہ جسکو اللہ و رسول سے ڈر نہین اور لوگ سے لحاظ و شرم نہین کہ علانیہ گناہ کبیرہ و صغیرہ کا مرتکب ہوتا ہے تو ایسے شخص پر اپنا جان و مال و آبرو کا بھروسہ اعتبار کیونکر کیا جاتا ہے علاوہ حرام باز کی صحبت سے تاثیر ہوتی کہ گناہ کی کراہیت دل سے مٹ جاتی ہے اور حرام کرنیکو دل گھٹ ہو کر پڑتا ہے جیسا کہ غیبت کرنا حرام ہے گویا مرے ہوئے شخص کا گوشت کھانا لیکن بسبب زیادہ عمل برتاوہ مین لانیکے اور دوسرونکی غیبت سننے سے غیبت کو ایک خفیف بات قرار دیتے ہین اور نو جو کم برتاوہ کے کہ نئے ریشم کا کپڑا یا سونے کی انگشتری پہنے تو اچنبا دیکھکر فوراً انکار کرتے ہین (۴) سخی ہو

کنجوش ہے بازین کیونکہ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے سخی کی صحبت سے سخاوت غالب ہوتی ہے کہ جسمین دین و دنیا کے خوبیان ہین اور کنجوش بخیل کی صحبت سے دولت و حشمت غالب ہوتی ہے کہ جس سے لوگ کی آنکھوں سے گر کر برا ہو جاتا ہے اور خدا تعالی کے یہان بھی بے جاے رہتا ہے صحبت کی تاثیر سے طبع سے طبع چرا لیتا ہے (۵) سچا ہو جھوٹے سے بچکر رہے کہ یہ دور کی بات کو نزدیک کرتا ہے اور نزدیک کی بات کو دور کر دیتا ہے ہر طرح سے اسکا اعتبار نہین اور اسکو یہ نکہنا کہ تو جھوٹا و نامعتبر ہے کہ وہ دشمن بنکر گاٹھے درپے ہوگا صرف اسکو چپکا خاموش رہین پس فی زمانا ایسے شروط کے دوست گنتی کے ہونگے اور دوستی رکھنا محض تین غرض کیلئے یا تو آخرت کے لئے ہو تو اسکی دینداری پرہیزگاری دیکھکر اس سے فائدہ اٹھائین یا دنیا کیلئے ہو تو اسکی حمایت و نیک رویہ دیکھکر اپنا پشت و پناہ بنائین یا دل لگی کیلئے ہو تو اسکے نیک اخلاق و خوش طبع دیکھکر دل بہلائین اور دوست تین قسم پر ہین اول مثل کھانا و پانی بغیر اس کے چارہ نہین دوسرا بطور دوا کبھی کبھی اس سے کام پڑتا ہے تیسرا جیسا مرض اس سے کبھی کسیکو کام نہین پڑتا تو اس سے ہمیشہ بچتے رہین اگر اچانک نصیب ہو آ ورہو اور حسب دلخواہ موافق شروط بالا کے ایک ثانی و اردوست پاوین تو مطابق تفصیل ذیل کے اوسکے ساتھ پیش آنا امر لازم ہے۔ پہلے یہ تین امر پیش لانے سے دشمن ہو تو بھی دوست بنجاتا ہے (۱) ملاقات کے وقت اوس سے پیشتر سلام کر کے مصافحہ کرے (۲) اوسکے خوش و عمدہ دل پسند نام سے پکارین (۳) بھری مجلس مین جاے دیکر بٹھائین اور اگر دوست کو کام پڑ جائے تو بذات خود آکر مدد کرے اور مال سے بھی عانت کرین انکے سوال کرنیکی ضرورت نہ پڑنے دین۔ اور ہر وقت انکی خبر گیری کرتے رہین۔ اور انکے بھید اور عیب کو پوشیدہ رکھے گر لوگ کے افواہ سے انکا بھید و عیب ظاہر ہوا تو انکو نہ سنائے تاثر مندہ نہو جائے اگر انکی تعریف و نیک اخلاق ظاہر ہوا تو اوکو سنائے تا خوش ہو جائے اور بات کئے تو پوری ختم ہونے تک سنتے رہین۔ اور انکی بات کو نہ کاٹین۔ و نہ حجت و تکرار کرین اور ان کے احسان کا شکریہ کرتے رہین اور انپر احسان کئے تو اسکا ذکر نکرین۔ نہو سکتے سو کام کی فرمایش نکرین تا اوسکی تحصیل مین بار و فکرمندی و شرمندی نہونے پائے۔ اور اسکے غائبانہ مین کوئی غیبت کرے یا برا کہے تو جوابدہی کرین اور بے راہ چلے تو دوسرے پر بات ڈالکر نصیحت کرے اور انکے تقصیر و غصہ کو تمام کر معاف کرین اور ہر بار گلہ نکرین اور انکی خوشی سے خوش رہے غمگین سے آزردہ رہین اور جاتے وقت اٹھکر تعظیم دیکر سلام کرین اور تھوڑی دور تک پہونچا ئے

اوراون کے غائبانہ مین دعائے خیر کرتے رہین زندگی مین ہو یا بعد مرنیکے اوران کے اہل وعیال کے ساتھہ بہی
وفاداری وخبرگیری اور مدد وعانت کرتے رہین اون کے زندگی وحاضری یا غائبانہ وبعد وفات کے بہی اسطرح
رہین نیک رہ یہ وانسانیت اور وفاداری دوستانہ اسیکو کہتے ہین دوستان مثل دو ہاتہہ کے ہین ایک ہاتہہ دوسرے کو
دہوتا ہے ہر بہترین امر مین دوست کو متقدم رکہین چنانچہ **روایت** ہے کہ ایک روز پیغمبر نے پیلو کے جہاڑ
سے دو مسواک توڑے۔ ایک سیدہا تہا اور ایک ٹیڑہا۔ اور آپکے ساتہہ ایک صحابی تہے تو اونکو سیدہا مسواک
دئے اور آپ ٹیڑہا مسواک کہہ لئے۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم یہہ سیدہا مسواک آپکے لائق ہے
اور وہ ٹیڑہا مسواک مجہکو دیجئے تو پیغمبر فرمائے کہ ہر صحبت کی بازپرس ہوتی ہے ایک دن کی صحبت ہو خواہ ایک
گہڑی کی کہ دوست سے کسطرح پیش آئے جو دوست سے زیادہ مہربانی رکہتا ہو تو وہی افضل ہے **دسویں صحبت**
اپنے نفس کے ساتہہ اگرچہ نفس کی تادیب سب سے مقدم ہے مگر بطریق ادب کے اخیر مین لکہے گئی انسان کے
باطن مین نفس اور خواہش اور شیطان یہہ تین حکمران ہین اور ہر ایک کا مطلب علیحدہ ہے تو انسان کو چاہیے
کہ ان کے داؤ و فریب سے بچتے رہے اور نیک رویہ کی چال و چلن کی عادت رکہین اور فروض و واجبات کو پورے طور سے
ادا کرین اور ہر روز تلاوت قرآن مجید کم از ایک کوع تو ہی پڑہا کرے و نیز دیگر سنن و اوراد اور ردود شریف کا شانہ
و روز مین ایک وظیفہ مقرر کرین اور معاش کے بارہ مین کاری گری یا اور کوئی پیشہ کہے بدن و کپڑے کو صاف
پاکیزہ رکہے اکثر سوفیانی کپڑے پہنا کرین زیادہ رنگا رنگ پہننے سے ایک شہرت پیدا ہوتی ہے ہان عید دین مین
رنگین کپڑے پہننا سنت ہے اور چلتے وقت اپنے بازو و دامن کو دیکہتے ہوئے نہ چلین اور بے غرض جو طرف نہ دیکہین اور
پاؤن گہسیٹتے ہوئے نہ چلے اور راہ مین عوام کے بیچ مین نہ کہڑے رہین اور عوام کے فواہ مخواہ سنکر مجلس مین
بیان نکرین اور جب کسی مجلس مین آئے تو جہان جائے ملے وہان بیٹہین اور اگر جگہ جائے ضرور کی بیٹہک کے موافق
نہ بیٹہین اور لوگ کے طرف پاؤن لمبا نکرین گہر کے سامان زنانی دروازہ طرف نہ دیکہین جسطرف سے طعام و چاء وغیرہ
آتی ہو اوسطرف بار بار نہ دیکہین اور اپنے کو کہانا یا کچہہ چیز دئے تو اسمین سے کسیکو دینا جائز نہین جسقدر چاہے
کہائے باقی ویسا ہی رکہہ چہوڑے۔ دوسرون کے طرف نہ دیکہین اور مجلس مین باتون کے اونگلیون مین انگلیان
نہ ڈالین اور داڑہی منہ پر بار بار ہاتہہ نہ پہیرے اور دانتون مین خلال نکرین اور منہ کہولکر جمائی نلین حتی الوسع رکنہ سکے

ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھے اسیطرح چھینک آئے تو کرے اور بار بار نہ تھوکے اور ہاتھ سے ناک نہ چھنکے بلکہ کپڑے سے اور منہ پر کے مکھیوں کو ہاتھ سے نہ اڑائیں جلد جلد باتیں نہ کریں صاف صاف کم آواز سے لوگ سنے اتنا کہے۔ اور زیادہ ہنسنا و خوش مسخری نکریں اور ظالم زبردست کو باڑان نہ دیں اور اپنی ذات یا صفات یا ہتیار یا گھوڑا وغیرہ متعلق چیز کے بڑائیان و تعریف نکریں کہ یہہ محض حماقت ہے اور دوست و اہل و عیال کے ساتھ معتدل حال سے رہیں نہ زیادہ سختگی کہ جس سے وہ بھڑک جائے و نہ زیادہ نرمائی کہ جس سے وہ لاپرواہو جائے اور زیادہ تیل و سرمہ و نازک کپڑے زن کے جیا سنگار نکرے اور میلے کچیلے بد حال بھی نہ رہے ہر امر میں معتدل حال اختیار کرے **حدیث** **شریف** میں آیا ہے کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا یعنے ہر امر کے درمیانی حالت بہتر ہے

عذر داری مصنف

اب یہاں احکام و ادب کے بارہ میں املا سے اکتفا کرلئے اور قلم کی باگ کو تحریر سے موڑ دئے اور مخفی و پوشیدہ نرہے کہ ہر علم و فن کے ابواب و فصول ایک وضع کے ترتیب وار مقرر ہوا کرتے ہیں اور یہہ کتاب جبکہ مشتمل اوپر قواعد شرعی و عقائد و فقہ و تاریخ و جغرافیہ و ادب و تصوف کے ہے تو اسلئے اسکے ابواب فصول غیر مرتب حسب موقع جابجا لکھے گئے ہیں اور مجھکو اسمیں زیادہ فائدہ اور مناسب معلوم ہوی اسیطرح بعضے الفاظ و عبارت مکرر آئی تا حوالہ دینے سے بندی بار نہ اٹھائے۔ و علیہذا اختصار کیلئے ہر مسئلہ و ہر عبارت میں کوئی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا کیونکہ بالجملہ چند کتابوں کے نام آخر میں لکھے جائیں گے اور بندی بعد آگاہ و اطلاع اس کتاب کے فائدہ عظیم اٹھائیگا اور باقی مطالب کے وقفیت کیلئے شوق پیدا ہوگا **السعی منی والتوفیق والاتمام من اللہ** اور اس کتاب مستطاب کو کتب معتبرہ سے انتخاب کیا ہوں یعنے وان کتب کے عبارت جو عربی زبان میں تھے اوسکے مضامین بجنسہ بغیر فروگذاشت کم و بیشی کے صرف بعضے جائے جہت توضیح و تشریح کیلئے قدرے عبارت بڑہائی گئی ہے اور اس نیازمند کا فرزند ارجمند قرۃ العین **ابوالشرفین سید حسین** اطال اللہ عمرہ وزاد علمہ و قدرہ کو میں نے املا کرتا گیا اور وہ اپنے حسب صلاحیت استعدادی کے تحریر کیا کیونکہ یہہ علم عربی و فارسی و قواعد اردو و حساب و آداب وغیرہ بطریق خانگی مدارس سے تحصیل کیا ہے بلکہ بعضے اعراب و عبارت رکیک کی اصلاح و رد کردیتا گیا مجھکو اس تالیف میں اوس سے بہت کمک حاصل ہوی اور بڑی محنت و مشقت اٹھایا ہے کیونکہ شبانہ روز جب موقع ملے تحریر میں

مصروف رہتا تہا دیگر سے ایسا ہونا دشوار ہے اگر اسکو مؤلفی مین شریک کیا جائے تو صواب سے بعید نہوگا اللہ تعالی اسکو بہی اجر و ثواب مین شریک کرے اور عاکنندگان سے امید ہے کہ اسکو بہی دعائے خیر سے فراموش نکرینگے۔ بفضل خداوند کریم کارساز کے بعد اس اوراق کی ہوی تہی تو اوسیکے ہی مرحمت و برکت سے خاتمہ اسکا بخوبی ہوا۔ ورنہ اس بے بضاعت ناچیز کو کب اسکی لیاقت تہی کہ اس عہدہ کو سرانجام دیتا محض قدرت الہی تہی کہ گویا دریا کوزے مین سمائے گئی اور مرد وزن وضیع و شریف گہر ہیئے علم تحصیل کرین۔ اور اللہ تعالی اس کتاب کو مقبول و پسندیدہ خلایق کرے۔ اور سیکہنے اور مطابق اس کے عمل کرنیکی نیک توفیق دے۔ اور اس خدمت کو توشہ و ذخیرہ بنا کر قیامت کے روز اس عاصی پرمعاصی کے کام مین لاوے اور علما و فضلا کے خدمات مین عرض کیجاتی ہے کہ اس بے مایہ کی عبارت ناپسندیدہ اور الفاظ ناپسندیدہ پر دیدۂ اعتراض نہ کہولین اگر کسی جائے مین عبارت یا لفظ یا اعراب خلاف صواب کے نظر پڑے تو بعد مقابلہ و تامل بلیغ کے اصلاح فرما کر لوگ کو غلطی سے آگاہ کرین۔ کہ حق و صحیح پر عمل کرنا اولا ہے۔ اور طعنہ و جرح بوشیوہ سفلہ و اراذل کا ہے اوس سے پاک رہے۔ کہ انسان جائے خطا و نسیان کے ہے نیز اس عاجز کی تقصیر و کم استعدادی ہے و نہ علمیت کا دعوی رکہتا ہے صرف بوجہ شفقت والد برولد کے اس دریائے عمیق مین اقدام کیا اور اس کیلئے عبارت سے تالیف کیا۔ خالصا للہ تعالی کہ حدیث شریف مین آیا ہے نیۃ المؤمن خیر من عملہ یعنے مومن کی نیت اوسکی عمل سے بہتر ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۝ رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَا جَمَعْنَاهُ خَالِصًا لِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ وَسَبَبًا لِلْفَوْزِ بِجَنَّاتِ النَّعِیْمِ وَاجْعَلْهُ حُجَّةً لَّنَا لَا حُجَّةً عَلَیْنَا وَشَاهِدًا لَّنَا لَا شَاهِدًا عَلَیْنَا وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهٖ وَالتَّابِعِیْنَ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَعَلَیْنَا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اٰمِیْن ۝

اظہار

مخفی و پوشیدہ نرہے کہ یہان چند کتابون کے نام لکھے جاتے ہین جس سے انتخاب کیا گیا تا ناظرین کو اطمینان و خاطر جمع رہے اور کل کتابون کے نام لکھنے سے ایک بڑی فہرست ہوگی اسلئے کتب ذیل پر اکتفا کرلئے مطابق مذہب امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ کے ہین جن حضرات کو تحقیق و تفتیش و احتیاط کی درکار ہو تو کتب ہائے محولہ سے مقابلہ فرمالین کیونکہ ہر مسئلہ مین کتاب و صفحہ کا حوالہ دینا اسمین بڑی دقت و کتاب کا بڑا حجم ہو جاتا ہے جس سے مبتدیون کا ذہن منتشر ہو جائیگا تو پھر کسی فقہ کی کتاب مین حوالہ نہین دیا جاتا۔ ہان اگر خاص ایک ہی مسئلہ کا حکم یا فتوی ہے تو اسمین البتہ کتاب کا حوالہ دینا ضرور ہے تاہم بحث و اعتراض کنندگان کیلئے یہان چند کتاب کا حوالہ لکھا جاتا ہے اور اسکے معائنہ و مقابلہ سے بخوبی واضح و مبرہن ہو جائیگا۔

کتب محولہ یہہ ہین

حاشیۃ الباجوری علی کفایۃ العوام	حاشیۃ الباجوری علی جوہرۃ التوحید
علم توحید و عقاید	علم توحید و عقاید
اسعاد الرفیق شرح سلم التوفیق	ارشاد العباد الی سبیل الرشاد
علم عقاید و فقہ و تصوف	علم عقاید و فقہ و تصوف
احیاء علوم الدین چار مجلد	شرح جلال الدین المحلی علی منہاج النووی
علم عقاید و فقہ و تصوف	دو مجلد علم فقہ
کتاب الانوار لاعمال الابرار	حاشیۃ الباجوری علی شرح ابن قاسم
دو مجلد علم فقہ	دو مجلد علم فقہ
الاقناع شرح مختصر ابی شجاع	تحفۃ الطلاب شرح مختصر اللباب
دو جزء علم فقہ	علم فقہ

بشرالکریم شرح مختصر بافضل — فتح المعین شرح قرة العین

دوجزء — علم فقه

حاشیته ابن حجر علی الایضاح المناسک النووی

علم اعمال حج

فتح القریب شرح الترتیب — فتوحات الباعث شرح تقدیر المباحث

دوجزء علم وصایا وفرایض وحساب

علم فرایض

حاشیته البقری علی شرح الرحبیه — الفراط الفرایض شرح ذریعة الناحض

علم فرایض

تاریخ الخلفا لجلال الدین السیوطی — تاریخ الخمیس فی النفس النفیس — دو مجلد

علم تاریخ

عقد الفرید — تبین مجلد — کتاب التذکره فی تحفیظ الکره

علم ادب — علم جغرافیه

فرح الاسماع برخص السماع - مؤتمن سالم — میزان الشیخ الشعرانی — دوجزء

جوازراگ صوفیان — علم تصوف وفقه چارمذهب

بغیة المسترشدین — دوجزء — فتوی الشیخ الخلیلی — دوجزء

علم فتوی فقه وغیره — علم فتوی علم وغیره

رحمته الامه +

علم فقه چارمذهب

پس بعونہ تعالی شانہ

کہ اس کتاب **جامع المہام من مذہب الشافعی فی الاحکام**
کی تالیف وترتیب سے فراغت حاصل ہوئی اور دل کا مقصد پورا ہوا بتاریخ ۱۱ ماہ ربیع الثانی شریف
سنہ ۱۳۱۹ ہجری ایکہزار تین سو اونیس ہجری علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ و ازکا التحیۃ
بقلم کاتب الحروف عاصی پرمعاصی ہیچمدان و کمترین ابو الشرفین **سید حسین بن محسن بن**
علوی بن عبد اللہ العلوی الحسینی عفی اللہ عنہ آمین

شکریہ

فی الحقیقت تالیف وچھپوائی واشاعت کتاب ہذا حسب فرمایش وسعی وہی جناب **کیپٹن حبیب ابوبکر** کمانڈنگ افسر
جلکے اوصاف حمیدہ ومحاسن پسندیدہ کتاب کے دیباچہ مین ثبت کئے گئے کہ جناب موصوف جہت مصارف طبع کے اپنے
ذریعہ وبستصواب سے طبع کنندہ کو بڑی اعانت وامداد فرمائے۔ ونیز حسب فرمایش فیض رسان وشہرت زمان مدبر
امواج بحر مواج زمرہا، افغان وعروب شعیدان باس ودلیران حروب مخط خیرخواہ سرکار بلکہ جان نثار
وجان نثار جناب ابوسعید عوض بن سعید بن ابی اللیل المخاطب نواب **جان نثار یار جنگ بہادر**
بین باشی سرکردہ جمعیت نظام محبوب سرکار عالی دام اقبالہ کے کہ اولاد فوج متعلقہ آن جناب اس کتاب سے بہت فائدہ
اٹھائینگے تو بموجب عادتی مکارم واحسانات اپنے ذریعہ سے طبع کنندہ کو اور امداد واعانت بخشے اور یہہ معروضہ
دیا دہی ذکی وہوشیار مختتی باالامانت وادب منسوبہ اقوام عرب محمد بن عبد اللہ بن بریک علاقہ پیشی نواب ممدوح کے
سعی وکوشش ہوئی ونیز طبع کنندہ مسمی عبد اللہ بن احمد بن عامر زید نے چھپوائی مین بڑا بار ومحنت اٹھایا ہے پس یہہ ہر دو افسران
بالا واور دیگر متاررالیہما کے توجہات سے چھپوائی کا سرانجام ہوا جس سے نیک واحسان دیا دگیری زمان وحصول ثواب واجر بے حساب
فایز ہووے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۵

خاتمۃ الطبع

بعد حمد اللہ تعالے اور درود او پر خدا کے مصطفے و آل اہل عبا۔ و اصحابہ الاتقیا۔ کہ یہہ کتاب مستطاب لاجواب مجمع علوم شرایع الاسلام الموسوم بہ **جامع المہام من مذہب الشافعی فی الاحکام** تالیف مولانا مولوی علام زبدۂ سادات عظام فائدہ بخش خواص و عام عالیجناب **حبیب محسن بن علوی** بن الحسین بن الشیخ ابوبکر بن سالم العلوی الحسینی الحضرمی الشافعی دامت افاداتہ و عمت نفاعتہ کی طبع کے حلیہ سے آراستہ ہوی و تعلیم حکام کیلئے مدرس و مفتی کی مسند نشین ہوی معہ کمال صحت و مقابلہ اصل نسخہ حضرت قبلہ موصوف و نیز سماعت و اصلاح مولف صاحب مزبور کے کہ اسقدر جہد و توجہ بلیغ کیا گیا کہ اگر کسی جائے غلطی حرف یا نقطہ کی ہو تو شاذ و نادر ہے کہ انسان جائے سہو و نسیان کے ہے اور صحیح صرف قرآن مجید ہی ہے تپر یہہ کتاب نامی گرامی موسوم **مطبع فخر نظامی** واقع چتہ بازار حیدر آباد دکن مین چھپے گئی کیونکہ یہہ مطبع کی شہرت ظاہر ہے کہ باعدہ و مضبوط ذاتی آلات اور اسکے محران و کارپردازان اس فن مین نہایت ماہران ہین اور مالک و مہتمم مطبع مزبور جناب میر وزیر علیصاحب کہ یہہ ایک خلیق شخص ہے کہ آپکی دیانت و وفاداری معاہدہ و راست گوئی معہ مروت و رعایت بیان سے باہر ہے تجربہ سے مبرہن ہوگا۔ اور اس کتاب کے چھپوائی مین اگرچہ کہ زر خطیر و مبلغ کثیر صرف ہوے ہین مگر بہ نسبت کمال صحت طبع و حسن وضع کتاب مزبور کے قلیل و ناچیز سمجھا گیا پس بتاریخ غرہ ماہ ربیع الاول شریف سنہ ۱۳۲۲ھ مطبع مذکورہ بالا مین طبع کا اختتام ہوا۔ **والحمد للہ والمنہ وعلے رسولہ الصلاۃ والتحیۃ ترو بالخیر ختم**

ف جس نسخہ پر اس جا کے مین حضرت مولف صاحب قبلہ کی علامت دستخط کی نہو تو وہ نسخہ جعلی نامعتبر یا مسروقہ سمجھا جائیگا فقط

شرح دستخط حضرت مولف صاحب قبلہ

تصحیح نامہ

پہلے تھوڑی تکلیف اٹھائے اس تصحیح نامہ کو ملاحظہ فرماکے جابجا حسب نشان صفحہ و سطر کے یکبار تصحیح فرمالیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	غالب	عالب	۴۷	۷	حسقدر	جسقدر
۷	۲	مدریعہ	بذریعہ	۴۷	۲۱	ہا کے	ہاتھہ کے
۱۰	۱۷	اجتماع	اجماع	۵۰	۱۳	تھیلی	ہتیلی
۱۱	۴	سافعی	شافعی	۵۱	۵	اٹہانا اور لگانا	اٹہانے لگانا
۱۱	۶	کر	کرو	۵۳	۳	میسنا	منا
۱۱	۱۰	لس	پس	۵۴	۷	خواص	خاص
۱۱	۲۱	مزاہب	مذاہب	۵۴	۲۰	اترٹی	ایڑی
۱۴	۱۳	ہونا	نہ ہونا	۵۴	۲۰	کہین	رکہین
۱۵	۹	الوجد انیہ	الوحد انیہ	۵۵	۱	مٹی سے مسح کرنیکو	مٹی سے مسح کرنیکو
۱۹	۴	قران ہے	قران سے	۵۵	۵	محترم کسی سے	محترم سے
۲۳	۳	کہتے نہے	کہتے تہے	۵۵	۱۰	سے	ہے
۲۵	۱۳	ماتم مین سے	نم مین سے	۶۸	۱۶	جہلکر	جہکر
۲۶	۱	اوتا کسی	اور تا کسی	۶۸	۲۱	بیسا	جیسا
۳۰	۲۱	مور	صور	۶۹	۱۷	سلوم	سلام
۳۱	۶	مہینے	منی	۷۳	۱۴	ڈانون	دونون
۳۱	۸	سور	صور	۷۵	۱۹	کہڑے	کہڑے کرے
۳۴	۴	حاتمہ	خاتمہ	۷۹	۴	یا عضو سے ہو	یا تین عضو سے ہو
۳۴	۱۸	حطا	خطا	۷۹	۱۲	ہنورا اما	ہنوز امام
۳۴	۳	پرند	پر	۸۰	۵	یا توڑے	یا نہ توڑے
۳۵	۱۶	جو	جو	۸۳	۳	کا کرنا چاہا	کا کرنا نہ چاہا
۳۶	۱۶	سط	سے	۹۲	۷	گر	گر
۳۷	۶	تو کا	کا تو	۹۸	۳	لو	کو
۳۷	۱۰	دہو جائے	ہو جائے	۱۰۰	۱	علا	علا
۳۸	۱۴	لاتے	لائے	۱۰۰	۲۰	سے	ہے
۴۱	۵	عصر	عطر	۱۰۱	۴	ہوا	نہو
۴۲	۲	مال	بال	۱۰۱	۵	ہو	نہو
۴۵	۲	.	یا کپڑا ہوا	۱۰۴	۱۶	ہشیار	ہشیار
۴۶	۲	واجب ہے	واجب نہین	۱۱۳	۱۹	ملا	بلا
۴۶	۲	تا	.	۱۱۴	۱۶	اب بہی	تب بہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۰	۱۴	کہوکے	لہوکے
۱۲۵	۱	ہونا	سونا
۱۲۵	۵	پہر	پہہ
۱۲۶	۱۴	گذرنے	گذرنے
۱۲۷	۹	ناکور	مذکور
۱۳۲	۲	مالدارسا	مالدارسا ہو
۱۳۲	۱۹	اورعام	اورعامل
۱۳۳	۱۲	ہے	سے
۱۳۷	۳	کفار	کفارہ
۱۴۷	۳	بیقاعدہ	بیفائدہ
۱۵۰	۱۶	و تکبیر	و تکبر
۱۶۱	۲۱	مسجد قدیم	مسجد جدید
۱۶۶	۱۱	خصاب	قصاب
۱۷۱	۱	کُد	لَہ
۱۷۳	۶	لاکی	لالی
۱۷۵	۱۴	کر	کرنا
۱۷۵	۲۱	فنل	قتل
۱۷۶	۸	یاموسیٰ	نامو سیٰ
۱۷۸	۱۶	بیگانیوالے نون کے	بیگانون کے
۱۷۸	۱۸	کچھ نسب	جو کچھ نسب
۱۸۴	۳	داخل نہیں	دخل نہیں
۱۸۷	۲	فرمایا کیا	فرمایا گیا
۱۹۹	۱۳	آپ لے	آپ کرے
۲۰۱	۱	اورہنوز ہمستر کرین	کہ ہمستر کرین
۲۰۷	۱۷	گہڑ	گہڑی
۲۰۸	۷	دودپلائی	دودھ پلانیوالی
۲۱۲	۲۰	تحقیقت	حقیقت
۲۱۵	۱	اگر کہلا	اگر کہا
۲۲۱	۵	مطالبہ کرنے	مطالبہ کرے
۲۲۱	۱۷	لازم ہو	لازم نہوا
۲۲۲	۱۲	اسلام لو	اسلام کو
۲۲۳	۱۴	چل چکے	چل سکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۶	۳	دویا چند مشتری	دویا چند شریک
۲۲۶	۳۰	جانی	
۲۲۷	۲	توو کیل	توکیل
۲۲۹	۱۷	ناج	نرخ
۲۳۰	۸	وصل	وصول
۲۳۲	۶	نہوگا	ہوگا
۲۳۳	۴	چہیے	چاہیے
۲۳۵	۱۱	بیدار ہوکر	بیدار رہوکر
۲۳۸	۱۹	اوامی	اوامی
۲۴۱	۱۴	نکالا	نکلا
۲۵۴	۸	عصیہ داوان	عصیہ داران
۲۵۵	۵	کئے گئے محجوب	کئے گئے کو محجوب
۲۵۶	۴	ونیز پڑ پورے سے	ونیز پڑ پورہ سے
۲۵۷	۱۳	بت کے	میت کے
۲۵۷	۱۳	حقیقت	حقیت
۲۶۱	۸	۱۶ اور ۸ تک	۶ اور ۹ تک
۲۷۳	۳	وسوار	دشوار
۲۷۳	۹	درج ہے	رواج ہے
۲۷۳	۱۷	ما میسر	نا میسر
۲۷۳	۱۸	مبادا جب ہے	دنیا واجب ہے
۲۷۶	۱۹	فریض	فرایض
۲۸۰	۱۳	جیسر	جبر
۲۸۰	۱۸	بڑہاتے ہین	پڑجاتے ہین
۲۸۱	۴	رسالت شک گئے	رسالت مین شک کئے
۲۸۱	۱۰	سجدہ کرتے	سجدہ کرے
۲۸۱	۱۴	کفار کے بن مغلوب	کفار کے ملک مین مغلوب
۲۸۴	۱۶	یا نذر کرکے	یا نذر کرکے
۲۹۲	۳۰	لے	کئے
۲۹۴	۵	بجانفشانی	بجانفشانی
۲۹۷	۸	احلاق	اخلاق
۲۹۷	۱۴	انلی	انکی

اعلان

منجانب طبع کنندۂ کتاب ہذا۔ شائقین پہلوانان دین کے خدمات مین عرض کیجاتی ہے کہ یہہ کتاب مذکورالصدر کو حضرت مولف صاحب قبلہ نے حق تصنیف اس احقر کو عنایت و بخشش فرمائے ہین تو مین نے واسطے افادۂ عام کے ایسے درنایاب کو بضمانت و ذریعہ و استصواب حضرت مولف صاحب قبلہ و نیز فرزند مولف کے زرکثیر نکالکر چھپوایا اور اکثر نسخون کی قیمت بحساب فیجلد دو روپیہ پیشگی وصول پاچکے اب جسقدر نسخہ باقی ہین بالفعل بطور رعایت فی جلد تین روپیہ حالی مقرر کئے گئے۔ اور بیرون ممالک محروسہ والون سے فی جلد تین روپیہ کلدار لئے جائین گے۔ اور نیز محصول ڈاک بذمہ مشتری ہوگا۔ پس جن حضرات کو ان بقایا کتاب نایاب کی درکار ہے تو بارسال قیمت بکارخانۂ صحافی جناب غلام قطب الدین احمد صاحب واقع چہتہ بازار حیدرآباد دکن سیدھے جانب کے پانچوین دوکان سے ملسکتے ہین طلب فرماوین و نیز سکونت گاہ ہنمنتہر محلہ جلال کوچہ روبروے آبدارخانہ ابن صاحب سے بھی میسر ہوسکتے ہین منگوائین ورنہ بعد فروخت ہوجانے کے پچتاؤگے اور جب یہہ درنے بہاہاتہہ سے جائینگی تو ہاتہہ ملکر رہجاؤگے اور افسوس کرنا ہوگا۔

المشتہر

عبداللہ بن احمد بن عامر زید

اطلاع ضروری

چونکہ اس کتاب نایاب کی تالیف وچھپوائی مین بڑی محنت ومشقت اٹھائی گئی علاوہ زر خطیر ومبلغ کثیر اس ابواب مین خرچ ہوے ہین اسلئے موافق قانون ضابطہ نظام سرکار عالی کے داخل رجسٹری ہوچکی ہے لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت حضرت مولف صاحب قبلہ ونیز مہتمم شہر کے چھاپنے یا چھپوانیکا قصد نفرماوین تا نفع قلیل کیلئے نقصان کثیر نہ اٹھانے پائے فقط

المہتمم

عبداللہ بن احمد بن عامر زید